انوارِ قمر

مؤلفہ

سیّد صغیر حسن تقوی الرضوی القتمی
(دانشمند) امروہہ

*

ناشر: سیّد صغیر حسن تقوی
* ۲۲/۷ ۲۰ فیڈرل بی ایریا ۔ کراچی (پاکستان) *

سلام اللہ علی اہل قم و رحمۃ اللہ علی اہل قم

انوارِ قم

یعنی

"اذکارِ ساداتِ نقوی الرضوی القمی" (۱۳۸۸)

مؤلفہ

سید صغیر حسن نقوی الرضوی
(دانشمند) امروہہ

(۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء)

قیمت از ساجان فوٹو ۲۰۰
عمومی قیمت ۱۵/-

جاوید پریس کراچی

انتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو اپنے برادر معظم سید ضمیر الحسن صاحب مرحوم کے نام پر معنون کرتا ہوں جن کی بے پایاں شفقت اور تربیت کے نتیجے میں تحفظ نسب و نجابت خاندانی کا جذبہ بیدار رہا اور چند سطریں لکھنے کی استعداد بھی پیدا ہوئی۔

سیّد صغیر حسن

فہرست

خداوند کریم بطفیل آئمہ معصومین علیہم السلام جزائے خیر دے اور غریق رحمت کرے اُن مؤلفین و ناسبین ماسلف کو جنہوں نے ہمارے اجداد کرام و آبائے عظام کے حالات ہم تک پہنچا کر ہمیں متشکر کیا۔ اور ان کی کتب سے ہم فیضیاب ہوتے (۱) کتاب زیدیہ قلمی مؤلفہ و محررۂ جد محترم مولوی سید اکبر حسین صاحب مرحوم عبرتؔ دانشمند تقوی رضوی امروہوی سنہ ۱۲۹۰ھ، سنہ ۱۸۷۳ء (۲) اردو ترجمہ زیدیہ وابزادی از حکیم سید حیدر مہدی صاحب دانشمند تقوی رضوی امروہوی سنہ ۱۳۵۰ھ، سنہ ۱۹۳۱ء (۳) کتاب شجرات سادات امروہہ از مولوی سید بشیر حسن صاحب تقوی امروہوی سنہ ۱۳۸۳ھ، سنہ ۱۹۶۳ء (۴) تواریخ واسطیہ از منشی سید رحیم بخش صاحب تقوی امروہوی سنہ ۱۳۲۲ھ، سنہ ۱۹۰۴ء (۵) ثمرات القدس۔ (۶) مقاصد العارفین (۷) اسراریہ کا وہ حصہ جس میں سادات امروہہ کا ذکر ہے (۸) کتاب شجرات طیبات مؤلفہ سید ظہور الحسین صاحب فروغ سیتاپوری تقوی رضوی سنہ ۱۳۳۴ھ، سنہ ۱۹۱۶ء (۹) حیات جاوید مؤلفہ خواجہ الطاف حسین حالیؔ پانی پتی سنہ ۱۳۱۹ھ، سنہ ۱۹۰۱ء (۱۰) خطبات احمدیہ مؤلفہ سر سید احمد خاں تقوی رضوی دہلوی بانی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سنہ ۱۲۸۷ھ، سنہ ۱۸۷۰ء (۱۱) تاریخ گلزار شمس تبریز مطبوعہ کتب خانہ حیدری ملتان سنہ ۱۳۰۰ھ، سنہ ۱۸۸۳ء (۱۲) کتاب زیدیہ سید احمد صاحب تقوی رضوی زیدپوری سنہ ۱۰۴۹ھ، سنہ ۱۶۳۹ء (۱۳) تحریر قلمی محب اللہ تقوی رضوی کراروی سنہ ۱۱۸۵ھ، سنہ ۱۷۷۱ء (۱۴) تحریر قلمی سید محمد علی صاحب تقوی رضوی کراروی سنہ ۱۱۸۶ھ، سنہ ۱۷۷۲ء (۱۵) عواقب عبد اللہی از حکیم سید محمد تقی صاحب تقوی رضوی سیتاپوری سنہ ۱۲۲۶ھ، سنہ ۱۸۱۱ء (۱۶) انساب الزیدیہ مؤلفہ حکیم سید مظہر مہدی صاحب تقوی رضوی زیدپوری۔ سنہ ۱۲۵۷ھ، سنہ ۱۸۴۱ء (۱۷) تحریر قلمی سید حامد حسین صاحب تقوی رضوی کراروی سنہ ۱۲۷۱ھ، سنہ ۱۸۵۴ء (۱۸) کتاب زیدیہ ثانیہ نسابۂ رضویہ مؤلفہ سید نثار حسین صاحب تقوی رضوی زیدپوری سنہ ۱۲۸۰ھ، سنہ ۱۸۶۴ء (۱۹) کتاب زیدیہ مؤلفہ سید علی ضامن صاحب تقوی رضوی زیدپوری سنہ ۱۲۸۰ھ، سنہ ۱۸۶۳ء (۲۰) کتاب بدر مشعشع الحاج مرزا حسین النوری سنہ ۱۳۰۸ھ، سنہ ۱۸۹۰ء (۲۱) تحفۃ الانساب سید محمد جرگابین سنہ ۱۳۱۸ھ، سنہ ۱۹۰۰ء (۲۲) کتاب زیدیہ میر ضامن حسین صاحب تقوی رضوی زیدپوری سنہ ۱۳۱۹ھ، سنہ ۱۹۰۱ء (۲۳) شجرات سادات کراری مؤلفہ سید ریاض حسین صاحب تقوی رضوی کراروی سنہ ۱۳۴۶ھ، سنہ ۱۹۲۷ء (۲۴) عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۱۸۶ (۲۵) سیادت السادۃ از آقائی سید ابو القاسم اعلی اللہ مقامہ (۲۶) لطائف اشرفی مؤلفہ سید اشرف جہانگیری سمنانی (۲۷) تاریخ قم سادات رضوی (۲۸) کنز الانساب معروف بحر الانساب مؤلفہ سید مرتضیٰ الملقب علم الہدیٰ سنہ ۱۳۱۶ھ، سنہ ۱۸۹۸ء (۲۹) سفرنامۂ برنیر عہد شاہجہان ترجمہ خلیفہ محمد حسین صاحب میر منشی ریاست پٹیالہ (۳۰) سوال و جواب حجۃ الاسلام آقائی مرزا محمد حسن اعلی اللہ مقامہ (۳۱) تحریر قلمی سید منظور حسین صاحب ابن سید حسن علی صاحب تقوی رضوی کراروی (۳۲) تحریر قلمی سید سردار مہدی صاحب تقوی الرضوی زائر خادم علی الرضا علیہ السلام زیدپوری (۳۳) تحریر قلمی سید محمد باقر صاحب تقوی رضوی باسٹوی پرنسپل گورنمنٹ کالج بہاولپور۔ (۳۴) منتہی الآمال از حجۃ الاسلام حاجی شیخ عباس قمی۔ ارشاد ص ۲۵۶ / ۲۴۵ وسیلۃ النجات ص ۳۵۶۔ نور الابصار ص ۳۰۳۔ بحار الانوار ص ۹۶۔ بہشت شرق مؤلفہ حسین ابن علی اکبر مطبوعہ مشہد مقدس سنہ ۱۳۴۱ھ۔ تاریخ معصومین بحوالہ بہشت شرق ایرانی و تاریخ آئمہ از مولانا سید علی حیدر صاحب کھجوہ بہار ص ۲ سنہ ۱۳۵۶ھ۔ اعلام الوریٰ ص ۱۹۹۔
تحریر سید ق۔ نظام التواریخ۔ منتخب التواریخ صفحہ ۱۔ ۲۱۔ ۵۲۰۔ ۸۴

سادات بہادر پور

سید حامد حسین صاحب سلمہٗ ابن سید علی حسین صاحب نقوی بہادر پوری لائق مدح و ستائش ہیں کہ ان کو ہر آن تحفظِ نسب کی فکر دامن گیر ہے۔ قبل ازیں اس کتاب انوارِ قُم میں بہادر پور کا جتنا بھی ذکر ہے وہ ان ہی کی کد و کاوش کا نتیجہ ہے (کاش پورے خاندان کو ایسی ہی لگن ہوتی) اور پھر آج ۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو سادات بہادر پور کے مزید کوائف شمولیت کتاب کے لئے بعد از وقت بھیجے ہیں جبکہ کتاب طبع ہو کر جلد ساز کے پاس پہونچ چکی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ کوائف بھی کتاب میں شامل کر سکوں۔

سید صغیر حسن نقوی مولف کتاب انوارِ قُم

قصبہ بہادر پور ہندوستان میں سادات کی مشہور بستی شہر الور سے دس میل جانب شمال اور دار السلطنت دہلی سے تقریباً سو میل جانب جنوب واقع ہے۔ جبکہ تلوّل دہلی سے ۴۰ میل ضلع گوڑگاؤں پنجاب کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں یہ قصبہ مستقر الملک اکبر آباد (آگرہ) کے زیر تحت تھا

چونکہ بفضلِ ایزدی سادات زید پور زمانۂ قدیم سے صاحبانِ عزّ و وقار اور ملازمت شاہان وقت سے ہمکنار تھے لہٰذا ان ہی روابط و ضوابط کی بنا پر اکثر سادات زید پور پایۂ تخت شاہان وقت کے گرد و نواح مثل۔ تلوّل۔ بہادر پور۔ الور۔ سوہنہ وغیرہ میں آکر قیام پذیر ہوتے رہے۔ اسی نواح میں سفیدون عظیم الشان جنگل بھی تھا جو شاہی شکار گاہ تھی۔ اور سادات کرام کو عبادت و ریاضت کے سوا تیغ بھی حاصل تھے۔ نیز اکثر سادات زید پور کو اسی نواح میں بڑی بڑی جاگیریں اور منصب بھی ملے ہوئے تھے۔ تب انہوں نے اس نواح کو ہی اپنا مستقل مسکن قرار دے لیا۔ ازاں جملہ سید شمس الدین ابن سید خاں صوفی (ابن سید فتح اللہ ابن سید مبارک ابن سید صدر الدین ابن سید کمال الدین عرف چھجّو ابن سید بدر الدین ابن سید تاج الدین شہید ابن سید یحییٰ ابن سید عبد العزیز ابن سید ابراہیم ابن سید محمود ابن سید نیا ابن سید عبد اللہ بانئے زید پور ضلع بارہ بنکی اودھ) زید پور سے روانہ ہو کر مشاہد آئمۂ اکرام اور ملک ایران۔ سبزوار۔ جاجرم۔ قم۔ نیشاپور مشہد مقدس ہوتے ہوئے مقام تلوّل (جو دہلی سے ۴۰ میل جنوب کو ہے) میں آکر مقیم ہو گئے۔ ان کے تین فرزند تھے۔ سید حسام الدین۔ سید بہاء الدین۔ سید نظام الدین۔ آپ نے تلوّل میں ہی وفات پائی وہیں دفن ہوئے (سید حسام الدین کے پسر سید اسحاق۔ ان کے پسر سید اسمٰعیل ان کے فرزند سید داؤد ان کے فرزند سید عنبر علی ان کے پسر سید بہاء الدین ان کے فرزند دیوان سید نصر اللہ ان کے پسر دیوان سید مبارز علی ان کے پسر سید محمد ان کے پسر دیوان سید گلزار علی ان کے فرزند) دیوان سید عماد الدین زید پوری۔ یہ سرکار رسالتؐ پناہ سے اڑتیسویں پشت پر ہیں جو بہادر پور میں آکر مقیم ہوئے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ ۱۔ سید بازید۔ ۲۔ سید کمال ۳۔ سید حسن۔ ۴۔ سید نظام۔ تمامی سادات بہادر پور ان چار صاحبان کی اولاد ہیں۔ سید بازید کے پسر سید افشان۔ ان کے پسر سید صفی ہوئے (جو بعہد اورنگ زیب عالمگیر ملازم شاہ تھے۔ اور بڑے جاگیر دار تھے۔) ان کے فرزند سید خان جہاں سعد خان محمد تھے۔ جن کا دربار شاہی میں بڑا اعزاز و اکرام تھا۔ اور آپ سفیدون کے جنگل کے میر شکار بھی تھے۔ پنجہزاری

منصبدار تھے۔ بہت ہی فرامین موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بعہد جہاں دار شاہ بادشاہ سنہ احد جلوس (۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء) پانچ پرگنات کی جاگیر بحال و منتقل ہوئی تھی۔ پرگنہ بہادر پور ایک لاکھ بیس ہزار دام (۱،۲۰،۰۰۰)۔ پرگنہ نوگانواں بیس ہزار دام (۲۰،۰۰۰)۔ پرگنہ مالپہ ترانوے ہزار پانسو دام (۹۳،۵۰۰)۔ پرگنہ سنڈ اور چون ہزار دام (۵۴،۰۰۰)۔ پرگنہ ڈوسکر سینتر ہزار دام (۷۷،۰۰۰)۔ جملہ تین لاکھ چونسٹھ ہزار پانچ صد دام (۳،۶۴،۵۰۰)۔ سید خاں محمد صاحب کی وفات کے بعد تین فرزند باقی رہے (۱) سید رحیم (۲) سید روح اللہ (۳) سید فیض اللہ۔ جبکہ سید رحیم طرف دار میر شکار مقرر ہوئے۔ اور تمام جاگیر وراثتاً ان کو ملی۔ علاوہ ازیں بعہد محمد شاہ بادشاہ سنہ ۳ جلوس (۱۱۳۲ھ) پرگنہ ترانہ میں سینتیس ہزار دام کی جاگیر ۲۹ جمادی الاول سنہ ۵ جلوس (۱۱۳۵ھ) کو اور پرگنہ بھرور میں چون ہزار دام (۵۴،۰۰۰) کی جاگیر ملی۔ سید روح اللہ بھی بڑے جاگیردار تھے۔ ۴ جمادی الاول ۱۱۳۳ھ کو ان کو بھی جاگیر ملی تھی۔ یہ بڑے مخیر و سیر چشم اولوالعزم جاگیردار تھے۔ اکثر کار خیر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے دہلی کے قریب ایک سرائے بنوائی تھی جو آج بھی سرائے روح اللہ کے نام سے دہلی کے پاس مشہور ریلوے اسٹیشن موجود ہے۔

سید رحیم بہت صاحب مال و دولت و عظمت و اقبال تھے۔ ہاتھی خانہ، گھوڑوں کا رسالہ اور دو عالیشان محل تعمیر کرائے تھے۔ ان کے پسر سید علی محمد ہوئے جن کو دربار شاہی سے پانچ گاؤں ۱۔ قصبہ بہادر پور ۲۔ موضع دیرہ کھیڑہ ۳۔ موضع شفیع پور ۴۔ موضع مونڈیا کھیڑہ ۵۔ موضع بیلوہ جاگیر میں ملے ہوئے تھے۔ اس جاگیر پر راؤ پرتاپ سنگھ نے قبضہ کرنا چاہا تو بذریعہ فرمان شاہ عالم بادشاہ ۷ رشوال سنہ ۱۵ جلوس (۱۱۸۰ھ) بحق سید علی محمد واگذاشت ہوئی۔

جب سلطنت مغلیہ پر زوال آیا اور جا بجا بغاوتیں ہونے لگیں تو بھرت پور کے جاٹ باغیوں نے اپنے توپخانے کے ساتھ بہادر پور میں سادات کے محلات پر گولہ باری کر کے ایک محل کو مسمار اور برباد کر دیا۔ اور بہت سے سید مارے گئے۔ ہاتھی گھوڑے مال و اسباب جو ہاتھ لگا لوٹ لیا۔ کچھ عرصہ بعد راؤ ماچھری نے طاقت پکڑ لی اور ریاست الور کی بنیاد ڈالی تو انہوں نے سادات کے تمام مواضعات جاگیر ریاست الور میں شامل کر لئے۔ سادات کے پاس فقط زمینداریاں باقی رہ گئی تھیں۔ جب ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک ہوئی تو تمام سادات بہادر پور ہزار قتل و غارت کی مصیبت و تکلیف اٹھا کر پاکستان آ کر جا بجا آباد ہو گئے۔ پاکستان میں جائداد کا معاوضہ بصورت اراضیات وغیرہ ملا ہے اور پاکستان میں بہ آرام و سکون اور بعزت و آبرو مقیم ہیں۔ اس وقت بہادر پور میں سادات کوئی فرد بھی باقی نہیں ہے۔

سید حاکم حسین نقوی بہادر پور، الور

شجرہ نسب سادات بہادرپور

سید البشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) امیرالمومنین امام المتقین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام
زوج بتول عذرا حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
بنت سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام
(۳) حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام
(۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
(۶) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
(۷) حضرت امام علی رضا علیہ السلام
(۸) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
(۹) ابوجعفر موسیٰ مبرقع
(۱۰) ابوالمکارم سید احمد
(۱۱) سید محمد اعرج
(۱۲) سید احمد نقیب القم
(۱۳) سید یعقوب
(۱۴) سید عبداللہ زر بخش وارد زید پور
(۱۵) سید زید
(۱۶) سید محمود
(۱۷) سید ابراہیم
(۱۸) سید عبدالعزیز — سید عثمان
سید سلیمان — سید یوسف
(۱۹) سید زید ثانی. میاں بختی - سید احمد - سید ابراہیم - سید محمود
(۲۰) قطب الاقطاب سید تاج الدین شہید - میران سید یعقوب
(۲۱) سید بدرالدین
(۲۲) سید کمال الدین عرف بڈھ حکیم
(۲۳) سید صدرالدین

(۲۴) سید مبارک
(۲۵) سید فتح اللہ
(۲۶) سید خان صوفی
(۲۷) سید شمس الدین وارد مقام بہلول جانب غرب از دہلی ۳۸ میل
(۲۸) سید حسام الدین
(۲۹) سید اسحاق
(۳۰) سید اسمٰعیل
(۳۱) سید داؤد
(۳۲) سید عنبر علی
(۳۳) سید بہاء الدین
(۳۴) دیوان سید نصراللہ سردار
(۳۵) دیوان سید مبارز علی
(۳۶) سید محمد عرف بڑے
(۳۷) دیوان سید گلزار علی
(۳۸) دیوان سید عمادالدین وارد بہادرپور
(۳۹) سید بایزید — سید کمال — سید حسن — سید نظام
(۴۰) سید افشاں - سید ولی - سید صادق - سید ابو - سید شفیع
(۴۱) سید صفی
(۴۲) خان جہاں سید خان محمد
(۴۳) سید رحیم - سید روح اللہ لاوارث - سید فیض اللہ - سید شمس الدین
(۴۴) سید علی محمد
(۴۵) سید مہابت علی
(۴۶) سید الٰہی بخش
سید سلطان علی — سید احسان علی — سید محمد شفیع — سید محمد علی

۴۶ سید الٰہی بخش ابن سید مہابت علی ابن سید علی محمد ابن سید رحیم ابن خان جہاں خاں سید خان محمد

۴۷ سید سلطان علی خلف اکبر | ۴۷ سید حسان علی پسر دوم

۴۸ سید علی حسین | ۴۸ سید محسن علی | ۴۸ سید نثار علی | سید مومن علی

۴۹ سید حامد حسین | ۴۹ سید محمد صالح زوار | ۴۹ سید تصدق حسین | سید امداد علی

سید محمد یونس | ۵۰ سید مجاہد حسین | سید شاہد حسین | سید تنویر عباس | سید شرافت حسین | سید ظل حسین | سید طاہر حسین

سید محمد سعید | سید شاہد حسین | سید سلیم رضا | سید نسیم رضا | سید عاصم رضا | ۵۱ | سید قمر عباس | سید ارشد حسین | سید اشرف حسین | سید محمد علی | سید محسن رضا | سید حسن رضا

۴۷ سید محمد شفیع پسر سوئم سید الٰہی بخش ۴۷

۴۸ سید آغا سعید | ۴۸ سید شریف حسین | ۴۸ سید اصغر حسین | سید زین العباد | سید وصی علی | سید مسلم حسین

سید غازی عباس | سید حیدر عباس | سید شہنشاہ عباس | سید قربان حسین | سید احمد حسین | سید ذوالفقار حسین | سید رضا حسین | سید لیاقت حسین | سید کوثر حسین | ۴۹ | سید مبارک حسین | سید عارف حسین

۵۰ سید شبیہ حسین | ۵۰ سید آفتاب حسین | سید شمیم حسین

۴۷ سید محمد علی پسر چہارم سید الٰہی بخش

سید ابن علی | سید شبیر حسین | سید عترت حسین | ۴۸ سید شریف حسین | ۴۸ سید مصطفےٰ علی

سید علی محمد ۵۰ | ۴۹ سید علی عباس | سید آل محمد | سید فصیح حیدر | ۴۹ سید ذکی حیدر | سید علی حیدر | سید قاسم حسین

۵۰ سید سجاد حیدر | سید حسنین حیدر | سید نسیم حیدر | سید شمیم حیدر | سید صمیم حیدر | سید نعیم حیدر ۵۰

متعلق شجرہ نسب سادات بہادر پور
۳۹ سید کمال ابن سید عماد الدین
۴۱ سید معظم
سید محمد ماہ
۴۲ سید علی مراد عرف علی مردان
سید اعظم
۴۳ سید فتح اللہ
۴۴ سید مرتضیٰ
سید محمد درویش
۴۵ سید غلام شاہ
سید میر علی
۴۶ سید غلام حیدر
سید غلام رسول
سید عنایت رسول
۴۷ سید اکبر علی
سید حسن علی
سید جیون علی
۴۸ سید مقبول حسین
سید تفضل حسین
سید مرتضیٰ حسین
سید موسیٰ کاظم لاولد
۴۹ سید آغا حسین
سید مصطفیٰ حسین زوار
سید یوسف حسین
۵۱ سید غضنفر حسین قمر
سید شاہد حسین
سید حسن عباس لاولد
سید مظہر عباس لاولد
سید علی احمد زوار
سید علی عباس
سید محمد محسن
سید عابد حسین
سید تقی حیدر
سید ناصر عباس
سید وزیر علی
سید محمد حیدر
سید ولی اللہ و سید علی مردان ابنائے سید رحیم ابن خان جہان
سید خان محمد ابن سید صفی، ابن سید افشان ابن سید بایزید ۳۹
۴۴ سید ولی اللہ
۴۵ سید ولایت علی
سید عالم علی
سید صاحب علی
۴۶ سید حرمت علی
سید بشارت علی
سید نادر علی
۴۷ سید ابراہیم
سید محمد حسین
سید منیر حسین
۴۸ سید عباس علی
۴۹ سید حمید حسین
سید یاور حسین لاولد
۵۰ سید سلطان عباس
سید محمد عباس
سید ہاشم رضا
سید علی مردان
سید فضل علی
سید کرامت علی
صرف ایک دختر رہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
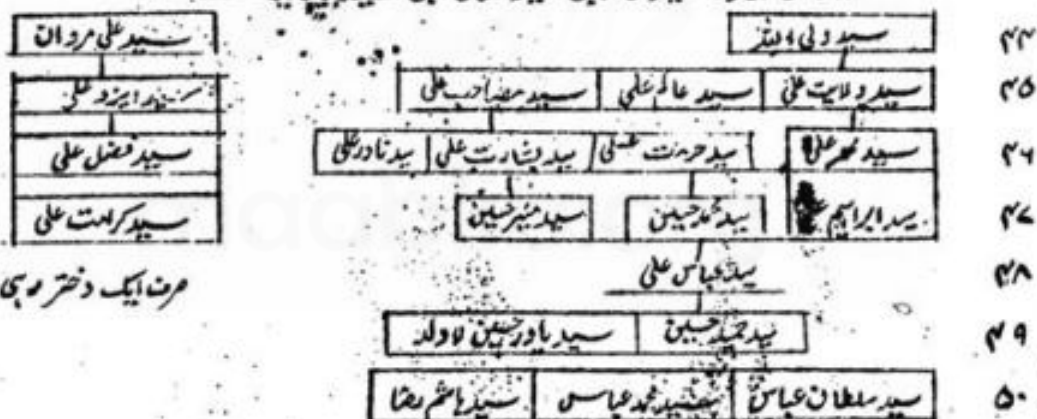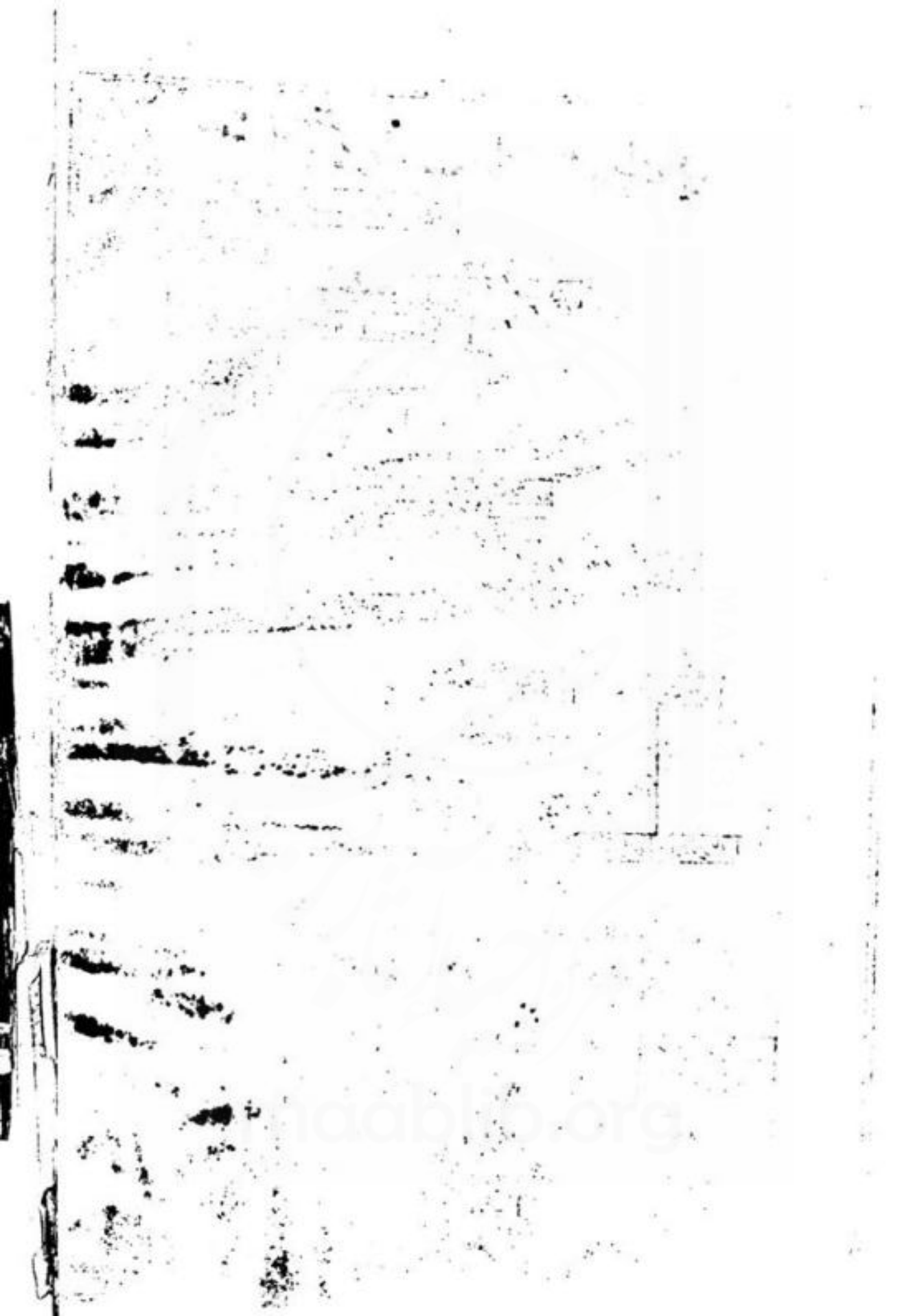
مقدمہ

از جناب مولانا سید علی کاظم صاحب ایڈووکیٹ

حسب ونسب کے الفاظ گفتگو اور تحریر میں عام طور پر اسی ترتیب سے بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ حسب سے مراد ایک فرد کی اور اس کے آباء کی وہ شان ہے جس میں ان کی ذاتی سعی کو دخل رہا ہے۔ نسب سے اس کے آباؤ اجداد کے سلسلے کا ذکر مذکور مراد ہے۔ لہٰذا کسی شخص کے اخلاق و کردار کا اندازہ لینا ہو اور سوسائٹی میں اس کے مقام اور درجہ کا تعین مقصود ہو۔ اس کا کھرا کھوٹا پرکھنا ہو تو دونوں ہی پہلو لازماً زیر نظر آتے ہیں اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ بظاہر جیسا کچھ بھی ایک شخص ہے اس کا خاندانی پس منظر کیا ہے اگر پس منظر یعنی آباؤ اجداد کے حالات بھی مستحسن رہے ہیں اور وہ خود بھی محامد اخلاق رکھتا ہے تو ان محامد کو اس کا شعار خاندانی سمجھ کر اس کے بارے میں مزید اطمینان اور وثوق پیدا ہو جاتا ہے ورنہ معاملہ ذرا مبہم اور غیر تشفی بخش رہ جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ اچھوں کے ہمیشہ اچھے اور بروں کے ہمیشہ برے ہی ہوتے ہیں اولاد پر جہاں نسب کے اثرات ہوتے ہیں وہاں ماحول اور تربیت کے بھی نمایاں اثرات ہوتے ہیں۔ نسب کے اثرات کا معاملہ بھی بالکل سیدھا سادا اور ریاضی کے کلیوں کی طرح یقینی اور بے کم و کاست نہیں ہوتا۔ بشتہا پشت پدری و مادری میں جن جن کی ایک فرد اولاد میں ہے ان ہر ایک کے خصائل عادات و میلانات رجحانات، پسند و ناپسند ہر اچھی اور بری توانائیاں کم و بیش اس پر تسلط رکھتی ہیں۔ یہ بات شاید ماہر ترین اہل علم و دانش کی سمجھ میں بھی نہیں آئی ہے کہ کون کون سی کیفیات اور خصائل کس ترتیب اور قاعدے سے مابعد نسلوں کو وراثت میں ملتے ہیں اور ملا کئے ہیں۔ ربع مسکون پر بسنے والوں کو بعض دانشوروں نے آریائی اور سامی نسلوں میں تقسیم کر کے انکی جداگانہ خصوصیات کی نشاندہی کی کوششیں کی ہیں لیکن اگر اس تقسیم کو کچھ وزن دیا بھی جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مختلف نسلوں کے درمیان رشتہ ہائے ازدواج کے نتائج میں جو ہزاروں سال سے ہوتے آئے ہیں کیا نتائج اب تک برآمد ہوتے رہے بعض کے نزدیک ایسے ازدواجی تعلق سے "زن و شوہر کی خصوصیات اخلاقی میں علم ریاضی کی اصطلاح میں عمل جمع کے بجائے عمل ضرب کی شان پیدا ہوتی ہے بلکہ جتنا زیادہ نسلی وجغرافیائی فرق جانبین میں ہوگا اتنی ہی شدت سے بعض خصائل کا اولاد میں ظہور ہوگا۔ نتیجتاً یہ سارا معاملہ مبہم سے مبہم تر بلکہ پراسرار ہو کر رہ گیا ہے۔ بایں ہمہ توارث اوصاف وخصائل سے بیک قلم انکار کر دینا مشاہدات انسانی کے خلاف ہے۔ والدین اور قریب ترین اہل خاندان سے شکل و صورت اور قد و قامت کی مشابہت تو روز مرہ کے مشاہدے کی چیز ہیں۔ بعض اوقات چچا اور کبھی ماموں سے صریحی اور حیران کن مشابہت سے شکوک اور شبہات پیدا ہوئے اور قدیم عرب کے کاہنوں اور ماہر قیافہ شناسوں نے اپنے طولانی مدت کے تجربوں اور مشاہدوں کا نتیجہ ایک کلیے کے طور پر ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ :-

الولد الحلال یشبہ بالعم و الخال (حلال زادہ اپنے چچا اور ماموں سے مشابہت رکھتا ہے)۔ پھر طبعی رجحانات اور میلانات میں مشابہت و توارث نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ قدیم کہاوت ہے اور مشاہدے کے مطابق ہے کہ ماں پر پوت، پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا البتہ یہ امر دیگر ہے کہ کسی ایک فرد کے بارے میں عوامل ارث کا کوئی یقینی گراف تیار نہ ہو سکتا ہو اور کوئی حتمی یا ظنی پیشین گوئی نہ کی جا سکتی ہو لیکن کسی شخص کا نسل کی اہمیت سے اور نتیجتاً توارث خصائل سے کلیتاً انکار کر دینا اور ایک تبصرہ نگار صاحب کا یہ کہہ اٹھنا کہ

"ہر چند میری نظر سے کوئی ایسی دلیل اب تک نہیں گذری جس سے نسل کی بنیادی اصلیت کا کوئی سائنسی جواز ثابت ہو سکتا ہو۔

"اینتھروپالوجی۔ سوشیالوجی اور حیاتیات کی تازہ تحقیقات کے بعد نسل کی برتری یا اہمیت کا نظریہ سرے سے ٹوٹ گیا ہے۔"

(کتاب شجرات سادات امروہہ صفحہ ۱۶۶)

نسل کی بنیادی اصلیت کا کوئی سائنسی جواز ثابت ہو سکتا ہو تو کے الفاظ سے کچھ معقول معنی پیدا ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں لیکن سطور بالا سے علمی سوء ہضم اور ادعائے تبحر کی کیفیات تو بالکل عیاں ہیں۔ "نسل کی برتری یا اہمیت کا نظریہ سرے سے ٹوٹ گیا ہے" تو خیر اگر سچ مچ سرے سے ٹوٹ ہی گیا ہو تو ٹوٹ جانے دیجئے۔ یہ سلسلہ پھر کہیں سے جڑ جائے گا۔ تازہ تحقیقات، جب باسی ہو جائیں گی تو ما بعد تازہ تر تحقیقات سے نسل کی برتری و اہمیت نیز یکتی اور فردیت مانگی مسلم الثبوت حقیقت ہو جائے گی۔ ہمیں اس کی فکر نہیں ہے۔ یہ تو بنتی بگڑتی رہتی ہی ہیں۔ آئے دن بدلتے رہنے والے مادی نظریات کو جن پر کسی عہد میں خود مفکرین میں بھی کامل اتفاق رائے نہیں ہوتا اپنا مستمسک قرار دینے کے بجائے مسلمان نے اپنا نظریۂ حیات اور مسلک ایسے اٹل حقائق اور الہامی ارشادات نبوی کو قرار دیا ہے جو اس کے نزدیک مکمل حق ABSOLUTE TRUTH ہے۔

ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ ایک چیز ہے حسب اور ایک ہے نسب لیکن دونوں حیثیتوں میں اصل اہمیت حسب کو حاصل ہے نسب اکثر و بیشتر ممد و معاون ہوتا ہے اصلاح حسب میں، مقصود بالذات حسب ہی ہے۔ لہذا ہمیں فوقتاً فوقتاً بطور معارضہ سنانے اور یاد دلانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ارشاد ربانی: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ۰ رب العزت کا یہ کلام دنیا نے سادات ہی کے جد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سنکر یاد کیا ہے۔ یہ آواز سادات ہی کے جد نے پہلی مرتبہ اس دنیا کو سنائی تھی جو نہ صرف آزادوں غلاموں میں بٹی ہوئی تھی بلکہ ہر طرف کچھ طبقات نسلی تفاخر و امتیاز میں مست تھے۔ کرۂ ارض کی بیشتر آبادی مختصر مگر قابو یافتہ نسلی تفاخر و برتری کے مدعیوں کے ازحد شدید بہیمیت کے شکنجے میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس وقت صاحبان اقتدار اور مدعیان برتری کو اپنا تسلط خطرے میں نظر آیا اور وہ غم و غصے سے کانپ اٹھے۔ بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو جن بتوں کی پرستش کا جھگڑا تھا وہ خود قابو پائے ہوئے لوگ ہی تھے۔ پتھر کے بت تو محض علامتی حیثیت رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے اس آواز کو دبانے کی ٹھان لی تھی۔ کمزور اور نا طاقت روندی ہوئی انسانیت کو اس صدا میں ایک تازہ روح افزا اور صحت بخش ہوا کا جھونکا محسوس ہوا۔ انہیں اس جانفزا پیغام میں اپنی ہزاروں سال کے شکنجے سے رہائی کی امید بندھی اور انہوں نے اس آواز پر لبیک کہی۔ نظام توڑنے والے قابو یافتہ انسان مقابلے کے لئے اور اس آواز کو ہمیشہ کے لئے دبانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے تدابیر جنگ بڑے سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ اختیار کیں۔ کچھ لوگوں نے تو ظاہر بظاہر ہتھیار سنبھال لئے اور میدان میں آ گئے اور اسی کے ساتھ اپنا ایک قابل لحاظ اور بااثر حصہ پانچویں کالم کے طور پر رفتہ رفتہ اپنے دشمن کی صفوں میں پہنچانا شروع کیا۔ یہ وہی منافق تھے جن کی کیفیت قرآن کریم کے ایک پورے سورے میں بیان ہوئی اور علاوہ ازیں جا بجا قرآن اور احادیث رسول میں ان کی طرف اشارے ہوتے رہے۔ اللہ کے رسول کے سارے غزوات اور سریے اور پھر جنگ جمل و صفین کے معرکے اسی کشمکش کا مظہر ہیں۔ لہذا ہمارا دین ہم کو سکھانے کی کوشش کرنے والوں کو ایک لمحے کے لئے ٹھہر کر سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا سکھا رہے ہیں اور کسے سکھا رہے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ پیشانی پر شکنیں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ ہر ایسے لفظ سے جس سے کسی فرد کے نسل رسول الثقلین ہونے کا اظہار ہوتا ہو۔ اور چونکہ اس احساس کمتری کی جڑیں تاریخ اسلامی میں بہت گہرائی میں پہونچ چکی ہیں وہ اپنے ان جذبات کے اظہار کے لئے نہایت شاطرانہ زبان استعمال کرتے ہیں اور اس جال میں پھنسکر حضرت علیؑ و فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کے بعض افراد اپنی وسیع النظری اور آزاد خیالی کا تاثر دینے کے لئے اور اسے فیشن ایبل بات سمجھتے ہوئے ان کی آواز میں آواز ملا دیتے ہیں جس پر ان حلقوں میں ان کی تعریف کی جاتی ہے اور اسے سنکر ان کے کانوں میں رس پڑتا ہے یا اپنے نزدیک وہ کچھ خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

بے شک و شبہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اس آیۂ کریمہ کا مصداق اتم اور صحیح تفسیر کی تفہیم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ حضرت ختمی مرتبت رسول عالمین اور امام المتقین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کی مخصوص اولاد امجاد کی نسبتوں کو ذکر میں لا کر ان کی اولاد کو تقویٰ

اور پرہیزگاری کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے چونکایا جائے۔ ان اکرم واتقی ذوات مقدسہ ہی کی اولاد کے لئے اصطلاحاً کہیں لفظ "سید" کہیں "شریف" کہیں "شاہ" اور کہیں کہیں لفظ "میر" استعمال ہوتا ہے جن میں کا ہر لفظ احترام و شرف کا آئینہ دار ہے۔ یہ اولاد بنات خود سید زادگان بھی سید ہی لیکن شرعی احکام مثلاً غیر سید کی زکوٰۃ اور صدقے کا ان پر حرام ہونا۔ خمس میں ان کا حقدار ہونا رشتہ ہائے مصاہرت میں سید کا کفو غیر سید کا نہ ہونا۔ یہ امور ہیں جن میں اپنے اجداد طاہرین کے ساتھ یہ بھی شریک ہیں۔ اس نسب کی شرافت حقیقتاً محمد و آل محمد کا پرتو ہے جس پر ہر زمانے میں بد باطن اور کینہ فطرت لوگ حسد کرتے رہے فرزدق نے ہشام بن عبد الملک بن مروان اموی کو مخاطب کر کے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں کس قدر صحیح بات کہی تھی کہ الی مکارم ھذا ینتھی الکرم

(ترجمہ:۔ ان کے محامد اور بزرگیوں پر کرم کا خاتمہ ہے)

یعنی جسے کرم کہتے ہیں اس کی انتہائی منزل پر یہ ذات ستودہ صفات فائز ہے۔ ان انوار الٰہیہ کی اولاد کو یعنی سیدزادوں کو حقیقتاً یہ بات یاد دلا کر انکو غفلت سے چونکانا مقصود ہے تاکہ وہ اپنے اخلاق کو سنواریں اپنے کردار کی اصلاح کی طرف مائل ہوں۔ ان کے دل میں خوف خدا بیدار ہو۔ وہ تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں۔ ان میں اپنے پاک و پاکیزہ اجداد کے محامد کا پرتو پیدا ہو۔ یہ تذکرہ فخر و مباہات کے لئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ سید زادگان اپنے نقائص اخلاق کو دور کریں۔ کاش انکی نسبتوں کو یاد کر کے شرمندہ ہوں اپنی کمزوریوں پر۔ نادم ہوں اپنے ماضی پر۔ اصلاح کریں اپنے مستقبل کی۔ معائب سے دور ہوں۔ محاسن کو اختیار کریں۔ توبہ کریں اپنے گناہوں سے۔ رات کی تاریکیوں میں دل کی گہرائیوں سے زبان پر آئے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔

گناہوں سے شرمسار ہو کر توبہ کرنے والے کی توبہ کی قبولیت کی اس ارحم الراحمین نے امیدیں دلائی ہیں۔ مایوس ہو جانے کو منع فرمایا ہے۔ پاکیزہ نسب سادات واقعی ندامت اور حقیقی انکسار کے ساتھ پُر امید ہو کر توبہ کے لئے اس کی بارگاہ میں جھکتے جائیے پھر دیکھئے کہ اس کے چہرے کی خشونت اور بشرے کا روڑھاپن یعنی گناہوں اور بے راہ روی کے نقوش محو ہو جائیں گے۔ وہ اللہ کا اچھا بندہ نظر بھی آنے لگے گا یاد ہے استغفار پڑھنی نہیں جاتی کی جاتی ہے۔ استغفار ایک کیفیت دلی و دماغی کا نام ہے۔ گناہوں سے شرمساری و ندامت اور گناہوں کے ترک کا عزم درکار ہے۔ یہ قرار واقعی طور پر ہونے کے بعد اگر اپنے نسب کا ذکر زبان پر آیا بھی تو اس کے شایان شان ہوگا ورنہ بغیر توبہ اور اصلاح اخلاق کے کوئی ایسا ذکر محض لاف و گزاف۔ اپنے لئے سامان شرمندگی بلکہ گناہوں کے باوجود بے شرمی اور بے حیائی کے مرادف ہے۔ اس نسب کے لوگوں میں خالق نے زیادہ صلاحیت رکھی ہے پلٹ آنے کی۔ اصلاح پذیر ہو جانے کی۔ گناہوں پر نادم ہو جانے کی۔ سرتابی کے ترک کی۔ اور اسی غرض سے ان کو ان کے سلسلۂ نسب کا یاد دلانا ایک بہترین تازیانہ ہے غفلت سے چونکانے کا اور محاسن و محامد اخلاق کی طرف پلٹنے کا۔ کیا یہ بات کسی وقت بھولنے کے قابل ہے کہ اس پاکیزہ نسب میں جو شخص ہے اس کو یہ نعمت بغیر اس کی ذاتی سعی کے حاصل ہوئی ہے۔ اللہ کا یہ بہترین فضل ہے لہذا اس نعمت کا شکر ادا کرنے کا طریقہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہر سید زادہ اپنے کو اس کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کرتا۔

ختمی مرتبت کا ارشاد ہے۔ كُلُّ حَسَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلَا حَسَبِي وَنَسَبِي وَكُلُّ بَنِي أُنْثَى عَصَبَتُهُمْ لِأَبِيهِمْ مَا خَلَا بَنِي فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا أَبُوهُمْ وَأَنَا عَصَبَتُهُمْ بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۲۴۲

(ترجمہ۔ ہر حسب و نسب قیامت کے روز منقطع ہو جائے گا بجز میرے حسب و نسب کے اور ہر عورت کی اولاد کو اولاد کے باپ سے نسبت ہے بجز بنی فاطمہ کے چونکہ ان کا ولی اور سرکردہ میں ہوں)

ایک دوسری حدیث میں امت کو حکم فرمایا گیا ہے۔

اکرموا اولادی وحسنوا آدابی (ترجمہ میری اولاد کا اکرام کرو اور میرے طریقے پر اچھے طریقے سے چلو) پھر ارشاد ہے

أَوْلَادِيْ الصَّالِحُوْنَ لِلّٰهِ وَالطَّالِحُوْنَ لِيْ (ترجمہ۔ میری اولاد میں صالحین کا اللہ کے لئے اور بدکاروں کا میرا لحاظ کرے ادب کرو۔) مزید ارشاد ہے اور نہایت درجہ ادب آموز ہے۔

حَقَّتْ شَفَاعَتِيْ لِمَنْ أَعَانَ ذُرِّيَّتِيْ بِيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ وَمَالِهٖ

ترجمہ:۔ میری شفاعت کا وہ شخص حقدار ہوتا ہے جو میری اولاد کی اپنے ہاتھ سے زبان سے یا اپنے مال سے مدد کرے) جامع الاخبار صفحہ ۱۹۱ آخر الذکر حدیث کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر اور نتیجہ خیز ہے کہ انگریز مورخین نے اپنی سوچی سمجھی سیاست کے تحت اورنگ زیب عالمگیر کو انتہائی متعصب سنی مسلمان کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ ہندو دشمنی کی داستانیں گڑھیں۔ شیعوں پر مظالم کے قصے بیان کئے ہمیں اس وقت اس سے غرض نہیں ہے کہ وہ داستانیں اور قصے کہاں تک درست ہیں۔ عام مسلمین اس مغل شہنشاہ کو محی الدین حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمت اللہ علیہ" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ وجوہ ظاہر ہیں۔ انگریزوں کے بیان کئے ہوئے واقعات نے طبع شاہی کی سخت گیری اور مذہبی صد داری کی جو تصویر پیش کی وہ عام مسلمانوں کو بہت بھلی لگی اور اس شہنشاہ کی ہر کمزوری سے چشم پوشی کر کے اس کے مداح ہو گئے۔ پھر اسی کے عہد میں فتوائے عالمگیری ایسی مبسوط فقہی احکام کی کتاب علماء احناف کے ہاتھوں شاہی مخارج سے تیار ہوئی لہٰذا اس کے "محی الدین" اور رحمت اللہ علیہ" ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ ان باتوں کے باوجود اس بادشاہ کے مشہور زمانہ وصایا میں سے منجملہ بارہ کے نویں نمبر پر جو وصیت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

نہم آنکہ باسادات لازم السعادات بموجب وآتِ ذالقربیٰ حقہ۔ عمل باید کرد۔ در احترام و رعایت فروگذاشت نہ باید کرد۔ ازیں راہ کہ بموجب قُلْ لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

محبت ایں جماعت اجر نبوت است۔ ہرگز مقصر نباید بود کہ ثمر خیر دنیا و عاقبت است۔ لیکن باسادات بارھہ کمال احتیاط باید نمود در محبت باطنی قصور نباید کرد۔ و بحسب ظاہر مرتبہ اینہا نباید افزود کہ شریک غالب بلکہ طالب ملک اند۔ اگر اندک استرخاء عنان شود ندامت خواہد شد۔

(ترجمہ:۔ نویں یہ کہ سادات لازم السعادات کے معاملے بموجب آیۂ وآت ذالقربیٰ حقہ اپنے قریبی کو اس کا حق دیدو عمل پیرا ہونا چاہیئے ان کے احترام اور رعایت حقوق میں کمی نہ کرنی چاہیئے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بموجب آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم ۔۔۔ (ترجمہ۔ اے رسول فرما دے کہ میں اپنی تبلیغی کاوشوں کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز اس کے کہ تم میرے اقرباء سے مودت رکھو) اس جماعت کی محبت اجر نبوت ہے۔ اس اجر کی ادائی میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا چاہیئے چونکہ یہ ایسا عمل ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں میں خیر و برکت کا پھل ملے گا لیکن سادات بارہہ کے معاملے میں پوری احتیاط برتنی چاہیئے۔ محبت باطنی میں تو کمی نہ ہونے پائے لیکن ظاہراً ان کے مراتب میں اضافہ نہ کیا جائے۔ چونکہ یہ تو شریک غالب ہیں اور تخت و تاج پر ان کی نظر ہے اگر ذرا بھی باگ ڈھیلی چھوڑی تو ندامت ہوگی۔

بہ خیال عوام یہ کٹر مسلمان اور کٹر حنفی المذہب شہنشاہ اولاد رسول کے لئے "سادات لازم السعادات" کے الفاظ استعمال کرتا ہے یعنی سعادت و سیادت لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتی ہے۔ جن سادات بارہہ کے طرز عمل سے وہ نہایت درجہ ناراض ہے اور ان کو اپنے خاندان کے لئے خطرہ سمجھتا ہے ان کے لئے بھی "در محبت باطنی قصور نہ باید کرد" کے الفاظ سے آگاہی دیتا ہے۔ یہاں یہ بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی چیز ہے کہ یہ وصیت نامہ کوئی سیاسی اعلان نہیں ہے جس کے ذریعہ سے کسی طبقے کو سیاسی حیثیت سے ہمنوا بنانا مقصود ہو بلکہ یہ وصایا نوے سالہ شہنشاہ اپنے وارث تخت و تاج فرزند کو انتہائی رازداری کے ساتھ کر رہا ہے لہٰذا یہ ہدایات سوائے اس کے عقیدۂ باطنی کے مطابق ہونے کے اور کچھ نہیں سمجھے جا سکتے ان شواہد کی روشنی میں یہ تو عیاں

ہے کہ اسلامی تعلیمات سے سرشار یہ مغل شہنشاہ حضرت اولاد رسول کو سید اور لازم السعادت ہونے کا دل سے یقین رکھتا تھا اور آیات قرآنی بند جہ مودت کا یہی مطلب سمجھتا تھا کہ اولاد رسول قابل رعایت و احترام ہے اور یہ اجر نبوت ہے اور اس اجر کی ادائی مثمر خیر دنیا و آخرت ہے۔ تین سو سال پہلے حنفی المذہب مسلمانوں کا یہی نظریہ تھا اس شہنشاہ نے تو سادات بارہہ کے ایسے پرخطر خانی دے کو بھی وہ آیہ قرآنی سنا کر معارضہ نہ کیا جو سادات کے شرف سے انکار کرنے والوں کی آجکل نوک زبان پر رہتی ہے۔

تقسیم ملک کے بعد خاندانوں کے پراگندہ اور منتشر ہو جانے کی وجہ سے شدید ضرورت تھی کہ شجرات اور کوائف خاندانی کا احیاء و تکمیل کی جائے چونکہ سلسلہ ہائے خاندانی کی وضاحت سے صلۂ رحم کے فرائض کی یاد آوری کا مقصد بھی پورا ہوتا ہے جو اخلاق انسانی کا عمدہ ترین وصف ہے۔ ان سلسلوں کا ذکر اور یاد اگر فراموش کر دی گئی تو محض انفرادی زندگی بے کیف اور بے ربط سی ہو کر رہ جاتی ہے۔ پھر اچھی اور بری گھڑیاں سب پر آتی ہیں۔ اچھی گھڑی کے کروفر، تمکنت اور سرکشی کا بری گھڑی میں دردناک خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ قطرے مل کر دریا بنتے ہیں، بیرون دریا بے مایہ ہیں۔ غرض کام کا ضروری ہونا تو عیاں ہے لیکن کتنے ہی ضروری کام ہیں جو تشنۂ تکمیل رہ جاتے ہیں۔ وہ سب کچھ تو نہیں ہوتا جو ہونا چاہیے۔ انفرادی فرائض ہی نہیں ہوتا کہ اجتماعی کا سوال ہو۔ اس شدید ضرورت کے پیچھے بہت سے المناک واقعات ہیں۔ قیام پاکستان اور انتقال آبادی نے ایک وحشت ناک صورت پیدا کر دی ہے کتنے ہی غیر سید خاندان سیادت کا دعویٰ کرتے دیکھے جا رہے ہیں۔ پرانے زخموں کا ذکر تو جانے دیجئے کہ آل رسول کے گھر کی لوٹ میں کس طرح ان کے خصوصی خدائی القاب بھی نصیب دشمناں کر دیئے گئے۔ وہ زخم تو دل کا ناسور بن چکا ہے۔ اس موجودہ صدی میں لفظ "رضوی" خاص طور پر جاہ طلب کی آماجگاہ بنا۔ خود امروہہ میں ایک انداز سے اچانک اس کی طرف دست تصرف بڑھا اور بریلی و بلند شہر (یوپی) میں تو دن دھاڑے اس لفظ پر ڈاکہ پڑا۔ ایک پٹھان پیر کے مریدوں نے کھلے عام اپنے کو براہ راست پیر کے نام کی مناسبت سے "رضوی" لکھنا شروع کر دیا۔ بتا لیجئے آپ کیا بناتے ہیں۔ بجز صبر چارہ کیا ہے۔ ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر۔ اس کا ردعمل امروہہ میں یہ ہوا کہ خاندان دانشمند نے اپنے کو حضرت امام رضاؑ کے فرزند اور اپنے قریب ترجد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی طرف راست نسبت دینا شروع کر دیا۔ اور اپنے کو تقوی لکھنے لگے۔ یہ باتیں تقسیم ملک سے پہلے کی ہیں۔ جب قیام پاکستان ہوا تو آزادی مل گئی اور ایسی مکمل آزادی ملی کہ ماضی سے پورا پورا چھٹکارہ مل گیا انتقال آبادی کے نتیجے میں پاکستان میں بالکل تازہ دم جدید خاندان سیدوں کے نمودار ہو گئے۔ کتنے اہل حرفہ مجہول النسب ہیں، جنہوں نے اپنے نئے مقام سکونت میں ذرا آگے پیچھے دیکھ کر اور سرسری طور پر یہ اطمینان کر کے کہ ان کی اصل نسل اور سابقہ حالات کا جاننے والا وہاں کوئی موجود نہیں ہے اپنے سید ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ نئے ماحول میں ناواقف سادہ لوح لوگوں نے ان کے قول کو باور کر لیا۔ نتیجتاً بعض مقامات پر اس فریب کاری کے نتیجے میں سادات کے خاندان سے رشتہ ہائے ازدواج ویسے بھیانک نتائج تک برآمد ہو چکے ہیں۔

ان دیدہ دلیری کی مثالوں کے علاوہ کچھ افسوسناک صورتیں اور بھی ہیں اور ان میں مذہب شیعہ کے بعض طبقات مبتلا پائے جاتے ہیں مذہبی اجتماعات اور تقاریب میں ساتھ آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے بعض غیر سید لوگ ایسے بھی ہیں جن میں نجیب الطرفین سادات کے مقابل میں ایک مخفی احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور ان کو یہ خواہش ہونے لگتی ہے کہ ہر حیثیت سے اپنے ہم نشینوں کے ہم پلہ ہوتے۔ یہ خواہش کہیں کہیں کوشش کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے چند طریقے مشاہدے میں آئے۔ کہیں تو ناواقف لوگوں میں بلا تمہید سیادت کا ادعا کر دیا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ تدریجی ہے۔ شیعہ عقیدے کا شخص ہونے کے واقعہ کو بنیاد بنا کر اپنے نام کے ساتھ لفظ "جعفری" یا "حیدری" یا از ایں قبیل کوئی نسبتی لفظ لکھنا شروع کیا۔ پھر آہستہ آہستہ سادات کے خاندانوں سے رشتوں کا ڈھب ڈالا جو ہم عقیدہ ہونے کی بنا پر نسبتاً آسان ہو جاتا ہے اور آخر الامر پورے پورے "سید" ہو گئے۔ کچھ عرصے سے سننے میں آ رہا ہے کہ بعض وہ خاندان جو قدیم سے خواجگان میں گنے جاتے اپنے نام کے ساتھ خواجہ لکھتے رہے تھے سیادت کا ادعا کرنے کی طرف مائل پائے جا رہے ہیں۔ غرض پاکستان میں طوفان آیا ہوا ہے سیادت کے لئے زمین نہایت ہموار اور سید خیز ہے آب و ہوا سازگار ہے۔

صرف یہ ہے غیر سید حضرات سے جو نیک نیتی اور عقیدت سے اپنے ناموں کے ساتھ "جعفری" کا لفظ لکھتے ہیں اور اس سے ان کا مقصود اپنے کو صرف شیعہ ظاہر کرنا ہے چند سوالات ہیں۔ اولاً یہ فرمائیے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے علاوہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے چھ صاحبان اولاد فرزندوں کی نسل کے لوگ اگر اپنے کو اپنے جد علیہ السلام سے نسبت دینے کے لئے کوئی لفظ لکھیں تو کیوں کر لکھیں؟ جعفری تو آپ ہو گئے۔ اب وہ لوگ کس طرح اپنے نسب کو ظاہر کریں؟ چنانچہ لاچار ہو کر وہ غریب اپنے کو ان شہروں کے نام سے جہاں سے انہوں نے صدیوں پہلے ترک وطن کیا تھا منسوب کر کے "ہمدانی" "سبزواری" وغیرہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔ آپ تو ملاحظہ کرتے رہے ہیں کہ حضرت ائمہ علیہم السلام کی اولاد اپنے کو علوی، حسنی، حسینی، عابدی، باقری، "موسوی، رضوی، النقوی، نقوی لکھتی آئی ہے۔ آپ کا اپنے کو "جعفری" لکھنے لگنا گویا ان کے لئے گنجائش نہ چھوڑنے کا سبب بنا۔ دوسرا اہم تر سوال یہ ہے کہ کیا حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے امامت کے پائے کی امامت کبھی آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت۔۔؟ کیا ان چار کے پانچویں حضرت امام جعفر صادقؑ ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بڑی خطرناک غلطی فرما رہے ہیں آپ۔ اہل سنت میں امام کا لفظ ایک عام لغت کا لفظ ہے۔ انہوں نے اپنے مجتہدین فقہ کو امام کہا مشہور اور مستند ادیبوں کو امام کہا۔ اپنے بڑے مفسرین کو امام کہا جیسے امام فخر الدین رازی وغیرہ۔ مذہب شیعہ میں امام کا لفظ بہ لحاظ سیاق بالکل اصطلاحی معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "رسول" "اولی" بموجب قرائن جب اصطلاحی معنیٰ میں بولے جائیں گے تو اس سے مراد اللہ کا مفترض الطاعت معصوم رسول ہوگا اسی طرح لفظ امام ہے۔ امام وقت مجتہد ہرگز نہیں ہے۔ وہ ان چار کا پانچواں یا دس کا گیارھواں نہیں ہے۔ وہ منصوص من اللہ ہے۔ خلق خدا کے لئے مفترض الطاعت ہے۔ بقیۃ اللہ ہے۔ خلیفۃ اللہ ہے۔ معصوم ہے۔ امامت شیعوں کے اصول دین میں ہے ذکر فروعی شے۔ بڑا غضب کیا آپ نے جو حنفی، شافعی کے جوڑ پر اپنے کو "جعفری" لکھا۔ اگر حنفی یا شافعی یا دیگر فقیہوں کے پیرو اپنے نام کے ساتھ حنفی شافعی یا ازیں قبیل الفاظ لکھتے ہوتے جب بھی ایک بات تھی کہ ان سے اپنے کو ممیز کرنا مقصود ہوتا جب یہ صورت بھی نہیں ہے تو اس کی ضرورت ہی کیا پیش آئی ہے لہذا آپ اس لفظ کی حرمت وشان کے مدنظر اپنے ناموں کے ساتھ اس کا لکھنا ترک کر دیں تو نہایت مناسب ہو۔ یہ سطریں صرف نیک نیت حضرات کے لئے ہیں لیکن جن کے عزائم دیگر ہیں اور یہ لفظ محض تمہید ہے کچھ مزید جرأتوں کی تو ان کو رسول الثقلین کی ایک حدیث سنانے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

مَنْ اِدَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ (سنن ابی داؤد ص ۶۹۰)

ترجمہ:۔ جس شخص نے اپنے باپ کے سوائے کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ ظاہر کیا، اس پر جنت حرام ہے۔

ایسے لوگوں کا جو دل چاہے کریں۔ وہ غافل ہو جائیں لیکن منتقم حقیقی ان سے غافل نہیں ہے۔

ضرورت تو یہ تھی کہ پاکستان کے مختلف صوبوں میں جہاں جہاں انتقال آبادی کا رخ زیادہ ہوا ہے کچھ تنظیمیں ہوتیں جو ایسی بے راہ روی کے خلاف سختی سے تحریر و تقریر کے ذریعے سے موثر اقدامات کرتیں تاکہ ان فتنوں کا سد باب ہو سکتا۔ مولف کتاب ہذا برادر مکرم سید صغیر حسن صاحب نے اپنی ضعیف العمری کے باوجود اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا۔ چند سال قبل موصوف نے خاندان تقوی الرضوی محلہ دانشمند امروہہ کا شجرہ بڑے مرتب اور مزین طریقے پر تیار کر کے نہایت دیدہ زیب طور پر طبع کرایا اور ہدیتاً جملہ افراد خاندانی اور دیگر مشتاق حضرات کو پیش کیا۔ موجودہ تالیف کے لئے صحیح واقعات اعداد وسنین حاصل کرنے کے لئے خصوصاً موجودہ اور قریب تر نسلوں کے حالات یکجا کرنے کے لئے سوالنامے طبع کرائے۔ ڈاک سے پاکستان اور ہندوستان کے مختلف مقامات کو روانہ کئے۔ اپیلیں شائع کیں۔ یاد دہی کے لئے شخصی خطوط صدہا کی تعداد میں بھیجے۔ کراچی کے کثیر قریب وبعید مقامات پر خود پہنچ کر دروازے دروازے دستک دی۔ بار بار جانے کی نوبتیں آئیں۔ یہ سب کچھ کرتے رہے اور کئی برس تک کیا جب کہیں اتنا مواد ان کے قابل اطمینان فراہم ہوا۔ اور انہوں نے اپنی بساط بھر ضبط تحریر میں لاکر زیور طبع سے آراستہ کرایا۔ راقم سطور سے کتاب کا مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی گئی۔ یہ فرمائش ایسے شخص سے جو مقدمات کی مسلیں اپنے وکیل احباب کے سپرد کر کے وکالت سے تائب ہو چکا اب بجز مقدمہ کا

سوال در پیش ہوا۔ بجز تعمیل چارہ نہ تھا۔ موصوف کو کچھ عرصے سے اپنی اس کتاب کا اور صرف اس کا ذکر بھاتا تھا۔ دوسرا ذکر نہ خود کرتے نہ دھیان دیکر سنتے ہی تھے اور سن بھی لیتے تو چند فقروں کے بعد حرف مطلب پر آجاتے ایک دھن تھی تو یہ۔ دعا تھی تو یہ، کوشش تھی تو یہ موصوف کی تمنا دل بر آئی۔ جھوم اٹھے گویا زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

ع باز گو از نجد واز یاران نجد — تا در و دیوار را آری بوجد

قبل ازیں مولوی سید بشیر حسن صاحب نقوی دام مکارمہٗ، نے شجرات سادات امروہہ مختصر حالات کے ساتھ پورے سادات امروہہ کے بارے میں بڑی محنت اور دوا دوش سے طبع کرائی۔ موصوف کی جدوجہد کو جانفشانیوں سے تعبیر نہ کیا جائے تو ناسپاس گذاری کے مترادف ہے۔ انہوں نے بھی جس دھن سے یہ کام انجام دیا اور مایوس کن مواقع کو تیز رفتاری سے روندتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور اس کو ایک نوبت پر پہنچا کر دم لیا اس نے اس راہ کے رہرو کے کام کو ایک حد تک آسان کر دیا۔

سادات امروہہ کے خاندانوں میں نقوی حضرات جن پر سادات امروہہ کی بڑی آبادی مشتمل ہے حقیقتاً اپنی تعداد اور اہمیت کے اعتبار سے سادات امروہہ میں لنگر یا ثقل اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا لازمی طور پر اس کتاب کا اکثر و بیشتر حصہ سادات نقوی کے شجرات و حالات پر مشتمل ہے عابدی خاندان کے افراد کی تعداد قلیل ہے ان کو محض اپنی قدامت کی حد تک اہمیت ہے۔ ان کے علاوہ دیگر خاندانوں میں جو خاندان نقوی کی نجابت اور علو ہمت سے متاثر ہو کر امروہہ منتقل ہوئے ان میں سب سے زیادہ مرکز توجہ خاندان نقوی الرضوی محلہ دانشمندان رہا ہے۔ مولف صاحب موصوف نے اپنی کتاب کے ۱۸۸ صفحات کے منجملہ گیارہ صفحات محلہ دانشمندان کے شجرات و حالات پر قلمبند فرمائے ہیں۔ ان رقم شدہ شجرات و کوائف میں کہیں کہیں نادانستہ تسامح ہوا ہے جس کا اکثر و بیشتر حصہ صحیح ذرائع اطلاع تک نارسائی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ اس خوف سے کہ وہ اندراجات حرف آخر کی حیثیت اختیار نہ کر لیں ان کی نشاندہی ضروری ہے۔

نمبر ا۔ صفحہ ۱۲۷ کے سرورق پر جہاں سے خاندان دانشمند کے حالات کا آغاز ہوتا ہے سید محمد اشرف کے اجداد کے اسماء از نمبر ۵ تا نمبر ۳۰ میں ذیل کی غلطیاں ہیں۔

الف۔ نمبر ۱۰ پر حضرت موسیٰ مبرقع کے فرزند کا صحیح نام سید احمد ہے نہ کہ سید محمد جو درج ہوا ہے۔

ب ا۔ نمبر ۱۲ پر ابو علی محمد کے نام کے ساتھ صحیح لفظ اعرج ہے نہ کہ عروج جو تحریر ہوا ہے۔

ج ا۔ نمبر ۲۰ سے نمبر ۳۰ تک از روئے کتب تاریخ مثل شجرات طیبات و عواقب عبد اللہی وغیرہ درج شدہ اسماء نادرست ہیں۔

صحیح اسماء اور ان کی ترتیب اس طرح ہے۔

نمبر ۱۹ یعنی سید زید ثانی کے بعد ان کے فرزند مندرجہ نمبر ۲۰ سید نصر اللہ پھر سلسلہ بسلسلہ۔

نمبر ۲۱ سید داؤد نمبر ۲۲ سید سیف الدین اول نمبر ۲۳ سید حسن نمبر ۲۴ سید عبد المجید نمبر ۲۵ سید سیف الدین ثانی نمبر ۲۶ سید علی الدین نمبر ۲۷ سید خیر الدین نمبر ۲۸ سید داؤد نمبر ۲۹ سید محمد نمبر ۳۰ سید محمد سعید خاں پدر سید محمد اشرف دانشمند۔

نمبر ۲ ا۔ صفحہ ۱۲۸ پائین صفحہ پر سید محمود کے ذکر میں ان کے خسر تاج الدین کے نام کے ساتھ لفظ "شیخ" تحریر کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ تاج الدین صاحب کے سید نجیب ہونے کی کثیر اور ناقابل انکار شہادتیں کتاب ہذا میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ سید تاج الدین کے لئے اگر کہیں لفظ "شیخ" کا استعمال ہوا بھی ہے تو صوفیائی اور عرفانی سلسلہ میں بحیثیت شیخ طائفہ و شیخ سلسلہ کے معنی میں ہوا ہے۔

نمبر ۳ ا۔ صفحہ ۱۲۹ پر سید افضل حسین کی اولاد میں فرزند چہارم کا نام باقر حسین درج ہے جو صحیح نہیں ہے بلکہ فرزند چہارم کا نام سید سردار حسین محتاج جن کا ایک فرزند سرفراز حسین ہے۔

نمبر۴۔ صفحہ ۱۳۲ سطر ۲ سید محمد فیاض کے ذکر میں جہاں "ان کے متعلق ایک عجیب قصہ مشہور ہے" کی تفصیل میں جس طرح اس قصہ کو لکھا گیا ہے اس طرح یہ قصہ مشہور نہیں ہے اور بیان کردہ تفصیلات ان دونوں بھائیوں کے نہ مطابق شان ہیں اور نہ قرین قیاس ہی ہیں۔ اس قصے کے مشہور جزئیات صاحب شجرات کے بیان کردہ قصّے سے بہت مختلف ہیں اور وہ کتاب ہذا میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

نمبر۵۔ صفحہ ۱۳۳ سطر ۲ سید موسیٰ رضا کے حالات میں ان کی پیرانہ سالی کے زمانے کے توہمات کا ذکر اگر ضروری تھا تو اس کی شکل اور اس سے عجیب تر توہمات بلکہ فتورِ عقل کی مثالیں امروہہ کے دیگر خاندانوں میں کثرت سے موجود تھیں وہ بھی درج کر دی جاتیں تو تاریخ نویسی کا حق بھی ادا ہو جاتا اور کتاب دلچسپ بھی ہو جاتی۔

نمبر۶۔ صفحہ بالا ہی پر سید موسیٰ رضا کے ذکر میں عقب امام باڑہ مسماۃ نہیسن جس مسجد کو تعمیر سید موسیٰ رضا لکھا ہے صحیح نہیں ہے یہ مسجد سید موسیٰ رضا کی پیدائش سے پہلے کی تعمیر شدہ ہے۔ سید موسیٰ رضا مرحوم نے اپنے مکان کے بیرونی دروازے کی جگہ کو مسجد میں داخل کر کے ایک حجرہ اور سیڑھیاں تعمیر کرا کے البتہ مسجد میں توسیع کی تھی اس طرح اس مسجد کا دروازہ جانب مشرق ہو گیا تھا۔ اس سے قبل مسجد کا دروازہ جانب شمال تھا۔

نمبر۷۔ اسی صفحہ کی سطر ۱۲ میں اس محلے کی بڑی مسجد کو جو نات محلہ میں واقع اور سب مساجد سے زیادہ معمور رہتی ہے، سید فضل حسین کی مسجد سے تعبیر کیا گیا ہے یہ قطعاً غلط ہے۔ یہ مسجد سید محمد فیاض اور ابنائے سید محمد فیاض کی تعمیر کردہ ہے۔ ایک زمانے میں اس مسجد سے متصل جانب شمال ذکی عابد برادران یعنی سید ذکی حسن اور سید عابد حسین پسران سید فضل حسین کا بیٹھکا تھا۔ وہاں کے مشاغل سے تنگ آ کر حاجی سید مرتضیٰ حسین مرحوم نے (جو اس وقت ایک پرجوش نوجوان تھے) اہل محلہ کے تعاون سے مبلغ ۸۰ روپے میں اس بیٹھکے کو خرید لیا تھا اور اس مختصر سے قطعۂ زمین پر مسجد کے موذن کے لئے حجرہ تعمیر کیا گیا اور چھوٹا سا صحن اس کے سامنے چھوڑا گیا تھا۔ اس کی دستاویز بیعنامہ میں خود بائعین نے حدود اربعہ بتلاتے ہوئے بجانب جنوب "مسجد سید محمد فیاض" رقم کیا ہے۔ یہ دستاویز آج بھی دفتری رجسٹری میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے اور سنا گیا ہے کہ اصل دستاویز مولوی سید محمد نبی صاحب فرزند حاجی سید مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم کے پاس موجود ہے۔ علاوہ ازیں راقم سطور خود اس مسجد کے متولیان میں رہا ہے اور تین بھائیوں کے پاکستان ہجرت کرنے کے بعد راقم سطور کے برادر بزرگ سید محمد ہاشم صاحب اس مسجد کے تنہا متولی ہیں جن کا سید فضل حسین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان امور کی کاغذات محکمہ مال سے تصدیق کی جا سکتی ہے لہٰذا اس مسجد کو سید فضل حسین کی مسجد تحریر کرنا نہایت غلط رہبری ہے اور محترم مولف صاحب کی عجلت پسندی کا نتیجہ ہے اور افسوسناک ہے۔

نمبر۸۔ صفحہ ۱۳۴ سطر ۸ میں مولوی سید مسرور حسین کی ۱۹۵۸ء میں بوقت وفات ۶۲ سال عمر درج کی گئی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ مولوی مسرور حسین مرحوم کی پیدائش ۱۹۰۵ء کی تھی لہٰذا انہوں نے ۵۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ موصوف مدرسہ ناظمیہ کے طالب علم نہیں رہے بلکہ راست مدرسہ منصبیہ میرٹھ سے آ کر مدرسۃ الواعظین میں داخل ہوئے تھے۔

نمبر۹۔ صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۴ پر سید حسین رضا کی اولاد میں سید مبارک حسین کے بیٹے کا نام "جوا" لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ایسے ناموں کا سادات کے خاندان میں کبھی رواج رہا۔ عرف کی اور بات ہے۔ سید مبارک حسین کے فرزند کا نام سید اشفاق حسین ہے جو کراچی میں مقیم ہیں۔ یہاں بی ڈی ممبر منتخب ہوئے سادات امروہہ کے رسالہ "مجلہ" کے ایڈیٹر رہے۔ مولوی مسرور حسین مرحوم کے برادر نسبتی ہیں اور بحمدہٖ متعدد بیٹوں اور بیٹیوں کے باپ اور اب دادا اور نانا ہو چکے ہیں۔ اہل خاندان جانتے ہیں کہ لفظ "جوا" بطور عرف بھی ان کے لئے کبھی نہیں بولا گیا۔

نمبر۱۰۔ صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۶ میں حاجی سید مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم کا بہ عمر ۸۰ سال وفات پانا درج ہے۔ حاجی صاحب موصوف

کی پیدائش ۱۲۸۵ھ کی تھی ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ تاریخ وفات ہے۔ اس طرح بوقت وفات ان کی عمر قمری حساب سے ۷۰ سال اور شمسی حساب سے تقریباً ۶۸ سال تھی نہ کہ ۷۵ سال۔

نمبر ۱۱۔ صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۹ پر مولوی سید یوسف حسین صاحب مرحوم کا ۱۹۱۱ء میں بغرض تعلیم عراق جانا اور ۱۹۲۰ء میں واپسی دونوں تاریخیں درست نہیں ہیں۔ مولوی سید یوسف حسین صاحب مرحوم اواخر ۱۹۱۳ء میں ۹ سال کے قیام عراق کے بعد امروہہ واپس ہونا راقم سطور کی یاد کی بات ہے۔ اس طرح موصوف ۱۹۰۴ء یا ۱۹۰۵ء میں عراق گئے تھے۔

نمبر ۱۲۔ صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۸ میں یہ عبارت "سید فضل حسین نے بڑی مسجد متصل امام باڑہ سید اکبر علی تعمیر کرائی اور ان ہی کے نام سے مسجد فضل حسین کہلاتی ہے" قطعاً نا درست ہے نہ کبھی مسجد فضل حسین کہلائی نہ کہلاتی ہے۔ تفصیل غلطی نمبر ۶ کے سلسلے میں درج کی گئی ہے۔

یہ امور خاندان دانشمند کے بارے میں راقم سطور کی حد معلومات تک اصلاح طلب ہیں۔ بہتر یہ ہو کہ دیگر خاندانوں کے بارے میں اگر ایسے تسامحات کتاب شجرات سادات امروہہ میں پائے جائیں تو اس خاندان کے افراد ان کی طرف توجہ دلائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں مولف صاحب انکی اصلاح فرمائیں۔ صفحہ ۱۴۳ سطر ۲ سیادت امیر ملقب سید علی فولاد خاں کا نام نامکمل ہے۔ ان کے فرزند سعید احمد بخشی عماد الدولہ نام بھی تھا

آخر الامر یہ تمنا اور دعا ہے کہ جن جن اشخاص کے اسم ہائے گرامی اس مبارک سلسلے میں درج ہوئے ہیں ان میں سے جو اب تک اپنی حتمی اور یقینی منزل آخر پر پہونچ لئے ان کے اجداد طاہرین کے تصدق میں خدا مغفرت فرمائے اور ان کے مدارج میں ترقی عطا کرے اور جو زندہ ہیں انہیں توفیق دے کہ وہ اپنی زندگی کو سنواریں۔ اکل حلال اور صدق مقال کو شعار زندگی بنائیں۔ اللہ سے ڈریں صمیم قلب سے استغفار کریں۔ دعا و استغفا میں محمد و آل محمد کا سہارا لیں اور اس شجرہ طیبہ کا سرسبز اور ترو تازہ ورق بننے کی کوشش کریں۔

المذنب

سید علی کاظم المعروف بہ علی بن کاظم۔ ۱۴ رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

تقریظ

از جناب مولانا الحاج سید انیس الحسنین صاحب مدظلہ ممتاز الافاضل، نائب مجتہد اعظم عراق

بعد حمد رب العالمین و نعت رحمۃ للعالمین و ثنائے آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ کتاب انوار قم تالیف و تدوین عزیزی سید صغیر حسن صاحب تقوی جو سلسلہ نسب و حسب اولاد امجاد موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ ابن تاسع الائمہ حضرت تقی الجواد بن سلطان العرب والعجم امام علی رضا علیہما الصلوٰۃ والسلام بڑی محنت و کاوش وجد و جہد کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر لائی گئی ہے۔ حقیقت میں زیادہ تر وہ ماخوذ ہے ہمارے جد علام سید اکبر حسین عبرت مرحوم و مغفور کی کتاب زبدیہ سے لیکن اس میں مولف نے اپنی انتہائی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر بڑی تگ و دو کے ساتھ وقت عزیز و زر کثیر خرچ کرکے اس کو ہر طرح سے جامع اور مانع بنا دیا ہے۔

خداوند عالم نے جہاں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہر عمل کی روح قرار دیا ہے اور ہر فضیلت کا سرچشمہ بنایا ہے وہاں نسب و حسب کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا ہے۔ فرماتا ہے۔ پ ۳ آل عمران آیت نمبر ۳۳-۳۴ - اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

آلِ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ط

یہ اس طیب وطاہر سلسلے کا ذکر ہے جہاں تقویٰ کی قید نہیں۔ تقویٰ تو ان کے لئے ادنیٰ مرتبہ ہے ہاں ان کے غلاموں اور پیروکاروں کے لئے قابل فخر ہے ان کے لئے تو یوں ہے کہ ہم نے منتخب کر لیا آدم کو، نوح کو، اور آل ابراہیم اور آل عمران کو یہ تو فضل رب ہے یہاں سعی وکسب کا نام نہیں۔ معلوم ہوا جہاں عہدے ملتے ہیں وہاں پہلے ہی حسب ونسب پر نظر ہوتی ہے۔ منتخب حضرات کے لئے اس طرح فرمایا۔ ہم نے منتخب کر لیا آدم کو ان کے بعض خصائص کے سبب اور نوح کو ان کے خصائص کے سبب اور ابراہیم و آل ابراہیم علیہم السلام کو ان کے خصائص کے سبب اور خدائے تعالیٰ جس کو منتخب فرماتا ہے وہ ظاہر وباطن دونوں میں پاک ومعصوم ہوتے ہیں لہذا آل ابراہیم اور آل عمران اور ذریۃ بعضھا من بعض سے وہی ہستیاں مراد ہیں جو معصوم ہیں اور وہ انبیاء علیہم السلام اور ائمہ طاہرین آل محمد علیہم السلام ہی ہو سکتے ہیں۔ پہلے ان کو چنا اور پھر ان کا امتحان عظیم لیکر دنیا والوں کو یہ ثابت کر دیا کہ ہم جن کو چنتے ہیں۔ ان کو دیکھو کہ وہ تقویٰ کے کس اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں اور صبر کی کس انتہائی منازل پر پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر انہیں حاملین صفات میں سے جو انتہائی درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے ان کے حسب ونسب پر اس طرح فخر فرمایا پ ۱۹ الفرقان ع ۲۵ آیت ۵۴ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وہی تو ذات ہے جس نے بشر کو پانی سے پیدا کیا اور اس کو نسب اور دامادی کے رشتوں کے ساتھ قائم کیا۔ ظاہر آیات تو عام انسانوں کے لئے ہے لیکن تفسیر اہلبیت میں ابن سیرین نے روایت کی ہے کہ یہ نبیؐ اور علی علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے (از تفسیر مجمع البیان طبرسی) جب نبیؐ نے حکم خدا سے فاطمہ زہرا علیہا السلام کی تزویج علی مرتضیٰ کے ساتھ کر دی تب خدائے تعالیٰ نے اجتماع نیرین کی طرف اشارہ فرمایا کہ ہم نے حسب ونسب کو ایک جگہ جمع کر دیا اور وہ محمدؐ وعلی علیہما السلام ہیں۔ جہاں دونوں رشتے ایسے جمع کر دیئے جس کی مثال کائنات میں نہیں مل سکتی۔ مقصد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس اعلیٰ حسب ونسب پر فخر فرمایا ہے۔ تو جو ان کی اولاد ہے وہ کیوں نہ فخر کرے کہ خداوند عالم نے ہم کو آل نبیؐ و اولاد علیؑ وفاطمہؑ میں داخل کیا ہے لہذا اس کا تحفظ بھی واجب ولازم ہے اور جو اس کی حفاظت وکفالت کرے گا اس کے مراتب بھی عالیہ ہیں اور اس کے درجات بلند وارفع ہیں اور جو اس کا معین ومددگار ہوگا وہ بھی اس میں شریک ہوگا۔

پھر جہاں خدا نے فخر فرمایا ہے وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فخر فرمایا ہے کہ روز قیامت ہر نسب وحسب منقطع ہو جائیں گے۔ لیکن میرا حسب ونسب باقی رہے گا تو اولاد علیؑ وفاطمہؑ علیہا السلام کو جو شرف وفضیلت خدا نے عطا فرمائی ہے وہ وہبی ہے نہ کسبی اس پر حسد کرنے والے ہمیشہ خائب وخاسر رہے اور رہیں گے اور ترویج دینے والے مؤید ومنصور رہیں گے۔ منجملہ ان کے سید صغیر حسن تقوی نے اس زمانے میں جو زحمت ومشقت برداشت کر کے سادات تقوی رضوی کے شجرات نسب وحسب اور حالات تیار کئے ہیں وہ باقیات الصالحات میں داخل ہوں گے جو دائم وقائم رہیں گے انشاء اللہ

احقر المومنین سید انیس الحسنین تقوی الرضوی۔ ۱۲۔ سی رضویہ سوسائٹی۔ کراچی

تقریظ از جناب عماد العلماء علامہ سید محمد رضی صاحب مدظلہ مجتہد العصر نبیرہ سرکار نجم العلماء اعلی اللہ مقامہ

باسمہ سبحانہ

میں نے کتاب الوارقم کو بالاستیعاب دیکھا ہے بلاشبہ اسکے مولف جناب محترم سید صغیر حسن صاحب دامت برکاتہ نے بڑی کد وکاوش سے اسکی تصحیح وترتیب فرمائی ہے اور جس کام کو دوسرے حضرات اب تک ذکر سکے تھے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے اپنے شجرۂ نسب سے واقفیت سادات کرام کیلئے بیحد ضروری ہے اسی بنا پر ہم سب موصوف کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے محنت شاقہ برداشت کی اور ایک قیمتی ذخیرۂ معلومات ہمارے لئے فراہم کر دیا جزاہ اللہ خیراً۔

سید محمد رضی نبیرۂ سرکار نجم العلماء
کراچی ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ

آیۃ اللہ العظمیٰ شمس العلماء نجم الملت حجۃ الاسلام مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ

مجتہد اعظم
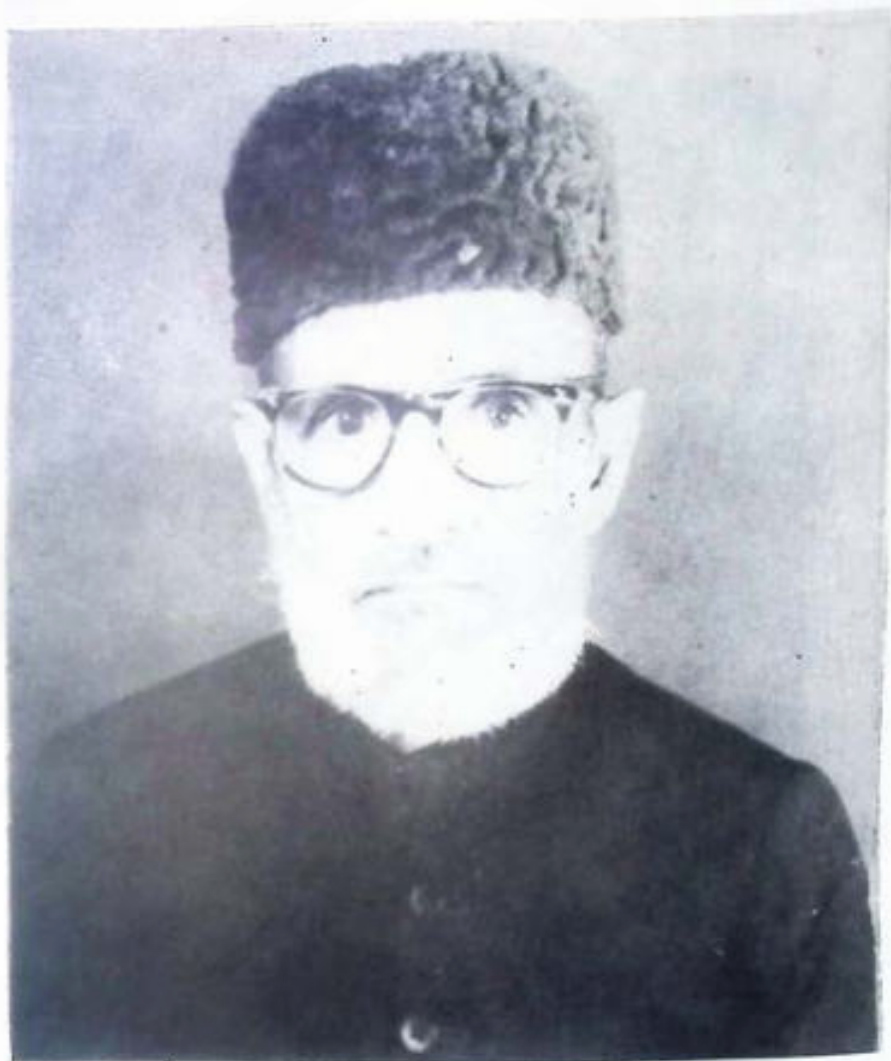
سید صغیر حسن زوارا ابن سید امیر حسن صاحب زوار (مرحوم) ، تقوی الرضوی
(مولف انوارِ قُم)
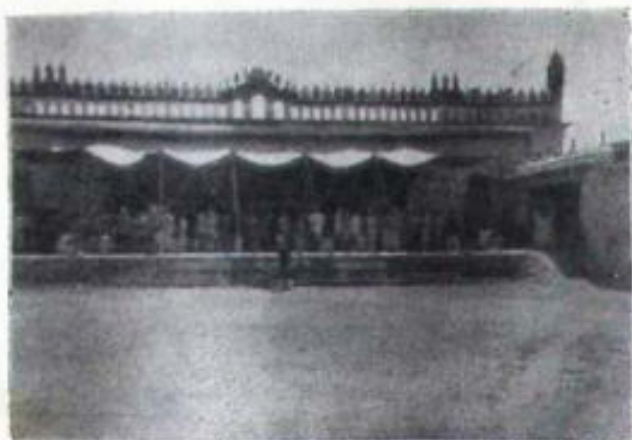
بڑا امام بارگاہ معمرہ سید خادم حسین صاحب تعلقدار (زیدپور)

سید بنیاد حسن صاحب تعلقدار (زیدپور)
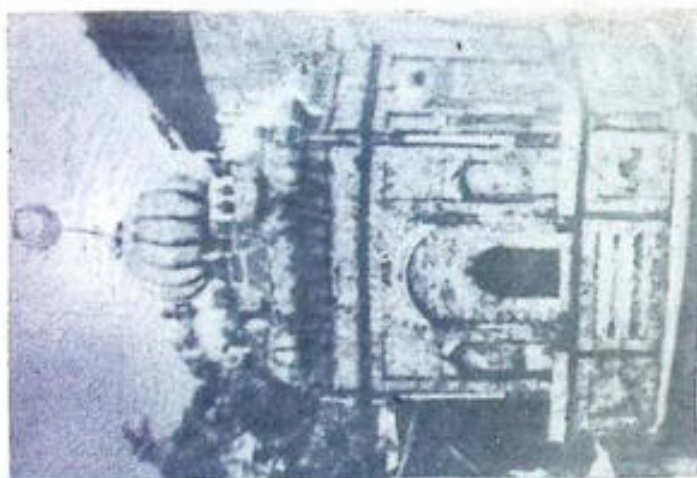
بڑا الوریہ بڑا امام بارگاہ (زیدپور)

سید اعتضاد حسین صاحب تعلقدار (زیدپور)
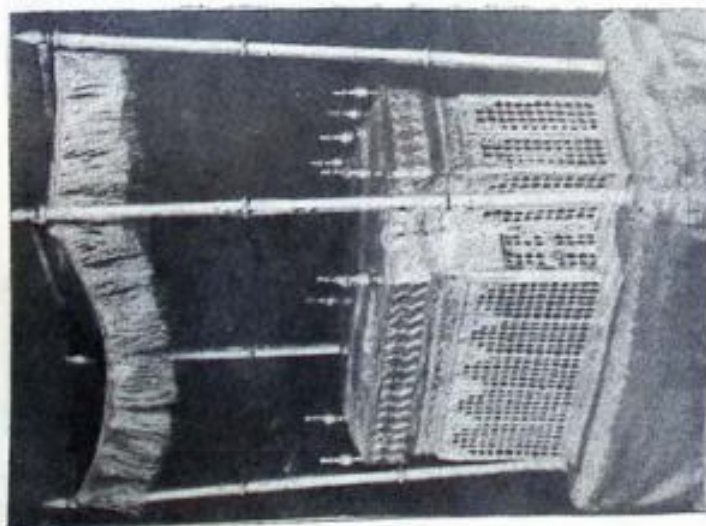
شبیہ ضریح حضرت امام حسین در بڑا امام بارگاہ (زیدپور)

سید سردار مہدی الرضوی - خادم علی الرضا

سید عباس رضا (زیدپور)

سید اکبر رضا (زیدپور)

سید آقا حسن آقا (زیدپور)

سید سجاد حسین (زیدپور)

سید علی مصطفےٰ (زیدپور)

سید نہال رضا (زیدپور)

سید علی حسین صاحب تقوی (مرحوم)
(بہادر پور۔ الور)

سید حامد حسین تقوی (بہادر پور۔ الور)

سید منظور حسن صاحب تقوی
کراچی الہ آباد

سید محمد محسن تقوی انجینیر
کراچی الہ آباد

مولانا الحاج سید انیس الحسنین صاحب قبلہ مدظلہ
(ممتاز الافاضل)

مولانا سید محمد ذکی صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر

علامہ سید محمد رضی صاحب مدظلہ مجتہد العصر
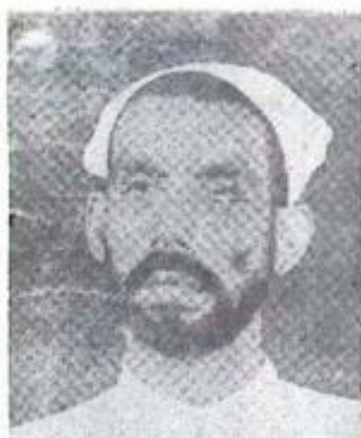
حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید خورشید حسن صاحب قبلہ
(مرحوم) مجتہد العصر

مولانا سید محمد محسن صاحب مدظلہ

سید محمد یوسف ابن سید ابو الحسنین صاحب (مرحوم)

سید باقر رضا ابن سید الحسنین صاحب (مرحوم)

سید مشرف حسنین اختر

حکیم سید شفقت نذر (مرحوم)

حکیم سید محمد مہدی عرف نور نظر (مرحوم)

حکیم سید حیدر نذر (مرحوم)

سید مہاجر حسین

حاجی سید منصور حسین

حاجی سید سلیب حسین

حاجی سید علی اختر

سید نجات حسین (مرحوم)

سید فرزند حسن ابن سید افضل حسین صاحب

سید ابن حسن ابن سید فرزند حسن صاحب

سید محمد حسن ابن سید ابن حسن

سید مسعود الحسن صاحب (مرحوم)

سید سرور حسن ابن سید مسعود الحسن صاحب (مرحوم)

لفٹیننٹ کمانڈر سید محفوظ حسن

ڈاکٹر سید منصور حسن (مرحوم)

سید ذوالفقار حسین

حاجی سید مہدی رضا آشنا (مرحوم)

سید حکیم رضا زوار

سید عابد رضا ابن سید حکیم رضا صاحب

سید جواد حسین حسینا تخمیم (مرحوم)

مولانا سید مسرور حسن تمنا (مرحوم)

مولوی سید رضا لقمان صاحب

سید باقر رضا ابن سید حکیم رضا صاحب

سید محمد طالوت

حاجی سید نثار حسن صاحب

سید سرفراز حسن

سید محمد حسین صاحب (مرحوم)

سید محمد کاظم صاحب (مرحوم)

سید محمد ہاشم

مولوی سید علی بن کاظم صاحب

سید حسن بن کاظم (مرحوم)

سید حسین بن کاظم

سید محمد عالم

سید ضمیر الحسن صاحب (مرحوم) زوار

سید علی نواز زوار

سید حسن نواز

سید احمد نواز زوار

سید نقی نواز

سید منظور حسن ابن سید ظہیر حسن

سید علی اشرف ابن سید علی نواز

سید مبارک حسن صاحب (مرحوم)

سید محمد کاظم (مرحوم)

سید عون محمد

شجرۂ طیبہ حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام

اسم مبارک	لقب شریف	کنیت	امہات	ازواج	اولاد	تاریخ ولادت	مقام	تاریخ وفات	مدفن	مدت حیات	سبب وفات	بادشاہ وقت ولادت	بادشاہ وقت شہادت
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مصطفیٰ	ابوالقاسم	حضرت آمنہ بنت وہب	خدیجۃ الکبریٰ و ام سلمہ پندرہ سے زیادہ	حضرت فاطمہ طیب طاہر قاسم ابراہیم	عام الفیل ۱۷ ربیع الاول	مکہ معظمہ	۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ	مدینہ منورہ	۶۳ سال	زہر یہودیہ بمقام خیبر	نوشیروان عادل	ہرقل بادشاہ روم
حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا	زہرا زکیہ	ام الحسن ام الحسین	حضرت خدیجۃ الکبریٰ	حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام	حسن، حسین، محسن، زینب و ام کلثوم	۵ بعثت ۲۰ جمادی الثانی	مکہ معظمہ	سنہ ۱۱ھ ۳ جمادی الثانی	جنت البقیع مدینہ	۱۸ سال ۲ ماہ ۱۰ یوم	افتادن در بحکم عمر	خسرو پرویز	ابوبکر
حضرت امام علی علیہ السلام	مرتضیٰ امیرالمومنین	ابوالحسن ابوتراب	حضرت فاطمہ بنت اسد	فاطمہ زہرا دس ازواج	۱۶ فرزندان ۱۶ دختران	۳۰ عام الفیل ۱۳ رجب	درمیان خانہ کعبہ	سنہ ۴۰ھ ۲۱ رمضان	نجف اشرف	۶۳ سال	ضربت ابن ملجم بہ سازش امیر شام	شہریار	معاویہ
حضرت امام حسن علیہ السلام	شبر مجتبیٰ	ابومحمد	حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا	۹ سوائے جواری	۸ پسر ۷ دختر	سنہ ۳ھ ۱۵ رمضان	مدینہ منورہ	سنہ ۵۰ھ ۲۸ صفر	جنت البقیع مدینہ	۴۷ سال	زہر جعدہ بحکم معاویہ	یزدجرد	معاویہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سید الشہداء شبیر	ابوعبداللہ	حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا	۵ زوجہ سوائے کنیزان	۶ پسر ۳ دختر	سنہ ۴ھ ۳ شعبان	مدینہ منورہ	سنہ ۶۱ھ ۱۰ محرم	کربلا عراق	۵۷ سال	زخم ہائے بے شمار خنجر شمر لعین	یزدجرد	یزید
حضرت امام علی علیہ السلام	زین العابدین	ابومحمد	حضرت شہربانو بنت شاہ ایران	فاطمہ ام ولد	۱۱ پسر ۴ دختر	سنہ ۳۸ھ ۱۵ جمادی الثانی	مدینہ منورہ	سنہ ۹۵ھ ۲۵ محرم	مدینہ منورہ	۵۷ سال	زہر ولید ابن عبدالملک	حضرت علی	ولید
حضرت امام محمد علیہ السلام	باقر	ابوجعفر	فاطمہ بنت حسن	دو زوجہ سوائے کنیزان	۷ پسر ۳ دختر	سنہ ۵۷ھ یکم رجب	مدینہ منورہ	سنہ ۱۱۴ھ ۷ ذی الحجہ	جنت البقیع مدینہ منورہ	۵۷ سال	زہر بحکم ابراہیم	معاویہ	ہشام
حضرت امام جعفر علیہ السلام	صادق	ابوعبداللہ	ام فروہ بنت قاسم	دو زوجہ سوائے کنیزان	۷ پسر ۳ دختر	سنہ ۸۳ھ ۱۷ ربیع الاول	مدینہ منورہ	سنہ ۱۴۸ھ ۲۵ شوال	جنت البقیع مدینہ منورہ	۶۵ سال	زہر منصور دوانقی	عبدالملک	منصور
حضرت امام موسیٰ علیہ السلام	کاظم	ابوالحسن ابوابراہیم	حمیدہ خاتون	۵ زوجہ	۱۸ پسر ۱۹ دختر	سنہ ۱۲۸ھ ۷ صفر	ابوا مکہ	سنہ ۱۸۳ھ ۲۵ رجب	کاظمین	۵۵ سال	زہر ہارون رشید	مروان الحمار	ہارون رشید
حضرت امام علی علیہ السلام	رضا	ابوالحسن	ام البنین	ایک زوجہ خیزران سوائے کنیزان	۵ فرزند ایک دختر	سنہ ۱۴۸ھ ۱۱ ذیقعد	مدینہ منورہ	سنہ ۲۰۳ھ ۱۷ صفر	مشہد مقدس طوس	۵۵ سال	زہر مامون رشید	منصور دوانقی	مامون رشید
حضرت امام محمد علیہ السلام	تقی جواد	ابوجعفر	خیزران	ایک زوجہ سوائے کنیزان	امام علی النقی جناب موسیٰ مبرقع تین دختران	سنہ ۱۹۵ھ ۱۰ رجب	مدینہ منورہ	سنہ ۲۲۰ھ ۲۹ ذیقعد	کاظمین عراق	۲۵ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم	زہر معتصم بذریعہ ام الفضل	امین عباسی	معتصم باللہ
حضرت امام علی علیہ السلام	نقی	ابوالحسن	سمانہ خاتون	۱ زوجہ	۵ فرزند	سنہ ۲۱۲ھ ۵ رجب	حوالی مدینہ	سنہ ۲۵۴ھ ۳ رجب	سر من رائے عراق	۴۲ سال	زہر معتمد عباسی	مامون الرشید	معتصم باللہ
حضرت امام حسن علیہ السلام	عسکری	ابومحمد	حدیثہ خاتون	نرجس خاتون	حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام ۱ دختر	سنہ ۲۳۲ھ ۱۰ ربیع الثانی	مدینہ منورہ	سنہ ۲۶۰ھ ۸ ربیع الاول	سر من رائے عراق	۲۸ سال	زہر معتمد عباسی	واثق باللہ	معتمد باللہ
حضرت امام محمد علیہ السلام	مہدی حجت	ابوالقاسم	نرجس خاتون	العلم عند اللہ	العلم عند اللہ	سنہ ۲۵۵ھ ۱۵ شعبان	سر من رائے عراق	بحکم خدا زندہ	سر من رائے عراق	ماشاءاللہ		معتمد باللہ	

S. T. Raza

قاضی سید محمد فیاض ابن میراں سید رحمت اللہ ابن حاجی میاں سید عصمت اللہ ابن حاجی میراں سید محمود ابن سید محمد اشرف دانشمند

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہِ الطَّاہِرِینَ۔

فنِ تاریخ ایک ایسا اعلیٰ فن لطیف و شریف ہے جسمیں مہارت حاصل کرنے سمجھنے اور لکھنے کیلئے بڑی قابلیت، محنت، مشقت، مزاولت مطالعہ کثیر اور سعئ پیہم کی ضرورت ہے۔ تاریخ کی کتابوں کی ورق گردانی کرکے صحیح نتیجے پر پہنچنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اور یہ کام ہے تاریخ کے طلباء و علماء کا۔ ماشاء اللہ نسلِ شریف سید العلماء زبدۃ الفضلاء، حاجی سید محمد اشرف دانشمند رضوی۔ نقوی زیدپوری ثم امروہوی اعلی اللہ مقامہٗ میں۔ ایک سے ایک لائق و فائق قابل و عقلمند۔ دینی اور دنیاوی اعلیٰ تعلیم سے آراستہ و پیراستہ باکمال اور اہل علم کا ایک بڑا طبقہ موجود ہے۔ کاش ان میں سے کوئی صاحب ابنائے سید محمد اشرف رحمت اللہ علیہ کی تاریخ لکھتے اور ظاہر ہے کہ وہ تالیف اس کتاب سے بدرجہا ادنیٰ ارفع و اعلیٰ ہوتی مگر یہ نہ ہوا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؎ یوں تو آلِ رسولؐ اولادِ بتولؑ کے نصیب میں کاتب تقدیر نے ہجرت ہی ہجرت لکھ دی ہے۔ ہمارے اجداد مکہ۔ مدینہ، عراق، طوس۔ قم۔ جاجرم۔ زیدپور سے ہجرت ہی ہجرت کرتے امروہہ تک پہنچے۔ مگر سنہ ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۹۴۷ء کی ہجرت اس لئے زیادہ عبرتناک معلوم ہوتی ہے کہ آنکھوں دیکھا حال ہے۔ اسی وجہ سے دل پر اثر اور رنج و ملال زیادہ ہے۔ اس ہجرت کے سبب ہمارے سامنے بھرے گھر منتشر و متفرق ہوگئے۔ باپ بیٹا، ماں بیٹی کوئی کہیں کوئی کہیں، کوئی ہندوستان میں کوئی پاکستان میں اپنے عزیزوں کے لئے تڑپ رہا ہے۔ سینکڑوں ایسے ہیں جو امروہہ سے آئے تو جانا نصیب نہ ہوا۔ بعض وطن کو یاد کرتے دنیا سے ہی ہجرت کر گئے۔ چند بوڑھے جو گور کنارے موجود ہیں بڑی حسرت و یاس سے نئی نسل کو بتاتے ہیں۔ کہ ہاں سادات کی ایک بستی امروہہ بھی ہے۔ جہاں ایک سے ایک بڑھا چڑھا محلہ ہے۔ منجملہ انکے ایک محلہ دانشمندان بھی ہے۔ جہاں کے مکان اپنے رہنے والوں کے غم میں شکستہ حال ہیں۔ اور وہیں ہمارے چند لخت جگر خون جگر پی رہے ہیں۔

ان حالات میں دردِ دل سے مجبور ہو کر آج سنہ ۱۳۹۰ھ، سنہ ۱۹۷۰ء میں اٹھتر برس کے اس بوڑھے صغیر نے سوچا کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ اپنی اولاد کو یاد دلاتا چلوں کہ تمہاری اصلیت کیا ہے۔ تم کون ہو کیا ہو۔ تمہارے بزرگوں کا عروج و زوال کیونکر ہوا۔ پڑھو عبرت حاصل کرو اور دینی و دنیاوی ترقی کی کوشش کئے جاؤ۔ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی　　　　نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پس ابنائے سید العلماء زبدۃ الفضلاء حاجی سید محمد اشرف دانشمند نقوی امروہوی اعلی اللہ مقامہٗ کی تاریخ لکھنے کا داعیہ کیا۔ پہلی منزل شروع ہوئی جو پرانی تاریخی کتابیں اپنے پاس تھیں جن کے پڑھنے کا عادی تھا خصوصاً سید ظہور الحسین صاحب فروغ سیتاپوری کی شجرات طیبات زیر نگاہ تھی نیز اور بہت سی پرانی اور نئی تاریخی کتابیں فراہم کیں۔ جدِ محترم جناب مولوی سید اکبر حسین صاحب عبرت مرحوم کی زبدیہ الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم کے کتب خانۂ مرتضوی کی مہر ثبت شدہ۔ عدالت انگلشیہ کی تصدیق شدہ خود ان جناب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی امروہہ سے منگائی۔ برادر محترم حکیم سید حیدر سند صاحب مرحوم کا مکمل ترجمہ حاصل کیا۔ جو نام ان کتابوں میں لکھے پائے وہ لکھ دیئے۔ کچھ نام مولوی سید بشیر حسن صاحب زاد عمرہٗ کی کتاب شجرات سادات امروہہ سے لئے۔ کچھ نام عزیز گرامی

سید محمد غلام ابن سید علی بن کاظم صاحب رضوی تقوی نے مہیا کئے کچھ نام اِدھر اُدھر سے پوچھ گچھ کر کے لکھے شجرہ نسب بنایا مولانا الحاج سید انیس الحسنین صاحب قبلہ مجتہد زاہد فاضل وکیل مجتہد اعظم عراق اور حضرت مولوی سید محمد رضی صاحب قبلہ مجتہد آل نجم العلماء کے پاس کتابیں لے جا کر ایک ایک نام کی تصدیق کرا کر دستخط کرائے بعد میں مولانا مولوی سید محمد محسن صاحب قبلہ آل نجم العلماء نے بھی لفظ بہ لفظ ملاحظہ فرما کر تطبیق و تصدیق کی۔

پھر خاندان کے اکثر افراد سے تصدیق کرا کر دستخط لئے۔ اور آگے آگے یہ صغیر اور پیچھے پیچھے موت کے فرشتے کا خوف جلدی میں شجرہ نسب شائع کر دیا۔ اور فرداً فرداً ہر ایک کو بلا قیمت و صرف ڈاک بھیجدیا۔ امروہہ، لکھنؤ، بریلی اور پاکستان ہی پر منحصر نہیں جہاں جہاں بھی ملک اور بیرون ملک یہ نسل تھی سب کو بھیجا۔ دوسری منزل تاریخ کی شروع ہوئی۔ تو حالات معلوم کرنے کو اخبارات میں اشتہار چھپوائے ہر شخص کو فرداً فرداً معتبر ذرایع سے چھپا ہوا سوالنامہ بھیجا اور اس میں صاف صاف چھاپ دیا کہ اپنے حالات مفصل تشریح۔ تعریف توصیف کے ساتھ لکھ کر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ آپ جواب نہ دیں اور میری ناواقفیت میں غلط چھپ جائے تو اس کی تمامتر اخلاقی، مذہبی، قانونی ذمہ داری آپ پر ہو گی اور میں ہر طرح بری الذمہ ہوں گا۔ پس بزرگوں کے حالات جو کتابوں میں لکھے دیکھے وہ لکھے۔ البتہ چند اشخاص کے حالات طویل تر لکھنے پڑے۔ سوالناموں کے جواب دینے والوں کے حالات ان کے لکھنے کے مطابق لکھ دیئے۔ جن حضرات نے جواب نہ دیا۔ آخر تھا تو وہ بھی ہمارا ہی گوشت پوست حال تو ان کا بھی لکھنا ہی تھا حتی المقدور لوگوں سے پوچھا۔ تحقیق و تفتیش کی۔ جو کچھ معلوم ہوا وہ لکھ دیا۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ میں ایک کم علم آدمی ہوں اور یہ کام میری قابلیت سے بالاتر ہے۔ اور بجائے اہل علم کے مجھ بے علم کو کرنا پڑ رہا ہے۔ نیز بوڑھا انسان ہوں۔ باوجود ایمانداری اور انتہائی صحت، محنت اور رات دن کی کد و کاوش کے کوئی کوتاہی رہ گئی ہو تو اس کو سہو تصور کریں اور مجھے معاف کر کے اصلاح کر لیں۔

بقول ے۔ انساب کی کتابوں میں کتنی ہی احتیاط کی جائے فرو گذاشتوں اور پھر ملامت سے بچنا ناممکن۔ اہل امروہہ کی تصانیف میں تاریخ اصغری، تاریخ واسطیہ، تاریخ سادات امروہہ کا حشر معلوم۔ صاحب تاریخ امروہہ کا انجام موزوں مناسب بچارے مولوی سید بشیر حسن صاحب نادم گڑھ کی کتاب شجرات سادات امروہہ کا جو نتیجہ ہوا وہ تو بڑا ہی ہمت شکن اور افسوسناک ہے۔ یہ جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں تقریباً ایک ہزار نام ہیں۔ بڑی احتیاط انتظام اور کوشش کے بعد بھی پریس کی غلطی سے شجرے میں نئی نسل کے ناموں میں دو چار غلطیاں رہ گئیں۔ کتاب شجرات سادات امروہہ میں تو ہزارہا نام ہیں۔ گھر گھر مارے مارے پھرنے اور رات دن کی محنت کا صلہ ایسا عبرتناک ملا کہ العظمۃ للّٰہ۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔ اور شہزادے اس کی قدر کرتے۔ خود پسند لوگوں کا یہ اعتراض اس کتاب کو لے بیٹھا۔ کہ مولوی صاحب نے بعض کے حالات بڑھا چڑھا کر لکھے اور بعض کے کم۔ اب یہ کون کہے کس سے کہے کہ حضرت آپ کو کس نے منع کیا تھا۔ آپ نے اپنے کارنامے بھی بتلائے ہوتے اور اپنی کارگزاریاں لکھواتے۔ مولوی صاحب نہ لکھتے تو شرع کے گناہ گار ہوتے۔ الحاصل ان حالات میں یہ کتاب لکھنے کا داعیہ کیا ہے۔ اللہ عاقبت بخیر کرے۔ آل حاجی سید محمد اشرف دانشمند عالی شاہ میں کسی کو کوئی اعتراض ہو تو پہلے ایمانداری سے اپنے دل کے آئینے میں دیکھ لے کہ حالات تو کجا۔ شجرہ نسب بھی صحیح معلوم نہ تھا۔

جب ہی تو واسطیہ۔ شجرات سادات امروہہ۔ تاریخ امروہہ وغیرہ کتب تواریخ میں غلط شجرے چھپے اور ساڑھے تین سو برس (۳۵۰) برس سے امروہہ کا مراثی آپ کی ہر تقریب میں غلط نسب نامہ سناتا رہا اور آپ بے خبر رہے۔ پھر بھی اعتراضات قطع نظر فرما کر اصلاح فرمالیں ممنون ہوں گا۔ نیز فاتحہ خیر سے یاد فرمائیں۔ والسلام

احقر الزمن سید صغیر حسن تقوی ابن سید امیر حسن تقوی ۔ (دانشمند)

دانشمندانِ امروہا

(ہم عدد کربلا ۲۵۳)

الحمدُ للہِ علیٰ افضالہٖ وَالصلوٰۃُ علیٰ محمّدٍ وآلہٖ۔ شہرِ امروہہ دہلی سے اسّی (۸۰) میل مشرق اور مرادآباد سے اُنیس (۱۹) میل مغرب میں واقع ہے۔ تحصیل، منصفی، تھانہ وغیرہ سب ہی کچھ ہے یہ ایک اوسط درجہ کا شہر اور سادات کی مشہور بستی ہے۔ تاریخ واسطیہ ۱۳۲۲ھ، سنہ ۱۹۰۴ء سے جو امروہہ کی ایک مستند تاریخ ہے تبرکاً جا بجا سے مختصر اقتباس درج ذیل ہے جو سو برس پہلے کی اُردو طرزِ تحریر کا نمونہ بھی ہے (مقامِ امروہہ عرصہ دراز سے آباد ہے۔ کہ اس شہر کا شروع آبادی مفصلاً تحقیق نہیں ہوا۔ جملہ اقوام ہندو مسلمان اس شہر میں آباد تھے۔ مگر دل پذیر۔ بے نظیر۔ رونق آمیز نہ تھا جبکہ میراں سید علی بزرگ معہ اپنے فرزند ارجمند جناب مخدوم سید شرف الدین شاہِ ولایت قدس سرہٗ العزیز با جماعت کثیر امروہہ میں تشریف فرما کر سکونت پذیر ہوئے۔ اس روز سے یہ مقام مسکنِ ساداتِ والاصفات۔ مثلِ گلستان سرسبز و شاداب دم بدم رشک دہ باغِ ارم اعقابِ آنحضرت ممدوح سے ہوا جس میں محلّاتِ چمن چمن گلدستہ گلدستہ۔ روش بہ روش، کوچہ و بازار۔ باغ و بہار و چاہ شیریں بے شمار و سرایات طرز بہ طرز آباد ہوئے۔ اور اولاد و امجادِ آنحضرت۔ نامی منزلت۔ گرامی مقدرت ہوئی۔ کہ ہر ایک شخص اعلیٰ مراتب والا مناصب با رفعت و اجلال۔ صاحب اقبال ہر طرح سے لائق و فائق و شہرۂ آفاق۔ شکیل و جمیل۔ عقیل و جلیل۔ عالم و فاضل، عامل و کامل۔ عابد و زاہد سخی و جواد۔ حق بین و حق پرست، شجاع و دلیر۔ یعنی ہمہ صفت موصوف ہوئے اگر کلکِ جواہر سلک توصیف ان کی ہزار تختہ کاغذ پر ثبت کرے۔ تو بھی نہ لکھ سکے۔ عہدِ سلاطینِ تخت نشینِ دہلی وغیرہ میں سادات نے اپنی بہادری و دلاوری و جانبازی سے ایسے ایسے کارِ نمایاں کئے۔ کہ بڑے بڑے قلعات و صد ہا لڑائیاں فتح کیں اور جو مہم سخت و دشوار ہوتی تھی ساداتِ بارہہ و ساداتِ امروہہ بھیجے جاتے تھے۔ اور وہ ان مہموں کو سر کرتے تھے اور اپنی جانیں دے کر لڑائیاں فتح کرتے تھے۔ کتاب اقبال نامہ جہانگیری و نیز اکثر کتبِ تواریخ شاہی میں ساداتِ ممدوح کی بہادری دلاوری و جانبازی کا ذکر ہے۔ سلاطینِ ممدوح نے ان کی جانبازی کے صلے میں مراتبِ عالیہ و مناصبِ جلیلہ سے ممتاز فرمایا۔ اور جملہ پرگناتِ ضلع مرادآباد۔ ضلع بجنور وغیرہ سرکارِ سنبھل میں قریب سات آٹھ سو مواضعات جاگیر و دیگر صوبجاتِ ہند میں۔ مثل کشمیر۔ بکر۔ ملتان لاہور و صوبجات دکن و صوبہ جاتِ علاقۂ پورب مثل الٰہ آباد، بنارس اودھ۔ ان کو عطا کئے نیز زمینداریٔ شہرِ امروہہ مع رتبۂ قصبہ معافی ملا الحمد شریف ان کو عطا فرمائے اور سب رئیس و زمیندار و مالکِ شہر کہلاتے۔ اور امروہہ بنامِ سادات مشہور و معروف ہوا۔ دیگر اشخاص شرفاء اہلِ اسلام ساکنانِ امروہہ ان کے رفیق و دوستدار بہ اخلاقِ بسیار ہم نشین و معتقد تھے و دیگر جملہ اقوام عوام الناس ہندو مسلمان اس شہر کے ان کے مطیع اور فرمانبردار ہر طرح سے اطاعت شعار یعنی بہ طریقِ رعیت و از راہِ ملازمت اعلیٰ قدرِ مراتب ساکن تھے۔ غرض کہ روز بروز ترقی و افزائش اس مقام کی ہوتی رہی خاص و عام بہ عیش و آرام صبح و شام آباد۔ دل شاد تھے۔ ان سب نے اس مقام میں جدا جدا محلّے چمن۔ چمن۔ و مکانات تختہ تختہ و گھیر اور احاطے گلدستہ گلدستہ خاندان وار و قتاً فوقتاً آباد کئے۔ جس کی آبادی چہار جانب سے آراستہ و پیراستہ یکساں و ہموار۔ دروازے عالی شان۔ بنگلے و بارہ دریاں و کمرے ہر طرح سے مزیّن و مصفّیٰ و عمارات ہر قسم خوش قطع۔ مزیّن و زیبا و محل سرائیں عالیشان تعمیر کرائیں۔ اور بہ عیش و آرام سکونت پذیر رہے۔)

لمولفہ:۔ الغرض یہ تھا امروہہ سادات کا ایک مشہور و معروف شہر اور نامی گرامی قصبہ۔ جو بھارت میں موجود

ہے۔ اور امروہہ کے سید۔ نامور۔ رئیس و جاگیردار و منصبدار اور صاحبانِ علم و فضل و عزت و تمکنت و جاہ و جلال تھے
نیز ہمارے جدِ امجد حاجی سید محمد اشرف دانشمندؒ بھی پشتینی رئیس کبیر۔ شریف و نجیب عالم جید صاحب اقبال تھے اور پرگنہ رجب پور
کے سنہ ۹۶۳ھ ، ۱۵۵۶ء سے قبل ہی موروثی جاگیردار تھے۔ ناظرینِ کرام پر زیرِ نظر کتاب سے یہ حقیقت معلومہ نمایاں ہو جائے گی کہ ان بزرگوار
کے اجدادِ کرام اور اولاد و امجاد بھی کوئی غیر معروف لوگ نہ تھے۔ یہ بھی صاحب حیثیت تھے اور ان کا خاندان بھی ایک معزز و ممتاز خاندان
ہے۔ اگرچہ ہم انتہائی خوش ہیں کہ ہمارے نانا سید شرف الدین شاہ ولایتؒ کی نسل شریف میں ہمارے ہزاروں بھائی ہمارے یار و غمخوار و
مددگار موجود ہیں۔ مگر یہ فخر بھی بیجا نہ ہوگا۔ کہ ہمارے دادا سید زید رحمت اللہ علیہ کی اولاد بھی کم نہیں ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد
میں اطراف و اکناف برصغیر ہند و پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن میں امیر، وزیر، رئیس و رفیع۔ باعزت و توقیر صاحبانِ علم و
فضل و دولت و ثروت۔ جاگیردار، منصبدار سب ہی ہیں۔ اولاً ہمارے بزرگوں میں سید عبداللہ زربخش سنہ ۵۴۲ھ ، ۱۱۴۷ء میں
وارد لاہور ملک ہند ہوئے اور براہِ ملتان زمینِ زید پور پر پہنچے۔ تو سلیمان آباد کے رئیس اعظم سید سالار داؤد کی دختر سے عقد
ہوا۔ اموال کثیر و جائیدادِ کبیر پر قابض ہوئے۔ ان کے فرزند سید زید تولد ہوئے تو سنہ ۶۲۲ھ ، ۱۲۲۵ء میں زید پور آباد ہوا۔
ان کے بعد ان کے فرزند سید محمود اور ان کے بعد انکے فرزند سید ابراہیم تمام جائیدادِ زرعی و سکونتی پر قابض و متصرف ہوئے اور
ان کے دو پسر ۱۔ سید عبدالعزیز ۲۔ سید عثمان ہوئے۔ سید عثمان کے دو فرزند ایک سید سلیمان دوسرے سید یوسف کی اولاد و
احفاد میں ماشاءاللہ زید پور، سیتا پور و اطراف و اکنافِ ملک میں صاحبان علم و فضل مال و منال اب تک موجود ہیں۔ سید عبدالعزیز
کے پانچ فرزند ۱۔ سید زید ثانی ۲۔ سید یحییٰ ۳۔ سید احمد ۴۔ سید ابراہیم ۵۔ سید محمود ہوئے ان سب بزرگوں کو ترکۂ پدری
تو ملا ہی تھا۔ خود بھی صاحبان ثروت و جاہ ہوئے۔ نیز ان کی اولاد و امجاد میں بھی صاحب عزت و آبرو ہوئے۔ جتنی اولاد
بڑھتی گئی ستارۂ اقبال بلند ہوتا گیا۔ سید زید ثانی اولادِ اکبر تھے۔ اپنے حصے کے ترکۂ پدری اور محلاتِ سکونتی سید زید اول
ان کے اور ان کی نسل کے تحتِ تصرف رہے۔ ان کی اولاد میں سید علی الدین جو برادرِ اکبر تھے۔ اپنے ترکۂ پدری سے اپنے
برادرِ خورد سید ضیاء الدین عرف سید جیا کے حق میں دستبردار ہو کر اندازاً سنہ ۸۴۰ھ ، ۱۴۳۶ء میں جون پور آکر سکونت پذیر
ہوئے۔ اور سید ضیاء الدین عرف سید جیا زید پور میں مقیم رہے۔ اور بفضلہٖ ان کی اولاد میں صاحبان علم و اقبال۔ تعلقدار
معافیدار، جاگیردار۔ اعلیٰ عہدہ دار اب تک موجود ہیں۔ سید علی الدین کے فرزند سید خیر الدین بھی مالدار و مرفہ الحال تھے۔
آپ کی جاگیر نہٹور ضلع بجنور میں تھی۔ پس آپ نے نہٹور ضلع بجنور کی سکونت اختیار کی۔ ان کے فرزند سید داؤد اور ان کے فرزند
سید محمد بھی نہٹور میں کثیر ورثۂ آبائی پر قابض و متصرف رہے۔ ان کے فرزند سید محمد سعید خاں پہلے بزرگ تھے جو شاہانِ وقت
کی طرف سے جاگیر و منصب و خطابِ خان بہادر سے سرفراز ہوئے۔ جدِ محترم حاجی سید محمد اشرف دانشمندؒ ان ہی کے فرزند ارجمند
ہیں۔ کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ یہ بزرگ سنہ ۹۶۳ھ ، ۱۵۵۶ء سے قبل ہی پرگنہ رجب پور کے موروثی جاگیردار تھے۔ نیز
خطاب دانشمند سے سرفراز تھے۔ جو شاہانِ وقت کی طرف سے علمائے جید ہی کو عطا ہوا کرتا تھا۔ پس چونکہ رجب پور امروہہ سے
قریب تھا اس لئے ساداتِ امروہہ سے رابطہ قائم ہوا۔ باہم معاملت اور میل و محبت کا رشتہ استوار ہوا۔ تب امروہہ کے
باعزت ماحول۔ مذہب و ملت شرافت و نجابت خلق و مروت اور یکساں طرزِ معاشرت کی وجہ سے آپنے تقریباً سنہ ۱۰۴۰ھ
سنہ ۱۶۳۰ء میں معہ اپنے فرزند حاجی میراں سید محمود امروہہ کی سکونت کو پسند فرمایا۔ مگر از راہ خودداری و قیامِ انفرادیت
ایک علیحدہ محلہ بسایا جو ان ہی کے نام نامی کی نسبت سے محلہ دانشمندان مشہور و معروف ہوا۔ اس محلہ میں آپنے ایک عالیشان

محل [illegible]ھ میں تعمیر کرایا اور سکونت پذیر ہوئے۔ خود تو آنجناب نیک عمل۔ نیک سیرت، زاہد و عابد۔ عالم و فاضل۔ نسلاً بعد نسل شیعۂ حیدر کرار۔ عالم جید والا تبار تھے ہی۔ اولادِ امجاد میں بھی ایک سے ایک لایق و فایق نامدار باوقار ہوا۔ حاجی میران سید محمود ان کے فرزند حاجی میران عصمت اللہ ان کے پسر نامدار میران سید رحمت اللہ اور ان کے چھ فرزند ۱۔ سید برکت اللہ ۲۔ سید تاج محمود خاں ۳۔ قاضی سید محمد فیاض ۴۔ سید علی اشرف ۵۔ سید حمد اللہ ۶۔ سید قدرت اللہ۔ نیز ان سب کی اولادِ امجاد بھی باعزت و توقیر، رئیس و امیر، بہادر و دلاور۔ عالم و فاضل ہوئے۔ کوئی علم کی اعلیٰ منازل طے کر کے عہدۂ قضا تک پر فائز ہوا۔ کچھ نے بڑی بڑی لڑائیوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھا کر شاہان وقت سے عہدے و منصب و جاگیریں حاصل کیں۔ اور بہت سے مواضعاتِ معافی و جاگیر معہ زمینداری پر متصرف ہوتے اور صاحبان دولت رہے۔ عالی محلات وسیع و عریض حویلیاں۔ مکانات نشست گاہیں۔ کوٹھی۔ بنگلے۔ دیوانخانے، مسجدیں امام باڑے بنائے۔ طرح طرح کی عمارتیں بنتی رہیں محلہ آباد ہوتا رہا۔ رونق بڑھتی رہی چنانچہ اس محلہ میں پانچ مسجدیں اور چھ امام باڑے اور ایک دینی مدرسہ فی الوقت موجود ہیں۔ ایک مسجد تو حاجی سید محمد طاب ثراہ نے تعمیر کرائی۔ جس میں موصوف کی قبر شریف بھی ہے باقی مسجدیں اور امام باڑے ابنائے قاضی سید محمد فیاض نے (جو کثرتِ اولاد و مال میں ممیز و ممتاز ہیں) بنائے۔ ایک مسجد مسماۃ وزیر النسا دختر سید کریم رضا ابن سید علی رضا زوجۂ سید کبیر رضا ابن سید محمد رضا نے اپنے امام باڑے کے صحن میں تعمیر کرائی۔ ایک مسجد و چاہ پختہ بہت اونچی کرسی پر ابنائے قاضی سید محمد فیاض نے لب سڑک تعمیر کرائی۔ ایک مسجد ابنائے قاضی سید محمد فیاض نے امام باڑۂ فہیم النسا، نعیم النسا معروف مانڈوں کے امام باڑے کے کونے پر اونچی کرسی پر تعمیر کرائی۔ اسی طرح ایک بہت بڑا اور مزین و آراستہ امام باڑہ مسماۃ وزیر النسا موصوف نے لب سڑک تعمیر کرایا۔ نیز اسی امام باڑے کے صحن میں مسجد و چاہ پختہ بھی تعمیر کرائی۔ ان مومنۂ مرحومہ نے اس امام باڑے اور مسجد کے اخراجات کے لئے اپنی جائیداد متروکہ زرعی وقف کی۔ اور پھر اسی وقف میں مسماۃ کنیز رقیہ دختر سید سعید الدین ابن سید قمر الدین بیوہ سید ولایت حسن ابن سید نذر علی اور سید نور الحسن زوار ابن سید نذر علی نے سنہ ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں چھ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کے وقف کا اضافہ کیا۔ تو وقف کی آمدنی ہزاروں روپیہ سال کی ہو گئی تھی۔ اس آمدنی سے ایام متبرکہ پنجتن ولادت و وفات چہاردہ معصومین علیہم السلام و عشرۂ محرم خصوصاً عشرۂ چہلم و رحلت ۱۹ ربیع الاول صفر کی مجالس یادگار بے مثال ہوتی تھیں۔ بڑے بڑے ذی کمال ذاکرین۔ مثل مرزا اوج۔ مرزا مغل۔ مولانا سید محمد ہارون صاحب طاب ثراہ۔ مولانا سید محمد رضا صاحب طاب ثراہ۔ شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب طاب ثراہ مولانا سید ابن حسن صاحب نونہروی زیب منبر ہوتے تھے۔ ہزاروں روپیہ خرچ ہوتے تھے اور رقم کثیر اور شایان و شان ذاکرین عظام کی خدمت میں نذر پیش کئے جاتے تھے۔ تمام ساکنان امروہہ و نواحی شریک مجلس ہو کر مثاب ہوتے تھے۔ یہ امام باڑہ ہر طرح کے بیش قیمت شیشہ آلات جھاڑ فانوس وغیرہ سے مزین تھا۔ بعد میں سید نور الحسن زوار ابن سید نذر علی دانشمند نے کسی ایرانی صناع سے شیشہ بندی کرائی تھی آپ نے اس امام باڑے کے سامنے ایک بہت لمبا چوڑا جست کا سائبان لگوایا تھا۔ مصرعہ تاریخ مولفہ مولانا و مقتدانا سید اولاد حسن صاحب قبلہ طاب ثراہ یہ تھا۔

فکر تھی تاریخ کی ہاتف پکارا ناگہاں ——— رونے والوں کے سروں پر نور کا ہے سائباں (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

آخر میں سید مہدی رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند نے گذشتہ عمارت کو منہدم کرا کے از سر نو بہ طرزِ جدید تعمیر کرایا۔ ان کی عمر نے وفا نہ کی عمارت تشنۂ تکمیل رہ گئی۔ عزاداری مثل سابق ہوتی ہے۔ دوسرا امام باڑہ سید اکبر علی کے نام سے موسوم ہے۔ اولاً سید انور علی ابن سید احسان علی دانشمند (لاولد) مع ابنائے

سید علی اشرف دانشمند نے اپنی جائیداد متروکہ کو وقف کرکے امام باڑہ بنایا۔ اور اپنے بھانجے سید اکبر علی ابن سید حشمت علی دانشمند کو متولی قرار دیا۔ یہ سید اکبر علی عزاداری و ماتم داری کے ازبس شوقین و دلدادہ تھے اور سرکار انگریزی میں صدر امین کی عدالت میں وکیل تھے۔ ان جناب نے امام باڑے کو ۱۲۶۴ھ، ۱۸۴۷ء میں بلند و بالا کرسی پر وسط محلہ میں بہت عمدہ اور عالیشان تعمیر کرایا۔ ایام متبرکہ جمعہ و ایام ولادت و شہادت آئمہ علیہم السلام و عشرہ محرم خصوصاً عشرہ چہلم، ازلغایت ۸ صفر کو بڑی یادگار اور سقابل دید مجالس ہوتی تھیں۔ ذی کمال ذاکرین مثل سید جواد حسین شمیم دانشمند، سید برجیس حسن برجیس دانشمند، نیز حضرات لکھنؤ سے میر انیس، میر وحید اور ان کے بیٹے پوتے زیب ممبر ہوتے تھے۔ صدہا روپے شال دوشالے نذر پیش کئے جاتے تھے۔ ابنائے سید تاج محمود خاں معاون خصوصی تھے۔ یہ امام باڑہ بھی ہر قسم کے شیشہ آلات جھاڑ فانوس وغیرہ سے مزین تھا۔ حسب سابق مجالس ہوتی ہیں اس امام باڑے کی تولیت نسلاً بعد نسلٍ سید سرکار حسن ابن سید انجم حسن دانشمند کو پہنچی تھی۔ کہ یہ پاکستان آگئے۔ اور اب سید غلام اکبر عرف موتی ابن حاجی سید اصغر حسین دانشمند اس کے نگرانِ کار اور متولی ہیں۔ تیسرا امام باڑہ رانڈوں کے امام باڑے کے نام سے موسوم ہے۔ سید رحیم رضا ابن سید علی رضا دانشمند کثیر جائیداد متروکۂ پدری پر متصرف تھے۔ مگر کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ تین لڑکیاں تھیں۔ ایک دختر فہیم النساء کا عقد سید کرامت علی ابن سید حسین رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر نعیم النساء کا عقد سید قاسم علی ابن سید دوست علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر خیر النساء عرف خیرن کا عقد سید نظام الدین عرف غلامی ابن سید غلام مصطفےٰ علی محلہ گذری سے ہوا۔ ان کے ایک دختر مسماۃ زینب زوجہ سید افضل علی ابن سید فضل علی عرف کھو محلہ گذری تھیں۔ یہ خیر النساء اپنی بیٹی زینب ہی کے پاس رہتی تھیں اور انہوں نے محلہ گذری میں ایک امام باڑہ عالیشان موسومہ خیرن کا امام باڑہ تعمیر کرکے وقف کیا ان کی بیٹی زینب نے محلہ گذری میں ایک مسجد و چاہ پختہ بھی تعمیر کرائی۔ مسماۃ فہیم النساء و نعیم النساء دونوں لاولد ہیں اور متروکہ پدری کے مکان مسکونہ کو امام باڑہ موسوم کیا۔ جو رانڈوں کے امام باڑے کے نام سے مشہور رہا۔ اور امام باڑے کے اخراجات کے واسطے کافی جائیداد زرعی وقف کرکے حاجی سید شمس الدین ابن سید کریم الدین دانشمند کو متولی قرار دیا۔ متولی مذکور نے اس مکان مسکونہ کو منہدم کرکے بشکلِ امام باڑہ تعمیر کیا۔ اسباب ضروری شیشہ و آلات جھاڑ فانوس وغیرہ سے مزین کیا۔ رات کو دس بجے مجالس ہوتی ہیں۔ اب سید امام رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا نگرانِ کار و متولی ہیں۔ چوتھا امام باڑہ اندرونی مسماۃ وحید النساء زوجۂ سید ساجد حسین کے نام سے موسوم ہے۔ سید غلام حسنین خاں ابن سید محمد بخش خاں دانشمند کے کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی۔ جائیداد متروکہ کی وارث ان کی دختر وحید النساء ہوئیں۔ مرحومِ موصوف نے علاوہ جائیدادِ متروکہ کے تقریباً سو روپیہ سال کی آمدنی کی جائیداد زرعی امورِ خیر و عزائے سید الشہداء کے لئے وقف کرکے اپنے بھانجے سید صادق حسین ابن سید غلام حسین کو متولی بنایا اور امام باڑہ موسوم کیا۔ یہ امام باڑہ بھی جھاڑ فانوس وغیرہ سے مزین ہے۔ فی الحال سید آل حسنین ابن سید اختر حسنین خاں نگرانِ کار متولی ہیں بعد مغرب مجلس ہوتی ہے۔ پانچواں امام باڑہ اندرونی مسماۃ جیونی کے نام سے موسوم ہے۔ بتول دولت عرف جیونی دختر سید قاسم علی ابن دوست علی دانشمند زوجۂ حاجی سید مظہر احمد ابن سید شمس الدین دانشمند نے اپنے مکان مسکونہ و متروکۂ پدری کو امام باڑہ بنایا اور کچھ جائیداد زرعی وقف کی۔ علی الصبح مجالس ہوتی ہیں۔ فی الحال سید شاکر حسین ابن سید صابر حسین نگرانِ کار متولی ہیں۔ چھٹا امام باڑہ اندرونی خاتون دولت دختر سید محمد حسن خاں ابن سید ولی بخش خاں زوجۂ حاجی سید قربان حسین کے نام سے موسوم ہے۔ جو حویلی حاجی سید قربان حسین میں واقع ہے۔ حاجی

سید قربان حسین نے اس کے واسطے کچھ جائیداد بھی وقف کی جس کے متولی مولوی سید محمد نبی ابن حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین ہیں۔
محلّہ دانشمندان میں ۹ محرم الحرام کو عصر کے وقت ابنائے سید علی اشرف کے مکانات سے ذوالجناح معہ حلقہ و دورہ و علم و تابوت
وغیرہ برآمد ہو کر تمام محلّہ میں گشت کر کے امام باڑۂ وزیر النساء پر ختم ہوتا ہے۔ ۱۰ محرم کو علی الصباح مختصر مجالس کے بعد سب
امام باڑوں سے تربتیں نکالی جاتی ہیں۔ اور بہ شکلِ جلوس مرثیہ پڑھتے ہوئے کربلائے دانشمندان معمرۂ زوجۂ سید جواد حسین مرحوم
دانشمند متصل اسٹیشن میں دفن ہوتی ہیں۔ وہیں اعمال عاشورہ بجا لائے جاتے ہیں۔ اسی دن بعدِ دوپہر تعزیہ معہ علم و ذوالجناح و
تابوت وغیرہ دورے کے ساتھ برآمد ہو کر تمام شہر میں گشت کر کے واپس امام باڑۂ سید اکبر علی پر ختم ہو کر سب امام باڑوں میں
مجلس شامِ غریباں ہوتی ہے۔ ۳ صفر کو تعزیہ اٹھا کر کربلائے دانشمندان میں دفن ہوتا ہے۔ کربلا میں سید غلام موسیٰ رضا نے مسجد وچاہ
پختہ بنائی، مدرسۂ امامیہ ؛۔ سید غلام حسنین خاں ابن سید محمد بخش خاں دانشمند نے اپنی جائیدادِ متروکہ میں سے نو سو؟
روپیہ سال کی آمدنی کی جائیداد ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں مصارفِ خیر و تعلیم حفظِ قرآن کے لئے وقف کر کے حاجی سید صادق حسین ابن
سید غلام حسین دانشمند کو متولی بنایا۔ متولی مذکور نے ۱۳۰۵ھ، ۱۸۸۷ء میں ایک مدرسہ بنام مدرسۂ امامیہ قائم کیا۔ جس
میں دینی و دنیاوی اور حفظِ قرآن کی تعلیم ہوتی تھی۔ مگر متولی مذکور نے وہ مدرسہ بند کر دیا۔ اشرف المدارس عرف
نور المدارس۔ سید اشرف علی صاحب ساکن پٹنہ عظیم آباد کی تحریک پر بہ زمانۂ سید نذر علی ابن سید حسن رضا دانشمند ایک مدرسہ
بنام اشرف المدارس قائم ہوا۔ اس مدرسہ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ سید نور الحسن ابن سید نذر علی دانشمند نے بہ تحریک
تحریص حجۃ الاسلام مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ۔ مولوی حاجی سید مرتضیٰ حسین صاحب طاب ثراہ و مولانا سید اولاد حسن
صاحب طاب ثراہ و سید محمد حسین و سید ابرار حسین وکیل اپنی اور اپنی زوجہ ریاست النساء کی چھ ہزار روپیہ سالانہ کی
آمدنی کی جائیداد ۱۲ شوال ۱۳۲۲ھ، ۲۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو مدرسہ کے نام وقف کی اور مدرسہ کا نام اشرف المدارس
عرف نور المدارس ہو گیا۔ اور جو عالیشان کوٹھی لب سڑک سید ولایت حسن ابن سید نذر علی نے تعمیر کرائی تھی اس میں منتقل ہو گیا۔
اول کچھ عرصہ مولانا سید محمد یار رضا صاحب قبلہ طاب ثراہ صدر مدرس رہے بعد میں مولوی حاجی سید مرتضیٰ حسین صاحب طاب ثراہ
اس کے صدر مدرس ہوئے۔ اس مدرسہ نے اطراف و اکناف ملک میں بہت شہرت پائی اور امروہہ و بیرونجات کے شائقین علم
مستفیض ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علم منطق۔ ادب۔ فقہ۔ اصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کر کے عالم و فاضل اور مجتہد ہوئے۔ مگر
سید نور الحسن کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مدرسہ کے اخراجات کی طرف سے کوتاہی اور بے توجہی کرنے لگے۔ تو حاجی صاحب
طاب ثراہ صدر مدرسی سے دست بردار ہو کر اپنے دولت کدہ پر درس دینے لگے۔ تب مدرسہ پر زوال آ گیا اور تباہ و برباد ہو
گیا۔ فی الوقت برائے نام ایک مکتب کی صورت میں قائم ہے۔

بہر حال یہ ہے محلّہ دانشمندان جس میں کل اولادِ حاجی سید محمد اشرف دانشمند۔ خوش و خرم مرفہ الحال عزت و آبرو
سکون و اطمینان سے مصروفِ حیات تھی۔ اور ستارۂ اقبال انتہائی عروج پر چمک رہا تھا کہ ناگہاں زمانہ بدلا۔ انقلاب آیا۔
اُدھر مسلمانوں کی سلطنت پر زوال آیا۔ نہ بادشاہ رہے نہ بادشاہ گر۔ نہ دربار رہا نہ درباری۔ نہ عطائے جاگیر رہی۔ نہ
جاگیردار۔ نہ منصب رہا نہ منصبدار۔ ۱۲۷۳ھ، ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی بنام غدر واقع ہوئی۔ بے گناہ مغل بادشاہ بہادر شاہ
مجرم و مقید ہوا۔ انگریزی سلطنت محکم ہوئی۔ مسلمان ہر طرح ملزم و معتوب ہوئے۔ اِدھر بڑی بڑی جاگیریں تقسیم در تقسیم ہو کر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ تب سوائے چند کے سب فکر معاش میں مبتلا ہو گئے۔ کچھ خوشحال کچھ بدحال امروہے میں رہے۔

کچھ فکر معاش میں گھر سے بے گھر ہوئے۔ اس کشمکشِ حیات میں مبتلا تھے کہ خاندانِ تقوی کا ایک لائق فرزند سر سید احمد خاں تقوی دہلوی ستارہ ہند۔ علم کی شمع ہاتھ میں لئے آسمان ہند پر نمودار ہوا۔ ۲۲ ذالحجہ ۱۲۹۳ھ ۸ جنوری ۱۸۷۷ء کو علیگڑھ کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔ گویا مملکت پاکستان کی بنیاد رکھی۔ پوری قوم اس دار العلوم سے فیضیاب ہونے لگی۔ مگر تمام شرفائے ہند کی طرح ابنائے حاجی سید محمد اشرف دانشمند پر بھی اول تو پسماندہ جاگیرداری مسلط تھی۔ دوسرے قدامت پسند بزرگوں کو انگریزی پڑھنے والوں کے لا مذہب۔ بے دین اور کرسٹان ہو جانے کی دہشت اور خوف دامن گیر تھا۔ پس یہ بہت خوش خرامی سے انگریزی علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ علم دین تو ورثہ میں ملا ہی تھا۔ رفتہ رفتہ علم انگریزی بھی حاصل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آج بحمد اللہ علاوہ بلند پایہ علمائے دین فضلائے کرام اور مجتہدین عظام۔ مفسرین قرآن کے انگریزی علم کے بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی کثیر تعداد موجود ہے۔ میٹرک تک تو تعلیم عام ہے۔ بہت سے گریجویٹ اور کئی پی ایچ ڈی ہیں۔ جو معزز و ممتاز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ اسی طرح اس خاندان کی مخدراتِ عصمت بھی جو امروہہ میں پردہ نشین تھیں اور جن کی آواز ڈیوڑھی تک بھی نہ سنی جا سکتی تھی۔ اور نصف صدی قبل تک اردو مرثیہ خوانی۔ حدیث خوانی۔ دینیات اور تعلیم قرآن کو طرۂ امتیاز سمجھتی تھیں آج اسکول اور کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اور پاکستان میں آکر پردہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ انجام بخیر کرے۔

الغرض نسلِ شریف حاجی سید محمد اشرف دانشمند بہر حال علی قدر مراتب سکون و اطمینان اور عزت و آبرو سے یکجائی مسکن گزین تھے۔ یہاں تک کہ ایک شیعہ لیڈر قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں برصغیر ہند تقسیم ہوا اور ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء بروز جمعہ پاکستان بن گیا، اور یہ پورا خاندان بھی مثل دیگر مسلم خانوادوں کے منتشر و متفرق ہو گیا۔ اکثر افراد پاکستان آگئے اور شہر بہ شہر متفرق و پراگندہ مگر محفوظ و مامون بارزگار۔ صاحب وقار۔ مرفہ الحال متوطن ہو گئے۔ اور اب پاکستان ہی ان کا وطن عزیز ہے۔ کچھ لوگ لکھنؤ، بریلی، وغیرہ اقطاع ہند میں باعزت ساکن ہیں۔ کچھ خوشحال کچھ بدحال امروہہ ہی میں سکونت پذیر ہیں۔ خداوند کریم بطفیلِ آئمہ معصومین علیہم السلام سب کو امن و امان میں رکھے۔ آخر میں ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ احسان مند اور دعا گو ہیں ان مورخینِ متقدمینِ امروہہ کے جنہوں نے از راہِ عنایت اپنی کتب۔ تواریخ مثل۔ تاریخ اصغری، تاریخ واسطیہ، تاریخ سادات امروہہ، شجرات سادات امروہہ۔ تاریخ امروہہ وغیرہ میں محلّہ دانشمندان کا ذکر بھی کیا ہے اور شجرہ نسب و فہرست جاگیرداران بھی تحریر فرمائی ہے لیکن نہایت ادب معذرت کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار بالکل ناگزیر ہے کہ ان سب کتابوں میں اس محلّہ کی فہرست منصبداران و جاگیرداران اور شجرہ نسب غلط چھپا ہے۔ لہٰذا زیدپور امروہہ کی کتاب زیدیہ سے صحیح شجرہ نسب اور فہرست منصبداران و جاگیرداران درج ذیل ہے۔ براہ کرم امروہہ کی جملہ کتابوں کا مندرجہ شجرہ نسب غلط اور متروک و منسوخ تصور کیا جائے اور اس کتاب کا درج شدہ شجرہ و فہرست صحیح مانی جائے۔ جو زیدپور کی اصل کتاب زیدیہ اور کتاب زیدیہ مولفہ جد محترم مولوی سید اکبر حسین صاحب طاب ثراہ سے مرتب کی گئی ہے۔ زمانہ قدیم سے امروہہ میں یہ رواج مروج ہے کہ کسی بھی تقریب۔ نکاح، بیاہ وغیرہ کے موقع پر نسابٔ (میراثی) طرفین کے شجرے حاضرین کے سامنے پڑھتا ہے۔ چنانچہ کراچی میں بھی مولانا سید محمد رضی، مولانا سید انیس الحسنین صاحبان کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی تقریبات میں کراچی میں موجود نساب (میراثی) نے ہمارا شجرہ غلط پڑھا۔ مولانائے موصوف اور اس حقیر کو صحیح شجرہ حفظ یاد ہے۔ پس آنجناب

اور اس حقیر نے اعتراض کیا تو اس نے یہ دلیل دی کہ کتاب واسطیہ اور کتاب شجرات سادات امروہہ میں یونہی درج ہے۔ پس اس کو تاکیدِ مزید و شدید کر دی گئی کہ امروہہ کی سب تاریخوں میں محلّہ دانشمندان کا شجرہ نسب غلط درج ہے۔ وہ نہ پڑھا جائے۔ بلکہ جو شجرہ نسب ہمارا مطبوعہ شائع شدہ ہے اور ہر طرح مکمل و مستند ہے اس کے مطابق پڑھا جائے ورنہ عدالتی کارروائی کی جائے گی۔ لہٰذا براہ کرم ناظرین کرام بھی اس شجرہ نسب کو صحیح تصور فرمائیں۔

شجرہ نسب سادات تقوی محلہ دانشمندان امروہہ ضلع مرادآباد

سید البشر خاتم النبین حضرت محمد مصطفٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۱)
امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام زوج البتول عذرا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
امام حسین علیہ السلام	امام زین العابدین علیہ السلام	امام محمد باقر علیہ السلام	امام جعفر صادق علیہ السلام	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	امام علی الرضا علیہ السلام	امام محمد تقی علیہ السلام	ابو جعفر موسیٰ مبرقع	ابو المکارم سید احمد
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹
سید محمد اعرج ابو علی	سید احمد نقیب القم ابو عبد اللہ	سید یعقوب	سید عبد اللہ زر بخش وارد ہند	سید زید	سید محمود	سید ابراہیم	سید عبد العزیز	سید زید ثانی
۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
سید نذر اللہ	سید داؤد نذر	سید سیف الدین اول	سید حسن	سید عبد المجید	سید سیف الدین ثانی	سید علی الدین	سید خیر الدین	سید داؤد
۲۹	۳۰	۳۱						
سید محمد	سید محمد سعید خاں	سید العلماء زبدۃ الفضلاء حاجی سید محمد اشرف دانشمند علیہ الرحمۃ						

فہرست منصبداران و جاگیرداران و معافیدارانِ سادات تقوی دانشمندان امروہہ

نمبر شمار	حوالۂ کتب	نام	کیفیت
۱	تاریخ امروہہ عباسی تاریخ واسطیہ ۲۴۸ زیدیہ ۴۱	سید محمد سعید خاں	تمام خاندانی کتبِ تواریخ میں درج شدہ سید محمد سعید خاں کے اجدادِ کرام سب کے سب صاحبانِ منصب۔ جاگیردار، معافیدار تھے اور آنجناب بھی موروثی جاگیردار تھے۔ اور شاہانِ وقت کی طرف سے خطابِ خاں سے سرفراز تھے۔

نمبر شمار	حوالہ کتب	نام	کیفیت
۲	تاریخ امروہہ زیدیہ صفحہ ۴۱	سید العلی حاجی سید محمد اشرف دانشمند	جاگیردار پرگنہ رجب پور شاہانِ وقت کی طرف سے خطاب دانشمند سے سرفراز تھے جبکہ یہ خطاب علمائے جید ہی کو عطا ہوا کرتا تھا۔
۳	زیدیہ صفحہ ۴۴	حاجی میراں سید محمود	موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔ صاحب علم و کرامت و عزت و دولت
۴	زیدیہ صفحہ ۴۴	فیروزہ خاتون زوجہ حاجی میراں سید محمود	آپ کو عہد جہانگیر و نورجہاں میں پرگنہ سکیت نولح پانی پت میں جاگیر ملی تھی اور وہ جاگیر سید سجاد علی ابن سید بہادر علی دانشمند کو ترکہ میں ملی اور سید ولایت حسین ابن سید سجاد علی نے فروخت کی۔
۵	زیدیہ صفحہ ۴۵	میراں حاجی سید عظمت اللہ	موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔ صاحب علم و دولت و عزت۔
۶	زیدیہ صفحہ ۴۹	میراں سید رحمت اللہ	موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔ صاحب علم و دولت و عزت۔
۷	زیدیہ صفحہ ۵۰	سید برکت اللہ	جاگیردار کلاں۔ اپنی جاگیر ملک سوار جانب نگلہ عمدہ پرگنہ مراد آباد میں۔ غارت گروں اور چوروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔
۸	زیدیہ صفحہ ۵۰	سید علی رضا	جاگیردار۔ معافیدار۔ اورنگ زیب بادشاہ ہند کے ہمراہ لڑائی میں شہید ہوئے۔
۹	زیدیہ صفحہ ۵۵ ۵۶	سید تاج محمود خاں	جاگیردار کلاں۔ صاحب حشمت و دولت و ثروت۔ منصبدار داخل چوکی ۳۷۰۰۰ ہزار دام سرکار نواب خان خاناں محمد منعم خاں نظام الملک کی فوج شاہی میں بخشی تھے۔ دیہات بخیر و علاقہ کبیر، رجب پور، نگری بچھراؤں، سلیم پور، سہسوان۔ رستم پور میں (۱۷۵۰۰) ہزار دام جاگیر و معافی پر متصرف تھے۔
۱۰	زیدیہ ۵۳ واسطیہ ۲۵۴	سید غلام احمد خاں	منصبدار داخل چوکی چوبیس ہزار دام۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۱۱	زیدیہ ۵۴ واسطیہ ۲۵۴	سید غلام مرتضیٰ	منصبدار جلو قدیم بارہ ہزار چھ سو دام۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۱۲	زیدیہ ۱۰۲ واسطیہ ۲۵۴	سید غلام حسن	منصبدار جلو قدیم بارہ ہزار چھ سو دام۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۱۳	زیدیہ واسطیہ ۲۵۵	سید کریم بخش خاں	پانصد ذات و پنجاہ سوار کے منصبدار خطاب خان سے سرفراز۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۱۴	زیدیہ ۷۲ واسطیہ ۲۵۶	سید محمد بخش خاں	منصبدار جلو قدیم چھ ہزار نو سو انتالیس دام۔ موروثی جاگیردار معافیدار۔
۱۵	زیدیہ ۷۲ واسطیہ ۲۵۶	مولوی سید سجاد علی	منصبدار جلو قدیم بارہ ہزار چھ سو دام۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۱۶	زیدیہ ۱۳۰ واسطیہ ۲۵۶	سید عبد النبی عرف تاج محمود خاں	منصبدار داخل چوکی ۳۷۰۰۰ ہزار دام موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۱۷	زیدیہ ۱۵۷ واسطیہ ۲۵۲ تاریخ امروہہ	قاضی سید محمد فیاض	سنہ ۱۱۰۶ھ ۳۷ جلوس اورنگ زیب عالمگیر میں برسالہ سعادت خاں پرگنہ مدنگر و رسول نگر تابع سرکار پٹن احمد آباد گجرات کے قاضی۔ سنہ ۱۱۲۰ھ اور جلوس شاہ عالم بہادر شاہ میں محتسب و داروغہ عدالت پرگنہ مراد آباد سنہ ۱۱۲۳ھ اور جلوس جہاندار شاہ میں منصب مذکور پر قائم۔ سنہ ۱۱۲۵ھ ۳ جلوس فرخ سیر میں منصب قضا پرگنہ حویلی سرکار قنوج و ملکوسہ ضمیمہ احتساب پرگنہ مراد آباد سپرد ہوا۔ جاگیردار معافیدار عہدہ دار۔
۱۸	زیدیہ ۱۵۹	سید محمد نیاز	موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔ رئیس کبیر۔

نمبر	حوالۂ کتب	نام	کیفیت
۱۹	زیدیہ ۵۳۹	سید محمد رضا خاں	بڑے جاگیردار خلعتِ گرانبہا وخطاب خان سے سرفراز نیز خدمتِ سوانح نگاری مراد آباد۔ بریلی۔ شیرکوٹ۔ کیرت پور بشاہرہ بخشش صد روپیہ ماہوار سوائے جاگیر پر فائز تھے۔
۲۰	زیدیہ ۱۷۱	سید علی رضا	جاگیردار معافیدار، صاحبِ دولت کثیر۔ امیرِ کبیر۔
۲۱	زیدیہ ۱۷۱ واسطیہ ۲۵۳/۵۶۲	سید امام رضا	منصبدار داخل چوکی دس ہزار دام۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۲۲	زیدیہ ۵۶۲ واسطیہ ۵۶۲	سید حسین رضا	دس ہزار دام جاگیر۔ جاگیردار۔ معافیدار۔
۲۳	زیدیہ ۲۱۹ واسطیہ ۵۶۲	سید محمد رضا	منصبدار داخل چوکی بتیس ہزار دام جاگیردار۔ معافیدار۔
۲۴	زیدیہ ۲۲۲	سید روشن دل	موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۲۵	زیدیہ ۲۲۷	سید علی اشرف	بڑے منصبدار۔ نو لاکھ دام جاگیر کے جاگیردار معافیدار۔
۲۶	زیدیہ ۲۲۹ واسطیہ ۵۶۲	سید سعادت اللہ عرف سید علی نواز خاں	منصبدار جلو قدیم پندرہ ہزار دو سو اکتیس دام کے جاگیردار۔ معافیدار موروثی جاگیردار۔ شاہانِ وقت کی طرف سے خطاب خان سے سرفراز تھے۔
۲۷	زیدیہ ۲۵۳ واسطیہ ۲۵۳	سید محمد منعم	سہ صدی ذات کے منصبدار داخل چوکی ۳۵۰۰۰ ہزار دام جاگیردار معافیدار
۲۸	زیدیہ ۲۴۸ واسطیہ ۲۵۳/۵۵۹	سید محمد علی عرف محمد بخش	سید علی اشرف کے سب بیٹے منصبدار، جاگیردار، معافیدار تھے۔
۲۹	زیدیہ ۲۴۸ واسطیہ ۲۵۳/۵۵۹	سید شاہ علی	سید علی اشرف کے سب بیٹے منصبدار جاگیردار۔ معافیدار تھے۔
۳۰	زیدیہ ۲۵۴ واسطیہ ۲۵۴/۵۶۱	سید عبد الباقی	منصبدار جلو قدیم بارہ ہزار دام۔ موروثی جاگیردار۔ معافیدار۔
۳۱	زیدیہ ۲۵۵ واسطیہ ۲۵۴	سید احسان علی	منصبدار چھیاسٹھ ہزار آٹھ سو اٹھتر دام موروثی جاگیردار معافیدار۔
۳۲	زیدیہ ۲۴۸ واسطیہ ۲۵۳/۵۵۹	سید نادر علی	منصبدار جلو قدیم بتیس ہزار دام۔ موروثی جاگیردار معافیدار۔
۳۳	زیدیہ ۲۶۰ واسطیہ ۲۵۳/۵۵۹	سید مصطفیٰ علی	سید علی اشرف کے سب بیٹے موروثی جاگیردار معافیدار تھے۔
۳۴	زیدیہ ۲۶۰ واسطیہ ۲۵۳/۵۵۹	سید رعایت اللہ	سید علی اشرف کے سب بیٹے موروثی جاگیردار معافیدار تھے۔
۳۵	زیدیہ ۲۶۲	سید حمد اللہ	موروثی جاگیردار، معافیدار، منصبدار۔
۳۶	زیدیہ ۲۷۰	سید قدرت اللہ	منصبدار، جاگیردار۔ معافیدار۔
۳۷	زیدیہ ۲۷۰ واسطیہ ۲۵۳/۵۶۲	سید سیف اللہ	منصبدار چالیس ہزار چھ سو سینتیس ۴۰۶۳۷ دام موروثی جاگیردار معافیدار۔
۳۸	زیدیہ ۲۷۰ واسطیہ ۲۵۳/۵۶۲	سید خلیل اللہ	منصبدار چالیس ہزار چھ سو سینتیس ۴۰۶۳۷ دام موروثی جاگیردار معافیدار۔
۳۹	زیدیہ ۲۷۰ واسطیہ ۲۵۳/۵۶۲	سید لطف اللہ	منصبدار چالیس ہزار سات سو اڑتیس دام موروثی جاگیردار معافیدار۔
۴۰	زیدیہ ۲۷۰ واسطیہ ۲۵۳/۵۶۲	سید عطاء اللہ	منصبدار چالیس ہزار نو سو انتالیس دام موروثی جاگیردار معافیدار
۴۱	زیدیہ ۲۷۰	سید سعدی	منصبدار۔ موروثی جاگیردار معافیدار۔

حصہ اول = ازمدینہ تا زیدپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـ والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین محمدنا المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امابعد، احقرالزمن سید صغیر حسن ابن سید امیر حسن ابن سید مظفر علی ابن سید وزیر علی ابن سید منیر علی ابن سید نجابت اللہ ابن سید سعادت اللہ ملقب بہ سید علی نواز خاں ابن سید علی اشرف ابن میراں سید رحمت اللہ ابن میراں حاجی سید عصمت اللہ ابن میراں حاجی سید محمود ابن سید العلمار زبدۃ الفضلا حاجی سید محمد اشرف دانشمند رحمت اللہ علیہ رضوی نقوی امروہوی عرض پرداز ہے کہ کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حال میں لکھا ہے۔ کہ آنجناب کے اعقاب میں جناب امام علی الرضا علیہ السلام ہیں۔ جن کی کنیت ابوالحسنؑ ہے۔ اور ان حضرت کے زمانے میں اولاد ابوطالبؑ میں ان حضرت کے مثل کوئی نہ تھا۔ مامون نے ان حضرت سے بیعت کی تھی اور سکہ دینار و درہم ان حضرت کے نام سے جاری کیا تھا۔ اور ان حضرت کے واسطے ممبر پر خطبہ پڑھا تھا۔ ان جناب نے طوس میں وفات پائی۔ اور ان حضرت کے اعقاب میں ابوجعفر محمد جواد (محمد تقی علیہ السلام) ہیں۔ جن کی مادر گرامی ام الولد تھیں۔ اور یہ حضرت (امام محمد تقی علیہ السلام) بھی جلیل القدر و عظیم المرتبت تھے اور ان سے دو شخص معقب رہے ایک حضرت علی الہادی (امام علی النقی علیہ السلام) دوسرے جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ۔ اور یہ حضرت (جناب موسیٰ مبرقع) بھی ام الولد سے ہیں۔ انہوں نے قم میں وفات پائی اور ان کی قبر وہیں ہے اور ان کی اولاد رضوی کہلائی جاتی ہے اور قم میں ہی رہتے ہیں۔ مگر بعض ان میں سے دوسرے مقامات پر چلے گئے ہیں۔ اور ان کی نسل احمد ابن موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ سے باقی رہی۔ اور ان سے ہند کے چند خاندان منسوب ہیں سادات ان جملہ اولاد میراں اللہ قصبۂ سامانہ میں ہے۔ اور میر زید کی اولاد۔ زیدپور بھان مئو۔ چندوارہ۔ لکھنؤ۔ سیتاپور۔ لاہرپور۔ اور سفیدوں نواح دہلی میں ہے۔ اور کتاب کنزالانساب معروف بحرالانساب فی تحقیق آل ابوتراب مولفۂ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے صفحہ ۱۲۶ پر ہندوستان کے سادات جلیل القدر و مشہور کے حالات کے سلسلہ میں صفحہ ۱۲۸ پر تحریر فرمایا ہے کہ سادات سامانہ و زیدپور و چندوارہ من مضافات لکھنؤ و سیتاپور و زیدپور من مضافات خیرآباد کا نسب میر زید اولاد جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ پر منتہی ہوتا ہے نیز کتاب سیادۃ السادۃ میں جناب آقائی ابوالقاسم علیہ الرحمہ نے بحوالہ کتب معتبرہ مثل ۱ کنزالی مخنف بن لوط خزاعی ۲ سلسلۃ المذہب سید مرتضیٰ رازی ۳ زبدۃ الانساب اصفہانی ۴ صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی ۵ تحریرالانساب ۶ خواص الامۃ ۔ ۷ فصول المہمہ ۸ عمدۃ الطالب ۹ کتاب الاطیاب ابونصر بخاری ۱۰ نفحات عنبری ۱۱ جواہرالانساب عبیدی ۱۲ تذکرۃ الاصفیا ۱۳ بحرالانساب ۱۴ ارشاد مفید ۱۵ اعلام الوریٰ طبرسی ۱۶ کشف الغمہ اردبیلی ۱۷ سلالت الاطہار ۱۸ کتاب النجباوالاخیار ۱۹ بحارالانوار جلد یازدہم و دوازدہم ۲۰ سماء العالم ۲۱ کشکول شیخ بہاؤالدین ۲۲ مجالس المومنین قاضی نوراللہ شوستری تحریر فرمایا ہے کہ باجماع تمامی علمائے اعلام و ائمہ انساب خاصہ و عامہ سب اساطین علام وارکین عظام متفق اللفظ و متحد القول ہیں۔ کہ اولاد و ذریت امام محمد تقی علیہ السلام خصوصاً معہ اولاد امام علی النقی و حسن عسکری علیہم السلام عموماً سب رضوی ہیں۔ اور جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحارالانوار میں تحریر فرمایا ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام کی اور بھی اولاد تھی اور وہ علوی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور اولاد امام حسن علیہ السلام حسنی سے اور اولاد امام حسین علیہ السلام حسینی سے۔ لیکن جو اولاد حسینی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہوئی وہ موسوی موسوم ہوتے

ہیں۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام اور جو انکے بعد کے آئمہ سے ہیں وہ بنام رضوی نامزد ہوتے ہیں۔ نیز عمدۃ العالمین مولانا الحاج مرزا حسین طبرسی نے بھی کتاب بدر مشعشع میں یہ ہی کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح کتاب زُبر الانساب میں بھی یہی تحریر ہے کہ بعد امام رضا علیہ السلام کے امام محمد تقی و علی النقی و حسن عسکری علیہم السلام اور ان کی تمام اولاد امجاد کو بہ سبب علو شان و شہرت مکان شاہ خراسان کے سب کو رضوی کہتے ہیں اس لئے جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ کی اولاد احفاد بھی رضوی کہلائی جاتی ہے بعض ان میں سے تقوی کہلائے جاتے ہیں اور حسب الارشاد حجۃ الاسلام نجم العلما مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہٗ۔ و آقائی شیخ محمد شریعت مجتہد العصر پاکستان و مولانا حاجی سید انیس الحسنین صاحب قبلہ تقوی کہلایا جانا بدرجۂ انسب بجا و درست ہے۔ الغرض سادات تقوی دانشمندان ان ہی جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ کی اولاد احفاد میں ہیں لہذا ان ہی بزرگوار کے حال سے اس کتاب کو شروع کیا جاتا ہے۔ ۹ جناب موسیٰ مبرقع ابن جناب امام محمد تقی علیہ السلام کا سلسلہ نسب سرکار رسالتؐ سے نویں پشت پر بہ تفصیل ذیل منتہی ہوتا ہے۔ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ ۱ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام زوجِ البتولِ عذرا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ و آلہ وسلم ۲ امام حسین علیہ السلام ۳ امام زین العابدین علیہ السلام ۴ امام محمد باقر علیہ السلام ۵ امام جعفر صادق علیہ السلام ۶ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷ امام علی الرضا علیہ السلام ۸ امام محمد تقی علیہ السلام ۹ جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ۔ (اس کتاب میں ہر شخص کا جو نمبر ہے وہ اسی سلسلے سے مسلسل ہے) نام نامی آپ کا موسیٰ لقب مبرقع کنیت ابو جعفر آپ کی والدہ ماجدہ ام الولد تھیں ام الفضل نہیں تھیں کیونکہ ام الفضل بنت مامون الرشید لاولد رہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۱۰ رجب ۲۱۷ھ ۱۱ اگست ۸۳۲ء کو تولد ہوئے نہایت درجہ صبیح و وجیہہ حسین جمیل۔ نورانی صورت نفیس طبیعت نیک وضع خوش قطع تھے۔ اکثر دولت سرا میں مقیم رہتے تھے۔ جب باہر تشریف لاتے تھے تو ایک پارچہ دبیز منہ پر لگا لیتے تھے۔ اسی لئے لوگ آپ کو لقب مبرقع سے یاد کرتے تھے۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام محمد تقی علیہ السلام و برادر بزرگ امام علی النقی علیہ السلام و جناب امام حسن عسکری علیہ السلام و زمانۂ غیبت صغریٰ امام زماں علیہ السلام عجل اللہ فرجہ، پایا تھا۔ آپ پہلے مدینہ سے کوفے تشریف لائے پھر ۲۵۶ھ ۸۶۹ء میں کوفے سے شہر قم میں تشریف لائے۔ اہلِ قم معترض ہوئے تو کاشان چلے گئے وہاں احمد بن عبد العزیز دلف العجلی بہت عزت و کرم سے پیش آیا۔ اور گھوڑے و خلعت و دولت دی اور ہر سال ایک ہزار مثقال سونا معہ آراستہ گھوڑے کے مقرر کیا۔ در این اثنا جب ابو الصدیم الحسین ابن علی بن آدم وغیرہ اہل عرب ان سے ملنے شہر قم میں آئے اور آپ قم میں نہ ملے تو اہل قم کو ان کی اس حرکت پر شرمندہ کیا۔ تب تمام روسائے قم معذرت خواہ ہو کر آپ کو واپس شہر قم میں لے آئے اور بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور ان کے واسطے مکان خرید کر دیا۔ اور چند سہم۔ قریہ سرِ دانہ دیلقان۔ و کا دچہ۔ و سفہ مزاحم ابن علی اشعری خرید کر دیئے۔ اور بیس ہزار درہم بھی پیش کئے۔ نیز خود آپ نے بھی قریات و مزارع خرید کئے اور اپنے اہل و عیال اور اپنی دختران زینب و میمونہ و ام محمد نیز دختران امام محمد تقی علیہ السلام کو بھی قم میں بلا لیا۔ تب آپ نہایت خوشحالی و فارغ البالی سے بسر فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ آپ نے زمانۂ غیبت صغریٰ امام زماں علیہ السلام میں عہد خلافت متغلبۂ مقتدر باللہ عباسی میں بہ اختلاف روایات ۸ ریا ۲۲ ربیع الثانی ۲۹۶ھ مطابق ۱۳ یا ۱۸ جنوری ۹۰۹ء کو رحلت فرمائی اور اپنے مکان مسکونہ میں جو ان کے نام سے آج تک مشہور و معروف ہے دفن ہوئے۔ اس حقیر صغیر مولف کتاب ہذا کو بھی شرف زیارت حاصل ہوا ہے۔ بالائے مرقد گنبد موجود ہے۔ آپ کی دو دختر جناب زینب و جناب میمونہ اور ایک دختر جنکی کنیت

ام محمد تھی۔ نہ معلوم ان ہی میں کی تھیں یا تیسری دختر تھیں اور دو پسر نیک سیرت ع۱ جناب محمد۔ ع۲ جناب احمد تولد ہوئے۔
ستاتہ م۔ بحر الانساب میں صفحہ سوئم پر ایک پسر عمران کا بھی ذکر ہے۔ جن کا ۳۵۲ھ بمطابق ۹۶۳ء میں خراسان میں ہونا لکھا ہوا ہے
المعاجبام۔ خوی خبیرۃ ع۱۰ سید محمد ابن موسیٰ مبرقع بہ اتفاق علمائے نسابین مقطوع النسل ہیں۔ لیکن برخلاف جمہور علما
علامہ دخوری کا قول ہے کہ سید محمد کی اولاد بھی باقی ہے۔ اور بنی خشاب اپنا سلسلۂ نسب ان سے ملاتے ہیں۔ ع۱۰ ابو المکارم
سید احمد ابن موسیٰ مبرقع۔ آپ کوفے سے قم میں تشریف لائے۔ آپ کے اعقاب میں ایک فرزند جناب ابو علی محمد اعرج اور
دو دختران ام حبیب و ام محمد باقی رہیں ع۱۱ ابو علی سید محمد اعرج ابن ابو المکارم سید احمد۔ یہ جناب کوفے سے مع اپنی
دو لڑکیوں فاطمہ اور ام سلمہ کے قم میں تشریف لائے۔ کم سنی میں پائے مبارک کو کچھ صدمہ پہنچ گیا تھا۔ جس سے لنگ کرنے
لگے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب اعرج ہو گیا۔ آپ بڑے خوش منظر۔ فاضل اورع۔ اتقیٰ۔ عاقل۔ فرزانہ تھے اغیار
بھی آپ کی منزلت وعفت کے قایل تھے۔ حکام جور کو تعجب ہوتا تھا کہ آپ امام کیوں نہیں کہلائے۔ سب آپ کی تعظیم و
تکریم کرتے تھے۔ قم میں تشریف لانے کے بعد دو لڑکیاں بریہہ و ام کلثوم اور ایک پسر سید احمد تولد ہوئے۔ آپ نقیب
قم تھے سنہ ولادت نہ معلوم ہوا۔ بزمانہ حکومت معتمد عباسی ۴ ربیع الاول ۳۱۵ھ ۹ مئی ۹۲۷ء کو رحلت فرمائی۔
ع۱۲ سید احمد نقیب القم ابن سید محمد اعرج آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ولادت ماہ شوال ۳۱۱ھ ۹۲۳ء میں
ہوئی۔ پورے چار سال کے بھی نہ تھے کہ یتیم ہو گئے۔ لیکن بفضل ایزدی بڑے صاحب درجہ۔ صاحب علم وحکمت، سخی
کریم۔ عالم علیم دین۔ محدث اور ثقہ ہوئے۔ کہ آپ نے نقابت قم کا منصب پایا۔ اور نہایت خوش اسلوبی سے زندگی
بسر کی۔ ۱۵ صفر ۳۵۸ھ ۸ جنوری ۹۶۹ء کو بمقام قم رحلت پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد کی تعداد ہنوز
تحقیق طلب ہے۔ باخبر حضرات مزید تحقیق فرمائیں۔ مولف کتاب ہذا کو جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ آپ کے گیارہ فرزند
تولد ہوئے ع۱ ابو علی سید محمد ع۲ ابو الحسن سید موسیٰ ع۳ ابو القاسم سید علی ع۴ ابو محمد سید حسن ع۵ ابو جعفر از بطن
ام الولد اولیٰ ع۶ ابو الفتح ع۷ سید یحییٰ ع۸ سید صالح ع۹ سید حسین ع۱۰ ابو عبد اللہ سید احمد از بطن ام الولد ثانی ع۱۱
سید یعقوب ۔ ع۱۳ ابو علی سید محمد ابن سید احمد نقیب القم۔ جناب سید احمد نقیب القم کی وفات کے بعد والی رے
نے آپ کی اولاد کو رعایتاً خراج معاف کر دیا تھا۔ مگر ابو علی سید محمد نے جائیداد کو اصراف میں بگاڑا اور خراسان چلے گئے۔
اور اپنے بھائی ابو القاسم سید علی کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ ابو علی سید محمد کی شادی دختر ابو محمد علوی سے ہوئی۔ دو
دختران تولد ہوئیں تھیں کہ رؤسائے خراسان میں مواصلت کی۔ نیز دو پسر اور ایک دختر اور ہوئی تھی۔ پھر کچھ حال نہ معلوم
ہوا ع۱۴ ابو الحسن سید موسیٰ ابن سید احمد نقیب القم۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی کے چلے جانے کے بعد نہایت استقلال سے گھر کو سنبھالا اور چھوٹے
بھائی ابو محمد سید حسن کی تربیت وتادیب فرمائی اور جو جائیداد رہن تھی وہ فک الرہن کرائی۔ ۳۷۰ھ ۹۸۰ء میں
حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ بعد حج جب مدینۂ منورہ پہنچے تو اپنے بنی اعمام سے نہایت شفقت ومحبت سے پیش
آئے۔ سب کو خلعت وعطایا سے سرفراز فرمایا۔ ۳۷۱ھ ۹۸۱ء میں اپنے مسکن شہر قم میں واپس تشریف لائے۔ تو آئینہ
بندی ہوئی۔ حکام وقت بہت قدر ومنزلت کرتے تھے۔ ۳۷۵ھ ۹۸۵ء میں اپنے جد امجد کی زیارت کے واسطے
مشہد مقدس گئے۔ آپ بہت ہی مرد فاضل۔ متواضع اور خلیق تھے۔ عین عنفوان شباب اور حداثت سن میں منصب
نقابت سادات علویہ قم ونواحی پر ممتاز تھے۔ سادات قم۔ آبہ۔ کاشان وخوزران جو آپ کے متعلق تھے تین سو اکتیس (۳۳۱)

نفر تھے۔ ہر شخص کو ماہوار تیئیس من نان اور دس درہم نقرہ معمول تھا۔ سادات تقوی مشہد رسول نگر ضلع گوجرانوالہ پنجاب اور گوری خالصہ سندیلہ ضلع ہردوئی و لکھنؤ میں ان کی اولاد کا ہونا کنز الانساب و تاریخ شمس تبریز مطبوعہ ملتان میں درج ہے۔ ۱۳ ابو القاسم سید علی ابن سید احمد نقیب القم۔ یہ جناب اپنے برادر بزرگ ابو علی سید محمد کے ساتھ خراسان چلے گئے تھے۔ اور کچھ نہ معلوم ہوا۔ ۱۳ ابو محمد سید حسن ابن سید احمد نقیب القم یہ بزرگوار بھی فاضل و ادیب تھے اور کچھ نہ معلوم ہوا۔ ۱۳ ابو جعفر ابن سید احمد نقیب القم یہ بزرگ ام الولد اولیٰ کے بطن سے تھے۔ ان کی شادی ۳۷۲ھ بمطابق ۹۸۲ء میں دختر علی ابن عمید سے ہوئی تھی۔ ۱۳ ابو الفتح عبید اللہ ابن سید احمد نقیب القم۔ یہ جناب عالم۔ ثقہ۔ اورع۔ فاضل و محدث تھے۔ ان کی ایک کتاب انساب آل رسولؐ و اولاد البتول اور ایک کتاب حلال و حرام میں اور ایک کتاب ادیان و ملل میں ہے۔ ۱۳ سید یحییٰ ابن سید احمد نقیب القم۔ کریم النفس واسع الجاہ رفیع المسکن قم میں مشہور معروف تھے۔ ۱۳ سید صالح ابن سید احمد نقیب القم۔ سادات ریشی پورہ من محلات کشمیر کا نسب ان جناب تک منتہی ہوتا ہے۔ ۱۳ سید حسین ابن سید احمد نقیب القم سادات رضویہ احمد پورہ من محلات کشمیر کا سلسلۂ نسب ان جناب تک منتہی ہوتا ہے۔ ۱۳ ابو عبد اللہ سید احمد ابن سید احمد نقیب القم۔ آپ بطن ام الولد ثانی سے تھے اور آپ کے ایک خواہر نیک سیرت بھی تھیں۔ آپ ۵ رصفر ۳۷۲ھ ۳۰ رجولائی ۹۸۲ء کو تولد ہوئے۔ جواد الدولہ عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خان تقوی دہلوی بانی علی گڈھ کالج و یونیورسٹی علی گڈھ کا سلسلۂ نسب ان ہی بزرگوار تک پہنچتا ہے۔ کتاب خطبات احمدیہ جلد دوم صفحہ ۵۷۵ سنہ ۱۲۸۷ھ سنہ ۱۸۷۰ء میں اور خواجہ الطاف حسین حالی کی کتاب حیات جاوید صفحہ ۳۹ سنہ ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۱ء میں ان کا یہ شجرہ نسب سینتیس واسطوں سے آنحضرت صلعم تک بہ تفصیل ذیل منتہی ہوتا ہے۔ جناب سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ ۱ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام زوج البتول عذرا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت ختم المرسلین جناب رسالتمآب صلی اللہ و آلہ وسلم ۲ حضرت امام حسین علیہ السلام ۳ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ۴ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ۵ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۶ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام ۸ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۹ جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ ۱۰ ابو المکارم سید احمد ۱۱ سید محمد اعرج ۱۲ سید احمد نقیب القم ۱۳ ابو عبد اللہ سید احمد ۱۴ سید احمد ۱۵ سید موسیٰ ۱۶ سید احمد ۱۷ سید محمد ۱۸ سید علی ۱۹ سید جعفر ۲۰ سید محمد ۲۱ سید علی ۲۲ سید ابو الفتح ۲۳ سید علی ۲۴ سید یار حسین ۲۵ سید کاظم الدین حسین ۲۶ سید جعفر ۲۷ سید باقر ۲۸ سید موسیٰ ۲۹ سید شرف الدین حسین ۳۰ سید ابراہیم ۳۱ سید حافظ احمد ۳۲ سید عزیز ۳۳ سید محمد دوست ۳۴ سید برہان ۳۵ سید محمد عماد ۳۶ سید محمد ہادی۔ ۳۷ سید محمد متقی ۳۸ سر سید احمد خاں۔ جس زمانے میں بنی فاطمہ کو بنی امیہ و بنی عباس کے ظلم و ستم سے عرب اور عراق میں رہنا دشوار ہوگیا تھا۔ اکثر سادات کے خاندان وطنِ مالوف چھوڑ کر دُور دراز ملکوں میں جا رہے تھے۔ اسی پر آشوب زمانے میں کسی وقت سر سید کے اجداد بھی دامغان میں جو ایران کا قدیم شہر ہے چلے آئے تھے۔ اور آخر ہرات میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ غالباً سر سید کے بزرگ پہلے پہل شاہجہاں کے عہد سنہ ۱۰۳۸ھ بمطابق ۱۶۲۸ء لغایت سنہ ۱۰۶۹ھ بمطابق ۱۶۵۸ء میں ہندوستان میں آئے تھے۔ اور اس وقت سے اکبر شاہ ثانی کے وقت تک ان کا تعلق سلطنتِ مغلیہ کے ساتھ کسی نہ کسی قدر رہا۔ سید محمد دوست جو سر سید احمد سے پانچویں پشت اوپر ہیں دکن کی مہم میں اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ تھے۔ اورنگ زیب نے ان کو یکہ بہادر کا خطاب دیا تھا۔ وہ واپس ہرات میں چلے گئے تو ان کے فرزند سید برہان نے وہاں سے آکر دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سید برہان

[illegible] خطبات احمدیہ صفحہ ۵۷۵ حیات جاوید ۳۸-۴۳

کے بیٹے سید عماد اور ان کے دو فرزند سید ہادی و سید مہدی تھے۔ سید محمد ہادی بڑے تھے۔ اور ان کو عزیز الدین عالمگیر ثانی نے سنہ ۱۱۶۷ھ سنہ ۱۷۵۴ء میں جواد علی خاں کا خطاب اور منصب ہزاری ذات پانصد سوار دو اسپہ کا دیا تھا اور ان کے بھائی سید مہدی علی کو بھی وہی منصب اور قباد علی خاں کا خطاب ملا تھا۔ قباد علی خاں تو دکن میں جا کر انتقال کر گئے۔ اور جواد علی خاں بدستور دہلی میں رہے۔ شاہ عالم بادشاہ کے زمانے میں خطاب جواد الدولہ کا اضافہ ہوا۔ و عہدۂ احتساب و کرور صوبۂ شاہجہاں آباد ملا۔ سنہ ۱۱۸۸ھ سنہ ۱۷۷۴ء میں عہدۂ قضاء لشکر عطا ہوا۔ سید ہادی کے بیٹے سید متقی ہوئے۔ شاہ عالم اور اکبر شاہ کے زمانے میں اپنے باپ کے اعزازات پر سرفراز رہے۔ سید متقی کی ننھیال میر درد کے خاندان میں تھی۔ میر درد کا موروثی مکان جامع مسجد کے قریب تھا اور ان کی شادی عزیز النساء دختر دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خاں مصلح جنگ سے ہوئی تھی جب ان خواجہ صاحب نے رحلت کی تو میر متقی آخر زمانے میں ان کی حویلی تیرا بہرام خاں کے حصۂ خواص پورہ میں جا رہے۔ آپ کا انتقال ۱۵ر رجب سنہ ۱۲۵۴ھ ۳ر اکتوبر سنہ ۱۸۳۸ء کو ہوا۔ ان کے اعقاب میں دو پسر سید احمد و سید محمد باقی رہے۔ سید محمد کی اولاد دختری باقی رہی۔ ع ۳۷ جواد الدولہ۔ عارف جنگ سر سید احمد خاں۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل ڈی ستارۂ ہند ابن سید متقی جیسے ہمہ صفت موصوف کے حالات کا احاطہ بہت مشکل ہے۔ ان کے حالات میں۔ مذہب۔ اخلاق۔ معاشرت۔ تعلیم۔ ججمنٹ۔ پالیٹکس۔ لٹریچر۔ پبلک سپیکنگ۔ انجینرنگ۔ آرکیولوجی کا ذکر بہت طویل ہے آپکی ولادت ۵ر ذالحجہ سنہ ۱۲۳۲ھ ۱۷ر اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ء کو دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علم طب حاصل کیا۔ سنہ ۱۲۵۴ھ سنہ ۱۸۳۸ء میں والد فوت ہوئے۔ دربار مغلیہ کی طرف سے کم التفاتی ہوئی تو انگریزوں کی نوکری کا خیال آیا۔ اپنے ماموں خلیل اللہ خاں صدر امین دہلی کے دفتر میں عدالتی کارروائی سیکھی۔ وہیں سررشتہ دار مقرر ہو گئے۔ ذالحجہ سنہ ۱۲۵۴ھ، فروری سنہ ۱۸۳۹ء میں کمشنر آگرہ کے دفتر میں نائب منشی مقرر ہوئے۔ وہیں انگریزی قانون پڑھکر ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۰ر ذیقعد سنہ ۱۲۵۷ھ ۲۴ر دسمبر سنہ ۱۸۴۱ء کو مین پوری کے منصف مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۲۵۸ھ سنہ ۱۸۴۲ء میں بہادر شاہ نے خطاب جواد الدولہ عارف جنگ سے سرفراز فرمایا۔ ۲۳ر ربیع الآخر سنہ ۱۲۷۱ھ ۱۳ر جنوری سنہ ۱۸۵۵ء کو بجنور میں صدر امین مقرر ہوئے۔ ۱۶ر رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ ۱۰ر مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو دہلی میں غدر ہوا۔ ۱۸ر رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ ۱۲ر مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو بجنور میں غدر ہوا۔ جس میں انگریزوں کی جان بچائی۔ ۲۰ر رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ ۱۴ر مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو بجنور میں ان کا گھر لٹا۔ اور بجنور سے میرٹھ کے لئے روانہ ہوئے۔ چھ پیسے نقد اور بدن پر پھٹے کپڑے لیکر میرٹھ پہنچے۔ دہلی میں گھر لٹا تو والدہ کو میرٹھ لائے۔ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۴ھ ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۵۷ء کو والدہ کا میرٹھ میں انتقال ہوا۔ ۲ر رجب سنہ ۱۲۷۴ھ ۱۶ر فروری سنہ ۱۸۵۸ء کو رڑکی پہنچے۔ خدمات غدر کے صلے میں خلعت مالیتی ایک ہزار روپیہ اور دو سو روپیہ ماہوار پنشن دو نسلوں تک ملی۔ رمضان سنہ ۱۲۷۴ھ اپریل سنہ ۱۸۵۸ء میں مراد آباد میں صدر الصدور ہوئے۔ سنہ ۱۲۷۶ھ سنہ ۱۸۵۹ء میں مراد آباد میں مدرسۂ فارسی عربی جاری کیا۔ سنہ ۱۲۷۶ھ سنہ ۱۸۵۹ء میں مراد آباد میں باغیوں کی جائیداد منضبطہ کی تحقیقات کا کمیشن بیٹھا۔ اس میں دو انگریز ممبر۔ ایک کمشنر روہیلکھنڈ دوسرے جج مراد آباد اور تیسرے مسلمان ممبر سر سید احمد خاں مقرر ہوئے۔ تب انہوں نے مسلمانوں کی بہت ہمدردی کی۔ تمام جگہوں سے زیادہ اسی ضلع میں مسلمانوں کی جائیدادیں واگذاشت ہوئیں۔ سنہ ۱۲۷۷ھ سنہ ۱۸۶۰ء میں قحط زدگان کا انتظام بڑی ہمدردی اور دل سوزی سے کیا۔ سنہ ۱۲۷۸ھ سنہ ۱۸۶۱ء میں مراد آباد میں بیوی کا انتقال ہوا۔ ۱۳ر ذیقعد سنہ ۱۲۷۸ھ ۱۲ر مئی سنہ ۱۸۶۲ء کو غازی پور تبادلہ ہوا۔ سنہ ۱۲۸۰ھ سنہ ۱۸۶۴ء میں سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی۔ سنہ ۱۲۸۱ھ سنہ ۱۸۶۴ء میں علیگڑھ تبادلہ ہوا۔ ۲۴ر ذالحجہ سنہ ۱۲۸۲ھ ۱۰ر مئی سنہ ۱۸۶۶ء کو برٹش انڈین ایسوسی ایشن قائم کی۔ ۱۴ر ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۴ھ ۱۵ر اگست سنہ ۱۸۶۷ء کو جج سمال کاز کورٹ ہو کر بنارس گئے۔ شفاخانہ قائم کیا۔ اسی سال اردو کی حمایت شروع ہوئی۔ جب تین ہزار روپیہ سفر خرچ اور چھ ہزار روپیہ کا اسکالرشپ

ان کے فرزند سید محمود کو ملا تو ان کے ساتھ ہی سرسید بھی ۱۸ ذالحجہ ۱۲۸۵ھ یکم اپریل ۱۸۶۹ء کو بنارس سے انگلستان کو روانہ
ہوئے۔ لندن پہنچکر میکلن برگ سکوائر میں مکان کرایہ پر لیکر رہنے لگے۔ لارڈ لارنس۔ لارڈ سٹینلی آف ایلڈرلی۔ سرجان ولیم انڈر
سکریٹری وزیر ہند۔ ڈیوک آف آرگائل اور ان کے بیٹے مارکوئس آف لارن داماد ملکہ سے واقفیت ہوئی آنا جانا ہوا۔ ۳ ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ
۱۳ جولائی ۱۸۶۹ء کو سٹوتین سوسائٹی آف انجینئرنگ کے مہمان خصوصی ہوئے۔ پھر گرینج ڈنر میں شریک ہوئے۔ ۷ ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ
۱۷ اگست ۱۸۶۹ء کو انڈیا آفس میں سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ یکم شعبان ۱۲۸۶ھ ۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو بلیک فرائرز برج ہالبورن
ایڈکٹ کے جلسۂ افتتاح میں ملکۂ معظمہ کے مہمان خصوصی ہوئے۔ ۸ ذالحجہ ۱۲۸۶ھ ۱۱ مارچ ۱۸۷۰ء کو ملکۂ معظمہ کے دربار میں شریک
ہوئے۔ ایتھنیم کلب کی آنریری ممبر نامزد ہوئے۔ ۸ رجب ۱۲۸۷ھ ۲ اکتوبر ۱۸۷۰ء کو بمبئی واپس آکر بنارس پہنچکر اپنے عہدے
کا چارج لیا۔ ۹ شوال ۱۲۸۷ھ ۲۶ دسمبر ۱۸۷۰ء کو کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہند بنائی اور کالج کی تحریک چلائی۔ یکم شوال ۱۲۸۷ھ
۲۴ دسمبر ۱۸۷۰ء کو رسالہ تہذیب الاخلاق کا پہلا پرچہ نکالا۔ اور کمیٹی خزینۃ البضاعت بنائی۔ جمادی الآخر ۱۲۸۹ھ جولائی ۱۸۷۲ء
کو کالج کے لئے اشتہارات جاری کئے۔ بعد میں سید محمود نے کالج بلکہ یونیورسٹی کی تفصیلی سکیم مُرتّب کی جس میں شیعہ دینیات کا بھی خاص
انتظام رکھا۔ ایک استفتٰی جوازِ چندہ میں شائع کیا جس کے جواب میں مولوی امداد علی ڈپٹی کلکٹر بنارس نے ہندوستان و مکۂ معظمہ کے مولویوں
کے دستخطوں سے یہ فتویٰ شائع کیا کہ جو لوگ مدرسۃ العلوم قائم کرنا چاہتے ہیں وہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ اس مدرسہ میں شیعوں کے مذہب کی
کتابیں پڑھائی جائیں گی جو باطل کی اعانت ہے۔ بہرحال ۱۸ ربیع الآخر ۱۲۹۲ھ ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو ایک ابتدائی مدرسہ قائم ہو گیا۔ مادۂ
تاریخ یہ ہے۔ ۱۲ اٹھارہ سے پچھتر۔ رجب ۱۲۹۳ھ جولائی ۱۸۷۶ء کو سرسید کی پنشن ہو گئی۔ آخر ۱۳ ذالحجہ ۱۲۹۳ھ ۸ جنوری ۱۸۷۷ء
کو لارڈ لٹن وائسرائے ہند نے کالج کا سنگ بنیاد رکھا گویا پاکستان کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ لارڈ لٹن نے ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں ان کو وائسرائیگل
لیجسلیٹو کونسل کا ممبر منتخب کیا۔ پھر دوبارہ لارڈ رپن نے ممبر منتخب کیا ۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء میں قانون ٹیکہ بنوایا ۱۲۹۸ھ ۱۸۸۰ء
میں قاضیوں کا قانون بنوانا چاہا تو مولوی ابوسعید عظیم آبادی نے مخالفت کی اور یہ قانون اُس وقت نہ بن سکا۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ ۲ جنوری
۱۸۸۳ء کو جداگانہ انتخاب کی تحریک چلائی۔ سرسید کے بعد سید محمود بھی کونسل کے ممبر رہے اور مسلمانوں کی بہبود و ترقی کے لئے اٹھارہ
ریزولیوشن پاس کرائے۔ سرسید نے ہی سول سروس فنڈ ایسوسی ایشن قائم کی۔ رجب ۱۳۰۱ھ اپریل ۱۸۸۴ء سے سرسید کانگریس
کے بالکل خلاف ہو گئے۔ ہندو بنگالیوں نے بنگال نیشنل لیگ قائم کی۔ ایک پمفلٹ "دی اسٹار ان دی ایسٹ" شائع کیا اور ایک
رسالہ بطور سوال جواب مولوی فیروز الدین اور امام الدین کے فرضی ناموں سے انگریزی گورنمنٹ سے مطالبات میں پیش کیا جس سے
گورنمنٹ کی بے انصافی اور طریق انتظام کی برائی اشتعال انگیز طریقہ پر ظاہر ہوتی تھی۔ تب ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۷ء میں لاہور میں ایک
جلسۂ عام میں سرسید نے اعلان کیا کہ اس پمفلٹ کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور بنگالیوں کے ساتھ مسلمانوں کا شریک ہونا مضر
اور ضرر رساں اور نقصان دہ ہے۔ مسلمان پہلے ہی بدنام ہیں۔ اس ایجی ٹیشن سے دور رہیں۔ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ ۲۷ دسمبر
۱۸۸۶ء کو محمڈن ایجوکیشن کانفرنس قائم کی۔ اور ۴ ربیع الآخر ۱۳۰۵ھ ۱۶ مارچ ۱۸۸۸ء کو میرٹھ کے جلسے میں کانگریس کے
خلاف لکچر دیا۔ اور کہا کہ کانگریس نے یہ جو مشہور کر رکھا ہے کہ مسلمان کانگریس میں شریک ہیں غلط ہے۔ معدودے چند مسلمان جو
شریک ہو گئے ہیں انہوں نے غلطی کی ہے۔ بہرحال ۱۶ جمادی الاول ۱۳۰۴ھ ۱۰ فروری ۱۸۸۷ء تک کالج کی تحریک نے خوب زور
پکڑ لیا۔ ۱۳۰۵ھ، ۱۸۸۷ء میں لارڈ ڈفرن نے سرسید احمد کو سول سروس کمیشن کا ممبر مقرر کر لیا۔ ذالحجہ ۱۳۰۵ھ، اگست ۱۸۸۸ء
میں سرسید نے پیٹریاٹک ایسوسی ایشن قائم کی۔ ۳ رمضان ۱۳۰۵ھ ۱۴ مئی ۱۸۸۸ء کو سرسید کو نائٹ کمانڈر (ستارہ ہند) کا اعزاز

۱۰- ۱۰ر شعبان سنہ ۱۳۰۶ھ ۱۸ر اپریل سنہ ۱۸۸۹ء کو ایڈنبرا یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف لا کی ڈگری - ایل - ایل - ڈی عطا ہوئی۔ سنہ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں کالج کا باقاعدہ رجسٹریشن ہوا اور مینیجنگ بورڈ بنا اور باقاعدہ کالج شمار ہوا۔ وسط ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں سرسید کو ایک بڑا دھچکہ لگا۔ سادات کی نسلی سادگی اور ایمانداری سے فائدہ اٹھا کر ایک مشرک بے دین ہندو شام بہاری لال ہیڈ کلرک نے نسلی دغابازی اور بے ایمانی سے کالج کا ایک لاکھ پانچ ہزار چار سو نو روپے کا غبن کر لیا۔ یہ صدمہ سرسید کو لے بیٹھا۔ مزید برآں سید محمود کی علالت نے سرسید کو آدھے کی طرح بٹھا دیا۔ اور سخت بیمار ہو گئے۔ اردو زبان اور فارسی رسم الخط کے جھگڑے میں اسی حالت بیماری و نیم مردگی میں گورنمنٹ کو اردو کی حمایت کے لئے متوجہ کیا اور آخر ۵ر ذیقعد ۱۳۱۵ھ ۲۷ر مارچ سنہ ۱۸۹۸ء کو مسلمانان ہند کا دردمند۔ خیر طلب خیرخواہ پاکستان کے نظریہ کا خالق اوّل سادات نقوی کی نامور ہستی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئی۔ اطراف واکناف و ممالک غیر میں سوگ منایا گیا۔ تقریباً ستائیس مشہور تصانیف بے شمار پولیٹیکل اور اخلاق مضامین اور دو فرزندان کی یادگار رہے۔

سرسید احمد خاں کے مذہبی اعتقادات کے سلسلے میں اکثر شیعہ سنی مذہبی علما ان کو بے دین کافر اور گشتنی قرار دیتے ہیں جبکہ بہت سے لوگ ان کے مداح اور ثناخواں ہیں۔ اور دیندار اور عاشق دین مبین مانتے ہیں۔ بہرحال نسلی اعتبار سے اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ وہ ہندوستان میں سادات نقوی کے ایک نامور اور مشہور ہستی تھے اور نظریۂ پاکستان کے رہبر اوّل وہ ہی تھے۔ سرسید احمد خاں کا عقد پارسا بیگم سے ہوا۔ ایک دختر عزیز النساء منکوحہ محمود حسن اور دو پسر ایک سید حامد اور دوسرے سید محمود تولد ہوئے۔ ع۳۸ سید حامد ابن سرسید احمد خاں ۲۴ر صفر سنہ ۱۲۶۵ھ ۲۰ر جنوری سنہ ۱۸۴۹ء کو تولد ہوئے۔ اولاد دختری باقی رہی۔ ع۳۸ سید محمود ابن سرسید احمد خاں ولادت ۱۱ر رجب سنہ ۱۲۶۶ھ ۲۴ر مئی سنہ ۱۸۵۰ء آپ کا عقد مشرف جہاں بیگم سے ہوا۔ ____ ایک پسر سید راس مسعود تولد ہوئے۔

ع۳۹ سید راس مسعود ابن سید محمود۔ ولادت ۱۴ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۶ھ ۱۵ر فروری سنہ ۱۸۸۹ء۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد امۃ الرشید سے ہوا۔ کہ ان سے ایک دختر نادرہ بیگم باقی رہیں۔ دوسرا عقد زہرا بیگم سے ہوا۔ ان سے ۲ فرزند تولد ہوئے ۱۔ سید انور مسعود ۲۔ سید اکبر مسعود۔ ع۴۰ سید انور مسعود ابن سید راس مسعود تجارت پیشہ مقیم ڈھاکہ پاکستان۔ آپ کا عقد روشن آرا بیگم سے ہوا۔ دو دختر تولد ہوئیں۔ ایک شہزاد بیرسٹر کراچی پاکستان دوسری شہر ناز۔ ع۴۱ سید اکبر مسعود ابن سید راس مسعود۔ آپ پاکستان تمباکو کمپنی میں سینئر ڈائرکٹر تھے۔ آپ کا عقد سلطانہ بیگم سے ہوا۔ دو پسر تولد ہوئے ۱۔ ایک سید احمد مسعود جو سول سروس پاکستان میں عہدیدار ہیں دوسرے سید محمود مسعود زیر تعلیم ہیں۔ آپ نے ۳۰ر محرم ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ر مارچ ۱۹۷۱ء کو رحلت کی۔ ع۱۳ سید یعقوب ابن سید احمد نقیب القم آپ کو بہ اعتبار کثرت اولاد و اسباط و احفاد پیغمبر برحق حضرت یعقوب علی نبینا علیہ السلام سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کہ آپ کی نسل شریف عرب ایران و برصغیر ہند و پاک میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کے اعقاب میں ایک فرزند سید عبداللہ باقی رہے۔ سید احمد رضوی نقوی زیدپوری سنہ ۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء کی کتاب انساب الزیدیہ میں حکیم سید مظہر مہدی رضوی نقوی زیدپوری سنہ ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء نے کتاب انساب الرضویہ میں حکیم سید محمد تقی رضوی نقوی سیتاپوری نے عواقب عبداللہی سنہ ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء میں تاریخ شمس تبریز ملتانی میں تحریر قلمی سید محب اللہ نقوی کراروی سنہ ۱۱۸۵ھ / ۱۷۷۱ء میں تحریر قلمی سید محمد علی نقوی کراروی سنہ ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء میں کتاب زیدیہ ثانی نسابۂ رضویہ سید نثار حسین رضوی نقوی زیدپوری سنہ ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء میں کتاب زیدیہ سید اکبر حسین عبرت دانشمند نقوی امروہوی سنہ ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء

میں کتاب شجرات طیبات۔ سید ظہور الحسین فروغ رضوی تقوی سیتاپوری ۱۳۳۴ھ سنہ ۱۹۱۶ء میں۔ الغرض تمام کتابوں میں
سب نے متحد اللفظ اور متحد البیان فرمایا ہے کہ سید یعقوب ابن سید احمد نقیب القم من ابنائے جناب موسیٰ مبرقع ہیں۔ آپ کا عقد دختر سید
ابوالحسن موسیٰ سے ہوا تھا۔ ان کے اعقاب میں ایک فرزند سید عبداللہ باقی رہے۔ ع ۱۴ سید عبداللہ زر بخش ابن سید یعقوب۔
آپ کا سلسلۂ نسب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چودہ واسطوں سے ملتا ہے۔ اور اس کتاب میں ہر نام پر جو نمبر درج
ہے وہ اسی سلسلہ سے مسلسل ہے۔ یہ بزرگوار اپنے آبائے کرام واجداد عظام کے طریقے پر قائم تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے
عالم و کامل تھے۔ آپ کی والدہ ابوالحسن موسیٰ کی دختر تھیں۔ اور مولد شریف قم ہے۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو شہر قم سے جا کر شہر
جاجرم میں اقامت فرمائی۔ شہر جاجرم استرآباد اور نیشاپور کے درمیان ایک قدیم شہر ہے۔ ایک روز آپ کی مجلس میں اولیائے کرام
کی خرق عادات و کرامات کا ذکر ہو رہا تھا۔ نوبت کلام یہاں تک پہنچی کہ زبان مبارک سید عبداللہ پر یہ کلمہ جاری ہوا۔ کہ حق سبحانہ تعالیٰ
نے تمام کلید ہائے خزائن غیب آسمان و زمین اپنے اور اپنے اولیائے اختیار کے ہاتھ میں مرحمت فرما دی ہیں۔ ہنوز یہ کلمہ پورا
نہیں ہوا تھا کہ یکایک آسمان سے (ہُن) برسنا شروع ہو گیا۔ اور دو گھنٹے تک ہُن برسا یہاں تک کہ اس مکان کا تمام صحن قرص
طلا سے معمور ہو گیا۔ صاحب شجرات طیبات سے حاجی سید محمد علی زائر (جو لباس تقویٰ و صلاح سے آراستہ متقی و صادق القول ہیں) نے
بیان فرمایا کہ بارش قرص طلا کا سبب بعض کتب میں یہ دیکھا گیا کہ ایک دن سید عبداللہ کی مجلس میں منافقین میں سے ایک شخص
عدوئے خاندان رسالتمآبؐ حاضر تھا۔ جس وقت سید عبداللہ سے یہ سنا کہ خدا نے کلید ہائے خزائن زمین و آسمان اولیائے کرام
کے دست اختیار میں عطا فرما دی ہیں تو اس وقت اس خبیث دشمن خدا کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔ کہ الحمد للہ اب اولاد علیؑ و
فاطمہؑ سے زمین خالی ہو گئی اور کوئی متنفس باقی نہ رہا۔ خلفائے وقت نے ایک ایک کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل و غارت و نیست و نابود
کر دیا۔ پس یہ کلمۂ کفر اس ملعون سے سنکر سید عبداللہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی۔ غیرت سیادت جوش میں آگئی۔ فرط غیظ سے چہرہ
مبارک سرخ و متغیر ہو گیا۔ اور فرمایا کہ تو جھوٹ بکتا ہے۔ اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے۔ ہرگز ہرگز زمین کبھی خالی نہیں رہ سکتی۔ انشاءاللہ
تا قیامت ان بزرگوں کی اولاد قائم و برقرار رہے گی۔ اسلئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے کلام پاک میں جناب رسالتمآب سے مخاطب
ہو کر فرمایا ہے۔ انا اعطینٰک الکوثر وعدۂ خدا جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس مجلس میں اولاد فاطمہ سے ایک میں ہی موجود ہوں
تب اس منافق نے کہا کہ علامات سادات بنی فاطمہؑ سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ سید صحیح النسب جس چیز کے واسطے خدا سے دعا کرتا
ہے فوراً مستجاب ہوتی ہے۔ پس اگر آپ مدعی سیادت ہیں اور آپ کا دعویٰ سچا ہے تو خدا سے دعا کیجئے کہ اس وقت آسمان سے قرص
طلا برسیں۔ یہ سنکر سید عبداللہ نے دست دعا جانب آسمان بلند کئے۔ معاً اسی دم آسمان سے قرص طلا برسنا شروع ہو گئے وہ منافق
خجل ہوا۔ اور جا کر ابوجعفر عبداللہ قائم باللہ عباسی خلیفۂ وقت سے تمام ماجرا بیان کیا بارش طلا کی خبر جب ملک عراق و خراسان میں مشہور
ہوئی تو اسی وقت سے لوگ آپ کو عبداللہ زر بخش کہنے لگے۔ اور ابوجعفر قائم باللہ نے قصد کیا کہ آپ کو ہلاک کر ڈالے۔ اس وقت
جناب عبداللہ نے استخارہ کیا اور بہ امر حق اس پر معمور ہوئے کہ اس مقام کو ترک کر دیں۔ چنانچہ آپ نے جاجرم سے ہجرت فرمائی۔
اور خراسان پہنچے۔ یہاں سلطان رکن الدین طغرل بیگ ابن میکائیل ابن سلجوق والئے خراسان کمال خلوص و اعتقاد و احترام و
اعزاز سے پیش آیا۔ کچھ دن قیام فرما کر مشہد مقدس پہنچے۔ تو حضرت امام رضا علیہ السلام سے آپ کو بشارت ہوئی کہ تمہارا اور تمہاری
اولاد کا محل اقامت ملک ہند ہے۔ پس آپ عازم ہند ہوئے سیر و سفر کثیر کے بعد آپ ۴۵۲ھ سنہ ۱۰۶۰ء میں شہر لاہور پہنچے
جب کہ بموجب تحریر صاحب منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی صفحہ ۴۸ وہ زمانہ ابراہیم ابن مسعود ابن محمود غزنوی کا تھا۔

آپ نے چاہا کہ لاہور میں توطن اختیار کروں کہ خواب میں جمالِ جہاں آرائے جناب رسالتمآب سے مشرف ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی جائے سکونت جانب مشرق ہے پس جناب نے وہاں سے بھی مسافرت اختیار کی۔ شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ جستجوئے جائے معہود کرتے ہوئے جب مقام ایرچ پہنچے تو قیام کا ارادہ کیا تب جناب رسالتمآب نے عالم رویا میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ یا علیؑ۔ اس فرزند کو لیجا کر جائے معین بتا دو۔ پس جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے سید عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر چشم زدن میں اس سرزمین پر جہاں اب قصبۂ زیدپور (ضلع بارہ بنکی) آباد ہے پہنچا دیا۔ جناب علی مرتضیٰؑ نے فرمایا کہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی جائے سکونت یہی سرزمین ہے۔ تمہارے ایک پسر ہوگا اس کا نام زید رکھنا اور اسی کے نام سے اس مقام کو موسوم کرنا۔ خداوند کریم تمہاری اولاد و احفاد کو ستاروں کے برابر کثرت عطا فرمائے گا۔ سید عبداللہ یہ سنکر سجدۂ شکرِ باری تعالیٰ بجالائے اسی اثنا میں سپیدۂ سحر نمودار ہوا سید عبداللہ نے چاہا کہ وضو کر کے نماز صبح ادا کریں۔ ہر چند ادھر ادھر پانی تلاش کیا۔ نہ پانی ملا۔ نہ آبادی کا کوئی نشان نظر آیا۔ تیمم کر کے نماز صبح ادا کی۔ بعد فراغت نماز و تلاوت و وظائف پانی کی تلاش میں چار پانچ کوس تک نکل گئے۔ آخر اس جگہ پہنچے جہاں آجکل قصبۂ بلاؤن کی آبادی ہے۔ دیکھا کہ دریا جاری ہے (غالباً دریائے گومتی ہوگا جو اب بھی وہاں جاری ہے) آپ نے بعد فراغتِ حوائج ضروریہ طہارت و وضو کیا ابھی واپس نہ ہوئے تھے کہ دیکھا کہ ایک کتا خرگوش کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جب کتا خرگوش کے نزدیک پہنچا تو خرگوش مقابلے کے لئے کھڑا ہو کر آمادۂ جنگ ہو گیا۔ پس آپ کو معاً یہ خیال آیا کہ یہ زمین علتِ خونریزی سے خالی نہ ہوگی۔ پس اُسی مقامِ معہود پر واپس آگئے۔ یہاں آکر دیکھا کہ ایک بھینس پانی میں نہائی ہوئی کہ اس کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا سامنے سے گزری تب یقین ہوگیا کہ یہاں کہیں قریب میں پانی ہے۔ الغرض اس بھینس کے پاؤں کے نشان پر روانہ ہوئے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر دیکھا کہ جنگل میں ایک بڑا تالاب ہے اور اس میں پانی بھرا ہے شکر الٰہی بجالائے تجدید وضو کر کے نزدیک ہی ایک مقام پر بلند آواز سے اذان دی اور مشغول نماز ہو گئے۔ اُس زمانے میں اُس جنگل میں ہندوؤں کی قوم بھر کی آبادی کا ایک گاؤں تھا اور وہ لوگ اہل اسلام سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ اذان کی آواز سنکر سب کے سب جمع ہو کر اس جگہ آئے جہاں سید عبداللہ مشغولِ نماز تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوانِ خوش رو اہلِ ولایت نماز پڑھ رہا ہے اور علاوہ اس کے اور کوئی وہاں نہیں ہے۔ تب ان سب نے مشورہ کیا کہ اس مرد مسلمان کو قتل کر ڈالیں مگر بعض سن رسیدہ اشخاص مانع آئے اور کہا۔ کہ کیا عجب ہے یہ مسلمان سید سالار داؤد اور شاہ محمد سے تعارف رکھتا ہو مبادا اس کے قتل کرنے سے ہم سب مع اہل و عیال قتل و غارت ہو جائیں۔ اندازاً یہ مرد سیاح دو ایک دن رہ کر کسی طرف چلا جائے گا۔ اُس وقت تو سب لوگ خاموش رہے لیکن دوسرے روز قتل کے ارادے سے جمع ہو کر سید عبداللہ کے پاس پہنچے اور چاہا کہ حملہ کریں بحکم خدا دفعتاً ان لوگوں کے ہاتھ خشک ہو گئے۔ تب وہ لوگ اس خیال فاسد سے نادم ہو کر سید صاحب سے معافی طلب ہوئے۔ چنانچہ سید عبداللہ نے دعا فرمائی تو ان سب کے ہاتھ صحیح و سالم ہو گئے۔ اس قوم کو مسلمانوں سے نطرتی عداوت تھی۔ اس لئے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور پھر دوبارہ آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو ان سب کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اس وقت وہ سب روتے پیٹتے سید عبداللہ کے سامنے زمین پر لوٹنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر سید صاحب کو رحم آگیا ان کی خطا سے درگذر کر کے تھوڑی سی خاک اٹھائی اور ان سب پر چھڑک دی۔ بقدرتِ خدا سب کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ وہ سب کے سب حیران و پریشان اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ الغرض سید عبداللہ نے اسی مقام پر اقامت فرمائی اور روزانہ اپنا یہ معمول بنا لیا کہ بعد نماز صبح وظیفے وغیرہ سے فارغ ہو کر بغرض تفریح جنگل میں چلے جاتے تھے۔ ایک روز اپنا سجادہ و جبّہ و نعلین وغیرہ مسکن پر چھوڑ کر صحرا کی طرف سیر کرنے چلے گئے۔ اس قوم ہنود کے لڑکوں نے ان کا کل اسباب لیجا کر اُس کنوئیں میں ڈال دیا جو تالاب کے قریب تھا۔ جب آپ اپنے مقام پر واپس آئے تو اپنا اسباب نہ پایا۔ دریافت کیا

تو ایک شخص نوجوان از راہ غرور و تکبر کہنے لگا کہ آپ کے اسباب کو ہمارے لڑکوں نے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہیں بھی کنوئیں میں ڈال دیں گے۔ اس قوم کا زمانۂ زوال و تباہی آچکا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا اسباب جو کنوئیں میں ڈالا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تم سب کی بیخ و بنیاد یہاں سے اکھڑ جائے گی اور انشاء اللہ میری اور میری اولاد کی بیخ و بنیاد طبقۂ زمین تک پہنچ جائے گی اور قائم رہے گی پس آپ اس کنوئیں کو پاٹ کر اس پر چبوترا بنا کر اس پر بیٹھ گئے اور مشغول عبادتِ باری تعالیٰ ہوئے چند روز کے بعد اس مقام پر کوئی ایسی آفت نازل ہوئی کہ دس دن کے اندر اندر سب تباہ و برباد ہوگئے اور کوئی متنفس بھی ان میں سے نہ بچا۔ سید ظہور الحسین صاحب فروغ سیتاپوری مولف شجرات طیبات نے اس مقام کو دیکھا تالاب کے کنارے ایک چبوترا بنا ہوا ہے اور اس چبوترے پر دو قبریں ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک قبر بی بی یادگار بانو یعنی والدۂ ماجدۂ سید زید کی ہے اور دوسری قبر سید زید کی ہے اور یہ تالاب زید پور میں دادا عبداللہ کے نام سے مشہور ہے جو آبادی کی جانب جنوب واقع ہے اور اب تک سادات زید پور میں یہ رسم قائم ہے کہ ہر ایک شادی میں اس تالاب کی مٹی بطور شگون منگوائی جاتی ہے۔ الغرض جس روز اس قوم ہنود کا خاتمہ ہوا اسی شب جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالتمآبؐ فرماتے ہیں کہ موضع سلیمان آباد (جو اس وقت بھی۔ نواب گنج ضلع بارہ بنکی میں موجود ہے اور بعض سادات موسوی اس میں آباد ہیں اور اپنے اجداد مادری کی میراث پر قائم ہیں۔) میں جا کر سید سالار داؤد کی دختر سے اپنا عقد کرو سید سالار داؤد صاحب شاہان وقت کیطرف سے اس علاقے کے ناظم تھے اور ان کے تصرف میں بہت سے گاؤں جاگیر کے بلاؤں وغیرہ تھے ان کی قبر ترک بارہ بنکی میں موجود ہے جو زید پور سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ہے یہ سید سالار داؤد از سادات عظام صاحب علم و اقبال و مال و منال تھے۔ ان کے بزرگ سید سالار مسعود غازی کے متعلق یہ شعر مشہور ہے ـــ شہرت سعادت۔ نظام التواریخ۔ منتخب التواریخ ...

نیزہ آیا سید سالار کا ٹ غم سے سینہ چاک ہے کفار کا ـــ دین جاری ہند میں جس نے کیا ٹ ہے وہ پوتا حیدر کرار کا

الغرض تین ماہ بیشتر سلیمان آباد میں یہ واقعہ ہوا کہ ان سید سالار داؤد کی دو لڑکیاں تھیں انکو ان لڑکیوں کی بڑی فکر تھی ایک روز سید سالار داؤد نے بعد نماز عشاء درگاہ قاضی الحاجات میں بواسطۂ جناب رسالتمآبؐ بہت رو رو کر یہ دعا کی۔ کہ میری لڑکیاں قابل شادی ہیں میں نے عہد کیا ہے کہ انکی شادی بنی فاطمہؑ میں کروں گا۔ اسی تضرع و زاری میں جائے نماز پر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ بارگاہ رسالت پناہؐ میں موجود ہیں اور لڑکیوں کے واسطے عرض حال کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے فرزندوں میں سید عبداللہ تمہارے پاس پہنچے گا اسی کیساتھ اپنی دختر کا عقد کر دینا اور وہ جہاں لیجانا چاہے اسکے ساتھ کر دینا۔ سید سالار داؤد نے خواب سے بیدار ہو کر بحالت خوشی و سرور یہ واقعہ اپنے اہل کاروں اور ندیموں سے بیان کیا۔ بالاتفاق سب نے خوش ہو کر مبارکباد دی اور کہا کہ حدیث نبویؐ خواب کے بارے میں اس طرح وارد ہوئی ہے۔ مَن رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔ انشاء اللہ بہت جلد ان خطوں کا جواب آجائیگا جو آپ نے اس معاملہ خاص میں ولایت خراسان روانہ کئے ہیں۔ یقین ہے کہ وہاں کے لوگ کسی شخص کو تجویز کر کے لکھیں گے۔ یہ خواب رویائے صادقہ ہے (تفصیل اسکی یہ ہے کہ چار پانچ مہینے پہلے سید سالار داؤد نے اپنی لڑکی کے عقد کی نسبت ولایت خراسان میں اپنے اعزہ و احباب کو اس مضمون کے خط روانہ کئے تھے کہ میں نے اپنی لڑکیوں کے متعلق یہ عہد کیا ہے کہ انکی شادیاں بنی فاطمہؑ میں کرونگا۔ لہذا اگر ولایت خراسان میں سادات بنی فاطمہؑ میں سے کوئی ہو تو بعد تحقیق وغیرہ ہمیں اطلاع دو کہ لڑکیوں کے فرض سے فراغت پاؤں۔ چار پانچ ماہ بعد ولایت خراسان سے ان خطوں کا یہ جواب آیا کہ یہاں سلاطین بنی امیہ و بنی عباس نے سادات بنی فاطمہؑ سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑا ایک ایک کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر ڈالا بلکہ ان لوگوں کو بھی قتل کیا جو بنی فاطمہؑ سے کچھ بھی قرابت یا اتحاد رکھتے تھے البتہ کچھ لوگ سادات بنی فاطمہؑ سے بخوف قتل جلا وطن ہو کر مقام محفوظ میں مخفی ہوگئے ہیں چنانچہ سید عبداللہ زرہ بخش جو اولاد امام محمد تقی علیہ السلام میں ہیں انکی نسبت سنا گیا ہے کہ وہ ہندوستان میں ہیں علاوہ انکے اور بھی بنی فاطمہؑ کوہ شمال کے دامن میں مخفی ہیں۔ آپ وہیں تحقیق و تلاش و تعین نسبت کر لیجئے۔) اس مضمون سے مطلع ہو کر سید سالار داؤد اور ان کے اہل کار و ندیم سید زادے کی تلاش و جستجو میں

لگے رہے یہاں تک کہ سید عبداللہ حسب ارشاد جناب رسالتمآبؐ جانب سلیمان آباد سید سالار داؤد کے پاس روانہ ہوئے۔ جب سلیمان آباد پہنچے تو دیکھا کہ عمارت عالی شان و مکان شاہی بنے ہوئے ہیں اور حاجب و نگہبانوں کا پہرہ ہے آپ نے اپنے دل میں خیال فرمایا کہ سید سالار داؤد صاحبِ دولت و حشمت ہیں وہ اپنی دختر کا عقد ہمارے ساتھ کیوں کرنے لگے۔ آپ توکل بخدا سید سالار داؤد کی ڈیوڑھی پر پہنچے اور ایک مصاحب سے ملاقات کر کے اپنے یہاں آنے کا قصہ اور سبب بیان کیا چونکہ اس مصاحب نے شرافت و نجابت آپ کے چہرۂ مبارک سے عیاں دیکھی آپ کا مقولہ سچ اور صحیح جان کر سید سالار داؤد کو خبر دی کہ ایک صاحب پاکیزہ نسب عارف صورت ملکِ بالا دست سے تشریف لائے ہیں اور اس طرح کی خواہش رکھتے ہیں۔ سید سالار داؤد نے کہا کہ اول ان کو بلا کر دیکھ لیا جائے چنانچہ سید سالار داؤد کے بلانے پر جب آپ ان کے دربار میں پہنچے تو اس وقت دربار تمام ارکین و اہلکاروں سے مملو تھا۔ آپ نے دربار میں پہنچ کر سلام علیکم کہا تو تمام درباری وعلیکم السلام کہتے ہوئے سروقد تعظیم کو کھڑے ہو گئے سید سالار داؤد نے بغلگیر ہو کر اپنی مسند پر بٹھایا۔ بعد مزاج پرسی نام نامی و سبب تشریف آوری دریافت کیا۔ سید عبداللہ نے نام و نسب اور اپنی کل سرگذشت بیان کی سنتے ہی سید سالار داؤد نے کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کے ساتھ منسوب کی۔ ایک ماہ بعد عقد کر دوں گا۔ سید عبداللہ کے واسطے سید سالار داؤد نے ایک مکان خالی کرا دیا اور سامانِ آرام و آسائش مہیا کر کے خدمت کے واسطے خدام مقرر کر دیئے۔ سید سالار داؤد نے گھر میں جا کر اپنی زوجہ سے ساری روئیداد اور قرارداد بتلا دی الغرض جب زمانۂ عقد قریب آیا کسی نے سید عبداللہ سے کہا کہ سید سالار داؤد نے جس لڑکی کا عقد آپ سے تجویز کیا ہے وہ نابینا ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں ہمارے ساتھ وہی لڑکی منسوب ہوگی جس کی آنکھیں صحیح و سالم ہیں۔ اس شخص نے مکرر سہ کرر یہی بات دہرائی تو آپ نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ قضائے الٰہی نکاح سے دو ایک دن پہلے اندھی لڑکی قضا کر گئی سید سالار داؤد کو تردد ہوا تو خواب میں دیکھا رسالتمآبؐ فرماتے ہیں کہ اب جو دختر موجود ہے اسی کے ساتھ میرے فرزند سید عبداللہ کا عقد کر دو اور جہاں وہ لیجانا چاہے لیجانے دو۔ سید سالار داؤد شکر الٰہی بجا لائے اور مدت گزرنے پر اپنی دوسری دختر یادگار بانو کا عقد سید عبداللہ کے ساتھ کر دیا اور جہیز میں بہت کچھ ساز و سامان نقد و جنس دیا۔ سید عبداللہ نے اس سامان کو غربا و فقرا میں تقسیم کر دیا۔ اور سید سالار داؤد سے رخصت چاہی۔ اور تمام حقیقتِ حال و مژدۂ ولادتِ فرزند و کثرتِ اولاد وغیرہ جو کچھ جناب امیر سے سنا تھا بیان فرما دیا۔ اور یہ کہ جو مقامِ سکونت میرے اور میری اولاد کیلئے جناب رسالتمآبؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ نے بحکم خدا معین فرمایا ہے اسے میں کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا سید سالار داؤد نے کہا بہتر و انسب ہے۔ مگر ایک سال کی مہلت دیں کہ میں اس مقام کو آباد کر دوں تاکہ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ سید عبداللہ نے سید سالار داؤد کی درخواست کو منظور کر لیا۔ سید سالار داؤد نے اسی وقت اہلکاروں اور معماروں کو حکم دیا کہ جس مقام پر سید صاحب فرمائیں وہاں عمارتِ عالی سید صاحب کے واسطے اور مکانات رعایا بہت جلد تعمیر کر دیئے جائیں۔ اور ایک شخص کو داروغہ عمارات مقرر کر کے یہ کام اس کے سپرد کر دیا اسی سال کہ سنہ ۴۶۲ھ، سنہ ۱۰۷۰ء تھا۔ ولادت باسعادت سید زید ابن سید عبداللہ واقع ہوئی اور اس آبادی کا نام سید زید کے نام سے منسوب کر کے زید پور رکھا گیا۔ سال ولادتِ سید زید سنہ ۴۶۲ھ، سنہ ۱۰۷۰ء تھا مادۂ تاریخ یہ ہے بیت و دو بار نامِ زید بخوان۔ چند ماہ بعد داروغۂ عمارات نے اول سید زید کی ولادت کی تہنیت و مبارکباد ادا کی۔ پھر تیاریٔ مکانات و آبادی رعایا کی اطلاع دی۔ سید سالار داؤد نے ایک دن ساعت مقرر کر کے سید عبداللہ کو مع ان کی زوجہ و سید زید و چالیس غلام و چالیس کنیزوں و نیز دیگر اہل حرفۂ ضروری کے رخصت کیا یہ سب کے سب اس مقام پر پہنچے اور آباد و سکونت پذیر ہوئے۔ ابتدائی مساکنِ معمورۂ زید پور کے۔ اور خاص محل سید عبداللہ کا محلہ کچھلی میں تھا اور کہا جاتا ہے کہ محل خاص سید خادم حسین تعلقدار جد سید اعتضاد حسین تعلقدار کے امام باڑے کے اندر آ گیا ہے اور یہ امام باڑہ محلہ کچھلی میں ہی واقع ہے۔ رفتہ رفتہ آبادی جانب شمال بڑھتی گئی۔ سید عبداللہ نے سید زید کا عقد بی بی کنیز بانو دختر سید سالار سلیمان برادر زادہ سید سالار داؤد کے

ساتھ کر دیا۔ اور بعد فراغت تقریبِ عقد سید عبد اللہ بغرض ادائے حج و زیارات عتباتِ عالیات نجف اشرف۔ کربلائے معلےٰ، کاظمین شریفین سامرہ کی جانب تشریف لے گئے۔ تین سال کے بعد حج و زیارات سے مشرف ہو کر اپنے دولت سرا زید پور میں واپس تشریف لائے۔ علومِ باطنی جو میراثِ آباؤ اجداد تھے اور نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ سینہ بسینہ جنابِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کو اور ان سے ان کی اولاد کو اور ان کے دوستوں اور طالبوں کو پہنچے تھے۔ سید زید کو تعلیم فرمائے علاوہ ازیں اور بھی جو کچھ وصایا منظور تھے۔ ارشاد کئے اور یہ بھی فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے۔ اس سے فرزند پیدا ہوگا اس کا نام سید محمود رکھنا۔ بعد چند روز کے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ظہور پذیر ہوا۔ یعنی ولادت سید محمود واقع ہوئی۔ الغرض تین برس زید پور میں رہکر پھر بار دگر عازمِ عراق ہوئے اور سید زید سے فرمایا کہ میرا علم باطنی خبر دیتا ہے کہ میرا زمانۂ حیات قریب الختم پہنچا لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے جا کر اول حج کعبہ و زیاراتِ مدینۂ منورہ سے مشرف ہوں اور پھر وہاں سے نجف اشرف کربلائے معلےٰ کاظمین و سامرہ کی زیارات سے شرفیاب ہوتا ہوا اپنے مقام مدفن یعنی جاجرم جا کر رہوں اور بقیہ زندگی وہیں گزار دوں۔ یہ فرما کر آپ نے اپنا خرقۂ خلافت سید زید کو عطا فرمایا۔ اور فاتحہ خیر و دعائے ترقیٔ اولاد دیکر رخصت ہوئے۔ چار شخص اہلِ خدمت سے اپنے ہمراہ لئے۔ بعد فراغ زیاراتِ حرمین۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلےٰ، کاظمین شریفین و سامرہ ہوتے ہوئے جاجرم پہنچے اور وہیں سنہ ۸۹۳ھ بسنہ ...ء میں رحلت فرمائی اور وہیں دفن ہوئے۔ مزار اقدس وہیں جاجرم میں آماجگاہِ زیارتِ خلائق موجود ہے۔ بعد انتقال سید عبد اللہ ان چاروں اہلِ خدمت میں سے دو شخص وہیں مزار پر جاروب کشی کے لئے رہ گئے اور دو شخص جناب زید کی خدمت میں زید پور حاضر ہوگئے۔

(۱۵) **سید زید شہسوار** ابن سید عبد اللہ زر بخش۔ آنجناب حضور سرورِ کائنات جناب رسولِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پندرھویں پشت میں سنہ ۸۶۲ھ بسنہ ۱۰۷۰ء میں سلیمان آباد میں تولد ہوئے اور زید پور ضلع بارہ بنکی میں تربیت پائی۔ آپ کی ولادت کی تاریخ و نسبت و در بار نامِ زید بخوان ہے جب سن شریف چار سال چار ماہ چار دن کا ہوا تو تعلیم کے واسطے مکتب میں بٹھلائے گئے۔ آپ نے نو برس کی عمر میں کلام اللہ حفظ کر لیا تھا۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں تمامی علوم دینی وغیرہ حاصل کر کے صاحبِ کمال ہوگئے اور اپنے آبائے کرام کے طریقہ پر گامزن تھے۔ آپ کا عقد بی بی کنیز بانو دختر سید سالار سلیمان برادر زادہ سید سالار داؤد سے ہوا تھا آپکے ایک پسر نامدار سید محمود تولد ہوئے۔ سید زید بعد وفات پدر بزرگوار اکثر اوقات خلوت میں مشغول بحق و عبادت رہا کرتے تھے اور آپ کو گوشۂ تنہائی سے الفت و انس ہوگیا تھا۔ آپ نے اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ بغیر ضرورت شدید اپنے حجرۂ عبادت سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ شب و روز اسی حجرے میں عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کے حجرے میں جاتا تھا۔ تو ناخوش ہوتے تھے۔ بالآخر آپ نے خادم سے فرمایا۔ کہ ایک مکان ہمارے واسطے ایسے مقام پر بنوایا جائے کہ جہاں لوگوں کی آمد و رفت کم تر ہو۔ حسب الحکم خادم نے دولتسرا سے جانب شمال قریب پاؤ کوس کے تالاب کے کنارے کہ وہاں پر گنجان درختوں کی کثرت تھی مکان تعمیر کرایا۔ یہ وہی مکان ہے جو زید پور میں محلہ پرانی گڈھی میں لب تالاب بنام درگاہ سید زید مشہور ہے۔ وہاں پر اب وہ صورتِ مکان تو باقی نہیں ہے۔ اور مکان منہدم ہوگیا ہے۔ البتہ ایک قبر پختہ و بلند بنی ہوئی ہے جو سید زید کی قبر کہلاتی ہے۔ اس درگاہ کے پاس املی کے درخت چند سال پیشتر تک موجود تھے اور یہ جگہ ابتدائی آبادی محلہ پچھلی سے تقریباً پاؤ کوس جانب شمال موجود ہے۔ صاحبِ شجرات طیبات نے خود اس جگہ کو دیکھا ہے۔ الغرض آپ اسی مکان میں ذکرِ عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔ آپ سے اکثر خرقِ عادات ظہور میں آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص حمید نامی آپ کے متوسلین میں سے فوت ہوگیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد نمازِ جنازہ کے واسطے اس کی میت آپ کے حجرے کے دروازے پر لائی گئی۔ خادم نے سید زید کو اطلاع دی۔ آپ حجرے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم کو اس کے انتقال کے متعلق خبر نہ ہوئی۔ یہ کہکر اس کا بند کفن کھول کر اس کی صورت ملاحظہ فرمائی اور یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ قم باذن اللہ تعالیٰ۔ فوراً وہ مردہ زندہ ہوگیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ کوئی تاجر

اجودھیا کا رہنے والا تھا۔ اس کا ایک لڑکا بارہ سال کا شکیل و وجیہہ تھا لیکن اس کی دونوں آنکھیں چیچک میں ضائع ہوگئی تھیں۔ اور بالکل اندھا ہوگیا تھا۔ وہ تاجر اپنے لڑکے کو لیکر زید پور آیا اور سید زید کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک سال کا زمانہ گذرا کہ اس کی آنکھیں چیچک میں جاتی رہیں۔ خداوند عالم نے بہت کچھ دولت عطا فرمائی ہے۔ لیکن سوائے اس لڑکے کے میرے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس کے علاج کی میں نے بہت کوشش کی۔ مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب میں اسے لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ توجہ فرمائیں تو مجھے یقین ہے کہ اس کی آنکھیں صحیح و سالم ہوجائیں گی۔ آپ نے فرمایا مردے کا زندہ کرنا اور اندھوں کو بینا کرنا اور مبروص کو اچھا کرنا جناب عیسیٰ کا معجزہ ہے۔ ہر ایک اس پر قادر نہیں ہے۔ تاجر نے عرض کی یہ فرمان تو بجا ہے۔ مگر حضرت نبوی کی یہ حدیث بھی ہے۔
عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیلَ ط۔ جب کہ آپ عالم ہیں اور مثل انبیائے بنی اسرائیل ہیں۔ تو یا تو اس بچے کی آنکھیں ٹھیک کر دیجئے یا یہ فرما دیجئے کہ یہ حدیث غلط ہے۔ اس وقت آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اور اس لڑکے کو اپنے پاس بلا کر اس کی دونوں آنکھوں پر انگشت ابہام پھرائی اور فرمایا۔ انظر بامر اللہ جل شانہٗ تب فوراً اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ آپ کی حیات میں تو خوارق عادات ظہور میں آتے ہی تھے۔ بعد انتقال بھی حاجت مندوں کی مرادیں آپ کے مرقد پر دعا کرنے سے بر آئیں۔ القصہ جب آپ کی عمر چوسٹھ (۶۴) سال کی ہوئی تو اپنے خلف الرشید سید محمود کو طلب فرمایا اور جو کچھ کہ علوم باطنی و علم سینہ بسینہ تعلیم و تلقین کرنا رہ گیا تھا وہ بھی تعلیم فرمایا۔ اور یہ بھی کہا کہ تمہارا فرزند جس کا نام ہم نے ابراہیم رکھا ہے انشاء اللہ اس کا طالع اولاد کی طرف سے مثل طالع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوگا۔ اور جس طرح خلاق عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کثرت اولاد عطا فرمائی ہے اسی طرح تمہارے فرزند سید ابراہیم کو بھی حق تعالیٰ کثرت اولاد عطا فرمائے گا اور جو وصایا ہم نے تم سے کی ہیں۔ اپنی اولاد کو بھی تلقین کرنا۔ ورنہ ذلیل و اریں ہوں گے۔ اور جب میں انتقال کروں تو غسل و کفن کے بعد میری والدہ کے پہلو میں دفن کر دینا۔ الغرض آپ نے ۱۷ ربیع الثانی ۵۳۶ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۱۴۲ء کو رحلت فرمائی اور بموجب وصیت اپنی والدہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ صاحب شجرات طیبات جب زید پور گئے تو مزار سید زید پر فاتحہ خوانی کے واسطے دو جگہ گئے۔ مقام اول محلہ گدھی قدیم میں جو قبر پختہ و بلند بنی ہوئی ہے کسی وقت اس کے گرد چار دیواری بھی اب نہیں ہے مگر بنیاد کا نشان اب تک موجود ہے۔ اس قبر کے پاس دوسری قبر نہیں ہے۔ یقیناً یہ سید زید کا وہی عبادت خانہ ہے جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ جو اصل پرانی آبادی سے پاؤ کوس جانب شمال ہے اور اس کے نزدیک شمال کی طرف تالاب اور گاؤں موجود ہے۔ اس جگہ ۱۷ ربیع الثانی کو مجمع کثیر جمع ہوتا ہے۔ اور میلہ لگتا ہے اور سید زید کی فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔ دوسرا مقام آبادی سے جانب جنوب دادا عبد اللہ کے تالاب کے کنارے بلند چبوترے پر دو قبریں ہیں جس میں سے ایک قبر بی بی یادگار بانو کی اور دوسری سید زید کی بتلائی جاتی ہے۔ غرض یہ دونوں مقام متبرک اور محل استجابت دعا ہیں۔ (۱۶) سید محمود ابن سید زید شہسوار۔ عابد وقت و متقی زمانہ تھے۔ جادۂ شریعت اور راہ اجداد پر استقامت کمال رکھتے تھے۔ آپ کے اوصاف حد بیان سے باہر ہیں۔
اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ آپ ہی کی طرح کے لوگوں پر صادق آتا ہے۔ اصلاً و مطلقاً اپنے اجداد کرام کے علوم ظاہری و باطنی میں ہم مرتبہ تھے۔ جب آخر عمر کو پہنچے تب اپنے فرزند رشید سید ابراہیم کو طلب فرما کر وصایا فرمائے اور قیام جادہ حق کی تلقین فرمائی۔ اور رحلت فرما گئے۔

(۱۷) سید ابراہیم ابن سید محمود اپنے آبا و اجداد کرام کے طریقے پر امور شریعت میں کمال استقلال رکھتے تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے ایک سید عبد العزیز دوسرے سید عثمان (۱۸) سید عبد العزیز خلف اکبر سید ابراہیم۔ صاحب عز و تمکین مثل اپنے اجداد کرام کے جادۂ دین حق و امور شریعت پر فائز تھے آپ کے پانچ فرزند رشید تولد ہوئے۔ ۱۔ سید زید ثانی ۲۔ سید یحییٰ ۳۔ سید احمد

۴ سید ابراہیم ۵ سید محمود (۱۸) **سید عثمان** خلف اصغر سید ابراہیم آپ کے دو فرزند قائم بالجادۂ حق تولد ہوئے۔
۱ سید سلیمان ۲ سید یوسف۔

توضیح:- سید عبد اللہ سے لیکر سید ابراہیم تک ایک ہی مکان تھا۔ اور ایک ہی مکین ہوتا رہا۔ جب سید ابراہیم کے دو بیٹے ہوئے تو وہ دونوں ایک ہی محل میں رہے۔ لیکن جب اولادِ سید عبد العزیز و سید عثمان میں سات نفر ہوگئے تو ایک محل میں بفراغت بسر کرنا خالی از تکلیف نہ تھا۔ پس بہ اتفاقِ باہمی ہر ایک نے متروکہ آبائی کو سات حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اپنی اقامت اور سکونت کے واسطے جدا جدا سات محل تعمیر کرائے اور ہر ایک بھائی اپنے اپنے محل میں اقامت گزین ہوا اور ہر ایک محل کو طرف کے نام سے موسوم کرکے اُن اطراف کو بعض نے اپنے نام سے اور بعض نے اپنے بیٹے کے نام سے معروف کیا یعنی طرف فلاں و طرف فلاں چونکہ اولادِ اکبر سید زید ثانی تھے۔ پرانے مسکن اور محل خاص کے یہ ہی حقدار تھے جو وہیں رہے۔ ان کی اولاد میں زید پور میں اولاد و احفاد سید خادم حسین تعلقدار رہی۔ ان کا امام باڑہ اور محلات اب تک اصلی جگہ پر ہیں۔ ان کے بنی اعمام سید مقرب حسین و سید نذیر حسین کے مسکن ان کے قریب ہیں۔ دوسری شاخ بنی زید ثانی میں بڑے حکیم سید محمد بخش کی حویلی بھی اسی کے قریب ہے اور ایک شاخ بنی زید ثانی میں سید امیر حسن کی حویلی بھی اسی کے پاس ہے۔ سید زید ثانی کا محل وہاں تھا جہاں اب تک ان کی اولاد کے محلات ہیں اور سید احمد کا محل پورب طرف اور سید محمود کا محل دکن جانب تھا اور بعض مساکن ورثۂ احفادِ سید زید ثانی نے سید اعتضاد حسین تعلقدار نے خرید لئے۔ **انتباہ:-** زید پور میں ان ساتوں بھائیوں کی جو پٹیاں اور اطراف مشہور و معروف ہیں اس کی تفصیل اسامی وار درج ذیل ہے۔

تفصیل پٹیاں اور اطراف اولادِ سید عبد العزیز ابن سید ابراہیم۔

بنی سید زید ثانی ابن سید عبد العزیز۔ میر زید طرف۔ نظام ابراہیم طرف بڑی سرکار داؤد نندر طرف

بنی سید یحییٰ ابن سید عبد العزیز۔ من ابنائے سید کمال الدین عرف جھیتم ابن سید یحییٰ سما الدین جھیتم طرف بدر الدین جھیتم طرف اٹھ گھرا جھیتم طرف صدر الدین جھیتم طرف من ابنائے سید یعقوب ابن سید یحییٰ۔ فخر الدین طرف۔ بیچ گھرا نتن طرف۔ بڑا گھر چھوٹا گھر نتن طرف۔ محمود طرف۔ مینا طرف۔ گوہر طرف۔ عبد اللہ طرف۔ محمد طرف۔ جلال طرف۔ سکندر بازین طرف۔

بنی سید احمد و سید ابراہیم ابنائے سید عبد العزیز پورب طرف بنی سید محمود ابن عبد العزیز دکن طرف

تفصیل پٹیاں اور اطراف اولادِ سید عثمان ابن سید ابراہیم۔

بنی سید سلیمان۔ منہاج طرف۔ میران طرف۔ بنی سید یوسف ابن سید عثمان یوسف طرف

سنہ ۷۸۰ھ، سنہ ۱۳۷۸ء عہد فیروز شاہ میں جو اولاد ان ساتوں بھائیوں کی زید پور میں موجود تھی اس کی تفصیل ہر ایک بزرگوار کے حال میں بطریق سرنامہ لکھی جائے گی اس سے یہ فائدہ مقصود ہے کہ سنہ ۷۸۰ھ، سنہ ۱۳۷۸ء کے بعد اگر جو اولاد و احفاد دیگر مقامات پر جاکر آباد ہوگئی ہے ان کا پتہ ان اسامی سے مل سکتا ہے اور شجروں کا میلان صحت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ان ساتوں بھائیوں کی اولاد و احفاد سنہ ۷۸۰ھ، سنہ ۱۳۷۸ء کے بعد جہاں بھی آباد ہوگئے ہوں وہ اپنے شجرے ہر ایک بزرگوار کے ناموں کی اسامی سے ملا سکتے ہیں۔

(۱۹) **سید زید ثانی** ابن سید عبد العزیز صاحبِ علم و فضل۔ مال و منال۔ جاہ و اقبال۔ بزرگ خاندان ممیز زمان سنہ ۷۸۰ھ، سنہ ۱۳۷۸ء میں ابنائے سید زید ثانی سے گیارہ اسامی بہ تفصیلِ ذیل تھیں۔ رکن جمشید۔ نظام ابراہیم خیر ابراہیم

جمال، حسن، سراج، عزیز اللہ، عین، شریف، جلال، عزیز اللہ، یعقوب، عین، شریف، فریدون، عین، شریف، فضل اللہ، کیقباد، شریف، داؤد، نذر۔ بعض کتب میں اسامی مذکورۂ بالا کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے۔ رکن الدین ابن جمشید، نظام الدین ابن ابراہیم، حمید الدین ابن خیر الدین، ابراہیم ابن جمال الدین، حسن ابن سراج الدین، عزیز اللہ ابن عین الدین، شریف ابن جلال، جلال الدین ابن عزیز اللہ، شریف الدین ابن فرید الدین، شریف الدین ابن فضل اللہ، شریف ابن داؤد، ابن نذر اللہ

سعیِ بسیار اور مطالعۂ کثیر کے بعد اندازاً سات صاحبزادوں کا ہونا معلوم ہو سکا۔ شاید اور بھی ہوں جن کا حال نہ معلوم ہو سکا۔ ۱ سید ابراہیم ۲ سید نذر اللہ ۳ سید تاج محمود ۴ سید عزیز اللہ ۵ سید حسن ابنائے رکن الدین جمشید ۶ ابنائے عین الدین ابن شریف۔ پس سید ابراہیم ابن سید زید ثانی سے حال شروع ہوتا ہے۔ ۲۰ سید ابراہیم ابن سید زید ثانی صاحبِ دولت و حشمت ذی علم ذی ہنر طریقۂ آباؤ اجداد پر قائم رہے آپ کے دو پسر تولد ہوئے۔ ایک سید نظام الدین دوسرے سید خیر الدین۔

(۲۱) سید نظام الدین ابن ابراہیم آپ کے ایک فرزند رشید سید شہاب الدین تولد ہوئے ۲۲ سید شہاب الدین ابن سید نظام الدین، بعد تحصیل علوم ظاہری زید پور میں متاہل ہوئے۔ ایک پسر سید قیام الدین تولد ہوئے۔ آپ تجرید و تفرید اختیار کر کے شہر دہلی تشریف لے گئے اور قصبۂ سفیدوں کے جنگل میں بیٹھ کر شب و روز یادِ الٰہی اور عبادت میں بسر کرنے لگے۔ تب آپکے ریاضات و مجاہدات درجۂ کمال کو پہنچ گئے۔ اتفاقاً ایک دن بادشاہ برائے شکار و تفریح اس جنگل میں وارد ہوا .... رفیق و ندیم شاہی بادشاہ کے ہمراہ تھے۔ کسی ایک نے تذکرۃً بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ اس جنگل میں ایک سید بزرگ بہ لباسِ فقیرانہ عرصۂ دراز سے مسکن گزین ہیں اور صاحبِ کمال ہیں۔ کسی شخص سے ملتے نہیں۔ بادشاہ نے جو یہ سنا تو اس کو آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ اسی وقت مع ارا کین حاضرِ خدمت ہوا۔ سید شہاب الدین مشغولِ تلاوتِ کلام پاک تھے۔ بادشاہ کی طرف قطعی توجہ نہیں کی۔ تلاوت کلام پاک میں مشغول رہے۔ آپ کی یہ ادا بعض ارا کین کوتاہ اندیش کے خلافِ طبع ہوئی۔ بعدِ تلاوت کلام پاک آپ نہایت انکسار اور تواضع کے ساتھ بادشاہ سے ملے اور حتی الامکان خاطر داری فرمائی۔ ہمراہیان میں سے ایک امیر نے سید شہاب الدین کے خلافِ شان ایک دو کلمے نازیبا کہے۔ اور یہ بھی کہنے لگا کہ آپ سید ہیں تو میں بغیر امتحان کے آپ کی سیادت کا قائل نہیں۔ لہٰذا آپ اپنے گیسو تراش کر آگ پر رکھ دیجئے۔ ایک بال بھی نہ جلے تو ہم لوگ آپ کی سیادت کے قائل ہو جائیں گے۔ اور یقین آ جائے گا کہ آپ سید صحیح النسب ہیں۔ ہر چند سید صاحب نے اس سے بہت کچھ عذر و معذرت غریبانہ و فقیرانہ کی لیکن اس امیر نے کچھ نہ سنا اور آمادۂ امتحان رہا۔ اس وقت سید شہاب الدین کی غیرت سیادت جوش میں آ گئی۔ اتمام حجت کے واسطے پھر فرمایا کہ میرا اس قسم کا امتحان لینا اچھا نہیں۔ آپ کے حق میں برا ہو گا۔ جب امیر نے اصرار کیا تو آپ نے فوراً اپنے گیسو تراش کر آگ پر رکھ دیئے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ یا نارکونی برداً وسلاماً علیٰ ابراہیم۔ اس گیسو نے چشمۂ آب کا کام کیا آگ فوراً گل ہو گئی اور گیسو کا ایک بال بھی بیکانہ ہوا۔ اس وقت بادشاہ اور تمام حاضرین کے ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا۔ ادھر یکایک اس امیر کے لڑکے کا گھوڑا بھڑکا کہ وہ گھوڑے سے زمین پر آ رہا اور سر تن سے جدا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کا اعتقاد سید صاحب کی نسبت اور بھی زیادہ ہو گیا۔ بادشاہ نے استدعا کی کہ اگر آپ فرمائیں تو میں اس مقام پر ایک مسجد اور چند مکانات تعمیر کرا دوں۔ سید صاحب نے فرمایا۔ کہ بادشاہ کو اختیار ہے۔ اسی وقت بادشاہ کا حکم تاکیدی جاری ہوا۔ نیز ایک نہر بھی جاری کرنے کا حکم جاری ہوا۔ چنانچہ تھوڑے ہی زمانے میں مکانات و نہر تیار ہو گئی۔ بادشاہ نے بتیس (۳۲) گاؤں سید صاحب کو معافی میں عطا فرمائے اور فرمان لکھ دیا۔ ڈاکٹر برنیر کے مشہور سفرنامے کے مترجم خلیفہ محمد حسین میر منشی ریاست پٹیالہ نے لکھا ہے کہ کتاب آثار الصنادید مولفہ سر سید احمد خان میں کتاب مراۃ آفتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نہر کو سلطان جلال الدین خلجی سنہ ۶۹۱ ھ مطابق ۱۲۹۱ء میں پرگنہ خضر آباد کے پاس سے دریا کو کاٹ کر اپنی شکار گاہ

سفیدوں تک لایا تھا۔ غالباً یہ واقعہ سلطان جلال الدین خلجی کے زمانے کا ہے جبکہ سلطان جلال الدین خلجی سنہ ۶۸۸ھ ۱۲۸۹ء سے ۷ رمضان
سنہ ۶۹۱ھ ۱۳ جولائی سنہ ۱۲۹۵ء تک بادشاہ رہا (منتخب التواریخ صفحہ ۹۴)۔ پھر سنہ ۹۷۹ھ سنہ ۱۵۷۱ء میں بزمانۂ اکبر یہ نہر شہاب الدین احمد خاں صوبیدار
دہلی نے اپنی جاگیر تک تیار کی۔ پھر سنہ ۱۰۴۰ھ سنہ ۱۶۳۰ء میں شاہجہاں کے حکم سے سفیدوں تک صاف ہو کر یہ نہر دہلی تک لائی گئی اور قلعے اور شہر دہلی
میں جاری ہوئی۔ الغرض سید شہاب الدین نے اہل و عیال و نیز اپنے فرزند سید قیام الدین کو بھی اپنے پاس بلوا لیا اور بفراغت تمام وہیں سکونت
اختیار کر لی۔ سید قیام الدین کی تعلیم و تربیت اچھے طریقے سے ہوئی۔ جب سید صاحب کا زمانۂ انتقال قریب آیا تو آپ نے خرقۂ خلافت اپنے
فرزند سید قیام الدین کو عطا فرمایا۔ اور ۱۴ رمضان المبارک کو راہئے ملک بقا ہوئے۔ مزار آپ کا وہیں زیارت گاہ خلائق ہے۔

(۲۳) **سید قیام الدین** ابن سید شہاب الدین آپ بھی وہیں سفیدوں میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ آپ کے تین پسر
تولد ہوئے۔ ۱ سید فتح اللہ ۲ سید سعد اللہ ۳ سید شہاب الدین ثانی (۲۴) **سید فتح اللہ و سید سعد اللہ** پسران
سید قیام الدین قصبہ سفیدوں میں رہے۔ ان کی اولاد بھی سفیدوں میں رہی چنانچہ ابنائے سید فتح اللہ ابن سید قیام الدین سے میر ولی و
سید محمد دونوں بھائی نے سپاہگری اختیار کر کے حضور میں شاہجہاں بادشاہ دہلی کے ممتاز وقت و عمدۂ روزگار رہے اور زمانۂ
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی میں ابنائے سید فتح اللہ سے سید مظفر علی خاں منصب سہ ہزاری کا رکھتے تھے۔ بعد عالمگیر بادشاہ کے
معہ اپنے فرزند سید غضنفر علی خاں اور بھتیجے سید حیدر علی خاں اور سید ہزبر علی خاں و نیز اکثر اپنی اولاد و رفقا کے ہمراہ رکاب اعظم شاہ
بادشاہ شربت شہادت نوش فرمایا اور ابنائے سید سعد اللہ ابن سید قیام الدین سے سید بھورا علوم ظاہری و باطنی میں کامل وقت تھے۔
گیارھویں ربیع الثانی کو وفات پائی مزار موضع پار ہی پرگنہ کھیرتل قصبہ سفیدوں سے دس کوس کے فاصلے پر زیارت گاہ خلائق ہے۔ (۲۴)
سید شہاب الدین ثانی ابن سید قیام الدین۔ باجازت پدر بزرگوار سفیدوں سے زید پور آ کر اپنے جد امجد کے مکان میں رہے
اولاد ان کی زید پور میں زید طرف آباد ہے۔ آپ کے ایک پسر سید احمد عقب رہے (۲۵) **سید احمد** ابن شہاب الدین ثانی کے ایک پسر
سید مکن ہوئے (۲۶) **سید مکن** ابن سید احمد آپ کے پانچ پسر تولد ہوئے۔ ۱ سید مبارک ۲ سید محمود ۳ سید کمال ۴ سید راج
یہ چاروں لاولد رہے ۵ سید ابراہیم ثالث (۲۷) **سید ابراہیم ثالث** ابن سید مکن۔ آپ کے ایک پسر سید قبول ہوئے (۲۸) **سید قبول**
ابن سید ابراہیم ثالث۔ آپ کے چار پسر ۱ محی الدین ۲ سید خان محمد ۳ سید حبیب لاولد ۴ سید پیارے لاولد (۲۹) **سید محی الدین**
ابن سید قبول آپ کے تین پسر تولد ہوئے ۱ سید فتح علی ۲ سید جعفر علی ۳ سید اکبر علی (۳۰) **سید فتح علی** ابن سید محی الدین آپ کے تین پسر تولد
ہوئے ۱ سید کمال الدین ۲ سید فیض اللہ ۳ سید زبر علی (۳۱) **سید کمال الدین** ابن سید فتح علی بعد تحصیل علوم دینی دہلی جا کر خدمت قضا
پرگنہ نریاد مضافات صوبہ احمد آباد گجرات کی اپنے نام حاصل کی۔ عرصہ تک عہدہ قضا پر فائز رہے بعد ازاں بعہدۂ علمداری ڈیرہ تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڑھ
مقرر ہوئے وہاں مکان کی چھت گرنے کے حادثہ میں دب کر مر گئے قبر وہیں ہے آپ کے دو پسر عقب رہے ۱ سید ذوالفقار علی ۲ سید ولایت علی (۳۲)
سید ولایت علی ابن سید کمال الدین عابد و متہجد آپ کے تین پسر عقب رہے ۱ سید نبی بخش ۲ سید عنایت نبی ۳ بڑے حکیم سید محمد بخش (۳۳)
سید نبی بخش ابن سید ولایت علی آپ کے دو پسر ۱ سید بخشش نبی و سید سرفراز نبی تولد ہوئے سید نبی بخش والد کے روبرو فوت ہوئے۔
سید بخشش نبی کم سن فوت ہوئے۔ سید سرفراز نبی نوجوان فوت ہوئے (۳۳) **سید عنایت نبی** ابن سید ولایت علی۔ انکی زوجہ اول سبحان دئی دختر سید
دلبر علی لاولد رہیں۔ ناگپور جا کر برسر روزگار ہوئے مسماۃ غفوراً دختر سید محمود دہلوی سے عقد کر لیا۔ چار پسر تولد ہوئے ۱ سید نبی بخش ۲ سید
امام بخش ۳ سید برکت علی ۴ سید باقر علی۔ نیز ایک حرم سے ایک پسر میر قمر علی کریم الطرفین تولد ہوئے۔ اولاد و احفاد سید عنایت نبی ناگپور میں محلہ صنا بوری
متصل تالاب راجہ (تالاب کھنڈارا) میں سنہ ۱۳۶۵ھ سنہ ۱۹۴۵ء تک آباد تھی تمام شہر ناگپور میں انکا واحد امام باڑہ عزاداری کا مرکز تھا۔ اس حقیر صغیر
موتف کتاب ہذا نے اس امام باڑے میں کچھ دن قیام کیا تھا تین بھائی تھے۔ خلیق و لیئق۔ مہمان نواز عبادت گزار۔ نام یاد نہیں رہے حکیموں کا خاندان

مشہور تھا (۲۳) بڑے حکیم سید محمد بخش ابن سید ولایت علی کتب درسیہ فارسی پڑھنے کے بعد زمانہ عملداری سید باقر علی میں بمقام صدر پور ضلع بارہ بنکی شاہ حمایت اللہ ابن شاہ فاخر سے مختصرات صرف و نحو پڑھکر حکیم لاثانی سید محمد تقی سیتاپوری سے علم طب حاصل کیا اور لقب بڑے حکیم سے مشہور ہوئے آپکے پانچ فرزند تولد ہوئے ۱۔ حکیم سید مظہر مہدی ۲۔ حکیم سید ناظم حیدر ۳۔ سید رضی الدین علی ۴۔ سید مصباح حسین عرف رعایت حسین ۵۔ سید علی عباس یہ سب زید پور میں رہے (۲۴) سید مظہر مہدی ابن حکیم سید محمد بخش ولادت ۲۴ ذالحجہ سنہ ۱۲۰۴ھ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۷۹۰ء یہ تاریخی نام ہے کتب درسیہ فارسی پڑھنے کے بعد حکیم قاضی محمد تقی سیتاپوری سے علم طب حاصل کیا نیز حکیم غلام محمدی ابن شیخ محمد ضمیر خیر آبادی سے فن طب کی تکمیل کی۔ ان جناب نے خاندان زید ثانی کے حالات میں ایک مستند کتاب ضمیمۂ انساب الزیدیہ بزبان فارسی تحریر فرمائی یہ کتاب اس خاندان میں ایک مستند ترین تاریخ ہے۔ الغرض حکیم سید محمد بخش کی اولاد زید پور میں رہی مگر اب ایک فرد بھی زید پور میں نہیں ہے۔ ایک صاحب ابنائے سید شہاب الدین ثانی سے قصبہ تلہنڈی ضلع اناؤ میں جاکر آباد ہوئے اور انہی کی اولاد میں سید عبداللہ موضع صندل پور صوبہ بہار میں جاکر آباد ہوگئے۔ (۲۱) سید خیر الدین خلف اصغر سید ابراہیم انکے ایک پسر سید ایزدی قصبہ ردولی ضلع فیض آباد میں جا بسے اور انکی اولاد ردولی، کوپا، موزنڑہ، سیبارو، مصطفےٰ آباد عرف بڑا گاؤں میں ساکن ہوئے۔ انکی اولاد میں سید جلال و سید مبارک نامور ہوئے (نوٹ) سید نذر اللہ پسر دوئم سید زید ثانی سے قبل چھوٹے بھائیوں کا کچھ مختصر تعارف درج ہے۔

(۲۰) سید تاج محمود ابن سید زید ثانی آپکے فرزند سید فرید اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی کے ملازم تھے ملک دکن بیجاپور میں شادی کرکے وہیں ساکن ہوگئے (۲۰) سید عزیز اللہ ابن سید زید ثانی۔ آپکی اولاد میں ابنائے سید سراج الدین سے سید منصور موضع بریان متصل سوہل پور میں آباد ہوگئے اب کچھ پتہ نہیں (۲۰) سید حسن ابن سید زید ثانی آپ کے فرزند سید جمال موضع ٹھوہ ضلع بارہ بنکی میں آباد ہوگئے۔ اولاد وہیں ہے (۲۰) رکن الدین ابن جمشید آپ کی اولاد میں سید زین العابدین عارف وقت تھے۔ زید پور سے جاکر کسی نے سرکار دہاموتی میں وطن اختیار کرلیا اور بعض محل تارا گڑھ اجمیر میں جا رہے (۲۰) سید عین الدین ابن شریف الدین انکی اولاد میں کوئی بزرگ سیتاپور کے قاضی تھے (۲۰) سید نذر اللہ ابن سید زید ثانی سنہ ۱۲۷۸ھ سنہ ۱۸۶۲ء کی تصحیح شدہ اسامی میں انکا نام موجود ہے ایک فرزند ارجمند سید داؤد نذر عقب رہے (۲۱) سید داؤد نذر ابن سید نذر اللہ نامور نامدار مشہور دیار صاحب علم و وقار شیوہ حیدر کرار تھے آپکی اولاد میں دس فرزندوں کا ہونا معلوم ہوتا ہے شاید کوئی اور بھی ہو یہ امر تحقیق طلب ہے (۲۲) سید سیف الدین سب بھائیوں میں بڑے تھے (۲۲) سید فتح محمد پسر دوئم کے دو پسر سید نور محمد و سید خان محمد کی اولاد صمد پور میں رہی (۲۲) سید محمد پسر سوئم منقطع النسل ہوگئے۔ سید تحقن فرزند چہارم کی اولاد زید پور میں تھی (۲۲) سید فرحت علی فرزند پنجم کی اولاد میں سید سعادت علی سراواں میں تحصیلدار تھے، ۱۰ رجب سنہ ۱۲۱۵ھ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۸۰۰ء میں مغرور زمیندار کے ہاتھ سے قتل ہوئے اولاد زید پور میں رہی (۲۲) سید عبدالباقی فرزند ششم کی اولاد موضع بھٹولی میں رہی (۲۲) سید محمد علی فرزند ہفتم ملقب گل گلہا معلوم الحال رہے (۲۲) سید محمد مجتبےٰ پسر ہشتم قصبہ کھیری لکھیم پور میں جاکر آباد ہوئے (۲۲) سید محمد حاجی پسر نہم کی اولاد دختری باقی رہی (۲۲) سید شریف پسر دہم درج فہرست سنہ ۱۲۷۸ھ سنہ ۱۸۶۲ء (۲۲) سید سیف الدین اول ابن سید داؤد نذر نامی منزلت گرامی منقبت عالم و فاضل کے ایک فرزند نیک سیرت سید حسن عقب رہے (۲۳) سید حسن ابن سید سیف الدین اول انکے ایک فرزند سید عبدالمجید ہوئے (۲۴) سید عبدالمجید ابن سید حسن انکے فرزند سیف الدین ثانی ہوئے (۲۵) سید سیف الدین ثانی ابن سید عبدالمجید کے دو فرزند تولد ہوئے ایک سید علی الدین دوسرے سید ضیاء الدین المعروف سید جیا۔ واضح رہے کہ سید علی الدین خلف اکبر سید سیف الدین ثانی اندازاً سنہ ۱۲۴۰ھ سنہ ۱۸۲۴ء میں اپنے تمام ورثہ کے جملہ حق برادر خورد سید ضیاء الدین المعروف بہ سید جیا دست بردار ہوکر جون پور چلے گئے انکے فرزند سید خیر الدین نہٹور ضلع بجنور میں ساکن ہوئے انکے فرزند سید داؤد عرف سید پیارے اور انکے فرزند سید محمد عرف سید منگن اور انکے فرزند سید محمد سعید خاں نہٹور میں رہے ان کے فرزند سید العلماء زبدۃ الفضلاء جناب سید محمد اشرف دانشمند نے امروہہ کی سکونت اختیار کرکے محلہ دانشمندان آباد کیا تواتر کی وجہ سے حصہ دوئم میں حال درج ہوگا۔ سید ضیاء الدین عرف سید جیا خلف اصغر سید سیف الدین ثانی متروکہ اب وجد پر قابض رہکر زید پور میں مقیم رہے۔

بڑی سرکار زید پور

(۲۶) سید ضیاء الدین المعروف سید جیا ابن سیف الدین ثانی آپ کا سلسلۂ نسب چھبیس واسطوں سے آنحضرت صلعم تک بہ تفصیلِ ذیل منتہی ہوتا ہے۔ سید البشر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم (۱) امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام زوج البتولِ عذرا سیدۂ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم (۲) حضرت امام حسین علیہ السلام (۳) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (۶) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ (۷) حضرت امام علی الرضا علیہ السلام (۸) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (۹) جناب موسیٰ مبرقع (۱۰) ابو المکارم سید احمد (۱۱) سید محمد اعرج (۱۲) سید احمد نقیب القم (۱۳) سید یعقوب (۱۴) سید عبد اللہ زر بخش (۱۵) سید زید شہسوار (۱۶) سید محمود (۱۷) سید ابراہیم (۱۸) سید عبد العزیز (۱۹) سید زید ثانی (۲۰) سید نذر اللہ (۲۱) سید داؤد نذر (۲۲) سید سیف الدین اول (۲۳) سید حسن (۲۴) سید عبد المجید (۲۵) سید سیف الدین ثانی (۲۶) سید ضیاء الدین المعروف سید جیا۔

(توضیح: سید ضیاء الدین المعروف بہ سید جیا بڑی سرکار زید پور کے پورے خاندان کے حالات اسی خاندان کے ایک معتبر متدین معمر بزرگ جناب سید سردار مہدی الرضوی خادم علی الرضا علیہ السلام مقیم کراچی نے بتلائے اور جو حالات انہوں نے لکھ کر دیئے وہ ہی میں نے بطرزِ خود درج کئے۔ جس کے لئے وہ ہر طریقے سے ذمہ دار ہیں۔ اور میں ان کا از حد ممنون و شکر گزار ہوں۔)

سید ضیاء الدین المعروف بہ سید جیا ابن سید سیف الدین ثانی، صاحبِ علم و حشمت و عزت، تر قرو جاگیر، محبِ آلِ اطہار شیعہ حیدر کرار تھے۔ جب ان کے برادر بزرگ سید علی الدین ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۶ء میں زید پور سے جون پور چلے گئے تو ان کے اور اپنے ترکۂ آب و جد پر متصرف رہے اور مکانِ موروثی سید زید میں متمکن رہے۔ ایک پسر سید بڑے اور ایک دختر زوجۂ میراں سید عالم کلاں عقب رہیں (۲۷) سید بڑے ابن سید ضیاء الدین صاحب جاگیر و حشمت علم و عمل شیعۂ علی علیہ السلام بزرگ تھے۔ ایک فرزند سید اللہ داد عرف دادن ان کے اعقاب میں باقی رہے (۲۸) سید اللہ داد عرف دادن ابن سید بڑے، رئیس و امیر، عالم و فاضل ان کی ڈیوڑھی زید پور میں مشہور ہے۔ تین فرزند ۱؎ سید حسین دکھنی ۲؎ سید آدم ۳؎ سید عبد الواحد عقب رہے۔ جبکہ موخر الذکر دونوں بزرگوں کی نسل میں اولادِ دختری باقی رہی (۲۹) سید حسین دکھنی ابن سید اللہ داد عرف دادن صاحبِ علم و دولت مال و منال کچھ عرصہ ملکِ دکن میں قیام کے بعد دربار بادشاہِ دہلی سے اعزاز و اکرام حاصل کر کے تاحیات ناظم بہرائچ رہے۔ تین عالیشان مکان بنوائے۔ ایک موضع جدید حسین گنج آباد کیا۔ بہرائچ میں فوت ہوئے۔ دو پسر ایک سید عالم دوسرے سید ضیاء ثانی نامعلوم الحال عقب رہے (۳۰) سید عالم ابن سید حسین دکھنی، عالم و فاضل، کامل و عاقل، صاحبِ دولت و ثروت آپ کے ایک پسر سید محمد یوسف عقب رہے (۳۱) سید محمد یوسف ابن سید عالم، شکیل و وجیہہ، رئیس و امیر آپ کے تین پسر ۱؎ سید نور محمد ۲؎ سید رحم علی ۳؎ سید سبز علی اور ایک دختر مسماۃ [illegible] عقب رہیں (۳۲) سید نور محمد ابن سید محمد یوسف آپ کے پسر سید رستم علی تھے اور ان کے پسر سید وجیہ الدین مفقود الخبر ہو گئے۔ (۳۲) سید رحم علی ابن سید محمد یوسف ایک پسر تھا فوت ہوا لاولد رہے۔ (۳۲) سید سبز علی منصبدار ابن سید محمد یوسف، چار صدی منصبدارِ احمد شاہ بادشاہِ دہلی۔ آپ دہلی میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ مسماۃ [illegible] دختر سید شاہ محمد سے عقد ہوا۔ دو پسر ایک سید روشن علی دوسرے سید نوازش علی عرف سید نواز علی اور چار دختر تولد ہوئیں۔ چھوٹی دختر منکوحہ سید تقی علی ابن سید غلام عالم جن کے دو پسر سید نادر علی و سید باقر علی بھان مئو کے رئیس اولوالعزم تھے (۳۳) سید روشن علی ابن سید سبز علی بعد شادی مفقود الخبر ہو گئے۔ آپ کی اولاد و احفاد میں بعض مقیم زید پور اور سید علی اکرم مع زوجہ ثانیہ تین لڑکوں اور بیٹی کے پاکستان آ کر کراچی میں مقیم ہیں (۳۳) سید نوازش علی عرف سید نواز علی ابن سید سبز علی منصبدار و نامی گرامی رئیس تاحیات ناظم پرگنہ سدہور رہے۔ ایک موضع جدید بنام صفدر گنج آباد کیا۔ عنفوانِ شباب میں دو غیر کفو غیر سادات عورتوں سے شادی کی۔ ایک سے میر علی اکبر کریم الطرفین دوسری سے میر علی عطا کریم الطرف تولد ہوئے۔ جب شباب سرحدِ شیب تک پہنچا، نجیب الطرفین وارث کی فکر

ہوئی تو پہلے تین سیدانیوں سے عقد کیا جو لاولد رہیں جن میں زوجۂ ثانیہ مسماۃ فاطمہ دختر سید محمد باقر بڑی نیک بخت اور مخیرہ تھیں۔ بڑے بازار زید پور میں ان کی تعمیر کردہ مسجد و چاہ پختہ اب تک فیض رساں ہیں۔ تب چوتھا عقد مسماۃ عظیمہ دختر سید مبارک علی ساکن میراں پورے کیا۔ ان سے دو پسر ایک خادم حسن کمسن فوت اور دوسرے سید خادم حسین اور ایک دختر امیر النساء تولد ہوئیں۔ پیرانہ سالی کے سبب اپنے بھانجے سید باقر علی کو سید خادم حسین کا ولی مقرر کیا۔ آپ نے ۱۲ رشوال ۱۱۹۲ھ ۲ رنومبر ۱۷۷۸ء کو رحلت فرمائی (۳۴) خان بہادر سید خادم حسین ابن سید نوازش علی تعلقدار ناظم پرگنہ سدھور۔ بعد بلوغ ان کے ولی سید باقر علی کی عرضداشت پر نواب اودھ سعادت علی خان نے سند تعلقداری علاقہ سہیل پور عطا کی اور ناظم پرگنہ سدھور مقرر کیا۔ ایک دفعہ نواب صاحب جب بارہ بنکی آئے تو بڑی شاندار دعوت کی۔ نواب صاحب نے مشہور سرکش باغی راجہ شیو دین سنگھ کی سرکوبی کا حکم دیا تو اسے گرفتار کرکے پیش کردیا۔ صلہ میں دربار میں خصوصی نشست اور تلوار و خلعت و خطاب خان بہادر سے ممتاز ہوئے۔ آپ نے زید پور میں بڑا قابل دید عالیشان امام باڑہ تعمیر کرایا جس میں سید زید اول کے مکان کی زمین بھی شامل ہے۔ اسی مناسبت سے یہ خانوادہ زید طرف کہلاتا ہے۔ ایک پھاٹک شمال رویہ اور دوسرا شرق رویہ ہے جس پر تاریخ تعمیر درج ہے۔ (بنائے طیبۂ اش خادم حسین نہاد) جس سے ۱۲۲۳ھ ۱۸۰۸ء کے عدد نکلتے ہیں۔ نیز قریب ہی ایک مسجد بھی بنوائی تاریخ تعمیر یہ ہے۔ مسجد عبد اللہ العالمین خادم حسین۔ ظہور النساء دختر سید نادر علی سے عقد ہوا۔ تین پسر تولد ہوئے۔ ایک سید اولاد حسین دوسرے سید نوازش حسین صغیر السن فوت تیسرے سید سجاد حسین و ایک دختر امام باندی منکوحہ سید غلام مہدی بن سید عون علی تولد ہوئیں۔ یہ سید غلام مہدی بے گناہ بندوق سے قتل ہوئے۔ اس سانحۂ قتل کا ذکر حکیم سید مظہر مہدی مولف کتاب ضمیمۂ انساب الزیدیہ نے اپنی کتاب میں بدیں الفاظ کیا ہے۔ (سید غلام مہدی بر جانماز مشغول بزیارت خواندن بود کہ سید کاظم حسین ابن سید محمد حنیف معہ چند کس بندوقچی آمدہ از ضرب بندوق کشتہ کرد) تشریح یہ ہے کہ سید اولاد حسین تعلقدار سے سید کاظم حسین ابن سید محمد حنیف کی خاندانی رنجش تھی۔ یہ یکم محرم ۱۲۵۰ھ ۱۰ رمئی ۱۸۳۴ء کو معہ چند شخص بندوقچی مکان کے عقبی دروازے سے اس وقت داخل ہوئے جب سید اولاد حسین تعلقدار بعد نماز مغربین امام باڑے میں جاچکے تھے اور سید غلام مہدی بعد نماز زیارت پڑھنے میں مشغول تھے کہ ان آنے والوں نے سید غلام مہدی کے سینے پر گولی ماردی۔ اور یہ فوراً ہلاک ہوگئے۔ جب سید اولاد حسین آئے تو ان کے بھانجے کی روح خدمت جناب علی اکبر علیہ السلام میں جاچکی تھی۔ چنانچہ ہر سال امام باڑے میں ان کی مجلس فاتحہ خوانی یکم محرم کو ہوتی ہے۔ الغرض جب خان بہادر سید خادم حسین کا انتقال ہوگیا تو امام باڑے کے وسطی دالان میں دفن ہوئے۔ (۳۵) خان بہادر سید اولاد حسین تعلقدار ابن خان بہادر سید خادم حسین تعلقدار۔ ولادت یکم ذی الحجہ ۱۲۰۴ھ ۱۲ راگست ۱۷۹۰ء صاحب علم و شان و شوکت۔ آپ پرگنہ جگدیش پور، ایسولی، اوناؤ، صفی پور، بانگرمئو، بدو سرائے کے ناظم رہے۔ بحکم واجد علی شاہ شہزادہ سرکش و متمرد ڈاکو دیبی پاسی کو مارا۔ (خطاب خان بہادر سے سرفراز ہوئے۔ آپ واجد علی شاہ، شاہ اودھ سے منسلک اور ان کے وفادار تھے اور انگریزوں کے برخلاف تھے۔ چنانچہ جب زید پور میں آپ کو یہ خبر ملی کہ لکھنؤ میں انگریز ریذیڈنٹ نے واجد علی شاہ کو ملکۂ وکٹوریہ کا یہ حکم پہنچایا ہے کہ آپ کا انتظام ٹھیک نہیں ہے آپ کو معزول کیا گیا تو اس وقت ان کی جمعیت میں مسلح جیالے راجپوت سپاہی اور پٹھانوں کا ایک جم غفیر تھا۔ اس کو اور اپنے بھتیجے سید بنیاد حسین کو ساتھ لے کر لکھنؤ روانہ ہوئے۔ جب شہر کے قریب مقام چنہٹ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ۳۰ رجمادی الاول ۱۲۷۲ھ ۷ رفروری ۱۸۵۶ء کو شہر پر انگریزوں کا قبضہ ہوچکا ہے اور بادشاہ کلکتہ بھیج دیئے گئے۔ تب آپ نے افسردہ ہوکر اپنی جمعیت کو اپنے بھتیجے سید بنیاد حسین کی سرکردگی میں واپس بھیج دیا اور خود لکھنؤ جاکر مقیم ہوگئے۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ۵ رذالحجہ ۱۲۷۳ھ ۲۷ رجولائی ۱۸۵۷ء کو لکھنؤ میں ہی ہوا۔ میت زید پور لاکر امام باڑے میں دفن کی گئی۔ تاریخ وفات یہ ہے۔ قلبی دسوگوار و تعزیہ دار حسین (۱۲۷۳ھ) زید پور میں آپ کا مکان بڑی سرکار کے نام سے مشہور و معروف رہا ہے۔ آپ نے دو زوجہ سے عقد کیا۔ ۱ مسماۃ حسینی دختر سید سند علی کہ ان سے دو دختر تولد ہوئیں اور دختر و مادر فوت ہوگئیں۔ ۲ حمایت النساء دختر سید حمایت علی، ان سے دو پسر ۱ سید امجاد حسین ۲ سید احفاد حسین کمسن فوت اور چار دختر ۱ اشرف النساء منکوحہ سید بنیاد حسین تعلقدار ۲ مجید النساء ۳ حمید النساء ۴ مکرم النساء عقب رہیں (۳۶) حاجی سید امجاد حسین زائر تعلقدار سہیل پور ابن خان بہادر سید اولاد حسین تعلقدار۔ ولادت ۴ ررمضان ۱۲۵۵ھ ۱۱ رنومبر ۱۸۳۹ء تاریخی نام مظہر علی، رئیس و امیر ذی علم و حیثیت، فقیر منش،

گوشہ نشین حاجی وزائر مدینہ وعراق۔ مکہ معظمہ سے ایک مربع گز پوشش خانۂ کعبہ کا کپڑا لائے جو امام باڑے میں محرم میں آویزاں کیا جاتا ہے۔ آپ کا عقد ام الامام دختر سید مخلص حسین سے ہوا۔ کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ علاقہ سوہل پور کا انتظام سید بنیاد حسین کرتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات میں اپنے بھانجے سید اعتقاد حسین کو اپنا جانشین و تعلقدار سوہل پور قرار دے کر ٢٦ جمادی الاول ١٣٢٢ھ ۸ اگست ١٩٠٤ء کو بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا (٣٥) سید سجاد حسین ابن خان بہادر سید خادم حسین ولادت ٢٣ صفر ١٢١٣ھ ، ٢ جولائی ١٧٩٩ء۔ جاگیردار ذی وقار ناظم ہر ہر پور ضلع بہرائچ۔ آپ کا عقد رعایت النساء دختر سید زائر حسین تعلقدار بھان مئو سے ہوا۔ چار پسر ١ سید بنیاد حسین ٢ سید جواد حسین ٣ سید عباد حسین ٤ سید حسین کم سن فوت۔ اور دو دختر ١ مبارک النساء منکوحہ سید وارث حسین ابن سید عنایت حسین بڑاگھر ٢ عظمت النساء منکوحہ سید سلامت علی بن سید عون علی عقب رہی۔ آپ نے ١١ ذی الحجہ ١٢٣٩ھ ۹ فروری ١٨٢٣ء کو رحلت فرمائی (٣٦) سید بنیاد حسین تعلقدار ابن سید سجاد حسین، ولادت ٢ شوال ١٢٣١ھ ۱ مئی ١٨٢٦ء تاریخی نام دلاور رضا، رئیس اولوالعزم، آپ کی والدہ اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں اس لئے تعلقہ بھان مئو ان کو وراثتاً ملا جدی امام باڑے کے دونوں پھاٹک شایان شان نہ تھے تو انہوں نے ایک پھاٹک شمال رویہ دومنزلہ عالیشان تعمیر کرایا۔ شیشہ آلات جھاڑ فانوس وغیرہ سے مزید مزین کیا۔ عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے پُرخلوص شائق تھے۔ لکھنؤ کے سربرآوردہ ذاکرین کو مدعو کرتے تو علاوہ نذرانے کے گھوڑے، دوشالے، اشرفیاں پیش کرتے تھے۔ اپنے پوتے سید اقبال حسین کی ولادت پر نقرئی گہوارۂ حضرت علی اصغرؑ امام باڑے میں نصب کیا۔ اپنے بھانجے سید حمید حسین منصف ابن سید وارث حسین بڑاگھر کی شادی پر صوبہ کے تمام راجاؤں اور تعلقداروں کو مدعو کیا۔ ہزارہا روپیہ خرچ کیا کہ زید پور میں پھر ایسی شادی نہیں ہوئی۔ آپ واجد علی شاہ اودھ کے خیر خواہ اور انگریزوں کے بد خواہ تھے۔ اپنے چچا سید اولاد حسین تعلقدار کے ہمراہ بھاری جمعیت کے ساتھ امداد شاہ کے لئے گئے۔ مقام چنہٹ تک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو کلکتہ بھیج دیا گیا تو لاچار اپنی جماعت کو لے کر واپس آئے۔ اسی پاداش میں انگریزی سرکار کی طرف سے ان کے اعزازات میں کمی ہو گئی۔ حالانکہ تاحیات آنریری اسسٹنٹ کمشنر رہے اور قرب و جوار میں ذی وقار رہے۔ ایام غدر کے دو تبرکات شاہی بڑی بھاری قیمت ادا کر کے زید پور پہنچائے ایک طویل مُطلا کتبہ دوسرے مُطلا کلام مجید جس پر جواہرات کے رنگوں سے نقش و نگار و تاج شاہی بنا ہوا ہے، دیدہ زیب خط میں تحریر ہے۔ پٹنہ کی خدا بخش لائبریری کی فہرست میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔ اودھ کے کسی بادشاہ نے اپنی تلاوت کے لئے کسی کامل ایرانی خوش نویس سے لکھوایا تھا پتہ نہیں کہاں گیا اور کہاں پہنچا۔ اس قرآن شریف کو شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب طاب ثراہ نے دیکھ کر فرمایا تھا کہ میں نے برصغیر کے بڑے سے بڑے کتب خانے دیکھے ہیں لیکن ان صفات کا قرآن مجید کہیں نہیں دیکھا۔ آپ کا عقد اشرف النساء دختر سید اولاد حسین تعلقدار سے ہوا۔ یہ معظمہ عزاداریٔ امام حسین علیہ السلام کی بڑی شیدائی تھیں ان کی بنا کردہ مجلس ۹ محرم کو بہت اہتمام سے اب تک ہوتی ہے اعلیٰ ذاکرین مجلس پڑھتے ہیں۔ بعد مجلس سینکڑوں سامعین کو تین قسم کا لنگر تقسیم ہوتا ہے اور ہزاروں عوام الناس کے لئے نان گوشت کا لنگر جاری ہوتا ہے بعد مجلس ذوالجناح برآمد ہو کر خوب گریہ وزاری اور ماتم داری ہوتی ہے۔ آپ کے چار فرزند ١ سید اعتقاد حسین ٢ سید القیاد حسین کمسن فوت ٣ سید مستفاد حسین ٤ سید ایجاد حسین اور ایک دختر افضل النساء عقب رہی۔ ١٠ ربیع الثانی ١٣٢٠ھ ١٧ جولائی ١٩٠٢ء کو رحلت فرمائی۔ امام باڑے میں زیر منبر دفن ہوئے۔ تاریخ ہائے وفات یہ ہیں (مصنفہ مولوی سید یونس حسین زید پوری) ١ بنیاد حسین دو ارم رفت ٢ پیرو آل نبی جا زیر منبر یافتہ۔ (٣٧) سید اعتقاد حسین زائر و تعلقدار ابن سید بنیاد حسین تعلقدار تاریخی نام غلام صادق، ولادت ۹ صفر ١٢٦٦ھ ٢٥ دسمبر ١٨٤٩ء تعلقدار زید پور، سوہل پور، بھان مئو۔ تاحیات آنریری منصف رہے، ذی علم عابد و زاہد، شائق عزائے حسین علیہ السلام کر امام باڑے کو طلائی و نقرئی بڑے بڑے علموں اور سامان سے مزید آراستہ کیا۔ بڑا سا چاندی کا پانچ زینوں کا منبر بنوایا۔ خاندانی کتب خانے میں کئی قلمی قرآن و ڈیڑھ سو کتب کا اضافہ کیا۔ آپ کا عقد لیاقت النساء دختر مولوی قاضی سید اکرام حسین سے ہوا۔ چار پسر ١ سید استعداد حسین ٢ سید خادم سجاد ٣ سید شہنشاہ حسین ٤ سید عون محمد۔ اور دو دختر ١ ام زہرا منکوحہ سید مستفاد حسین ٢ ام فروہ جس کی نسبت سید فیاض حسین بڑاگھر سے ہوئی تھی، پورے طور سے ہر دو جانب شادی کے انتظامات ہو چکے تھے کہ بعارضہ

(از انتخاب ١٢٨)

(از انتخاب ١٢٩)

بعمر فوت ہو گئی۔ الغرض آپ نے ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۱ھ ۱۰ ر اگست سنہ ۱۹۳۲ء کو رحلت فرمائی (۳۸) سید استعداد حسین ابن سید اعتضاد حسین تعلقدار تاریخی نام حافظ رحمان، ولادت ۲ ر رمضان سنہ ۱۲۸۸ھ ۱۵ ر نومبر سنہ ۱۸۷۱ء، بڑے صاحب دولت و ثروت، ماہر قانون، آپ کو اختیارات دیوانی و فوجداری درجۂ دوم حاصل تھے۔ والد کی ضعیفی کے سبب ریاست کا کام یہی کرتے تھے۔ امام باڑے کے لئے بہت بڑی چاندی کی ضریح بنوائی۔ آپ کی تجویز پر جس سڑک سے تعزیئے گزرتے تھے اس کا نام تعزیہ روڈ رکھا گیا۔ آپ کا عقد خادمۃ الزہرا دختر سید عباد حسین سے ہوا۔ تین پسر ۱ سید اقبال حسین ۲ سید بنیاد حسن ۳ سید بضاعت حسین اور ایک دختر تنویر فاطمہ عقب رہیں۔ ۲۵ ر ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ ۱۵ ر دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء کو پدر ضعیف کو داغ مفارقت دیا (۳۹) سید اقبال حسین تعلقدار زائر ابن سید استعداد حسین تاریخی نام چراغ علی ولادت ۹ ر رجب سنہ ۱۳۱۴ھ ۱۴ ر دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء۔ والد صاحب کی وفات کے بعد تعلقدار ہوئے۔ آنریری منصف کے اختیارات تھے۔ تین دفعہ زیارات عراق و شام و ایران سے مشرف ہوئے۔ امام باڑے میں زیارت کا کتبہ بوسیدہ ہو گیا تھا تو اسی سائز میں مخمل پر زردوزی سے زیارت عاشورہ لکھوا کر آویزاں کی۔ امام باڑے میں لکڑی کے نہایت خوبصورت اور مضبوط دروازے لگوائے آپ کا عقد عقیقۃ الزہرا دختر سید خادم سجاد سے ہوا لاولد رہے۔ ۲۰ ر جمادی الاول سنہ ۱۳۸۲ھ ۱۹ ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء کو فوت ہوئے (۳۹) سید بنیاد حسن زائر ابن سید استعداد حسین تاریخی نام طالب غفار ولادت ۱۳ ر محرم سنہ ۱۳۲۳ھ ۲۰ ر مارچ سنہ ۱۹۰۵ء بعد از برادر بزرگ ریاست کے منتظم ہوئے دو دفعہ زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد شبیہۃ الزہرا دختر سید عون محمد سے ہوا۔ ایک پسر سید اولاد محمد اور ایک دختر مستجاب فاطمہ کمسن فوت تولد ہوئی زید پور میں مقیم ہیں۔ (۴۰) سید اولاد محمد زائر ابن سید بنیاد حسن تاریخی نام شبیہ کاظم ولادت ۱۱ ر شعبان سنہ ۱۳۴۶ھ ۳ ر فروری سنہ ۱۹۲۸ء بی اے کے سند یافتہ ہیں۔ آپ کا عقد نایاب فاطمہ زائرہ دختر سید بضاعت حسین سے ہوا۔ دو پسر تولد ہوئے ایک سید علی مصطفےٰ تاریخی نام شجاع رضا ۷ ر شعبان سنہ ۱۳۷۵ھ ۲۰ ر مارچ سنہ ۱۹۵۶ء کو اور دوسرا پسر سید حسن مصطفےٰ تاریخی نام طلیع اصغر، ۲ ر صفر سنہ ۱۳۷۹ھ یکم ستمبر سنہ ۱۹۵۹ء کو تولد ہوا۔ دونوں زیر تعلیم سب مقیم زید پور ہیں۔ (۳۹) سید بضاعت حسین زائر ابن سید استعداد حسین تاریخی نام شیدائے رضا ولادت ۲۳ ر ذالحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ ۱۶ [illegible] سنہ ۱۹۰۹ء تین دفعہ زیارات سے مشرف ہوئے۔ نیک نفس عبادت گزار ہیں۔ آپ کا عقد بنی الزہرا زائرہ دختر سید [illegible] حسین سے ہوا۔ چار دختر ۱ فاطمۃ الزہرا نوجوان فوت ۲ نایاب فاطمہ ۳ آفتاب فاطمہ ۴ زینب فاطمہ کمسن فوت تولد ہوئیں مقیم زید پور ہیں۔ (۳۸) سید خادم سجاد ابن سید اعتضاد حسین تعلقدار تاریخی نام مراحم رضا ولادت ۱۱ ر صفر سنہ ۱۲۹۰ھ ۱۰ ر اپریل سنہ ۱۸۷۳ء، لائق و منتظم۔ دو دفعہ زیارات عراق و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد بنی الزہرا دختر سید سرفراز حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید ارشاد حسین اور دو دختر ۱ عقیقۃ الزہرا ۲ ہاشمۃ الزہرا کمسن فوت تولد ہوئیں۔ آپ کی وفات ۲۷ ر رمضان سنہ ۱۳۵۲ھ ۱۳ ر جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کو ہوئی۔ (۳۹) سید ارشاد حسین زائر ابن سید خادم سجاد زائر تاریخی نام فرمان کاظم ولادت ۱۹ ر ذالحجہ سنہ ۱۳۳۲ھ ۸ ر نومبر سنہ ۱۹۱۴ء، زاہد و عابد، دو دفعہ زیارات عراق و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد نابتۃ الزہرا دختر سید احمد حسین سے ہوا۔ دو پسر ایک سید اعزاز حسین دوسرا سید الساجدین تاریخی نام جلیل اصغر زائر ولادت ۲۲ ر ذالحجہ سنہ ۱۳۶۴ھ ۲۸ ر نومبر سنہ ۱۹۴۵ء کو تولد ہوا۔ اور تین دختر ۱ زہرا بانو ۲ سکینہ بانو ۳ رقیہ بانو تولد ہوئیں زید پور میں مقیم ہیں۔ (۴۰) سید اعزاز حسین زائر ابن سید ارشاد حسین۔ تاریخی نام شادان رضا ولادت ۸ ر ربیع الاول سنہ ۱۳۵۶ھ ۸ ر مئی سنہ ۱۹۳۶ء زائر عراق و ایران، آپ کا عقد آفتاب فاطمہ زائرہ دختر سید بضاعت حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید کاظم سجاد تاریخی نام شغب رضا ۳ ر شوال سنہ ۱۳۸۳ھ، ۱۷ ر فروری سنہ ۱۹۶۴ء کو تولد ہوا۔ زید پور میں مقیم ہیں (۳۸) سید شہنشاہ حسین ابن سید اعتضاد حسین تعلقدار آپ کا عقد عطیۃ الزہرا زائرہ دختر سید سرفراز حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد کاظم کمسن فوت ہوا۔ ایک دختر بنی الزہرا تولد ہوئی۔ آپ کی وفات ۶ ر رمضان سنہ ۱۳۶۴ھ ۱۵ ر اگست سنہ ۱۹۴۵ء کو ہوئی۔ (۳۸) سید عون محمد زائر ابن سید اعتضاد حسین تعلقدار تاریخی نام ابد اصغر ولادت ۲۱ ر ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۸ھ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء، دو دفعہ زیارات عراق و ایران و شام سے مشرف ہوئے۔ آپ شاعر تھے۔ اکرم تخلص تھا نوحے خوب کہتے تھے۔ آپ کا عقد احمدی الزہرا دختر سید مستفاد حسین سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید خادم حسین ۲ سید سجاد رضا اور دو دختر ۱ افسر الزہرا ۲ شبیہۃ الزہرا عقب رہیں۔ وفات

۱۰؍ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ ۶؍ مئی ۱۹۶۰ء کو ہوئی۔ (۳۹) کرنل سید خادم حسین ابن سید عون محمد تاریخی نام خیرات حسن ولادت ۲؍ محرم ۱۳۲۹ھ ۳؍ جنوری ۱۹۱۱ء بی اے ایل ایل بی پاس کرکے فوج میں بعہدہ لیفٹیننٹ ملازم ہو گئے۔ ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء میں پاکستان تبادلہ ہوا۔ کرنل کے عہدے سے پنشن یاب ہوئے۔ زیارت ایران سے مشرف تھے۔ آپ کا عقد رفیعہ بانو دختر سید فیاض حسین بڑاگھر سے ہوا۔ تین پسر ۱ سید معاذ حسین ۲ سید جون محمد کمسن فوت، ۳ سید شہزاد حسین اور دو دختر ایک شفیعہ بانو ۲ شیعتہ الزہرا تولد ہوئیں۔ ۲۵؍ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ ۱۱؍ جولائی ۱۹۶۹ء کو فوت ہو کر فوجی اعزاز کے ساتھ فوجی قبرستان راولپنڈی میں دفن ہوئے۔ (۴۰) سید معاذ حسین زائر ابن کرنل سید خادم حسین تاریخی نام شان رضا ولادت ۶؍ محرم ۱۳۵۲ھ یکم مئی ۱۹۳۳ء خلیق و لئیق ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں پاکستان آئے۔ زیارات عراق و ایران سے مشرف ہیں۔ بی اے پاس کرکے اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن گئے اب وہیں کسی بڑی فرم میں ملازم ہیں۔ (۴۰) میجر سید شہزاد حسین ابن کرنل سید خادم حسین تاریخی نام شاہان رضا ولادت ۱۵؍ ذالحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۶؍ جنوری ۱۹۴۰ء بی اے پاس ہیں ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں پاکستان آئے۔ فوج میں میجر ہیں۔ ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء کی جنگ پاکستان اور بھارت میں آزاد کشمیر میں بڑی بہادری دکھا کر نمایاں رہے۔ آپ ابوظبی تربیت افواج کے لئے سلیکشن پر گئے تھے۔ راولپنڈی میں ۲۰۰۰ گز پر عالیشان دو منزلہ مکان تعمیر کیا۔ فی الحال کاکول میں فرائض انجام دے رہے ہیں۔ (۳۹) سید سجاد رضا زائر ابن سید عون محمد تاریخی نام شجاع کاظم ولادت ۷؍ رمضان ۱۳۳۵ھ ۲۷؍ جولائی ۱۹۱۷ء، دو دفعہ زیارات عراق و شام و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد امتہ الفاطمہ دختر سید مظفر حسین سے ہوا۔ پانچ پسر تولد ہوئے۔ ۱ سید موسیٰ رضا بی اے تاریخی نام غلام صابر ولادت ۳؍ ذالحجہ ۱۳۶۴ھ ۱۹؍ نومبر ۱۹۴۵ء۔ ۲ سید قدسی رضا تاریخی نام عابد اصغر ولادت ۴؍ محرم ۱۳۶۶ھ ۶؍ نومبر ۱۹۴۶ء۔ ۳ سید نہاد رضا تاریخی نام عطا اصغر ولادت ۲؍ ذالحجہ ۱۳۷۱ھ ۲۳؍ اگست ۱۹۵۲ء ۴ سید اشہاد رضا تاریخی نام تفضیل احمد ولادت ۱۳؍ شعبان ۱۳۷۳ھ ۱۷؍ اپریل ۱۹۵۴ء ۵ سید عبود رضا تاریخی نام وفا اصغر ولادت ۹؍ شعبان ۱۳۷۸ھ ۱۸؍ فروری ۱۹۵۹ء اور ایک دختر صبغتہ الزہرا تولد ہوئی سب مقیم زید پور ہیں۔ (۳۷) سید مستفاد حسین ابن سید نبیاد حسین تعلقدار تاریخی نام ثابت صفدر ولادت ۱۵؍ ذالحجہ ۱۲۷۷ھ ۲۴؍ جون ۱۸۶۱ء خلیق و عابد و زاہد۔ آپ کے دو عقد ہوئے زوجہ اولیٰ شفقت الفاطمہ لاولد دختر سید تصدق حسین زوجہ ثانیہ امتہ الولی دختر سید ضامن حسین پانچ پسر ۱ سید عابد رضا ۲ سید محمد حسین کمسن فوت ۳ سید محمد محسن ۴ سید محمد احسن کمسن فوت ۵ سید محمد حسنین اور تین دختر ۱ احمدی الزہرا ۲ فقیہتہ الزہرا ۳ مدیحتہ الزہرا کمسن فوت، عقب رہے۔ آپ کی وفات ۱۲؍ صفر ۱۳۳۹ھ ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی (۳۸) الحاج سید عابد رضا زائر ابن سید مستفاد حسین تاریخی نام ظفر حسین ولادت ۵؍ ذالحجہ ۱۳۰۸ھ ۲۲؍ جولائی ۱۸۹۱ء خوش اخلاق خوش اطوار خوش نویس، زید پور میں پہلے شخص ایم اے ایل ایل بی کرکے منصف ہوئے اور ترقی کرکے جج کے عہدے سے پنشن یاب ہوئے۔ دو دفعہ حج کیا۔ زیارات مدینہ، شام، اردن، عراق و ایران سے مشرف ہوئے۔ امام باڑے کے لئے سونے چاندی کے علم وغیرہ بنوائے، امام باڑے میں جتنے سونے چاندی کے علم نصب ہیں ان ہی کے نقشوں کے مطابق ہیں آپ کا عقد اقبال فاطمہ دختر سید ایجاد حسین سے ہوا۔ لاولد رہے۔ جائداد وقف کرکے بھائیوں کو دے گئے۔ ۱۲؍ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ ۱۱؍ جولائی ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئے۔ (۳۸) سید محمد محسن زائر ابن سید مستفاد حسین تاریخی نام شہید رضا، ولادت ۷؍ رجب ۱۳۱۶ھ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء خوش نویس بہترین کلام مجید لکھا۔ شاعر ہیں محسن تخلص ہے بڑی تعداد میں مرثیے، سلام، رباعیاں اور تاریخیں نظم کی ہیں۔ ان کے استاد سید فراست حسین دبیر تھے لیکن ان کے کلام میں میرانیس کے کلام کی جھلک ہے۔ سید اقبال حسین تعلقدار کی خواہش پر ان کے حین حیات ریاست کا انتظام کیا۔ اور مرحوم بھائی کی نیابت بھی کرتے رہے ہیں۔ تین دفعہ زیارات عراق و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد کاظمتہ الزہرا دختر سید احمد حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید شہزاد حسین اور چار دختر ۱ ثریا بانو منکوحہ سید فیاض احمد بڑاگھر ۲ ماہ بانو ۳ قاسمی بانو دونوں کمسن فوت ۴ زہرا بانو منکوحہ سید علی جبیر بن سید علی صغیر۔ آپ زید پور میں مقیم ہیں۔ (۳۹) سید شہزاد حسین ابن سید محمد محسن تاریخی نام مجیب اصغر ولادت ۱۲؍ ذالحجہ ۱۳۴۶ھ یکم جون ۱۹۲۸ء شاعر ہیں شہزاد تخلص ہے۔ آپ کا عقد اقلیم فاطمہ دختر سید محمد حسنین سے ہوا۔ ایک دختر ناہید فاطمہ کمسن فوت ہوئی آپ مقیم زید پور ہیں۔ (۳۸) سید محمد حسنین زائر

ابن سید مستفاد حسین تاریخی نام خیرات علی ولادت ۲۰ رشعبان ۱۳۲۱ھ ۱۱ر نومبر ۱۹۰۳ء عابد سادہ مزاج، زائر عراق و ایران، آپ کا عقد سردار فاطمہ
دختر سید علی اکرم سے ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید یاد حسن ۲۔ سید اوراد حسین اور تین دختر ۱۔ اقلیم فاطمہ ۲۔ طلبگار فاطمہ ۳۔ تنظیم فاطمہ تولد ہوئیں۔ آپ مقیم
زید پور ہیں۔ (۳۹) سید یاد حسن ابن سید محمد حسنین تاریخی نام محمد ظہور الحسن ولادت ۱۱ر رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۳ء بی ایس سی انجینیر ریسرچ
اسسٹنٹ ہیں۔ آپ کا عقد ریحانۃ الزہرا دختر سید منور حسین صفی پوری سے ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید سجاد عابد تاریخی نام نظیر حیدر ولادت ۱۱ر شعبان ۱۳۸۲ھ
۴ر جنوری ۱۹۶۳ء ۲۔ سید بنیاد باقر تاریخی نام سید نذر عسکری ولادت ۷ر رمضان ۱۳۸۴ھ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۵ء اور ایک دختر ذیشان فاطمہ تولد ہوئی
مقیم زید پور ہیں۔ (۳۹) سید اوراد حسین ابن سید محمد حسنین تاریخی نام رفیع رضا ولادت ۸ر رمضان ۱۳۶۱ھ ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۲ء، ایم۔ ایس۔ سی،
لکھنؤ میں ملازم مقیم زید پور ہیں (۳۷) سید ایجاد حسین زائر ابن سید بنیاد حسین تعلقدار تاریخی نام مفخر عسکری ولادت یکم محرم ۱۲۸۰ھ ۱۸ر جون
۱۸۶۳ء، منتظم باغات ریاست تھے۔ ایک دفعہ ۹ر جمادی الاول ۱۳۴۶ھ ۴ر نومبر ۱۹۲۷ء کو زیارات عراق سے مع کل ذریت مشرف ہوئے۔ کربلا میں
اپنے پوتے سید زائر رضا کا نکاح اپنی پوتی اشرف النساء سے کیا۔ مولانا سید محمد باقر صاحب مجتہد اور شیخ احمد صاحب مجتہد عراق نے نکاح پڑھایا۔
تین دن طلبا و علما مقیم کربلا کو شاندار دعوت ولیمہ دی۔ دوسری دفعہ ۱۸ر ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ ۱۷ر مئی ۱۹۳۰ء کو مشہد مقدس جا کر زیارت سے مشرف ہوئے
ر ذالحجہ ۱۳۴۸ھ ۱۰ر مئی ۱۹۳۰ء کو سرکار نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ تقوی دانشمند کی پیشوائی میں شریک ہوئے۔ چھوٹے بیٹے
سید سردار مہدی الرضوی کی تحریک پر شہزادہ عبد العظیم و معصومہ قم کی زیارت کرتے ہوئے ۲۹ر ذالحجہ ۱۳۴۸ھ ۲۸ر مئی ۱۹۳۰ء کو کاظمین کی زیارت
کی، ۲ر محرم ۱۳۴۹ھ ۳۰ر مئی ۱۹۳۰ء کو زیارت سید الشہداء علیہ السلام سے مشرف ہوئے، ۲۵ر محرم ۱۳۴۹ھ ۲۲ر جون ۱۹۳۰ء کو وطن واپس
پہنچے مصرعہ تاریخ مراجعت یہ ہے۔ آٹھ اماموں کی زیارت کی محل وجد کا ہے (از ولیش زید پوری) آپ کا عقد حسینۃ النساء دختر سید مقرب حسین
سے ہوا۔ چار پسر ۱۔ سید محمد ہادی ۲۔ سید ابرار مہدی ۳۔ سید محمد مہدی کمسن فوت بتاریخ ۲۶ر جمادی الاول ۱۳۲۲ھ ۸ر اگست ۱۹۰۴ء ۴۔ سید
سردار مہدی الرضوی اور دو دختر ۱۔ امۃ الزہرا ۲۔ اقبال فاطمہ عقب رہیں۔ امۃ الزہرا کا تاریخی نام صابرہ رضا ولادت ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۲ء عزائے سید الشہداء
کی بہت دلدادہ تھیں۔ مکان مسکونہ کی دیوار میں ایک در کا امام باڑہ بنوا کر اس میں ضریح و نقرئی علم نصب کئے۔ عنفوان شباب میں ۹ر رجب ۱۳۱۹ھ
یکم نومبر ۱۹۰۱ء کو ناکتخدا فوت ہوئیں۔ الغرض آپ نے ۱۴ر رمضان ۱۳۵۸ھ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو رحلت فرمائی۔ تاریخ وفات یہ ہے۔ در خلد بریں
مکان ایجاد حسین۔ (۳۸) سید محمد ہادی زائر ابن سید ایجاد حسین زائر تاریخی نام شاب رضا ولادت یکم محرم ۱۳۰۴ھ ۳۰ر ستمبر ۱۸۸۶ء دو دفعہ زیارات عراق و
ایران سے مشرف ہوئے۔ پرخلوص عزادار سید الشہداء۔ اپنے پوتے عباس رضا کے نام سے مکان مسکونہ کی دیوار میں پانچ دروں کا امام باڑہ بنوا کر سونے چاندی کے
سامان سے آراستہ کیا جس میں سید سردار مہدی الرضوی نے چاندی کی قیمتی ضریح نصب کی۔ آپ کا عقد نزہتہ الزہرا دختر سید حمید حسین منصف بڑاگھر سے ہوا۔
ایک پسر سید زائر رضا عقب رہے۔ آپ کی وفات ۳۰ر شوال ۱۳۷۲ھ ۳ر جولائی ۱۹۵۳ء کو ہوئی۔ (۳۹) سید زائر رضا زائر ابن سید محمد ہادی زائر تاریخی نام
شہزادہ رضا ولادت ۱۰ر جمادی الاول ۱۳۲۲ھ ۲۳ر جولائی ۱۹۰۴ء تین دفعہ زیارات عراق و شام و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد اشرف النساء
زائرہ دختر سید ابرار مہدی سے ہوا۔ پانچ فرزند تولد ہوئے ۱۔ سید عباس رضا ۲۔ سید اکبر رضا ۳۔ سید اصغر رضا ۴۔ سید ایجاد حسین کمسن فوت ۵۔ سید
آزاد حسین، موصوف کی وفات ۱۴ر جمادی الآخر ۱۳۸۹ھ ۲۸ر اگست ۱۹۶۹ء کو ہوئی۔ (۴۰) سید عباس رضا زائر ابن سید زائر رضا زائر تاریخی
نام ہاشم رضا ولادت ۵ر جمادی الاول ۱۳۴۶ھ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۶ء زائر عراق و ایران و شام، آپ نے لکھنؤ یونیورسٹی سے ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۴ء میں
بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ گریجویٹ ہونے کی تاریخ، سید عباس رضا بی ایس سی ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں پاکستان آکر سنٹرل فوڈ منسٹری سے
منسلک ہوئے۔ اس وقت لانڈھی غلہ گودام کراچی میں کلاس دو کے اسسٹنٹ منیجر ہیں۔ بلاک نمبر ۱۲ فیڈرل بی ایریا میں دو سو مربع گز پر خوشنما
مکان تعمیر کرایا ہے۔ تاریخ تعمیر مکان یہ ہے۔ خانہ رضا دا شد۔ آپ کا عقد حسینۃ الزہرا دختر سید سردار مہدی الرضوی سے ہوا۔ اللہ اولاد عطا فرمائے۔
۱۹۶۸ء

(۴۰) سید اکبر رضا زائر ابن سید زائر رضا زائر تاریخی نام مشہد رضا ولادت ۲۹ رجب ۱۳۵۰ھ ۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۱ء انٹر پاس کر کے ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۱ء میں پاکستان آگئے۔ ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ کوئٹہ جیالوجیکل سروے میں کلاس دو کے کوریٹر ہیں۔ آپ ایک دفعہ ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء میں زیارات عراق و ایران سے مشرف ہوئے۔ پھر دوسری دفعہ محرم ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء میں زیارات عراق و ایران سے مع زوجہ و دختران و والدہ مشرف ہوئے۔ والدۂ محترمہ نے اس دفعہ چھٹی بار زیارت کی۔ آپ کا عقد طلبگار فاطمہ زائرہ دختر سید محمد حسین سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ نسرین زائرہ ۲۔ یاسمین زائرہ تاریخی نام کنیز صغرا تولد ہوئیں۔ (۴۰) سید اصغر رضا زائر ابن سید زائر رضا زائر تاریخی نام مشید رضا ولادت ۲۷ ذالحجہ ۱۳۵۵ھ ۔ ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء زائر عراق و ایران مخلص عزادار سکریٹری دستہ حیدری زید پور۔ آپ کا عقد طلعت فاطمہ زائرہ دختر سید آقا حسن سے ہوا۔ (۴۰) سید آزاد حسین ابن سید زائر رضا تاریخی نام نوازش رضا۔ ولادت ۲ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ ۵ مئی ۱۹۴۶ء میٹرک پاس ہیں، ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء میں پاکستان آئے کراچی میں بڑے بھائی کے پاس مقیم ہیں۔ (۳۸) سید ابرار مہدی زائر ابن سید ایجاد حسین زائر ولادت ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ ۱۱ جنوری ۱۸۸۹ء تاریخی نام شاد رضا تین دفعہ زیارت عراق و شام و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کامل دستکار تھے۔ ذوالجناح آراستہ کرنے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ آپ کا عقد فقیۃ الزہرا دختر سید مستفاد حسین سے ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید آقا حسن زائر ۲۔ سید ابن حسن اور ایک دختر اشرف النسا تولد ہوئیں۔ ۱۴ شعبان ۱۳۸۶ھ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو فوت ہوئے (۳۹) سید آقا حسن زائر ابن سید ابرار مہدی تاریخی نام شکوہ رضا ولادت ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۱ھ ۴ مئی ۱۹۱۳ء دو دفعہ زیارات سے مشرف ہوئے شاعر ہیں آقا تخلص ہے۔ آپ کا عقد تنظیر فاطمہ دختر سید حسام عباس سے ہوا۔ تین پسر ۱۔ سید دلشاد حسین ۲۔ سید اصفاد حسین ۳۔ سید ارصاد حسین اور دو دختر ۱۔ طلعت فاطمہ ۲۔ معلی بانو کمسن فوت تولد ہوئیں۔ آپ مقیم زید پور ہیں (۴۰) سید دلشاد حسین زائر ابن سید آقا حسن زائر تاریخی نام شعبان رضا ولادت یکم شعبان ۱۳۵۴ھ ۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء زائر عراق شام، اردن، ایران شاعر ہیں دلشاد تخلص ہے۔ سلطان المدارس لکھنؤ میں زیر تعلیم ہیں (۴۰) سید اصفاد حسین ابن سید آقا حسن زائر تاریخی نام مشہدی رضا۔ ولادت ۳۰ محرم ۱۳۶۰ھ ۲۷ فروری ۱۹۴۱ء ایک بڑے ہوٹل کے مالک ہیں زید پور میں مقیم ہیں (۴۰) سید ارصاد حسین زائر ابن سید آقا حسن زائر تاریخی نام سیدی اصغر ولادت ۳ ربیع اول ۱۳۷۵ھ ۹ نومبر ۱۹۵۵ء زیر تعلیم مقیم زید پور (۳۹) سید ابن حسن زائر ابن سید ابرار مہدی زائر تاریخی نام خورشید حیدر ولادت ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء مرثیہ گو شاعر حسن تخلص ہے چار دفعہ زیارات کر کے پانچویں دفعہ مع اہل و عیال کربلائے معلےٰ میں مجاورت اختیار کر لی آپ کا عقد نجیب فاطمہ زائرہ دختر علی قاسم سے ہوا۔ تین پسر ۱۔ سید امجاد حسین کمسن فوت ۲۔ سید سلیمان حیدر تاریخی نام اعجاز اصغر ولادت ۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ ۳ دسمبر ۱۹۵۳ء ۳۔ سید میثم محمد تاریخی نام فدا اصغر ولادت ۴ صفر ۱۳۷۶ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۶ء اور دو دختر ۱۔ رجس فاطمہ کمسن فوت ۲۔ صالحہ باقی۔ سب مقیم کربلائے معلےٰ ہیں۔ آپ کی وفات ۱۲ محرم ۱۳۸۷ھ ۴ مئی ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ باب الشہدا روضہ سید الشہدا میں دفن ہوئے (۳۸) سید سردار مہدی الرضوی زائر ابن سید ایجاد حسین زائر تاریخی نام غلیہہ رضا ولادت ۱۰ ذالحجہ ۱۳۱۸ھ ۱۳ مارچ ۱۹۰۱ء آپ نے گورنمنٹ اسکول بارہ بنکی، شیعہ کالج لکھنؤ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں انٹر تک پڑھ کر چھ اعزازات حاصل کئے۔ اردو فارسی میں ادیب کامل و دبیر کامل کے ڈپلومے حاصل کئے۔ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء میں معلمی اختیار کی۔ شیعہ کالج لکھنؤ و نیشنل کالج رائے بریلی میں اردو فارسی کے مدرس رہے۔ ۷ صفر ۱۳۸۳ھ ۳۰ جون ۱۹۶۳ء کو نیکنامی سے سبکدوش ہوئے۔ ۹ جمادی الآخر ۱۳۸۴ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو داماد کے طلبیدہ پاکستان آگئے۔ احسان ہی کے پاس مقیم ہیں دختر و زوجہ بھی ساتھ آئی ہیں۔ عزیزہ دختر کے جہیز کا کل سامان اور اپنے کتب خانۂ حیدری ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء کی بارہ سو کتابوں میں سے دو سو کتابیں ساتھ لائے۔ سرفراز، رضاکار، الہادی، پیام اسلام، شیعہ کالج میگزین وغیرہ میں بیالیس مضامین شائع کر چکے

تراشوں سے ایک مجموعہ لکھنے والے جو مشہد مقدس کے روزنامہ خراسان میں معرکۃ الآرا مضمون التجا بہ بانوان ایران و مکالمہ در مشہد
فارسی میں شائع کیا۔ شاہجہانز پیکاک تھرون انگریزی میں لکھا روح سخن کے دو حصے میر انیس کے چھتیس مرثیوں کا انتخاب تیار کیا۔
الانیس نام سے میر حسن، میر خلیق، میر انیس، میر نفیس، میر عارف، میر فائز چھ مرثیہ گو صاحبان کے حالات لکھ رہے ہیں۔ زیر تالیف ہے۔ خضر راہ کے
نام سے چھ سفر نامے لکھے دوسرا سفرنامہ شیعہ کالج میگزین میں چھ قسطوں میں چھپا جس میں سرکار نجم العلماء طاب ثراہ کے ورود مشہد کی تاریخ و
پیشوائی کا حال درج ہے آپ لاہور امامیہ مشن کے خصوصی ممبر ہیں زید پور میں سیزدہ صد سالہ یادگار حسینی کے اجلاس آپ ہی کی سعی سے کامیاب
ہوئے۔ زیارات کے والہانہ شوقین ہیں۔ پہلا سفر عراق سنہ ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء میں کیا۔ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے کاظمین شریفین کی ضریح کی خاک
سے ایک ہی شب میں ایسی شفا ہوئی کہ پھر یہ مرض کبھی نہ ہوا۔ دوسرا سفر ایران و عراق سنہ ۱۳۴۸ھ سنہ ۱۹۳۰ء میں کیا۔ اسی سفر میں ۱۰ ذالحجہ سنہ ۱۳۴۸ھ ۱۰ مئی
سنہ ۱۹۳۰ء کو سرکار نجم العلماء اعلی اللہ مقامہ کو خوش آمدید کہا۔ تیسرا سفر عراق و شام و فلسطین و ایران سنہ ۱۳۵۴ھ سنہ ۱۹۳۵ء میں کیا۔ روضہ امام رضاؑ
سے سند خادم افتخاری حاصل کی۔ اسی سفر میں آپ نے حاجی شیخ مہدی خادم آستانۂ اقدس کی ریمارک بک سے سرکار نجم الملت اعلی اللہ مقامہ کی تقریظ
مرقومہ ۹ ذالحجہ ۱۳۴۸ھ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۳۰ء و جناب سرکار باقر العلوم مولانا سید باقر صاحب اعلی اللہ مقامہ کی تقریظ اور چند نامور زائرین ہند کی
تاریخ ہائے وداع مشہد مقدس نقل کیں اس فہرست میں سند العلماء سید یوسف حسین صاحب مجتہد دانشمند نقوی کی وداع مشہد کی تاریخ ۴ ربیع الاول
سنہ ۱۳۵۱ھ ۸ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء بھی تحریر ہے۔ چوتھا سفر عراق و ایران سنہ ۱۳۶۸ھ، سنہ ۱۹۴۸ء میں کیا۔ پانچواں سفر سنہ ۱۳۷۶ھ، سنہ ۱۹۵۶ء میں
عراق و ایران کا کیا۔ زیارات سے مشرف ہوئے۔ چھٹا سفر سنہ ۱۳۸۶ھ، ۱۹۶۷ء میں ایران کا براستہ کوئٹہ کیا اور چھ اعزازات حاصل کیے جن
میں سے ایک یہ کہ تنہائی میں زیارت کی عزت پائی جبکہ روضۂ اقدس میں شب و روز ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود رہتے ہیں۔ ضریح مبارک
تک مشکل سے پہنچتے ہیں آپ کو بالکل تنہائی کا موقع مل گیا۔ دوسرے یہ کہ روانگی کے دن مشہد سے چھ میل دور بس پہنچ چکی تھی کہ بیٹی نے کہا کہ
مولا ایک دفعہ پھر روضہ دکھا دیجئے فوراً روضۂ مبارک جو پس پشت تھا سامنے نظر نواز ہوا۔ اس سفر کے بعد تاریخ کہی ۔ سرداد مہدی بار ششم
زائر ثامن شد (سنہ ۱۹۶۷ء) ہر سفر میں اہلیہ ہمراہ رہیں۔ آخری تین سفر میں دختر حسینۃ الزہرا بھی ساتھ رہیں۔ انشاء اللہ اوائل ذالحجہ ۱۳۹۱ھ
میں ساتویں سفر عراق و ایران کا قصد ہے۔ آپ کا عقد عبیدۃ الزہرا دختر سید فیاض حسین ابن سید حمید حسین منصف بڑا گھر سے ہوا صرف
ایک دختر حسینۃ الزہرا عرف سلطانہ منکوحہ سید عباس رضا ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۶ھ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۳۸ء کو تولد ہوئیں۔ دادا صاحب نے
ازراہ محبت دانش رضا تاریخی نام رکھا۔ آپ نے بیٹی کے نام سے مکان مسکونہ کی دیوار میں امام باڑہ تعمیر کر کے آراستہ کیا۔ نقری ضریح امام حسین
علیہ السلام کا فوٹو شامل ہذا ہے۔ (۳۶) **سید جواد حسین** ابن سید سجاد حسین ولادت ۱۱ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۳ھ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۲۷ء
آپ کا عقد سیف النساء دختر سید کرم حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید زہاد حسین باقی رہے۔ ۱۳ شوال سنہ ۱۳۰۴ھ ۵ جولائی سنہ ۱۸۸۷ء کو وفات
پائی (۳۷) **سید زہاد حسین** ابن سید جواد حسین تاریخی نام مظفر احمد ولادت سنہ ۱۲۷۳ھ، سنہ ۱۸۵۶ء خلیق و نیک نفس خوشنویس بے مثل
آپ کا عقد افضل النساء زائرہ دختر سید بنیاد حسین صاحب تعلقدار سے ہوا۔ لاولد رہے۔ ۱۵ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء کو
فوت ہوئے (۳۶) **سید عباد حسین** ابن سید سجاد حسین ناظم۔ ولادت ۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ھ یکم ستمبر سنہ ۱۸۲۹ء آپ کے دو عقد
ہوئے ایک عقد مجید النساء دختر سید اولاد حسین تعلقدار سے ہوا جو لاولد رہیں۔ دوسرا عقد امۃ البتول دختر سید شمشیر حیدر ر پورب طرف
سے ہوا۔ دو پسر تولد ہوئے ۱ سید منقاد حسین ۲ سید احماد حسین اور ایک دختر خادمۃ الزہرا عقب رہیں۔ آپ ۲۹ صفر سنہ ۱۳۰۸ھ
۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو فوت ہوئے۔ (۳۷) **سید منقاد حسین** ابن سید عباد حسین تاریخی نام غنی اکبر ولادت ۱۴ جمادی الاول
سنہ ۱۲۸۳ھ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ء آپ کا عقد ام زہرا دختر سید اعتقاد حسین تعلقدار سے ہوا۔ ایک پسر سید ابو محمد عقب رہے۔ ۸ شوال سنہ ۱۳۳۶ھ

۱۶ر جولائی ۱۹۱۸ء کو فوت ہوئے (۳۸) **سید ابو محمد زائر** ابن سید منقاد حسین تاریخی نام زہاد اصغر ولادت ۱۳ر رجب ۱۳۰۸ھ ۲۲ر فروری ۱۸۹۱ء کم سخن منکسر مزاج ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۱ء میں زیارات عراق و شام و ایران سے مشرف ہوئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ۱ تنویر فاطمہ دختر سید استعداد حسین کہ ایک پسر ابو جعفر تولد ہوا اور مادر و پسر دونوں فوت ہوگئے۔ ۲ دوسرا عقد افسر الزہرا زائرہ دختر سید عون محمد سے ہوا۔ پانچ پسر ۱ سید حسن عباس کمسن فوت ۲ سید قمر عباس ۳ سید ہلال عباس ۴ سید سرور عباس کمسن فوت۔ ۵ سید بدر العباس اور ایک دختر نازنین فاطمہ مقیم زید پور تولد ہوئیں۔ آپ کی وفات ۲ر جمادی الاول ۱۳۹۰ھ ۷ر جولائی ۱۹۷۰ء کو زید پور میں ہوئی (۳۹) **سید قمر عباس** زائر ابن سید ابو محمد زائر تاریخی نام ہشام رضا ولادت ۲۶ر ذالحجہ ۱۳۴۷ھ ۵ر جون ۱۹۲۹ء آپ بی۔ اے پاس کرکے ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء میں پاکستان آئے مقامی محکمۂ فوج میں اسسٹنٹ ہیں ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۱ء میں والد کے ہمراہ زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد شفیعہ بانو دختر کرنل سید خادم حسین سے ہوا۔ دو پسر سید عمار حیدر تاریخی نام شجیع رضا ولادت ۱۰ر ربیع الاول ۱۳۸۴ھ ۲۰ر جولائی ۱۹۶۴ء کو ۲ سید امیر حیدر تاریخی نام شعیہ رضا ولادت ۱۳ر رجب ۱۳۸۶ھ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کو اور دو دختر ۱ شعیق الزہرا ۲ سجادی بانو موجود ہیں۔ فیڈرل بی ایریا کراچی میں مکان بنا کر بہ آرام ساکن ہیں (۳۹) **سید ہلال عباس** ابن سید ابو محمد زائر تاریخی نام قنبر رضا ولادت ۳۰ر شعبان ۱۳۵۳ھ ۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء انٹر تک تعلیم یافتہ آپ ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳ء میں پاکستان آکر بھائی کے پاس مقیم ہیں۔ آپ کا عقد زہرا بانو زائرہ دختر سید رفاد حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید صادق حسین تاریخی نام فائز اصغر ولادت ۲ر رمضان ۱۳۸۰ھ ۱۸ر فروری ۱۹۶۱ء مقیم زید پور اور ایک دختر زینب فاطمہ عرف شہزادی مقیم زید پور تولد ہوئیں (۳۹) **سید بدر العباس** ابن سید ابو محمد زائر تاریخی نام سید اصغر ولادت ۱۱ر محرم ۱۳۶۵ھ ۱۶ر دسمبر ۱۹۴۵ء آپ ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء میں پاکستان آئے۔ بھائی کے پاس مقیم ہیں (۳۷) **سید احماد حسین** زائر ابن سید عباد حسین ولادت ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء نیک نفس خاندان میں پہلے زائر آپ کا عقد تطہیر فاطمہ دختر نذیر حسین سے ہوا۔ ایک پسر سید سجاد احمد اور دو دختر ۱ کاظمۃ الزہرا ۲ نابغۃ الزہرا تولد ہوئیں ۲ر شوال ۱۳۳۹ھ ۹ر جون ۱۹۲۱ء کو فوت ہوئے۔ (۳۸) **حاجی سید سجاد احمد** زائر ابن سید احماد حسین زائر تاریخی نام الاصغر ولادت ۲۶ر ربیع الاول ۱۳۲۲ھ ۱۰ر جون ۱۹۰۴ء ایک دفعہ حج اور تین دفعہ زیارات مدینہ و شام عراق و ایران سے مشرف ہوئے۔ شاعر ہیں سجاد تخلص ہے۔ آپ کا عقد کنیزۃ الزہرا دختر سید علی ظہیر سے ہوا۔ کوئی اولاد نہیں ہے۔ عارضی قیام لکھنؤ مستقلاً مقیم زید پور ہیں۔

(۴۳) **میر علی عطا** کریم الطرف ابن سید نوازش علی آپ موضع ٹیرہ کے گذارہ دار تھے ان کی اولاد زید پور میں ساکن ہے ان کے بیٹے میر رحم علی نے خام امام باڑہ بنایا۔ پوتے سید امداد حسین نے پختہ کرایا۔

(۴۴) **میر علی اکبر** کریم الطرف ابن سید نوازش علی بڑے صاحب وجاہت تھے۔ سید خادم حسین تعلقدار کی نابالغی کے زمانے میں منتظم ریاست رہے۔ نواب پور اور کونڈری کے گذارہ دار تھے۔ ناظم پرگنات رہے ان کی اولاد میں میر عاشق حسین و میر عاتق حسین۔ حاجی میر عطا حسین میر فرزند حسن میر فرخ حسین حیدرآباد دکن میں عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے ان کی تمام اولاد حیدرآباد دکن میں ہے۔ میر فرزند حسن نے امام باڑہ و مسجد تعمیر کرایا بعد وفات اسی امام باڑے میں دفن ہوئے۔

شجرات طیبات ۱۵۲

شجرات طیبات ۱۵۲

شجرات طیبات ۱۵۸

بڑا گھر۔ زید پور

(نوٹ) حسب فرمائش سید سردار مہدی الرضوی؛ سید وارث حسین نمبردار ابن سید عنایت حسین نمبردار من ابنائے سید یعقوب خلف اصغر سید یحییٰ۔ برادر ثانی سید عبدالعزیز ہیں۔ اور ان کا خاندان بڑا گھر کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ بڑی سرکار اور بڑا گھر دونوں خاندان زید پور میں معزز و ممتاز ہیں۔ سید وارث حسین کی شادی مبارک النساء دختر سید سجاد حسین ابن سید خادم حسین تعلقدار زید حرب سے ہوئی ان کے فرزند سید حمید حسین نمبردار ہوئے۔ یہ منصف تھے۔ سب جج کا حکم ہوا چارج بھی نہ لینے پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔ ان کے اعقاب میں نزہت الزہرا منکوحہ سید محمد ہادی بڑی سرکار۔ اور سید فیاض حسین و سید عنایت مہدی ہوئے۔ سید عنایت مہدی کا عقد ریاض فاطمہ زائرہ دختر سید اعتماد حسین سے ہوا۔ سید فیاض حسین کی شادی انجم النساء زائرہ دختر سید مقرب حسین سے ہوئی جن سے دو دختر ہوئیں۔ بڑی دختر عبیدۃ الزہرا زائرہ منکوحہ سید سردار مہدی الرضوی زائر بڑی سرکار۔ چھوٹی دختر رفیعہ بانو منکوحہ کرنل سید خادم حسین بڑی سرکار۔ ان دونوں کی اولاد پاکستان میں موجود ہے۔ سید فیاض حسین کے بیٹے سید محمد حمید زائر کا عقد صباحت الزہرا دختر سید علی ظہیر سے ہوا۔ ان کے پسر سید فیاض احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی سرکاری ملازم ہیں۔ حدیث خوان بطرز قدیم ہیں۔ دستہ حیدری کے رکن ہیں۔ ان کا عقد سید محمد محسن بڑی سرکار کی بڑی دختر ثریا بانو سے ہوا ہے۔ ایک دختر پروین بانو زیر تعلیم ہے۔ ایک بیٹا سید نہال حسین ۷ رشوال ۱۳۷۴ھ ۲۹ مئی ۱۹۵۵ء کو تولد ہوا۔ افتخار محمد تاریخی نام ہے۔ یہ سب زید پور میں مقیم ہیں۔

(۱۹) سید یحییٰ پسر دوئم سید عبدالعزیز ابن سید ابراہیم ابن سید محمود ابن سید زید ابن عبداللہ زر بخش۔ صاحب عز و وقار ذی کمال و ذی اقتدار۔ ذی علم و حکمت شان و شوکت عہد فیروز شاہ تغلق میں سنہ ۷۸۰ھ ۱۳۷۸ء میں ابنائے سید یحییٰ کی چار اصلیاں تھیں (۱) فخر علامہ (۲) داؤد کمال عرف چھیتم (۳) سید صدر الدین کمال (۴) سید بدر شہاب حمزہ بالا۔ ان ہی کی اولاد زید پور میں زیادہ ہے۔ سفیدوں۔ بہادر پور۔ الور نواح دہلی۔ کراری وغیرہ نواح الہ آباد۔ مرشدے پور ضلع پرتاب گڈھ۔ کھیری کسرہ دی پور ضلع بارہ بنکی۔ جنگل میں اکثر مقامات چوناکھالی مقصود آباد، نتول قریب راج محل بڑا گاؤں فیض آباد وغیرہ میں آپ کی اولاد کے اماکن ہیں۔ سید حسام الدین کی اولاد کراری وغیرہ مضافات الہ آباد میں ہے۔ سید داؤد کے سلسلے میں اولاد سید سماء الدین و سید شہاب الدین کے مساکن خاص مثل دو لتسرائے حافظ الدولہ سید مہدی حسن اور مکانات سید شرف الحسن اور مسکن سید امانت حسین سید رحیم حسین وغیرہ اپنے جد امجد کے مکان کا پتہ بتلاتے ہیں اور سید صدر الدین کے سلسلے میں محلسرائے سید مخلص حسین بڑا گھر زید پور میں موجود ہے۔ سید یحییٰ موصوف کے دو فرزند تھے ایک سید تاج الدین شہید دوسرے میراں سید یعقوب۔ سید تاج الدین شہید نے زید پور میں اقامت رکھی سید یعقوب نے موضع کنبوہ ضلع بارہ بنکی میں۔ بعد میں سید یحییٰ بھی کنبوہ میں جا رہے۔ وہیں رحلت فرمائی وہیں مزار ہے۔ (۲۰) سید تاج الدین شہید خلف اکبر سید یحییٰ۔ ملازم دربار محمد تغلق بادشاہ دہلی۔ ناظم کھیری۔ واپسی پر بادشاہ نے بیالیس گاؤں جاگیر میں دیئے زید پور میں بیالیسی یہ ہی مشہور ہے۔ زید پور واپس آکر انتظام جاگیر میں مصروف رہے ایک موضع تاجپورہ آباد کرکے صدر مقام اسی کو بنایا۔ مگر ہر جمعہ کو نماز پڑھانے زید پور آتے تھے۔ ایک بدذات پٹھان اچھی خاں نے تلوار کا وار کیا سر زمین پر آ رہا۔ زید پور قریب مسجد جسم بھی زمین پر آ رہا اور گھوڑا بھی وہیں مر گیا اسی مقام پر مسجد تعمیر ہوئی۔ اب تک موجود ہے۔ تاریخ وفات یہ ہے۔ باکمال شہید راہ حق سنہ ۷۳۷ھ ۱۳۳۶ء ایک فرزند

سید بدر الدین کو عقب چھوڑا۔ (۲۱) **سید بدر الدین** ابن سید تاج الدین شہید۔ والد بزرگوار کے قاتلوں کو جہنم رسید کیا۔ ایک پسر سید کمال الدین عرف جھیتم عقب رہے۔ (۲۲) **سید کمال الدین عرف جھیتم** ابن سید بدر الدین۔ ذی علم۔ ذی وجاہت صاحب عزت و ثروت وزیر فیروز شاہ تغلق آپ نے سادات کے لئے ڈھائی سیر غلہ خام روزانہ مقرر کر دیا تھا تین فرزند عقب رہے ۱ سید حسام الدین ۲ سید داؤد ۳ سید صدر الدین (۲۳) **سید حسام الدین** ابن سید کمال الدین جھیتم۔ اولوالعزم ذی علم ذی عزت ناظم صوبہ متھرا وہاں سے الہ آباد آکر قلعہ کوسم کے زمیندار سرکش کو زیر کر کے قصبہ کراری آباد کیا۔ آپ کی اولاد و احفاد کراری کوسنبہ منجھن پور سرائے عالم چند متصل الہ آباد پر شدے پور ضلع پرتاب گڈھ وغیرہ میں جابجا آباد ہے۔ آپ ۸۰۰ھ ۱۳۴۷ء سے قبل ہی زید پور سے چلے گئے تھے اس لئے تذکرے میں نام نہیں ہے۔ قصبہ کراری و ملحقات کا مکمل شجرہ دستیاب نہیں ہوا۔ ایک شاخ کا جو مختصر حصہ عزیز گرامی قدر سید محمود حسین صاحب اسسٹنٹ انجینئر نقوی کراروی کے والد بزرگوار سید منظور حسین صاحب نے کراری سے بھیجا ہے درج ذیل ہے (۲۳) سید حسام الدین کے تین فرزند ۱ سید احمد ۲ سید نصر اللہ ۳ فخر الدین (۲۴) **سید فخر الدین** کے فرزند سید امام الدین۔ ان کے چار فرزند ۱ سید رکن الدین ۲ سید معین الدین ۳ سید بہاء الدین ۴ سید قطب الدین ہوئے۔ ان سید قطب الدین کے فرزند سید فیروز ہوئے۔ سید فیروز کے دو فرزند ۱ فخر الدین ۲ سید محمد ان کے فرزند سید حیدر ان کے دو فرزند ہوئے ایک سید یوسف دوسرے سید امام الدین سید امام الدین کے چار فرزند ۱ سید فیروز ۲ سید خوندمیر ۳ سید یعقوب ۴ سید بھیکھ۔ سید یعقوب کے چار فرزند ۱ سید یوسف ۲ سید ضیاء الدین ۳ سید ہاشم ۴ سید شاہ محمد۔ سید ہاشم کے چار فرزند ۱ سید عبد الحکیم ۲ سید قاسم ۳ سید داؤد ۴ سید فیض ان سید فیض کے ایک پسر سید فتح اللہ ان کے دو پسر ۱ سید ابراہیم ۲ سید بہبح اللہ۔ ان روح اللہ کے چار فرزند ۱ سید داؤد ۲ سید محمد قاسم ۳ سید محمد قائم ۴ سید فیض سید داؤد کے دو فرزند ۱ سید امجد الزماں ۲ سید مشتاق اللہ سید اسد الزماں کے پانچ فرزند ۱ سید خیرات علی ۲ سید حافظ علی ۳ سید قیام الدین ۴ سید نظام الدین ۵ سید حسام الدین۔ سید خیرات علی کے دو فرزند ۱ سید سلام اللہ ۲ سید ولایت علی۔ ان ولایت علی کے چار فرزند ۱ سید فدا حسین ۲ سید وزیر علی ۳ سید اسد علی۔ ۴ سید عنایت علی۔ سید اسد علی کے دو فرزند ۱ سید قدرت علی ۲ سید فرزند علی۔ سید قدرت علی کے تین فرزند ۱ سید زیارت حسین ۲ سید تصور حسین ۳ سید بشارت حسین ان سید زیارت حسین کے دو فرزند ۱ سید افتخار حسین ۲ سید ذوالفقار حسین دونوں مقیم پاکستان لاہور۔ سید فرزند علی ابن سید اسد علی کے ایک فرزند سید حسن علی۔ ان سید حسن علی کے فرزند سید منظور حسین انسپکٹر مدراس یوپی۔ نے کراری سے شجرہ بھیجا۔ میں ممنون و شکر گزار ہوں۔ سید منظور حسین کے پانچ فرزند ۱ سید سجاد حسین جن کے ایک پسر سید علی اختر ہیں دوسرے سید زین العباد تیسرے سید محمد حسنین جن کے ایک پسر سید منظور حسن موجود ہیں چوتھے سید مسعود حسین پانچویں سید محمود حسین۔ خلیق و شفیق میرے اور میرے خاندان بھر کے خیر خواہ و رفیق نیک کردار صالح الاعمال ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آئے۔ سول انجینئرنگ کے ڈپلومہ یافتہ محکمہ اٹامک انرجی پاکستان میں اسسٹنٹ انجینئر ہیں۔ آپ کے ہنوز چار پسر ۱ سید اختر محمود ۲ سید حیدر محمود ۳ سید نیر محمود ۴ سید جعفر محمود زیر تعلیم ہیں آپ نے ذاتی مکان لیاقت آباد کراچی میں مقیم ہیں (۲۳) **سید داؤد** پسر دوئم سید کمال الدین عرف جھیتم عالم و کامل و خوشحال مرفہ الحال آپ کے چار فرزند تولد ہوئے ۱ سید سماء الدین ۲ سید بدر الدین ۳ سید عبد اللہ ۴ سید احمد۔ خلف اکبر سید سماء الدین کی اولاد میں سید نثار حسین ابن سید مہدی نے کتاب انساب الرضویہ تالیف فرمائی ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱ء میں رحلت فرمائی اور سید بدر الدین کی نسل شریعہ میں سید کمال الدین عرف کملے نے ایک سو برس کی عمر پائی۔ ان ہی کی اولاد میں حافظ الدولہ مولوی سید مہدی حسن ابن حاجی زین علی زردار۔ متکلم کامل۔ فقیہہ و فاضل۔ ارشد تلامذۂ رضوان مآب سلطان العلماء سید محمد صاحب طاب ثراہ

تھے آپ نے صحیفۂ کاملہ کی شرح تحریر فرمائی۔ تین بادشاہوں کے استاد تھے۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ محمد علی شاہ بادشاہ۔ امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ اودھ دربار نصیر الدین حیدر سے خطاب حافظ الدولہ عطا ہوا تھا۔ ایک مدت تک تعلقدار زید پور رہے۔ آپ کی مصنفات بکثرت موجود ہیں۔ نسل شریف زید پور میں ہے۔ (۲۳) سید صدر الدین پسر سوئم سید کمال الدین عرف جھیتم۔ آپ کے فرزند سید مبارک ہوئے۔ (۲۴) سید مبارک ابن سید صدر الدین کے ایک پسر سید فتح اللہ ہوئے (۲۵) سید فتح اللہ ابن سید مبارک کے تین پسر ہوئے ۱۔ سید داؤد ۲۔ سید خان صوفی ۳۔ سید خواند (۲۶) سید داؤد ابن سید فتح اللہ والد کے روبرو فوت ہو گئے۔ ایک پسر سید شاہ باقی رہے ان کی اولاد قصبہ کھیری میں آباد تھی۔ متروکات سید صدر الدین کے وارث سید خان صوفی و سید خواند ہوئے۔ محلہ سید صدر الدین زید پور میں معروف ہے ایک حصے میں مسکن اولاد سید خان صوفی بڑا گھر چھوٹا گھر وغیرہ ہیں اور ایک حصے میں مسکن اولاد سید خواند حویلی جدی مسکونہ سید مخلص حسین اور حویلی سید احمد علی (۲۶) سید خان صوفی ابن سید فتح اللہ کے پانچ پسر تولد ہوئے۔ بطن زوجۂ اول سے چار پسر ۱۔ سید داؤد لاولد ۲۔ سید بہاء الدین لاولد ۳۔ سید شمس الدین لاولد ۴۔ سید خورد۔ اور بطن زوجۂ ثانیہ سے ایک پسر سید ابو الفتح ہوئے (۲۷) سید خورد ابن سید خان صوفی بعد تحصیل علوم ظاہری و باطنی قصبہ کھیری میں سکونت پذیر ہوئے (۲۸) سید محمد ابن سید خورد فقیہہ عصر یگانۂ دہر مصاحب سلطان شہاب الدین شاہ جہاں بادشاہ دہلی حج کر کے کھیری میں انتقال کیا ایک پسر سید محمد ماہ عقب ہے (۲۹) سید محمد ماہ کے دو پسر ۱۔ سید علی اصغر استاد بادشاہ وقت چارسو موضع باورچی خانے کے لئے متعین تھے۔ (۲۷) سید ابو الفتح ابن سید خان صوفی کی اولاد زید پور میں ہے۔ اسی نسل شریف میں مولوی سید رحم علی اور اسی سلسلہ میں مولوی سید علی ضامن ابن سید نذیر علی بیش بہا نہ خطیب و ادیب عربی فارسی کے عالم سکونت زیادہ تر اودے پور میں رہی بعد میں زید پور آ گئے۔ صاحب شجرات طیبات کو شجرہ زید پور دکھاں مؤلکھایا ۱۲۶۸ھ سنہ ۱۸۵۱ء میں تولد ہوئے تھے ۱۳۳۳ھ سنہ ۱۹۱۴ء میں زید پور میں فوت ہوئے۔

شجرہ نسب سادات تقوی (بہادر پور)

(۲۷) سید شمس الدین ابن سید خان صوفی کتاب شجرات طیبات مؤلفۂ ظہور الحسین فروغ سیتاپوری کے صفحہ ۲۴۷ پر ان کو لاولد تحریر کیا ہے۔ مگر سادات تقوی بہادر پور متصل الور آپ ہی کی نسل شریف میں ہیں۔ برادرم سید محمد صالح ابن سید محسن علی صاحب تقوی بہادر پوری حال مقیم ٹنڈو ٹھورو متصل حیدر آباد سندھ نے از راہ کرم و عنایت اس حقیر صغیر کو تحقیق و تفتیش شجرہ نسب کے سلسلے میں مدعو فرما کر عزت افزائی کی اور تمام خاندان نے اس حقیر صغیر کی خاطر و مدارات کر کے ممنون احسان کیا۔ وہاں سید شرافت حسین سررشتہ دار و سید حامد حسین تحصیلدار سلمہٗ نے کتب معتبرۂ زید پور اور کتاب شجرات طیبات و شجرات سادات کراری سے اپنے مرتبہ ناموں کو ملایا تو سید شمس الدین تک نام صحیح مل گئے مگر ان صاحبان کا فرمانا یہ ہے کہ سید شمس الدین زید پور سے بلول چلے گئے تھے اور ان کی اولاد وہاں سے بہادر پور پہنچی۔ اور یہ دعویٰ درجۂ یقین تک اس لئے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے پاس ورثۂ سید خان صوفی سے فرمان شاہی موجود ہیں۔ نیز اسی کتاب شجرات طیبات کے صفحہ ۲۰۷ پر سید حسن ابن سید گوہر کی دختر مسماۃ بتین کی شادی بلول میں ہونا لکھی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ کتب انساب کراری میں تو دیگر حضرات کا بھی بہادر پور دتا جی میں آنا درج ہے۔ نیز سید مظفر علی خاں سہ ہزاری منصبدار و سید غضنفر علی خاں و سید حیدر علی خاں و سید ہزبر علی خاں و سید کمال و سید جمال کہ منصب میر شکاری بنجہزاری کا رکھتے تھے (اور پہاڑی سید جمال شاہ مقام مشہور رہے) کا آنا درج ہے۔ الغرض سید شمس الدین کا شجرہ نسب کتب معتبرہ سے اور بعد کے نام سید محمد باقر ابن سید مشتاق حسین ساکن حال میر محمدی ڈیرہ کے نسب نامۂ انجمن تقویہ سے درج ذیل ہیں۔

سید البشر خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم = (۱) امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام زوج البتول عذرا سیدۃ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) حضرت امام حسین علیہ السلام (۳) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (۶) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (۷) حضرت امام علی رضا علیہ السلام (۸) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (۹) جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمہ (۱۰) ابو المکارم سید احمد (۱۱) سید محمد اعرج (۱۲) سید احمد نقیب القم (۱۳) سید یعقوب (۱۴) سید عبداللہ نور بخش (۱۵) سید زید شہسوار (۱۶) سید محمود (۱۷) سید ابراہیم (۱۸) سید عبدالعزیز (۱۹) سید یحییٰ (۲۰) سید تاج الدین شہید (۲۱) سید بدر الدین (۲۲) سید کمال الدین عرف جھیلم (۲۳) سید صدر الدین (۲۴) سید مبارک (۲۵) سید فتح اللہ (۲۶) سید خان صوفی (۲۷) سید شمس الدین (۲۸) سید حسام الدین (۲۹) سید اسحٰق (۳۰) سید اسمٰعیل (۳۱) سید داؤد (۳۲) سید عنبر علی (۳۳) سید بہار الدین (۳۴) دیوان سید نصر اللہ (۳۵) دیوان سید مبارز علی شہید (۳۶) سید محمد عرف سید بڑے (۳۷) دیوان سید گلزار علی (۳۸) دیوان سید عماد الدین (۳۹) ۱ سید کمال ۲ سید بازید ۳ سید حسن ۴ سید نظام جملہ سادات بہادر پور ان چاروں بھائیوں کی اولاد ہیں۔

---

(۲۰) سید یعقوب خلف اصغر سید یحییٰ۔ موضع کسروہ میں جا رہے۔ ان کے پسر سید علاء الدین ہوئے (۲۱) سید علاء الدین سید یعقوب ان کے پسر سید عبدالاول فقیہہ و محدث تھے موضع کسروہ میں رہے دوسرے فرزند سید فخر الدین واپس آکر زید پور میں رہے۔ تذکرۂ ۸۰۰ھ/۱۳۹۷ء میں فخر علماً کے نام سے موسوم ہیں۔ وسیع الجاہ صاحب دولت و حشمت تھے۔ ان کی نسل میں سید بڑے عالی حوصلہ والا مرتبت محلہ بڑا پورہ بڑا باغ بڑا حوض ان کے نام سے موسوم ہیں ان ہی کی نسل میں سید فتن ۹۶۳ھ/۱۵۵۵ء میں قتل ہوئے۔ ان کے بیٹے سید محمود نے والد کے قاتل کو قتل کیا۔ اور تمام نسل سید یحییٰ سید تاج الدین شہید و سید کمال الدین جھیلم کے تمام اختیارات کے مختار ہوئے۔ ڈھائی سیر غلہ ۔ ۔ زادہ سادات کا مقرر کیا۔ ان کے پوتے سید احمد نے کتاب انساب الزیدیہ تحریر فرمائی اسی سلسلے میں سید عابد حسین بیرسٹر و سید آغا حسن بیرسٹر ۔ ۔ ۔ ۔ سید کاظم حسین ابن سید محمد حنیف شجاع و دلیر تھے۔ جو قتل سید غلام مہدی میں مواخذہ دار ہیں۔ سید یعقوب کی اولاد امجاد میں حاجی مولوی سید محمد عالم جید علامۂ وقت مفتی خیر آباد ہوئے۔ ان کے فرزند حکیم سید بندہ احمد ماہر طبیب ہوئے۔ ان کے فرزند حاجی محمد عسکری تعلقدار گوٹھیا د زید پور تین دفعہ زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ نے سادات امروہہ سے رشتہ استوار کیا۔ اپنی دختر افتخار فاطمہ کا عقد مولانا سید محمد ذکی صاحب مجتہد ابن مولانا سید محمد صاحب مجتہد ابن آقائی مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہ دانشمند تقوی امروہوی سے کیا۔ آپ نے ترتیب کتاب شجرات طیبات میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ کے فرزند سید حیدر عباس تقسیم ملک کے بعد پاکستانی فوج میں بریگیڈیر ہیں۔ سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔ دو فرزند ہیں ایک لفٹیننٹ کرنل دوسرا زیر تعلیم ہے۔ سید یعقوب ہی کی نسل میں سید اعتقاد حسین ابن سید اتحاد حسین ہیں۔ جن کے فرزند سید محمد شاد وکیل ہوئے اور ان کے دو فرزند ایک سید محمد احقاد ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں محکمۂ ٹیلیفون میں معزز عہدہ دار ہیں۔ دوسرے سید محسن امام ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر محکمۂ ترقیات کراچی کے ڈی اے میں ایڈمنسٹریٹو افسر ہیں۔ ان کے بنی اعمام میں سید حسن امام ابن سید محمد کاظم بھی ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں پاکستان آگئے ہیں۔ خاندانِ سید یعقوب میں کئی افراد نامی گرامی عالم و فقیہہ۔ حکما۔ امراء۔ تعلقدار صاحب اقتدار ہوئے۔ ان سید یحییٰ کی نسل شریف فخر پور، بہرائچ۔ اجمیر، بہادر پور، حیدرآباد دکن کربلائے معلےٰ اقطاع عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اسی نسل سید یعقوب میں بڑا گھر ہے۔ کہ جس میں سید وارث حسین ابن سید عنایت حسین سید حمید حسین منصف و سید فیاض حسین و سید محمد حمید و سید فیاض احمد و سید نہال حسین وغیرہ ہیں۔ کہ ان کی رسم مناکحت خاندان بڑی سرکار سید خادم حسین تعلقدار سے جاری و ساری ہے (۱۹) سید احمد پسر سوئم سید عبدالعزیز آپ کی اولاد پورب طرف کے نام سے موسوم ہے

سنہ ۷۰۰ھ سنہ ۱۳۰۰ء میں ابنائے سید احمد سے دو اسامی تھیں۔ سید ظہیر الدین ابن سید قطب الدین اور سید خیر الدین ابن سید قطب الدین
آپ کے اخلاف میں سید حسین بڑے پہلوان تھے۔ ان کے پسر سید وجیہہ الدین علم و فضل میں علامۂ دہر تھے۔ سید جلال الدین غالب شاعر تھے نیز
سید وے و سید باقی کے ایک پسر دکن جا رہے۔ سید ضیاء الدین ابن سید احمد موضع پھلدری میں جا رہے۔ آپ کی اولاد میں حاجی سید محمد علی
زائر ابن سید درویش علی شاعر تاریخ گو حیدرآباد دکن سے متوسل رہے کئی بار کے حاجی و زائر۔ عراق میں سند العلما مولانا سید یوسف حسین مجتہد
دانشمند تقوی امروہوی سے مراسم تھے۔ یہ یوسف الملت بعد تکمیل تعلیم جب عراق سے ۱۳۳۲ھ سنہ ۱۹۱۴ء میں امروہہ آئے تو آپ مبارکباد
کے لئے امروہہ آئے ایک ماہ مقیم رہ کر کتاب زیدیہ مولفہ مولوی سید اکبر حسین عبرت دانشمند کی نقل مع اضافہ جدید کر کے ۲۸ شعبان ۱۳۳۲ھ
۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء زید پور تشریف لے گئے اور اس کتاب کو سید ظہور الحسین صاحب فروغ سیتاپوری نے جناب مولوی سید بدر الحسن صاحب
تقوی تحصیلدار بھنڈیہ ابن مولوی سید اکبر حسین عبرت سے نظر ثانی کرا کر اپنی کتاب شجرات طیبات میں سادات تقوی دانشمند کا حال تحریر فرمایا۔ نیز
اسی نسل میں سید امداد حسن ابن سید اولاد حسن حکیم حاذق پرہیزگار عبادت گذار تھے ابنائے سید ظہیر الدین سے سید اسمٰعیل سرائے اسمٰعیل میں بعض
موضع بھان مئو میں بعض موٹھری پرگنہ امیٹھی میں اور اکثر اولاد بہ طریق سیر و سیاحت و بہ تلاش معاش ملک و بیرون ملک چلے گئے (۱۹) سید
محمود پسر چہارم سید عبدالعزیز سنہ ۶۷۸ھ سنہ ۱۲۷۹ء میں چار اسامی تھیں ۱۔ سید عین الدین ابن سید تاج الدین ۲۔ سید بہاء الدین ابن
سید شمس الدین ۳۔ سید نصیر الدین ابن سید شمس الدین ۴۔ سید کمال الدین ابن سید سیف الدین۔ ابنائے سید محمود دکن طرف یا محمود طرف
کے نام سے موسوم ہیں۔ ابنائے سید محمود سے سید طاہر و ابن سید عبدالباقی مشاہیر دیار سے تھے۔ تحصیل و تکمیل علم دہلی میں کی۔ شاہزادہ فیروز شاہ
کے استاد تھے۔ جاہ و حشم دنیاوی تمام و کمال حاصل تھا اپنے عہد میں ایک گڑھی پختہ زید پور میں بنوائی۔ لاولد رہے۔ قبر اور بنگلے
کا چبوترہ اب تک مشہور ہے۔ زید پور میں بجز اولاد دختری کوئی نہیں۔ ابنائے سید محمود میں سید محمد باقر صاحب ایم اے بی ٹی ایچ
علیگ پرنسپل گورنمنٹ کالج بھاولنگر ابن حاجی مولوی سید آفتاب حسین پیش نماز نے سادات تقوی باسٹہ کا ایک شجرہ نسب بھیجا
ہے جو سید نجم الدین تک ہے۔ اس شجرے کو مولوی سید ولایت علی ابن مولوی سید ابن حسن تقوی باسٹوی نے بہ طریق ذیل مرتب کر کے
دیا ہے اور لکھا ہے کہ سید نجم الدین کے اجداد زید پور میں آباد تھے۔ کہ سید نجم الدین نے اس وقت کے صوبہ دار کے دادا کو زید پور میں
قتل کر دیا تھا۔ تب دہلی میں نظر بند کر دیئے گئے تھے۔ ان کے اجداد کو سولہ موضع کھادر میں بطور جاگیر ملے تھے کہ بہ سبب قتل مذکور ضبط
کر لئے گئے۔ ان سید نجم الدین کی قبر ملک سکتل پوری میں سنگ خارا کی بنی ہوئی موجود ہے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے ۱۔ سید موسیٰ ۲۔
سید عیسیٰ۔ یہاں تک کہ سید عیسیٰ کی نسل میں سید مبارک بعہد عالمگیر بادشاہ دہلی فوج میں ملازم ہو کر رسالدار ہوئے۔ سید مبارک
باسٹہ میں اندازاً سنہ ۱۱۴۰ھ سنہ ۱۷۲۷ء میں آ کر آباد ہوئے۔ موضع خلو پورہ۔ حالی پورہ میں جائیداد فراہم کی۔ تین باغ نیز چاہ پختہ بازار
باسٹہ میں بنوایا۔ ان سب کی تاریخ "غم عام" سے اعداد سنہ ۱۱۵۱ھ سنہ ۱۷۳۸ء برآمد ہوتے ہیں۔ سید مبارک کے دو فرزند ۱۔ سید اشرف
۲۔ میراں نور علی ہوئے۔ سید اشرف کا انتقال والد بزرگوار سید مبارک کی زندگی میں ہوا۔ ایک پسر تولد ہوا تھا جن کا نام مولوی محمد علی
ہوا۔ دادا نے حصہ دار کیا۔ عالم دین تھے۔ مولوی مشہور ہوئے۔ مولوی محمد علی کے تین فرزند ۱۔ سید ولایت علی ۲۔ سید احمد علی ۳۔
سید بہادر علی لاولد۔ باقی رہے۔ ولایت علی کی ولادت سنہ ۱۱۸۰ھ سنہ ۱۷۶۶ء میں اور وفات سنہ ۱۲۷۳ھ سنہ ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ سید ولایت علی
کے فرزند سید فرزند علی ہوئے۔ ان کی ولادت سنہ ۱۲۰۸ھ سنہ ۱۷۹۳ء میں اور وفات سنہ ۱۲۷۴ھ سنہ ۱۸۵۷ء میں ہوئی۔ ان سید فرزند علی
کے چھ فرزند ہوئے تھے ۱۔ سید حسین علی ۲۔ سید محمد حسین ۳۔ سید غلام مہدی ۴۔ سید اشفاق رسول ۵۔ سید مقصود حسین ۶۔
سید ظہور حسین۔ مندرجہ بالا کیفیت سید محمد باقر پرنسپل ابن حاجی مولوی سید آفتاب حسین نے لکھی۔ بعد ازاں مولوی سید ولایت علی

ابن مولوی سید ابن حسن تقوی باسٹوی مقیم کراچی نے اپنا شجرہ نسب بہ طریق ذیل مرتب کر کے دیا۔ جو درج ذیل ہے۔ اور سید ولایت علی ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ (شجرہ نسب سادات تقوی باسٹہ)

سید مبارک رسالدار ابن سید عبدالمجید ابن سید اسحق ابن سید شاہ بڑے ابن حافظ سید موسیٰ ابن سید نجم الدین وارد ملک سکتل ابن سید شمعن ابن سید جلال ابن سید بہاء الدین ابن سید شاہ بڑے ابن سید ابراہیم ابن سید محمود ابن سید عبدالعزیز ابن سید ابراہیم ابن سید محمود ابن سید نذید شہسوار ابن سید عبداللہ زر بخش واللہ اعلم بالصواب

---

(۱۹) سید ابراہیم پسر پنجم سید عبدالعزیز۔ ۷۷۸ھ ۱۳۷۶ء میں عہد فیروز شاہ تغلق میں ابنائے سید ابراہیم سے چار اسامی زید پور میں موجود تھیں ۱۔ سید تاج قطب ۲۔ سید عین الدین مغیث ۳۔ سید شہاب الدین ۴۔ سید حسن۔ آپ کی اولاد زید پور سے جاکر چندوارہ ضلع بارہ بنکی میں متوطن ہوئے اور بعض موضع چندوارہ سے رسول پور پرگنہ کرسی میں آباد ہوئے۔ نیز موضع جگور قصبہ دیوی۔ کسروہ ضلع بارہ بنکی۔ سدہور۔ موضع موکھری پرگنہ امیٹھی میں جا رہے۔ سید مرتضیٰ موضع چندوارہ سے بنگالہ چلے گئے۔ سید اسحاق اور سید صدر جہان و سید جلاق ملک دکن چلے گئے۔ سید صدر جہان کے چار فرزند تھے ۱۔ سید شریف محمد ۲۔ عبدالرسول ۳۔ سید عبدالنبی ۴۔ سید خیر اللہ۔ ان کی اولاد بہادر پور الور نواح دہلی میں بتلائی جاتی ہے۔ اور سید محمود ابن سید نصراللہ کی اولاد میں سید جلال و سید جمال بھی بہادر پور پہنچے۔ بہادر پور میں ایک پہاڑی سید جمال شاہ کے نام سے موسوم و مشہور و معروف ہے۔ جن کی اولاد پنجہزاری میر شکاری تھے۔ دیگر مقامات پر بھی ان کی اولاد ہے (۱۹) **سید سلیمان خلف اکبر سید عثمان** ۷۷۸ھ ۱۳۷۶ء عہد فیروز شاہ تغلق میں ابنائے سید سلیمان ابن سید عثمان سے زید پور میں چھ اسامیاں موجود تھیں ۱۔ منہاج بہا ۲۔ کمال رکن ۳۔ نذر زین ۴۔ منور مغیث ۵۔ سید محمود ۶۔ سید حسن شریف۔ ابنائے سید سلیمان دو طرف کے نام سے معروف ہیں۔ ایک ابنائے سید منہاج الدین ابن سید سراج الدین منہاج طرف دوسرے ابنائے سید احمد ابن میران سید عالم میران طرف۔ سید سلیمان ابن سید عثمان کے دو پسر ہوئے۔ ایک سید بہاء الدین دوسرے سید جلال الدین۔ سید بہاء الدین خلف اکبر سید سلیمان کے تین پسر ہوئے ۱۔ سید سراج الدین وارد بھان متو ۲۔ سید رکن الدین ساکن زید پور ۳۔ سید ظہور الدین ساکن بھان متو۔ سید رکن الدین کے فرزند سید کمال الدین ان کے پسر سید شمس الدین ان کے پسر سید حمید الدین ان کے پسر امام الدین ان کے فرزند سید محمد باقر ان کے فرزند سید محمد جعفر ان کے فرزند سید جلال الدین ہوئے۔ سید جلال الدین کے فرزند سید حسین الدین اور ان کے فرزند (۳۰) قاضی سید اوحد کہ علوم درسی سے فراغت حاصل کر کے ولیعہد تخت دہلی جہانگیر کے ہم نشین ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو منصب قضا پرگنہ خیرآباد مع بائیس محال سرکار شاہی سے عطا ہوئے اور دو روپیہ فی محال بابت خلعت عیدین سالانہ اور دو موضع تعلق منصب قضا اور دس موضع بنا بر مصارف مدرسہ عطا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ایک موضع بنام قضیا پورہ متصل کھیری آباد کیا ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء میں جہانگیر نے بعد تخت نشینی گیارہ موضع نذر جناب رسول خدا مزید عطا کئے۔ قاضی سید اوحد کے تین فرزند تھے ایک سید شاہ کہ خطاب خانی و قصبہ کرانہ و جھنجانہ میں اراضی جاگیر و نقدی جہانگیر بادشاہ دہلی نے عطا کئے۔ آپ کے دو پسر تھے ایک قصبہ کرانہ میں رہے دوسرے سادات قصبہ سفیدوں نواح دہلی کے پاس چلے گئے کہ وہ سب اولاد سید نذید ثانی تھے۔ ان کی اولاد سفیدوں میں رہی (۳۱) دوسرے قاضی سید محمد افضل تیسرے

قاضی سید محمد اشرف۔ ابن قاضی سید اوحد نے اپنی حیات میں منصب قضا قصبۂ کھیری اور گیارہ محال شمال بنام قاضی سید محمد افضل اور منصب قضا مضافات خیرآباد اور گیارہ محال جنوبی بنام قاضی سید محمد اشرف سپرد کر دیئے تھے (۳۱) قاضی سید محمد افضل ابن قاضی سید اوحد موضع قضیاپورہ سے جاکر قصبۂ کھیری میں جا رہے۔ ان کی اولاد قصبہ کھیری و مواضع متصل کھیری میں آباد ہوئی مگر اب سوائے قاضی سید محمد تقی کھیروی کسی کا کچھ پتہ نہیں (۳۱) قاضی سید محمد اشرف ابن قاضی سید اوحد موضع قضیاپورہ قصبہ کھیری سے تشریف لاکر محلہ قضیارہ سیتاپور میں سکونت پذیر ہوئے۔ عالم دین تھے۔ سیتاپور میں رحلت فرمائی۔ قبر بھی سیتاپور میں ہے آپ کے ایک فرزند سید محمد طاہر عقب رہے (۳۲) قاضی محمد طاہر ابن قاضی سید محمد اشرف ان کے چار فرزند ہوئے ۱ سید ابو محمد عرف آتن ۲ سید آل محمد چاند ۳ سید خان محمد ۴ سید نظام (۳۳) قاضی سید آل محمد عرف چاند بعد والد بزرگوار قاضی ہوئے۔ آپ کے اعقاب میں تین پسر باقی رہے ۱ قاضی سید عبدالرحیم۔ آپ کی اولاد و احفاد کرت پور ضلع بجنور میں موجود ہے (شجرات طیبات صفحہ ۶۲۷، ۶۱۷) ۲ قاضی سید فتح اللہ ۳ قاضی سید عبدالدائم۔ (۳۴) قاضی سید عبدالدائم کے چار فرزند ہوئے ۱ سید عبدالاول ۲ سید عبدالمعلی ۳ قاضی سید عبدالمتعالی ۴ سید عبدالبدیع (۳۵) قاضی سید عبدالمتعالی والد کے بعد قاضی مقرر ہوئے۔ آپ نے اسی سال کی عمر پائی۔ آپ نے دربار شاہ دہلی سے سند قضا اپنے پوتے قاضی سید ضیاء اللہ کے نام منتقل کرائی۔ ۲۹ محرم ۱۱۰۰ھ ۳ نومبر ۱۶۸۸ء کو سیتاپور میں فوت ہوئے۔ آپ کے چھ فرزند ہوئے ۱ سید محمد ہاشم لاولد ۲ سید عبداللطیف لاولد ۳ قاضی سید عبداللہ ۴ مولوی سید اسد اللہ ۵ سید سعد اللہ عرف سید میر ۶ سید حفیظ اللہ (۳۶) قاضی سید اسد اللہ کے پسر سید محمد رحیم ان کے پسر سید محمد حسن ان کے پسر سید امتیاز علی ان کے فرزند سید مظفر حسین وکیل جنکے ایما۔ منشا۔ تحریک تحریص اور اخراجات سے کتاب شجرات طیبات مرتب و شائع ہوئی اور (۳۶) قاضی سید عبداللہ ابن قاضی سید عبدالمتعالی عالم متبحر صاحب تصانیف خیرآباد کے قاضی تھے۔ جاگیر معافی مقرر تھی۔ آپ کے تین پسر ۱ قاضی سید ضیاء اللہ ۲ سید محمد حافظ ۳ سید محمد کریم ہوئے (۳۷) قاضی ضیاء اللہ کے آٹھ فرزند تھے ۱ مولوی سید محمد صادق ۲ سید محمد عظیم ۳ قاضی سید محمد تقی ۴ سید محمد رفیع ۵ سید محمد محسن ۶ سید محمد وجیہ ۷ سید محمد نقی ۸ سید محمد یوسف (۳۸) قاضی سید محمد تقی ابن قاضی سید ضیاء اللہ۔ مولف کتاب عواقب عبدالہی عرف زیدیہ آپ سیاح تھے۔ زیدپور۔ فیض آباد۔ کوڑہ جہان آباد۔ اجمیر۔ آرکاٹ۔ دکن۔ بنگال وغیرہ جاکر خاندان کے حالات معلوم کرکے لکھتے رہے۔ آپ کے چھ فرزند ہوئے ۱ قاضی سید عبدالعلی ۲ سید کاظم علی ۳ سید محمد علی ۴ سید احمد علی ۵ سید ظفر علی ۶ قاضی سید بشارت علی (۳۹) قاضی سید محمد علی ابن قاضی سید محمد تقی ان کی زوجہ منکوحہ سے سید رونق علی اور مملوکہ سے عیدی تولد ہوئے (۴۰) قاضی سید رونق علی بعد غدر ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء سیتاپور میں سب رجسٹرار تھے۔ تین پسر تولد ہوئے ۱ قاضی سید محمد ۲ قاضی سید محمد سعید ۳ قاضی سید محمد عسکری۔ قاضی سید محمد سعید نے عنایت فرماکر کتاب عواقب عبدالہی اور دیگر کاغذات انساب شجرات وغیرہ مولف کتاب شجرات طیبات کو دیکر کتاب مکمل کرائی (۲۰) سید جلال الدین خلف اصغر سید سلیمان ابن سید عثمان۔ آپ نے قوم بھر کو نابود کرکے موضع بھان مئو اپنے بھائی سید بہاء الدین کے نام پر آباد کیا۔ ان کے فرزند سید شمس الدین ان کے فرزند سید معز الدین ان کے پسر سید مغیث ان کے فرزند سید منور ان کے فرزند (۲۵) قطب العالم بڑی میران سید محمد عالم آپ کا عقد دختر سید ضیاء الدین عرف سید جیا بن سید سیف الدین ثانی بڑی سرکار داؤد بندر طرف سے ہوا تھا۔ یہ خارق کامل تھے آپ کے دو فرزند ہوئے ۱ سید احمد ساکن بدیپورہ ۲ سید محمد ساکن ہرگام پرگنہ خیرآباد۔ (۲۶) سید محمد ابن بڑے میران سید عالم آپ برہانا پور ہرگام میں مقیم رہے۔ آپ کی اولاد برہانا پور۔ ہرگام۔ موضع راہی

لاہرپور۔ تال گاؤں۔ سیتاپور وغیرہ میں آباد ہے بعد میں سیتاپور آکر مقیم ہوگئے۔ سید محمد کے پسر سید خان محمد ان کے پسر سید مبارک ان کے پسر سید عبدالقادر ان کے پسر سید نوح ان کے پسر سید محمد فاضل ان کے پسر سید احمد ان کے پسر سید عبدالوالی ان کے پسر سید فخرالدین ان کے پسر سید اعظم علی ان کے پسر سید باقر علی ان کے پسر (۳۷) سید طاہر علی ابن سید باقر علی عہد محمد علی شاہ بادشاہ اودھ میں لکھنؤ گئے۔ بعدش ریاست محمود آباد میں امیرالدولہ سعید الملک آنریبل سر راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے اتالیق مقرر ہوئے۔ ۳ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ ۹ مارچ ۱۸۶۷ء کو راجہ عباد علی خان بہادر تعلقدار بہرہ کے پاس چلے گئے۔ ایک دفعہ ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء میں دوسری دفعہ ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں راجہ صاحب کے ہمراہ زیارات سے مشرف ہوئے۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء کو محمود آباد میں رحلت فرمائی۔ دو پسر ایک سید محمد افضل فارغ دوسرے سید ظہورالحسین فروغ مولف شجرات طیبات عقب رہے (۳۸) سید ظہورالحسین فروغ ابن سید طاہر علی ولادت ۱۱ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ ۱۲ دسمبر ۱۸۵۳ء آپ محمود آباد میں مقیم رہے۔ ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے دوران قیام محمود آباد کتاب شجرات طیبات مرتب فرمائی۔ یہ کتاب ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی۔ آپ نے یہ کتاب مرتب فرماکر بڑا کارنامہ انجام دیا۔ اگرچہ خاندان سید زید میں بہت سے افراد نے خواہ وہ زیدپور کے ہوں یا سیتاپور، امروہہ، کواری، بہادرپور۔ باسٹے وغیرہ وغیرہ کے اپنے اپنے خاندان کے حالات میں کتابیں لکھیں اور طبع ہوئیں یا نہ ہوئیں مگر ایسی جامع کتاب کسی نے نہیں لکھی اور آج تمام خاندان سید زید میں صرف یہی وہ کتاب ہے جس سے ہر جگہ کے نسب نامے منسلک ہوسکتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے اور مغفرت فرمائے۔

الغرض سید سلیمان فرزند اکبر سید عثمان کی اولاد زیدپور، کھیری۔ ماجن پور۔ بسودھی۔ کرانہ۔ جھنجانہ۔ سہارنپور۔ میوات۔ بہادرپور، الور۔ متصل پہاڑی سید جمال سفیدون نواح دہلی۔ دکن۔ بیجاپور۔ بنگالہ و دیگر صوبہ جات ہند میں موجود ہے۔ تقسیم برصغیر کے بعد بہت سے افراد پاکستان آکر جابجا آباد ہوگئے ہیں۔ سید قیام الدین و سید امام الدین ابنائے سید علاؤالدین بیجاپور پہنچے۔ سید فتح اللہ و سید عالم ملک بنگالہ چلے گئے۔ کچھ شہر دربھنگہ عظیم آباد گئے۔ سید شعیب ابنائے سید سلیمان سے سوسوائی۔ پرگنہ سدہور میں رہے۔ ان کی بعض اولاد کرت پور ضلع بجنور میں ہیں۔ بنگال کے مشہور شہر ضلع پنڈوا کی درگاہ کے سجادہ نشین سید دلی انہی کی اولاد میں ہیں۔ الغرض آپ کے اعقاب میں سید تقی حسن فراغ باقی تھے اب نہ جانے کہاں ہیں۔ خوش رہیں۔

(۱۹) **سید یوسف خلف اصغر سید عثمان** ابن سید ابراہیم ابن سید محمود ابن سید زید ابن سید عبداللہ زربخش تذکرہ سنہ ۶۷۸ھ سنہ ۱۲۷۸ء میں ابنائے سید یوسف سے زیدپور میں درج ذیل اسامی تھیں۔

۱۔ سید خیرالدین ابن سید عین الدین ۲۔ سید نظام الدین ابن سید عین الدین ۳۔ سید فخرالدین ابن سید شریف الدین ۴۔ سید ماہرو ابن سید زین الدین ۵۔ سید فضل اللہ ابن سید زین الدین ۶۔ سید کمال الدین ابن سید شہاب الدین ۷۔ سید عمر ابن سید شریف الدین۔ تذکرہ سنہ ۶۷۸ھ سنہ ۱۲۷۸ء پر سید نظام الدین ابن سید عین الدین کے دستخط ہیں۔ کتاب مراۃ الاسرار زیدیہ سید احمد زیدپوری میں لکھا ہے کہ یہ عابد زاہد یگانۂ عصر تھے۔ یہ دو بھائی تھے ایک سید نظام الدین جن کا لقب تاج جہان تھا۔ دوسرے قطب الدین جن کا لقب سلطان حافظان تھا۔ سید نظام الدین چھوٹے میراں کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کا مزار زیدپور کی جامع مسجد قدیم کے صحن میں ہے وہاں چار قبریں ہیں ایک قبر بلند و بالا سید نظام الدین کی ہے۔ دوسری قبر مسماۃ راج گشائین ان کی زوجہ کی تیسری قبر سید قطب الدین سلطان حافظان کی چوتھی قبر ان کے فرزند سید شمس الدین کی ہے۔

سید نظام الدین کے پسر شمس الدین ان کے پسر سید زین العابدین ان کے پسر سید ماہرو ہوئے بلا عقب رہے۔ اس وقت زید پور میں ابنائے سید یوسف سے ایک متنفس بھی نہیں ہے۔ سبب اس کا وہ قتل و غارت ہے جو سید کمال الدین عرف جھیتم کے پوتے سید مبارک کے ہاتھوں واقع ہوا تھا۔ اور بنیاد اس خلش کی یہ تھی کہ سید کمال الدین عرف جھیتم بہت صاحب سلیقہ و خدمات ملکی تھے۔ اور فیروز شاہ کے مقرب خاص تھے۔ کچھ مدت نائب وزیر رہے۔ تمام اضلاع و دیہات متعلقہ سادات زید پور کو اپنے تحت تصرف میں لے آئے تھے اور تمام سیدوں و سیدانیوں کو جو زید پور میں تھے۔ ڈھائی سیر غلہ خام جنس ناقص کھانے پہننے کو مثل قیدیوں کے دیا کرتے تھے۔ قاضی محمد تقی سیتاپوری نے اپنی کتاب عواقب عبداللہی میں بھی یہ لکھا ہے کہ اسلاف کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ ابنائے سید نظام الدین سے چار آدمی زید پور میں موجود تھے کہ سید کمال الدین عرف جھیتم کے پوتے سید مبارک نے معہ اپنے ساتھیوں کے سارے محلے کا محاصرہ کر لیا اور تمام بڑے چھوٹوں بلکہ حاملہ عورتوں اور شیر خوار بچوں تک کو قتل کر دیا۔ اور زید پور میں ابنائے سید یوسف سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جو زید پور سے باہر اطراف و جوانب میں مثل کوڑہ جہان آباد کنور پور مضافات مالوہ۔ موضع کرکھلا متصل دیوی۔ ماہل پرگنہ انگولی وغیرہ میں تھے۔ بعض سادات ماہل ابنائے سید یوسف سے ہیں۔ کوڑہ جہان آباد میں ابنائے سید یوسف زیادہ تر عالم پدرس ہیں۔ چنانچہ پسران سید خوب اللہ وغیرہ اکثر مشاہیر عالم معقول و منقول و طب تھے۔ سید محمد تقی صاحب عواقب عبداللہی سے ملتے رہتے تھے۔ الغرض اولاد سید یوسف اطراف و اکناف ہند میں موجود ہے اور اپنے نسب کا اظہار کرتے ہیں۔

سادات تقوی رضوی قم و مشہد و کاشان

کتاب بہشت شرق مولفہ حسین ابن علی اکبر موسوی معانی مطبوعہ مشہد مقدس (ایران) ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء (جو اکتالیس معتبر کتب تواریخ سے ماخوذ ہے) کے صفحہ ۷۰ پر تحریر ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے فقط دو اولادیں تھیں ۱۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۲۔ جناب فاطمہ۔ اور حضرت امام تقی جواد علیہ السلام کے چار فرزند تھے ۱۔ حضرت امام علی النقی علیہ السلام ۲۔ ابو احمد موسیٰ مبرقع ۳۔ ابو احمد حسین ۴۔ ابو موسیٰ عمران۔ اور چار دختر تھیں۔

کل سادات رضوی مشہد۔ تہران۔ قم۔ کاشان۔ ابو احمد موسیٰ مبرقع ابن محمد ابن علی الرضا علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور بطور کلی سادات رضوی چونکہ اولاد امام محمد تقی علیہ السلام ہیں۔ ان کو تقوی بھی کہتے ہیں۔ ابو احمد موسیٰ مبرقع۔ اپنے سن بلوغ تک مدینہ میں رہے۔ اور چالیس سال کی عمر ہونے تک کوفے میں مقیم رہ کر۔ قم میں تشریف لائے۔ کچھ مختصر مدت کے لئے کاشان جا کر واپس شہر قم آ کر سنہ ۲۹۶ھ مطابق ۹۰۹ء فوت ہو کر قم میں ہی دفن ہوئے۔ (سادات رضوی مشہد نسب اکتیس ۳۱ واسطوں سے حضرت امام رضا علیہ السلام تک) (اور سادات رضوی قم و مشہد و کاشان کا ستائیس ۲۷ واسطوں سے) اور سادات مشہد و قم کا چوبیس واسطوں سے احمد نقیب القم تک منتہی ہوتا ہے۔ مشہد مقدس میں سادات جلیل القدر و محترم رضوی تقوی کے دو خاندان آباد ہیں۔ ایک خانوادہ کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔ ۸۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام۔ ۹۔ ابو احمد موسیٰ مبرقع۔ ۱۰۔ ابو علی محمد اعرج ۱۱۔ احمد نقیب القم ۱۲۔ ابو الحسن موسیٰ ۱۳۔ ابو عبداللہ احمد ۱۴۔ سید محمد ۱۵۔ سید علی ۱۶۔ سید جعفر ۱۷۔ سید ابو محمد ۱۸۔ میر عیسیٰ ۱۹۔ میر ابو الفتح ۲۰۔ میر علی ۲۱۔ میر حسن ۲۲۔ میر یار ۲۳۔ میر محمد ۲۴۔ میر محمود۔

۲۵۔ میر شمس الدین محمد ۲۶۔ میر ابو صالح ۲۷۔ مرزا محمد ۲۸ مرزا ابو طالب ۲۹۔ مرزا ابو القاسم ۳۰۔ مرزا ابو طالب ۳۱ میر محمد بدیع ۳۲۔ میر غیاث الدین ۳۳۔ مرزا محمد ابراہیما ۳۴۔ مرزا محمد ناظر ۳۵ مرزا محمد مہدی ۳۶ مرزا ہادی ۳۷۔ مرزا محمد مہدی تحویل دار۔ اس خاندان میں سنہ ۹۳۲ھ مطابق سنہ ۱۵۲۵ء میں میر غیاث الدین رضوی تقوی نے؛ اور سنہ ۹۳۸ھ مطابق سنہ ۱۵۳۱ء میں مرزا ابو طالب رضوی تقوی نے؛ اور سال سنہ ۱۰۳۶ھ مطابق سنہ ۱۶۱۶ء میں مرحوم مرزا محسن رضوی تقوی نے (جن کی زوجہ شاہ عباس صفوی کی دختر تھیں)؛ اور سال سنہ ۱۰۳۸ھ مطابق سنہ ۱۶۲۸ء مرزا محمد ابراہیما رضوی تقوی نے؛ اپنی اپنی املاک نسلاً بعد نسلٍ سادات رضوی تقوی کے لئے وقف کی۔ اور سال سنہ ۱۰۸۶ھ مطابق سنہ ۱۶۷۵ء میں مرزا ابو صالح فرزند حاجی مرزا محسن رضوی تقوی نواسہ شاہ عباس نے مدرسۂ نواب کا اجرا کیا۔ اور سنہ ۱۰۸۷ھ مطابق سنہ ۱۶۷۶ء میں مسجد بنائی۔ اور سال سنہ ۱۱۳۵ھ مطابق سنہ ۱۷۲۲ء میں میر شمس الدین محمد رضوی تقوی (جو سادات رضوی مشہد میں عالم برجستہ تھے انہوں نے کتاب وسیلۃ الرضوان تحریر فرمائی۔ سال سنہ ۱۱۹۱ھ مطابق سنہ ۱۷۷۷ء میں مرزا محمد ابراہیما نبیرۂ میر بدیع جو آستانِ اقدس رضوی کے متولی تھے مقتول ہوئے۔ اس وقت ان کے پسر مرزا محمد ناظر کم سن تھے۔ تب تولیت اس خانوادہ سے چلی گئی۔ اور عہدہ نظارت ملا۔ پس مرحوم مرزا ہادی نبیرۂ مرزا محمد ناظر رضوی تقوی ناظر۔ آستانِ اقدس کے تحویل دار ہوئے۔ اور سادات رضوی تقوی مشہد میں آقائے بزرگ شہیدی جن کا نام مرزا عسکری تھا فرزند حاج مرزا ذبیح اللہ نبیرۂ مرزا مہدی رضوی تقوی ایسے شہید ہیں کہ مدرسۂ سلیمان خاں میں پڑھ کر درس حاج مرزا محمد باقر مجتہد و درس حاج مرزا حسن شیرازی میں شامل رہ کر فلاسفۂ بزرگ و مشائخین میں شمار ہوتے تھے؛ سادات رضوی تقوی میں آستانِ اقدس میں تین نامی گرامی متولی ہوئے ۱ مرزا ابو طالب متولی متوفی سنہ ۱۰۳۱ھ ق (۱۶۲۱ء) ۲ مرزا بدیع متوفی سال سنہ ۱۰۷۴ھ ق (۱۶۶۳ء) ۳ مرزا محمد ابراہیما متوفی سنہ ۱۱۹۱ھ ق (۱۷۷۷ء)۔ نیز ساداتِ رضوی تقوی میں مرزا محمد صادق قرب الٰہی کا مقام رکھتے تھے اور یہ جب علی الصباح زیارت حرم کے لئے جاتے تھے تو حرم اقدس کے دروازے خود بخود ان کے لئے کھل جاتے تھے؛ اور سادات رضوی تقوی میں کچھ لوگ سادات اخوی کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اور وہ اولادِ سید حسن رضوی تقوی سے ہیں۔ جو مقام قرب الٰہی رکھتے تھے اور اخوی نام مشہور ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ آقا محمد خان قاجار (خاندان شاہانِ ایران) کے بھتیجے کو کوئی مرض لاحق ہو گیا اور اس کی زندگی سے مایوسی ہو گئی تو آقا محمد خاں قاجار ان آقا سید حسن کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اگر آپ دعا کریں تو میرے بھتیجے کو اسی رات میں آرام ہو سکتا ہے۔ میں آپ کو اپنا شریک کر لوں گا۔ پس آقائی سید حسن تمام رات درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کرتے رہے۔ تو اسی رات مریض شفایاب ہو گیا۔ خود مریض نے کہا کہ مجھے سید حسن نے شفا دی ہے۔ اسی وقت آقا محمد خاں قاجار نے آقائی سید حسن کو اخوی کہکر خطاب کیا۔ اس وقت سے یہ خاندان اخوی مشہور ہو گیا؛ اسی طرح کچھ سادات رضوی تقوی کو ساداتِ قیصر بھی کہتے ہیں۔ جو احفادِ سید محمد رضوی تقوی سے ہیں۔ نیز آقائی حسین بدیعی بھی سادات رضوی تقوی سے ہیں۔ مرحوم ثقۃ الاسلام مرزا باقر مدرس اول آستانِ اقدس بھی رضوی تقوی ہیں۔ ان بزرگوار نے شجرۂ طیبہ سادات رضوی تالیف فرمایا ہے۔ اس اخوی خاندان کا شجرۂ نسب درج ذیل ہے؛ ۸۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۹ جناب ابو احمد موسیٰ مبرقع ۱۰ عمران ۱۱ عماد الدین ۱۲ طاہر ۱۳ عماد ۱۴ عمران ۱۵ عماد الدین کبیری ۱۶ طاہر ۱۷ میر یحییٰ ۱۸ طاہر ۱۹ صالح الدین ۲۰ جعفر ۲۱ صالح ۲۲ جعفر ۲۳ حسین ۲۴ سید حسن اخوی۔

ختم شد حصہ اول

حصّہ دوئم

(از زید پور تا امروہا و پاکستان)

دانشمندان امروہا

سید علی الدین ابن سید سیف الدین ثانی۔ آپ کا سلسلۂ نسب چھبیس واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بہ تفصیل ذیل منتہی ہوتا ہے۔ سید البشر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (۱) امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام زوج البتول عذرا۔ سیدۂ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) حضرت امام حسین علیہ السلام (۳) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (۴) حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام (۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (۶) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (۷) حضرت امام علی الرضا علیہ السلام (۸) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (۹) ابو جعفر موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ (۱۰) ابو المکارم سید احمد (۱۱) ابو علی سید محمد اعرج (۱۲) ابو عبداللہ سید احمد نقیب القم (۱۳) سید یعقوب (۱۴) سید عبداللہ زر بخش (۱۵) سید زید شہسوار (۱۶) سید محمود (۱۷) سید ابراہیم (۱۸) سید عبدالعزیز (۱۹) سید زید ثانی (۲۰) سید نند اللہ (۲۱) سید داؤد شمد (۲۲) سید سیف الدین اوّل (۲۳) سید حسن (۲۴) سید عبدالمجید (۲۵) سید سیف الدین ثانی (۲۶) سید علی الدین (**۲۶**) **سید علی الدین** ابن سید سیف الدین ثانی۔ صاحب علم وفضل۔ وارث مال ومنال ذی عزت ذی وقار۔ مثل آبائے کرام مقیم جادۂ حق۔ تقریباً ۸۴۰ھ ۱۴۳۶ء میں تمام متروکۂ آبائی سے اپنے برادر خورد سید ضیا الدین عرف سید ضیا کے حق میں دست بردار ہو کر جونپور مسکن گزیں ہو گئے۔ آپ کے ایک فرزند سید خیر الدین تولد ہوئے (۲۷) **سید خیر الدین** ابن سید علی الدین۔ عالم ودانا۔ خوش اقبال مرفہ الحال اپنی جاگیر نہٹور ضلع بجنور میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کے ایک فرزند رشید سید داؤد عرف پیارے عقب رہے۔

(**۲۸**) **سید داؤد** عرف سید پیارے ابن سید خیر الدین۔ عارف وعالم۔ بمقام نہٹور مقیم رہے۔ ایک فرزند سید محمد عرف سید منگن عقب رہے۔ (۲۹) **سید محمد** عرف سید منگن ابن سید داؤد علیم فہیم نہٹور میں مقیم رہے۔ ایک فرزند نامور سید محمد سعید خاں عقب رہے (۳۰) **سید محمد سعید خاں** ابن سید محمد۔ رفیع وجلیل۔ تمام کتب تواریخ میں آپ کا نام نامی لفظ خاں کے ساتھ مختص ہے جبکہ رواجاً اولوالعزم۔ بہادر اور سرکردہ لوگوں کو ہی شاہان وقت کی طرف سے خطاب خان سے سرفراز کیا جاتا تھا۔ نیز پرگنہ رجب پور میں آپ کی جاگیر بھی تھی۔ آپ نہٹور میں مقیم رہے۔ اہل نہٹور آپ کے علم وفضل سے فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کے فرزند نیک نام سید العلماء زبدۃ الفضلا حاجی سید محمد اشرف دانشمند ہوئے (۳۱) **سید العلماء زبدۃ الفضلاء حاجی سید محمد اشرف "دانشمند"** ابن سید محمد سعید خاں۔ آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۹۶۵ھ ۱۵۵۷ء میں بمقام نہٹور ہوئی۔ آپ فقیہہ وفاضل عالم جید۔ باعمل بے بدل۔ روشن دل۔ روشن خیال، بلند نفس بلند کردار۔ اخلاق حسنہ سے آراستہ،

خیر و سعادت کے خزینہ دار۔ اسلاف کی زینت اور باقیات الصالحات نسلاً بعد نسلٍ محب حیدر کرارؑ و آل اطہارؑ تھے۔
کمال محمد مشہدی جو حضرت مخدوم سید شرف الدین شاہ ولایت قدس سرہٗ کی نسل میں آٹھویں پشت پر ہیں اپنی کتاب اسراریہ سنہ ۱۰۶۸ھ سنہ ۱۶۵۷ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سید اشرفؒ کو دیکھا تھا۔ عالم و فقیہ اور بزرگ سادہ تھے۔ مجھ پر لطف و عنایت رکھتے تھے۔ سنا ہے کہ ایک دن ان کے سامنے ایک ایسے لڑکے کو لایا گیا جس کے پاؤں میں کجی تھی۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اس بچے کا پاؤں ٹھیک ہو جائے۔ آپ نے اس بچے کا پاؤں اپنے دست مبارک میں لیکر بچے سے فرمایا کہ۔ لڑکے پاؤں ٹھیک رکھ۔ یہ فرمانا تھا کہ پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ میں نے احتضار کے وقت ان جناب سے کہا کہ۔ سید صاحب آپ تو بڑے متبرک ہیں اور آپ کا وجود بڑا مغتنم ہے۔ تو آپ نے نہایت سادگی سے فرمایا۔ کہ ہاں۔ مجھ جیسے آدمی کا ملنا دشوار ضرور ہے۔ بس یہ سخن سادہ بالکل صحیح و درست تھا۔ الغرض آپ نہٹور میں رہ کر تحصیل علم و علمی مشاغل میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ اعلیٰ مرتبۂ علم حاصل کیا۔ آپ نے ایک عقد نہٹور میں کیا تھا کہ اس منکوحہ کی اولاد نہٹور میں رہی اور ان میں اہل علم و فضل موجود ہیں۔ پھر آپ سنبھل تشریف لے گئے۔ کہ مخزنِ علماء و فضلاء و مشائخ تھا۔ وہاں صاحبانِ علم و فضل و کمال کے ہم نشین رہے۔ یہاں تک کہ اکابر علمائے کرام مثل سید محمد میر عدل امروہوی علیہ الرحمۃ اور مشائخ عظام مثل شیخ سلیم چشتی وغیرہ بالخصوص سید تاج الدین سنبھل سے رواسم و روابط قائم ہوئے۔
پس آپ نے سنبھل میں اسی خاندان سید تاج الدین میں دوسرا عقد کیا۔ کہ اس زوجہ سے میراں حاجی سید محمود تولد ہوئے —
(واضح ہو کہ کتاب شجرات سادات امروہہ کی یہ تحریر مشتبہ ہے کہ "ان کی زوجہ ثانیہ از خاندان مشائخ تھیں" اور نیز یہ کہ میراں حاجی سید محمود کی شادی شیخ تاج الدین سنبھلی کی دختر سے ہوئی تھی مگر کتاب نظام التواریخ اور کتاب منتخب التواریخ مولفہ ملا عبدالقادر بدایونی کے صفحہ ۲۱ اور صفحہ ۵۷۵ پر ان سید تاج الدین کا نام نامی بالتصریح لفظ سید کے ساتھ مرقوم ہے۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سید تاج الدین سادات کرام اور مشائخ عظام میں سے تھے۔ جن کی صاحبزادی فیروزہ خاتون سے میراں حاجی سید محمود کی شادی ہوئی) الحاصل سید العلماء موصوف نہ صرف عالم دین تھے بلکہ پشتینی رئیس و جاگیردار بھی تھے۔ کہ قبل سنہ ۹۸۳ھ سنہ ۱۵۷۵ء پرگنہ رجب پور میں آپ کی جاگیر تھی۔ اور آپ ایک عالم جید صاحب علم و فضل۔ زاہد و متقی فقیہ عظیم المرتبت۔ شریف و نجیب بزرگ تھے۔ چونکہ اپنے علمی تبحر و اصابتِ رائے کی بنا پر دربار شاہنشاہ ہند سے خطاب دانشمند سے سرفراز تھے اور یہ خطاب عہد مغلیہ و عہود سابقہ میں ان علماء و فضلا کو جنہیں تبحر علمی حاصل ہوتا تھا۔ عطا ہوا کرتا تھا۔ الغرض سید العلماء سید محمد اشرف دانشمند کی جاگیر رجب پور۔ امروہہ سے قریب تھی۔ اور امروہہ میں اولاد شاہ شرف الدین قدس سرہٗ سنہ ۶۸۵ھ سنہ ۱۲۸۶ء کے قبل سے آباد تھی۔ اور ہم مشرب و ہم مذہب ہونے کی وجہ سے آپس میں میل جول اور ربط و ضبط تھا۔ لہٰذا آپ نے اور آپ کے صاحبزادے میراں حاجی سید محمود نے سادات امروہہ کی شرافت و نجابت و مذہب و ملت سے متاثر ہو کر امروہہ میں سکونت کا قصد کیا۔ اور امروہہ کے پیرزادگان صاحبان سے کہ وہ بھی قدیم ساکن امروہہ تھے ——— یہ زمین خریدی جہاں اب محلہ دانشمندان واقع ہے۔ چنانچہ اس وقت تک اس محلے کے چاروں طرف اسی خاندان پیرزادگان کی اراضیات ملحق ہیں۔ بعد چندے اس اراضی کے کچھ حصے پر عہد شاہجہاں بادشاہ دہلی میں سید العلماء حاجی سید محمد اشرف دانشمند نے اپنا مکان تعمیر کرایا۔ اس مکان کی تعمیر کی تاریخ دار الخیر ہے جس سے سنہ ۱۰۴۶ھ مطابق سنہ ۱۶۳۶ء کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ اس مکان کے حدود اربعہ یہ تھے۔ سید مظہر حسن ابن سید نذر علی کی زنانی حویلی کی جنوبی سڑک متصل اٹھ دری معہ مکان سید جعفر حسین [illegible] سے مشرقی گلی تک معہ [illegible] دوں کے مکانات کے شمالی گلی تک سب شامل تھے۔ مکان سے ملحق ایک پائیں باغ بھی تھا جس میں پختہ کنواں تھا اور اس کنویں سے رہٹ کے ذریعہ اس پائیں باغ کی آب پاشی ہوتی تھی۔

چنانچہ وہ کنواں آج بھی موجود ہے اور رہٹ کا کنواں مشہور ہے۔ جیونی کے امام باڑے اور راور راناڈوں کے امام باڑے کی پشت کی زمین پر قاضی سید محمد فیاض کی اولاد کا دیوان خانہ تھا۔ جو بعد میں کچھ بذریعہ وراثت اور کچھ بذریعہ خرید سید مظہر حسن کے قبضے میں رہا۔ الغرض سید العلماء حاجی سید محمد اشرفؒ دانشمند نے سنہ ۱۰۵۴ھ سنہ ۱۶۴۴ء میں رحلت فرمائی۔ ایک فرزند میران حاجی سید محمود تولد ہوئے تھے جن کا انتقال بموجب تحریر اسراریہ سنہ ۱۰۳۲ھ مطابق سنہ ۱۶۲۳ء میں اپنے والد بزرگوار کی حیات میں ہوگیا تھا اور ان کے دو فرزند حاجی میران سید عصمت اللہ و حاجی سید محمد عقب رہے۔ فارجاً سنا گیا ہے کہ قبر آگرے میں ہے۔

(۳۲) حاجی میران سید محمود ابن سید العلماء حاجی سید محمد اشرفؒ دانشمند۔ آپ عارف زمانہ مشہور صوفیائے کرام و علمائے عظام امروہہ سے تھے۔ مولف اسراریہ شیخ صالح ملتانی کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ شیخ صالح ملتانی نے مجھ سے کہا کہ سید محمود امروہوی مرید اور داماد سید تاج الدین سنبھلی کے تھے۔ علوم صوفیہ سے بہرہ مند تھے۔ اور مجھ (شیخ صالح ملتانی) سے محبت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ بیمار ہوئے اسی بیماری میں دہلی سے امروہہ پہنچے اور سید اشرف سے خلوت میں گفتگو کی کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ باہم کیا گفتگو ہوئی۔ سید محمود نے اسی سال انتقال کیا۔ کہ سال سنہ ۱۰۳۲ھ مطابق سنہ ۱۶۲۳ء تھا۔ سید محمود کو اپنی بیماری کے زمانے میں لیموئے ترش کی خواہش ہوئی۔ تو کسی کو باغ میں بھیجا کہ لیموئے ترش ڈھونڈ کر لائے۔ آدمی گیا اور لیمو بہت ڈھونڈا مگر نہ ملا۔ تو واپس آکر کہا کہ لیمو کا موسم ختم ہوچکا ہے۔ لیمو نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر جا۔ اور میری طرف سے درخت سے کہو کہ لیمو دے۔ وہ آدمی اس دفعہ جاکر لیمو لے آیا۔ اور جس طرح دادا سید عبداللہ زر بخش تھے اسی طرح پوتے ثمر بخش ثابت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالباقی نے (جو سید تاج الدین کے دوستوں میں سے تھے اور مکۂ معظمہ میں مقیم تھے) لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں اور سید محمود روضۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زیارت میں مشغول تھے کہ خواب میں میں نے یہ واقعہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مخاطب کرکے اپنا ہاتھ سید محمود کی پشت پر رکھا اور فرمایا۔ هٰذا وَلَدُكِ حقیقۃً اور اس کلمے کی تین دفعہ تکرار کی۔ اور ان ہی سید عبدالباقی نے لکھا ہے۔ کہ سید محمود نے مجھ سے کہا کہ ایک روز میں روضۂ اقدس میں متوجہ زیارت تھا کہ تین دفعہ میرے کانوں میں یہ آواز آئی۔ تَقَبَّلْتُكَ يَا وَلَدِي۔ نیز صاحب اسراریہ لکھتے ہیں کہ مرے شیخ طریقت خواجہ عبداللہ سید محمود کو بہت نیک شمار کرتے تھے اور دونوں آپس میں میل جول رکھتے تھے۔ میں نے (صاحب اسراریہ نے) فارسی عربی سید محمود ہی سے پڑھی ہے اور میں نے ان کے والد بزرگوار اور انکے دونوں بیٹوں کو دیکھا ہے۔

۹۹۲ھ
۱۵۸۵ء

الغرض حاجی میران سید محمود نے سات حج کئے تھے۔ اور کئی دفعہ زیارات حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد فیروزہ خاتون دختر سید تاج الدین سنبھلی سے ہوا تھا۔ اور یہ معظمہ بہت ہی ذی عزت صاحب وقار عبادت گذار تھیں۔ محلات شاہی میں بھی بہت اثر ورسوخ اور قدر و منزلت رکھتی تھیں۔ شاہنشاہ ہند کی ملکہ نور جہاں ان سے خاص محبت و عقیدت رکھتی تھی اور عنایات و توجہات خاص سے پیش آتی تھی۔ اسی بنا پر بی بی فیروزہ خاتون کو موضع سکیت نوج پانی پت میں جاگیر بہ سلسلۂ دعاگوئی دوام عطا ہوئی تھی۔ اور وہ جاگیر سید سجاد علی ابن سید بہادر علی (من ابنائے قاضی سید محمد فیاض) کو ترکہ میں ملی تھی۔ جو کہ سید ولایت حسین ابن سید سجاد علی نے اپنے زمانے میں فروخت کی۔ ان محترمہ بی بی فیروزہ خاتون کے زمانے سے ہی امروہہ میں عزاداری امام مظلومؑ بالاعلان ہونے لگی۔ الغرض حاجی میران سید محمود نے بقول صاحب اسراریہ سنہ ۱۰۳۲ھ مطابق سنہ ۱۶۲۳ء میں رحلت فرمائی اور موجودہ قبرستان محلہ دانشمندان میں جو بڑا روضہ کہلاتا ہے دفن ہوئے۔

بعض موثق و معتبر حضرات پیرزادگان سے یہ روایت بھی معلوم ہوئی کہ حاجی میران سید محمود کے ایک بھائی اور بھی تھے۔ جن کا نام سید جمال تھا وہ لاولد رہے اور بعد وفات چھوٹے روضے میں یعنی قبرستان نزد درگاہ شاہ ابنؒ بدر چشتی علیہ الرحمۃ میں دفن ہوئے یہ قبر شاہ ابنؒ کے احاطے کی پشت پر جانب غرب آج تک موجود ہے۔ اور اسی نسبت سے حاجی میران سید محمود کا قبرستان بڑا روضہ اور سید جمال والا قبرستان چھوٹا روضہ آج تک مشہور چلا آتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حاجی میران سید محمود کے دو فرزند تولد ہوئے۔ ایک حاجی میران سید عصمت اللہ دوسرے حاجی سید محمد۔

(۳۳) حاجی سید محمد خلفِ اصغر حاجی میران سید محمود۔ آپ نے عارف باللہ ہو کر دنیا و ما فیہا سے تعلق قطع کر لیا تھا۔ آپ کئی دفعہ حج و زیاراتِ حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام سے شرفیاب ہوئے اور بعد میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ کہتے ہیں کہ خزانہ ہائے غیب پر دست رس رکھتے تھے۔ (مولف کتاب اسراریہ لکھتے ہیں کہ حاجی سید محمد پسر خورد حاجی میران سید محمود تھے۔ ۱۰۶۲ھ مطابق ۱۶۵۱ء میں رحلت فرمائی) آپ نے ایک مسجد و چاہ پختہ تعمیر کرائی تھی۔ جو اولادِ سید تاج محمود خاں کے قبضے میں ہے۔ اور متصل مکانِ داروغہ سید اعجاز حسن واقع ہے۔ ان کا مزار اسی مسجد میں ہے۔ وہاں دو قبریں ہیں اسیلئے کہ ایک قبران کی ہے اور دوسری قبر ان کے فرزند کی ہے۔ جو اپنے پدر بزرگوار کے سامنے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور بعض ثقہ حضرات سے یہ بھی سننے میں آیا کہ یہ قبر ان کی اہلیہ محترمہ کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳۴) حاجی میران سید عصمت اللہ خلفِ اکبر حاجی میران سید محمود۔ کتُبِ معتبرہ۔ مقاصد العارفین۔ ثمرات القدس۔ اسراریہ۔ اور تاریخ امروہہ (عباسی) سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۰۲۰ھ مطابق ۱۶۱۱ء میں اور وفات تقریباً ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء میں ہوئی۔ حاجی صاحب موصوف بڑے نامور صوفیانِ کرام میں سے تھے۔ صاحبِ اسراریہ نے شیخ جلال سنبھلی مرید سید تاج الدین سنبھلی کے حالات میں لکھا ہے کہ شیخ جلال کے فرزند سید جمال سے حاجی میران سید عصمت اللہ نے فرمایا۔ کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف سے بشارت ہوئی ہے کہ تو میرا مرید ہو جا۔ اور حاجی میران سید عصمت اللہ ابن حاجی میران سید محمود امروہوی۔ صالح نیک نہاد تھے اور صحیفۂ کاملہ از مؤلفاتِ خاصہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ان کو کسی خزینہ سے ملی تھی۔ نیز حاجی میران سید عصمت اللہ نے مجھ سے کہا کہ مجھے سات سال سے دردِ جگر ہوا کرتا تھا۔ بعض اوقات قریب مرگ ہو جایا کرتا تھا۔ ایک رات دہلی میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اور میں نے اپنے بزرگوں کی روحانیت کا یقین کامل کر کے سوچا کہ اگر میں آئمہ عظام علیہم السلام کی نسل سے ہوتا تو میرے بزرگ ضرور میری دستگیری کرتے اور اگر آج میرے بزرگوں نے میری دستگیری کی تو بہتر۔ ورنہ میں خود کو ہرگز سید نہ کہوں گا۔ اور اسی خیال میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بڑے میدان میں ایک بہت بڑا باغ ہے اور اس میں ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ اور بہت سے علماء و فضلاء ان کے دائیں بائیں کھڑے ہیں اور ان بزرگ کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ اسے پڑھ رہے ہیں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک مجموعہ رمل و نجوم ہے۔ اور منتظر تخاطب کھڑا ہوں۔ ناگاہ ان بزرگ نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا کتاب ہے میں نے وہ کتاب ان کے ہاتھ میں دیدی۔ ان بزرگوار نے میری کتاب کو کھول کر دیکھا اور فرمایا کہ یہ کتاب کسی کام کی نہیں بیکار ہے اور نفع رساں نہیں۔ پس میں نے پوچھا کہ میں کیا کروں۔ تب ان بزرگ نے ایک کتاب میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا۔ کہ یہ کتاب تمہارے جد کی لکھی ہوئی ہے اسے پڑھا کرو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کونسی کتاب ہے تو فرمایا کہ یہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی صحیفۂ کاملہ ہے۔ یہ سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے عمر بھر میں صحیفۂ کاملہ کا نام

نہ سنا تھا۔ پس میں اس کتاب کی تلاش میں مصروف ہوا۔ آخر کتب خانۂ حکیم تقرّب خان میں اس کتاب کے موجود ہونے کا پتہ لگا۔ (حکیم تقرّب خان کی بابت کتاب عمل صالح میں لکھا ہے کہ حکیم داؤد ابن حکیم عنایت اللہ۔ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران کا طبیب خاص اور مقرب تھا۔ جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو کچھ دنوں خانہ نشین رہ کر مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ چلا گیا وہاں سے سندھ کے راستے شاہجہاں کے سترھویں جلوس ۱۰۵۳ھ مطابق ۱۶۴۳ء میں ہندوستان چلا آیا۔ فنِ طبابت میں کامل ہونے کی وجہ سے دربارِ شاہی میں یہاں تک قرب حاصل کیا کہ پنجہزاری منصب اور تقرّب خاں کا خطاب پایا۔) بہرحال جب حاجی میراں سید عصمت اللہ کو پتہ چلا کہ صحیفۂ کاملہ کا نسخہ حکیم تقرّب خاں کے پاس ہے۔ تو آپ نے ایک رقعہ لکھ کر حکیم تقرّب خاں کو دیا۔ انہوں نے کہا کہ صحیفہ تو میرے پاس ہے مگر میں کسی غیر کو نہیں دوں گا۔ آپ نے کہا کہ میں فرزندانِ آئمہ علیہم السلام سے ہوں اور ان ہی کے حکم سے مانگتا ہوں۔ اگر آپ کو یقین آئے تو بہتر ورنہ جو کچھ مجھ سے کہا گیا ہے آپ سے بھی کہا جائے گا۔ اس نے کہا اگر ایسا ہوگا تو دیدوں گا۔ پھر ایک ہفتے کے بعد اس کے مکان پر جا کر صحیفہ طلب کیا۔ تو گھر میں سے بعینہٖ وہی صحیفہ جو میں نے خواب میں دیکھا تھا مجھے نقل کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اور کہا۔ کہ مجھے بھی معلوم ہو گیا کہ تمہارا خواب سچا ہے۔ میں شکرِ خدا بجالا کر اس کے مطالعے اور نقل میں مصروف ہو گیا۔ اسی روز سے میرے مرض میں کمی ہونے لگی۔ لیکن چونکہ وہ کتاب صحیح خوش خط اور محشیٰ تھی مجھ کو اس کتاب سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ پس ہر رات آئمہ علیہم السلام سے اصل نسخے کے عطا کرنے کی التجا کر کے سویا کرتا تھا۔ تا آں کہ انیسویں رات میں خواب میں دیکھا۔ ایک وسیع صحرا ہے اور اس میں ایک قلعۂ عظیم ہے۔ جس میں ایک عالی شان شاہانہ بارگاہ ہے معلوم ہوا۔ کہ دربارِ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہے۔ دروازے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سب طرف پیرانِ معمّر و سفید ریش با عمامہ ہائے کلاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں راہداری میں منتظر ہوا۔ اور ہر چند کوشش کی کہ کوئی میری خبر پہنچا دے۔ مگر کسی نے التفات نہ کی۔ پس وہی وسوسہ میرے دل میں پھر پیدا ہوا کہ اگر میں ان کی اولاد میں سے ہوتا۔ تو یہ تغافل نہ ہوتا۔ اسی اثنا میں میرا چھوٹا بھائی حاجی سید محمد (جو فوت ہو چکا تھا) نمودار ہوا۔ اس کو دیکھ کر میں منفعل ہوا۔ اور خود کو چھپانا چاہا۔ مگر اس نے مجھ کو دیکھ لیا اور پوچھا کہ یہاں کیوں کھڑے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ کوئی میری خبر نہیں پہنچاتا۔ اس نے کہا۔ فرزندوں کو خبر کی کیا ضرورت ہے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور اندر لے گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ عورتوں اور مردوں جوانوں۔ بوڑھوں اور بچوں کا ایک بڑا مجمع ہے۔ لیکن سب خاموش ہیں۔ اس وقت میرے دل نے کہا کہ حضرتِ امام علیہ السلام حالت مشاہدہ میں ہیں۔ اور باہر آنے والے ہیں۔ اسی جماعت میں اپنے باپ دادا کو بھی دیکھا۔ چونکہ اپنی طرف کسی کو متوجہ نہ پایا باہر آ گیا اور راہداری میں صحیفے کی نقل کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی اثنا میں غلغلہ اٹھا اور حضرتِ امام با نورانیتِ تمام سبز نقاب ڈالے ہوئے (کہ سوائے آنکھوں کے بدن شریف کا اور کوئی حصہ نہ دکھتا تھا) برآمد ہوئے اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ سب لوگ با ادب ہر طرف کھڑے ہو گئے۔ کسی میں دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ میں بھی کتاب ہاتھ میں لیکر نجوت تمام پہنچ گیا۔ اور دلیری کر کے پائے مبارک پر گر گیا۔ آپ نے اپنی انگشتِ شہادت سے سر اٹھانے کا حکم دیا۔ میں سامنے کھڑا ہو گیا۔ فرمایا۔ صحیفہ کتنا لکھا ہے۔ میں نے اپنا لکھا ہوا جزو حضرت کے دست مبارک میں دے دیا۔ اور بتلایا کہ یہاں تک لکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ بس اب مت لکھو۔ میں نے تمہارا غصے سے منع کیا ہے۔ تو مجھ کو بڑا ہراس ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس اصل کتاب کو میں نے تجھ کو بخشا۔ میں نے ابھی سوچا ہی تھا کہ اصل مالک تو تقرّب خاں ہے۔ کہ ناگاہ حضرت نے تقرّب خاں کو بلا کر فرمایا۔ کہ تیرے پاس دوسرا نسخہ ہے۔ میں نے یہ نسخہ اس فرزند کو بخش دیا۔ مجھ سے فرمایا۔ کہ چند دعائیں اور بھی ہیں۔ ان کو بھی لکھ لے۔ الغرض صبح کو میں نے یہ سب ماجرا لکھ کر تقرّب خاں کو پہنچا دیا۔ اس نے کہا کہ یہ نسخہ میں نے تمہیں دیا۔ اس کی پشت پر لکھ دیا کہ بتاریخ

۲ر رجب سنہ ۱۰۶۶ھ حسب الارشاد امام علیہ السلام اس نسخے کو تقرب خاں نے سید عصمت اللہ کو ہبہ کر دیا۔ میں نے تقرب خاں سے کہا کہ آپ کے طفیل میں اس نعمت سے مشرف ہوا ہوں۔ احسان مند ہوں۔ تو اس نے کہا کہ میرا کچھ احسان نہیں ہے۔ مجھ سے دلایا۔ میں نے دیدیا۔ بعدش مجھے اس کے پڑھنے کی ترکیب کی فکر ہوئی۔ پس ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک جوان سید زادہ کہہ رہا ہے کہ حصولِ مہمات کے لئے۔ انتہا اس کے پڑھنے کی دو سو مرتبہ ہے۔ آٹھ روز میں بارہ ختم کرنے چاہئیں اور اس کا ثواب بارہ امام کی ارواحِ طیبہ کو پہنچانا چاہیئے۔ جب میں سو کر اٹھا تو یہی عمل کیا۔ پس بیماری میں تخفیف ہوئی اور دو تین روز میں بالکل اچھا ہوگیا۔ الغرض حاجی میراں سید عصمت اللہ نے تقریباً سنہ ۱۱۰۰ھ مطابق سنہ ۱۶۸۸ء میں رحلت فرمائی اور تین فرزند عقب رہے۔ ع۱ میراں سید رحمت اللہ ع۲ سید عزت اللہ ع۳ سید فتح رفیق۔ بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سید عزت اللہ و سید فتح رفیق کے اعقاب میں کوئی باقی نہ رہا۔

ولادت سنہ ۱۰۳۰ھ ۱۶۲۲ء (۳۴) **میراں سید رحمت اللہ** ابن حاجی میراں سید عصمت اللہ۔ عالمِ وقت قائم بالجادۂ حق۔ تفصیل تو نہ معلوم ہوئی۔ مگر ایک دیرینہ روایت سے جو قاضی سید محمد فیاض کے حال میں درج ہے۔ یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کا عقد دہلی میں کسی ایسے صاحبِ اختیار و مقدرت خاندان میں ہوا تھا کہ قاضی سید محمد فیاض اپنے ماموں کی توسط سے گجرات کے قاضی مقرر ہوگئے۔ بہر حال آپ کے چھ فرزند تولد ہوئے۔ ۱ سید برکت اللہ ع۲ سید تاج محمود خاں ع۳ قاضی سید محمد فیاض ع۴ سید علی اشرف ع۵ سید حمد اللہ ع۶ سید قدرت اللہ۔ اور یہ سب کے سب منصبدار شاہی تھے۔ نیز ان کے اخلاف میں بھی اکثر منصبدار جلیل القدر با عزت و توقیر ہوئے۔ (۳۵) **سید برکت اللہ** ابن میراں سید رحمت اللہ۔ موصوف اپنی جاگیر موضع جالب نگلہ پرگنۂ مراد آباد میں ڈاکوؤں اور چوروں سے نہایت دلیری سے مقابلہ کرکے قتل و شہید ہوئے۔ آپ کے ایک فرزند سید علی رضا عقب رہے (۳۶) **سید علی رضا** ابن برکت اللہ۔ آپ عالمگیر اورنگ زیب کے لشکر میں ملکِ دکن میں جاکر فوت ہوئے۔ بلا عقب رہے۔ (۳۵) **سید تاج محمود خاں**، ابن میراں سید رحمت اللہ۔ صاحبِ جاہ و حشمت ثروت و دولت و تمکنت و علم منصبدار داخل چوکی سینتیس ہزار دام۔ فوج شاہی سرکار نواب نظام الملک آصفجاہ کے بخشی تھے (یہ نظام الملک سنہ ۱۱۲۹ھ مطابق سنہ ۱۷۱۶ء میں امروہہ و مراد آباد کے حاکم اعلیٰ تھے) آپ کی ولادت تخمیناً سنہ ۱۰۷۶ھ مطابق سنہ ۱۶۶۵ء میں ہوئی۔ دیہات کثیرِ علاقہ کبیر از پرگنہ امروہہ۔ رجب پور۔ نگری۔ بچھراؤں۔ سلیم پور۔ سہوان و چہار چک رستم پور وغیرہ اپنے دست بازو کی قوت سے حاصل کئے۔ اور اپنی جاگیر و معافی کو باوجود صاحب اولاد ہونے کے۔ اپنے بھائیوں میں اس طرح تقسیم کر دیا کہ ایک حصہ بھائیوں کے حصے کے برابر اپنے واسطے۔ اور ایک حصہ مساوی برائے مصارف حاضری دربار شاہی و سفر دیار۔ سیر و شکار رکھا اور باقی حصص بحصہ مساوی اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دیئے (یہ حقیر مولف متفق نہیں کیونکہ ان کے سب بھائی غیور و مالدار تھے۔)

مورخینِ اخبارِ سابقہ اور واقفانِ حالاتِ گذشتگان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ رئیسِ جلیل الشان۔ سر آمدِ خاندانِ میراں سید محمود جدِ امجدِ ساکنان دربار کلاں کے انتقال کے بعد حسبِ قانون و ضابطۂ فرمانروایانِ وقت جملہ دیہات معافی و تعلقات جاگیر۔ اہالیانِ شاہی نے ضبط کر لئے۔ چونکہ ورثائے موصوف مرحوم سے اس وقت وہاں حاضر دربار کوئی نہ تھا۔ پس اسوقت فرمانِ عالی بجائی جاگیر مضبوطۂ مذکورہ کا بنام سید تاج محمود خاں کے صادر ہوگیا۔ بعد میں جب وارثانِ مرحوم ممدوح نے خبر پائی تو دار الاقامۂ شاہجہاں آباد پہنچے اور سید تاج محمود سے رجوع کیا۔ معدنِ مروت سید تاج محمود خاں نے ہمدردیٔ وطن و قومیت کی وجہ سے اپنے منافع و تمتع سے قطع نظر کرکے فرمان عطیۂ شاہی حسب قاعدہ بنام ورثائے متوفی منتقل کر دیا۔ اگرچہ بہت سے

مین شاہی اور پروانہ جات ان کے نام سلاطین نامدار اور والیانِ دولت کے صادر ہوئے۔ مگر بہ سبب مرورِ زمانہ سب تلف ہو گئے۔ چند دستیاب ہوئے جن کی نقل طولِ کتاب کا سبب ہوگی۔ بہرحال آپ ایک رئیس ذی اقتدار اور صاحبِ علم و خیر تھے۔ چنانچہ محلہ سددو کی جامع مسجد کیقبادی کی مرمت جب سنہ ۱۱۶۴ھ مطابق سنہ ۱۷۵۰ء میں ہوئی تو آپ نے بھی نمایاں حصہ لیا۔

حالاتِ ازدواجیت و مناکحت تو نہ معلوم ہو سکے۔ مگر بعض بزرگوں کے قول کے مطابق آپ کا نکاح بمقام تاراگڈھ۔ نواحِ اجمیر میں کسی صاحبِ دولت کی دختر سے ہوا تھا۔ جو حضرت شاہ ولایت شاہ شرف الدینؒ کی اولاد میں تھیں (لمولفہ۔ شاہ ولایت شاہ شرف الدینؒ کی کسی اولاد کا اجمیر میں ہونا تو محلِ تامل ہے۔ البتہ قاضی سید عبدالوالی ابن قاضی سید عبدالدائم رضوی تقوی رید پوری سیتاپوری کی اولاد تاراگڈھ اجمیر میں موجود تھی) الغرض اس منکوحہ سے دو دختر اور دو پسر سید غلام احمد خاں اور سید عبداللہ عرف تاج محمود ثانی تولد ہوئے آپکے تصرف میں ایک حرم بھی تھی جس سے ایک دختر تولد ہوئی۔ بطن منکوحہ کی ایک دختر کا عقد سید احمد رضا خاں ابن قاضی سید محمد قیاض دانشمند اپنے بھتیجے سے کیا اور اپنے داماد کو بارگاہِ سلطان وقت میں لے گئے۔ اور سید احمد رضا خاں خاندانی عزت اور سید تاج محمود خاں کی قربت کی وجہ سے بارگاہِ سلطانی سے خطاب اور خلعتِ گرانبہا و منصب و جاگیر و خدمت سوانح نگاری۔ مراد آباد و بریلی۔ باضافہ شیر کوٹ و کرت پور بمشاہرہ چھ سو روپیہ ماہوار۔ سوائے جاگیر کے عطا ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید محمد حسین ابن سید محمد ماہ ساکن گھیر کرم علی خاں سے ہوا جن کے بطن سے سید کرم علی خاں تولد ہوئے۔ اور دختر بطن حرم عابدہ خاتون کا عقد سید محمد علی ابن سید منتجب ابن سید ماکھن محلہ مجھریٹہ سے ہوا۔ (۳۶) **سید غلام احمد خاں۔** ابن سید تاج محمود خاں موصوف دولتِ ترکۂ پدری سے مرفۃ الحال اور وجہ معیشت سے فارغ البال تھے۔ اپنے ایام حیات بہ عیش تمام گذارے۔ نیز حسب یادداشت منصبداران و جاگیرداران جو عہد محمد شاہ۔ بادشاہ دہلی میں مرتب ہوئی تھی۔ اور مولانا لوی حاجی سید اعجاز حسین صاحب ابن سید محمد علی حسن صاحب محلہ گذری کے پاس سے دستیاب ہوئی اس میں ان کا اور انکے بیٹوں کا منصب اس طریقہ پر لکھا ہے۔ سید غلام احمد خاں وغیرہ پسران سید تاج محمود مرحوم داخل چوکی چوبیس ہزار دام بموجب واگذاشت بجاگیر غلام مرتضیٰ وغیرہ پسران تنخواہ شد۔ مشارٌ الیہ بارہ ہزار دام۔ غلام حسن بارہ ہزار دام سنہ س خریف تنخواہ۔ آپ کی ازدواج کا حال تو نہ معلوم ہوا مگر دو دختر اور تین پسر ۱۔ مولوی سید ہمایوں بخت ۲۔ سید غلام مرتضیٰ عرف میمون بخت ۳۔ سید غلام حسن عرف سعادت بخت۔ تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید علی رضا ابن سید احمد رضا خاں دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید شجاعت علی ابن سید ہزبر علی ابن سید غضنفر علی محلہ گذری سے ہوا۔

(۳۷) مولوی **سید ہمایوں بخت** ابن سید غلام احمد خاں۔ حافظ قرآن۔ عالم علم ادیان۔ منصبدار ذی وقار۔ متوقر پیشگاہِ والیان ملک تھے۔ یادداشتِ عہد محمد شاہ میں ان کا منصب جلو قدیم درج ہے۔ ان کے نام کے تحت بارہ ہزار چھ سو دام لکھے ہوئے ہیں۔ آپ کا عقد دختر قاضی سید عنایت محی الدین ابن قاضی سید عبدالصمد محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ کوئی اولادِ نرینہ باقی نہ رہی۔ ایک دختر معروف بی بی کلو کو چھوڑا تھا۔ جن کا عقد سید کریم بخش خاں عرف منّو ابن سید غلام مرتضیٰ دانشمند سے ہوا۔ اور یہ دختر پدر بزرگوار کے بعد تمام ترکۂ پدری شوہر کے گھر لے گئیں۔ (۳۷) **سید غلام مرتضیٰ** عرف میمون بخت ابن سید غلام احمد خاں۔ اہل خاندان میں ممیز و معزز تھے۔ آپ کا عقد اجداد سید عارف علی و سید اشرف علی احاطہ شرقی محلہ جھیوٹہ کی دختران میں سے کسی سے ہوا تھا۔ تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید کریم بخش خاں عرف منّو ۲۔ سید

رحیم بخش عرف بنتا تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید غوث علی ابن سید روشن دل دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید حسین رضا ابن سید علی رضا دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید فضل علی عرف بھورا ابن سید شجاعت علی محلہ گذری سے ہوا۔ (۳۸) **سید کریم بخش خاں عرف منّو ابن سید غلام مرتضیٰ**۔ صاحب جلال و اقبال و حشمت و اقتدار قبیلے میں ذی وقار تھے۔ یادداشت عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی فراہم کردۂ مولانا سید اعجاز حسن صاحب قبلہ میں لکھا ہے۔ کہ عالمگیر ثانی کے وقت (۱۱۶۹ھ مطابق ۱۷۵۵ء) میں پانصدی ذات پچاس سوار کے منصبدار تھے۔ اور خطاب خانی سے سرفراز تھے۔ ابتدائی عملداری سرکار انگلشیہ (۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ء) میں جانب جنوب شہر متصل رائے پور حکام نے فوجی چھاؤنی بنانی قرار دی اور عمارات انگریزی کوٹھی و بنگلے تعمیر کئے اور ایک پلٹن معہ آلات حرب و توپ خانہ و سامان متعلقہ اس میں مقیم ہوئی۔ ان سید کریم بخش خاں نے مراسم اتحاد و اخلاص پیدا کر کے شرف خصوصی حاصل کیا۔ کچھ عرصے بعد یہ جگہ مسترد ہو گئی اور فوج کو کہیں اور جانے کا حکم ہوا۔ افسرانِ فوج نے سامان ضروری تو ساتھ لیا اور باقی سامان سید کریم بخش خاں کی سپردگی میں دے دیا۔ اور چوکیدار رکھنے کا حکم دے دیا۔ تب انہوں نے دس چوکیدار ملازم رکھ کر اپنی نگرانی میں لے لیا (دریں اثنا میر خان پٹھان ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں لوٹ مار کرتا جب اس شہر میں وارد ہوا تو سید کریم بخش خاں کے ذاتی تعارف کی وجہ سے چھاؤنی اور شہر امروہہ کی غارتگری نہ کی۔ اور سید کریم بخش خاں سے میر خان موصوف کی واقفیت یہ تھی کہ ان کے ایام شباب میں ایک درویش میاں محبوب شاہ ساکن شاہ آباد سے مراسم دوستانہ قائم تھے۔ شاہ صاحب جب امروہہ آتے تو ان کے مہمان ہوتے۔ ایک دفعہ جو آئے تو ایک شخص افلاس زدہ قوم افاغنہ سے سرائے ترین کا رہنے والا جو شاہ صاحب کی ملازمت میں تھا وہ بھی شاہ صاحب کے ہمراہ آیا۔ تو اس سے شناسائی ہو گئی۔ کچھ زمانے بعد جب وہ جوان ہوا تو شاہ صاحب کی ترک ملازمت کر کے کچھ بھنے چنے لیکر پاپیادہ راجستان میں جا کر ریاستِ گوالیار کی فوج میں ملازم ہو گیا۔ اور کارہائے نمایاں کرنے کی وجہ سے دن بدن اس کا رتبہ بڑھتا گیا جب ریاستہائے راجستان کی تنزل کا وقت آیا اور ملکِ کٹھیر انگریزوں کے قبضے میں آگیا تو اس نے اپنی فوج کے ساتھ لوٹ مار شروع کر دی اور دریائے گنگا کو پار کر کے غارت گری کرتا ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں امروہہ آیا (مادۂ تاریخ۔ میر خانی شدہ ۱۲۲۰ھ) تب سید کریم بخش خاں اس کی ملاقات کو گئے۔ اس نے پہچان لیا۔ اپنے پاس بٹھایا۔ اور کہا کہ تلافی احسانات کی وجہ سے کوئی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ سید کریم بخش خاں نے سوائے حفاظتِ شہر و چھاؤنی کچھ نہ کہا۔ تب اس نے فوج کو غارت گری کرنے سے روک دیا۔ مگر قریب موضع ابراہیم پور جنرل سمتھ (SMITH) اور کیپٹن سکنر (SKAINNER) اور کیپٹن مری (MURRAY) کی فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ شام کو کرنل برن (BURN) نے اس کو شکست دی تو چاندپور کاشی پور۔ بجنور۔ نجیب آباد کے راستے دریائے گنگا کو پار کر کے واپس لوٹ گیا۔ اور غارت گری کرتا کہیں غالب کہیں مغلوب ہوتا رہا۔ اور انگریزی فوج تعاقب میں رہی۔ آخر انگریزوں نے اس سے صلح کر لی۔ اور ممالک محروسہ میں سے رقبہ ریاست ٹونک دیکر۔ خطاب خانی سے سرفراز کر کے مسندِ حکومت پر بٹھا دیا۔ اور وہ نواب میر خان کہلایا) الحاصل جب انگریزی فوج اس چھاؤنی میں واپس نہ آئی تو انگریزوں نے وہ چھاؤنی اور اس کا سامان سید کریم بخش خاں کے حق میں چھوڑ دیا۔ مگر چھاؤنی کے افسرانِ والا شان سے مراسم دوستی قائم رہے۔ مسٹر ایڈورڈ رونلی براڈ فورڈ اکسٹرا اسسٹنٹ فیض آباد سے خاص تعلقاتِ یگانگت رہے۔ الحاصل ان بزرگوار نے دو عورتوں سے عقد کیا۔ زوجہ اول مسماۃ کلّو دختر مولوی حافظ سید ہمایوں بخت تھیں۔ دوسرا عقد ایک پٹھانی ساکنہ رام پور سے کیا۔ پہلی زوجہ سے دو پسر ۱۔ سید محمد بخش خاں عرف کلّو۔ ۲۔ سید ولی بخش خاں عرف میتا ہوئے۔ اور دوسری زوجہ سے ایک دختر باقی رہی اس دختر کا عقد سید حیدر بخش ابن سید

رحیم بخش اپنے برادر زادے سے کیا۔ (۳۹) **سید محمد بخش خاں عرف کلو ابن سید کریم بخش خاں**۔ حسب فہرست منصبداران عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی۔ آپ جلو قدیم تیس ہزار نوسو انتالیس (۳۰۹۳۹) دام کے منصبدار تھے۔ ذی علم و دولت ایام حیات بہ آرام بسر کئے۔ دو عورتیں اپنے عقد میں لائے۔ ایک عقد دخترِ سید رحیم بخش ابن سید غلام مرتضیٰ دانشمند اپنے چچا کی دختر سے کیا۔ دوسرا عقد دختر سید تاج محمود ثالث ابن سید غلام بدیع الدین عرف گمانی دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحۂ سید انور علی ابن سید رحیم اللہ ساکن محلہ گذری۔ جو اپنا حصۂ شرعیۂ ترکۂ پدری شوہر کے گھر لے گئیں۔ ان کے بطن سے متعدد اولاد ہوئی۔ مگر خود معہ اولاد راہ عدم اختیار کی اور تمام جائیداد سوتن کی اولاد کو ملی۔ دوسری زوجہ کی ایک دختر کا عقد سید غلام حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے ہوا۔ اگرچہ اس دختر نے بھی حصہ شرعیہ لے لیا تھا۔ مگر اس دختر کے بیٹے صادق حسین نے اپنے ماموں سید غلام حسنین کے حق میں ہبہ کر دیا تھا۔ جو بعد میں دختر سید غلام حسنین خاں دانشمند مسماۃ وحید النساء عرف وحیدن کے ذریعے سید ماجد حسین کے قبضے میں آیا۔ دوسری دختر کا عقد سید محمد محسن خاں ابن سید محمد حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ جو کچھ عرصے بعد لاولد فوت ہوئیں۔ ان کے شوہر نے حصہ شرعیہ متروکہ زوجہ اپنی خواہر زوجہ سید غلام حسنین خاں کو ہبہ کر دیا۔ (۴۰) **سید غلام حسنین خاں ابن سید محمد بخش خاں** عرف میر کلو ممیز اقران و موقر خاندان تھے۔ تھوڑے ہی سن میں علم و ہنر حاصل کر کے سر بلندی حاصل کی اور اپنے حسن انتظام کی وجہ سے امور معاش و معاد میں حصہ لیکر پیش حکام زمانہ رسوخ و اعتبار توقیر و اختیار حاصل کر کے مرجع خلائق رہے۔ بیشتر اہل حاجت کی حاجت روائی کیا کرتے تھے۔ مرض سنگ مثانہ میں مبتلا ہوئے۔ انگریز ڈاکٹر کو بلایا۔ اس نے سنگ مثانہ ایسے نکالا کہ جان بحق ہو گئے۔ مصرعہ تاریخ وفات از مولوی سید اکبر حسین عبرت۔ یافت جائے زیادہ کوثر = (۱۲۹۰ھ)۔ آپ نے دو نکاح کئے ایک عقد دختر سید محمد حسن خاں ابن سید ولی بخش خاں دانشمند کی دختر سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید جعفر حسین ابن سید غلام علی شاہ ساکن محلہ جعفری سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک فرزند تولد ہوا تھا کہ مادر و پسر دونوں فوت ہو گئے۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر وحید النساء عرف وحیدن تولد ہوئیں اور یہی وارث ترکہ پدری ہوئیں۔ ان کا عقد سید ماجد حسین ابن حاجی سید صادق حسین دانشمند سے ہوا۔ مورث ممدوح نے آپریشن سے ایک دو دن پہلے اپنے دو مواضعات کی حقیت (جس کی آمدنی نوسو روپئے سال تھی) زادِ راہ حجاج و زوار۔ اور مساکین و حفاظ کلام اللہ کے لئے وقف کر کے تولیت نامہ اپنے بھانجے حاجی سید صادق حسین کے نام تحریر کر دیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد (حسب وصیت) سید صادق حسین نے بہ مشورۂ اعزا و احباب و حکیم امجد علی خاں و دیگر حضرات محلہ و شہر مدرسہ فرقانیہ کے نام سے اس باغ میں جس میں فی الوقت ان کی قبر ہے ایک مدرسہ قائم کیا جس میں قرآن شریف حفظ کرایا جاتا تھا۔ جب حاجی سید صادق حسین کے فرزند سید ماجد حسین کی شادی ہو گئی تو تمام کار تولیت وغیرہ اپنے فرزند کے سپرد کر دیا۔ تب سید ماجد حسین نے اس مدرسے کو یہ کہہ کر موقوف کر دیا کہ دیگر وصایا کی تعمیل مقدم ہے۔ پس یہ باغیچہ بھی مرجھا گیا۔ الغرض سید غلام حسنین خاں نے ۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق ۴ اپریل سنہ ۱۸۷۳ء کو رحلت فرمائی ایک دختر وحید النساء عقب رہیں (۳۹) **سید ولی بخش خاں عرف میاں** نواسہ ابن سید کریم بخش خاں کچھ عرصہ عیش و عشرت کے بعد زیارات مزارات آئمہ علیہم السلام سے مشرف ہوئے۔ واپسی میں بندر ابوشہر پہنچکر ۸ شعبان سنہ ۱۲۲۶ھ ۸ ستمبر سنہ ۱۸۱۱ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد دختر سید کبیر رضا ابن سید محمد رضا عرف مینگھا دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد کبیر النساء دختر سید مید علی (خاندان متولیان) ساکن محلہ بچدرہ سے کیا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر ہوئی تھی کہ مادر و دختر دونوں فوت ہو گئیں بعدہٗ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید محمد حسن خاں تولد ہوئے اور عقب رہے۔ (۴۰) **سید محمد حسن خاں ابن سید ولی بخش خاں** خاندان دانشمند

میں ممیز و ممتاز تھے۔ عشرہ محرم میں ڈپٹی ولایت حسین خاں کا حق دوستی ادا کیا۔ باوجود برگشتگی زمانہ و عتاب حکام پانچ ہزار کی ضمانت
پر ان کو چھڑا لیا ۔ زمانۂ غدر میں بھی (جس کا مادۂ تاریخ غدر ہندی ہے (۱۲۷۳ھ) بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جس وقت
امروہہ اور مراد آباد میں ۱۸ ر رمضان ۱۲۷۳ھ ۱۲ ر مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں فوج کے باغی ہو جانے کی خبریں پہنچیں۔ تو اس زمانے
میں سی۔ بی۔ سانڈرس (C.B.SANNDERS) مجسٹریٹ مراد آباد اور جے۔ جے۔ کیمبل (J.J.CAMPMBLL) جوائنٹ مجسٹریٹ
اور جے کرافٹ ولسن (J.CRACROFT) جج تھے۔ آخر الذکر چونکہ اس ضلع میں سترہ برس سے تعینات تھے اور باشندگان ضلع کے حالات
سے پوری طرح باخبر تھے اس لئے ضلع کی صورت حال جب زیادہ خراب اور تشویشناک ہو گئی تو ضلع کا انتظام ان ہی کے سپرد کر دیا گیا۔
۲۱ ر رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۵ ر مئی ۱۸۵۷ء کو جب یہ اطلاع ملی کہ گوجروں نے میرٹھ کا راستہ روک لیا ہے۔ تو مسٹر سانڈرس
مع کچھ جمعیت کے گوجروں کی سرکوبی کو متقرر ہوئے۔ اور امروہہ کا کوتوال سید افضل علی ان کے ساتھ گیا۔ اور اس کا بیٹا میر مدد علی
امروہہ کا کوتوال مقرر ہوا۔ امروہہ کے انتظام کے لئے رؤسائے امروہہ کو خط لکھے گئے۔ اسی سلسلے میں سید محمد حسن خاں دانشمند
کو بھی خط لکھا گیا۔ ۲۵ ر رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۹ ر مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر سانڈرس رجب پور پہنچے۔ اُدھر امروہہ میں میرٹھ اور
دہلی کے غدر کی خبریں پہنچنے کے پانچ چھ دن بعد غالباً ۲۳ ر رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۷ ر مئی ۱۸۵۷ء خاندان سید محمود دربار کلاں
اور خاندانِ درویش علی خاں (کلاں) کے سربرآوردہ افراد نے سب سے پہلی مجلس مشاورت درگاہ شاہ شرف الدین شاہ ولایتؒ
میں منعقد کی۔ جس میں عمائد و اکابر شہر کو مدعو کیا گیا تھا۔ تقریباً تیس اشخاص احاطۂ درگاہ کے اندر اس مجلس میں شریک ہوئے۔
باہر عوام کا ہجوم تھا۔ بانیان میں سید محمد شفیع خاں۔ سید یوسف علی خاں۔ مولوی سید تراب علی۔ سید باقر حسین۔ سید محمد عرف محمد چھمک،
سید مبارک۔ سید محمد زمان۔ سید ذوالفقار علی، سید فرحت علی۔ سید اشرف علی۔ سید تحسین علی۔ سید محمد علی۔ سید سلطان علی۔ سید
اسمٰعیل۔ سید بنیاد علی عرف عقرب۔ سید بشارت حسین، سید شبیر علی خاں۔ سید غلام سجاد وغیرہ۔ نبیرگان میران سید محمود (دربار کلاں)
اور سید یاد علی و سید سجاد علی محلہ بگلہ۔ سید رمضان علی محلہ کٹرہ غلام علی اور خاندانِ درویش علی خاں کلاں میں۔ ولایت علیخاں،
مولوی بشارت علی خاں، مہربان علی خاں وغیرہ۔ اور مجاپوتوں میں سے سید محمد حسین۔ چبوترے والوں میں سے سید نذیر حسین و
سید امیر حسین موجود تھے (مولف۔ واقعات مابعد سے ثابت ہوتا ہے کہ محلہ دانشمنداں سے سید نذر علی و سید امداد علی و سید
ولایت علی اور سید امجد علی بھی موجود تھے۔) دیگر اکابر و عمائد شہر میں سے سید علی منظفر خاں گھڑیال والے۔ میر بنیاد علی پیرزادہ، مولوی
کریم بخش عباسی اور سید محمد حسن خاں دانشمند بھی شریک تھے۔ بانیان جلسہ کی غرض یہ تھی کہ اگر مراد آباد میں بھی غدر ہو گیا تو ہم امروہہ میں
انگریزی عملداری کو درہم برہم کر دیں گے اور اپنی حکومت قائم کر لیں گے۔ خاندان دیوان سید محمود اور خاندان درویش علی خاں کے افراد
تعداد و رسوخ کے اعتبار سے اس زمانے میں دوسرے خاندانوں کی نسبت شان امتیاز رکھتے تھے اور اپنے کو موروثی منصبدار سمجھتے
تھے۔ اس لئے شہر کی حکومت اور انتظام کے دعویدار تھے۔ سید علی منظفر خاں گھڑیال والے اور سید محمد حسن خاں دانشمند اور شہر کے
بعض اکابر نے اس تجویز سے اختلاف کیا۔ لیکن بانیانِ جلسہ نے آپس میں پختہ مشورہ کر لیا۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔ ادھر مسٹر سانڈرس
میرٹھ جانے کے قصد سے جب ۲۵ ر رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۹ ر مئی ۱۸۵۷ء کو رجب پور پہنچے۔ تو اسی روز باغیوں نے مراد آباد میں
کانٹھ کے پل پر ایک جلسہ کیا۔ جس کے سرگرم کارکن سید گلزار علی ابن سید اکبر علی دربار کلاں تھے ان لوگوں نے جیل خانہ توڑ کر قیدیوں
کو آزاد کر دیا۔ نیز فوج بھی باغی ہو گئی۔ جب مسٹر سانڈرس کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور وہیں مقیم ہو گئے
مسٹر سانڈرس اور ایک افسر کپتان رجب پور [illegible] تھے۔ ان کی آمد اور مراد آباد کی بغاوت کا حال سنکر سید محمد حسن خاں رجب پور

پہنچے۔ اور صاحبانِ مذکور کی ہر طرح حفاظت و اعانت کی۔ اور اپنی نگرانی میں مراد آباد پہنچا دیا۔ ۲۶ رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر سانڈرس نے سید محمد حسن خاں کو پانچ سو آدمی نوکر رکھ کر امروہہ کا انتظام کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ حکم لیکر موصوف وقتِ زوال امروہہ پہنچے تو یہاں آکر یہ معلوم ہوا کہ باغیوں نے تھانہ جلادیا اور میر مدد علی پہلوان تھانیدار اور شہامت خاں جمعدار کو گولی ماردی اور تحصیل پر دھاوا بول کر خزانے کا ستر ہزار روپیہ لوٹ لیا۔ اور تحصیل کو جلا کر خاک کر دیا ہے۔ منصف سعد اللہ خاں کو مع دفتر سید علی مظفر خاں اپنے مکان پر لے آئے تھے۔ اس لئے وہ محفوظ رہے۔ غرض یہ کہ باغی مکمل طور پر اپنا تسلط و انتظام کر چکے تھے۔ پس سید محمد حسن خاں نے ان حالات سے بصد مشکل اور زر کثیر خرچ کر کے انگریزوں کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ اور خود خاموش بیٹھ رہے۔ دریں اثناء نواب یوسف علی خاں والئے رامپور نے اس ضلع کا انتظام سنبھالا۔ اور اپنے چچا نواب عبدالعلی خاں کو انتظام ضلع سپرد کر دیا۔ نواب صاحب نے سید محمد حسن خاں کو طلب اعانت کا خط بھیجا۔ اور صاحبزادہ ہدایت علی خاں کو فوج اور توپ لیکر امروہہ روانہ کیا۔ جو محب علی داماد حکیم کفایت اللہ خاں متوصل قدیم دربار رامپور کے مکان پر مقیم ہوئے۔ اور بمعیت سید محمد حسن خاں امن و امان قائم کرنے میں مصروف ہوئے۔ ان خدمات کے صلے میں انگریزوں نے ۲۹ رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۵۷ء کو اور نواب یوسف علی خاں نواب رامپور نے ۷ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو پروانہ ہائے خوشنودی عطا فرمائے۔ بعد رفع فساد انگریزی دربار میں عزت پائی اور سندیں اور تمغے حاصل کئے۔ مگر بوجہ کبر سنی دربار داری اپنے فرزندوں کو سپرد کر کے خود ہمہ تن یادِ الٰہی اور ذکرِ آئمہ علیہم السلام میں مشغول ہو گئے۔ الحاصل آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد عمدۃ النساء دختر سید اولاد علی ابن سید مدد علی متولی محلہ بچدرہ سے ہوا (یہ خاندان متولی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) دوسرا عقد سراج دولت دختر سید محمد بخش ابن سید غلام مہدی محلہ سدو سے ہوا پہلی زوجہ سے ایک دختر خاتون دولت منکوحہ حاجی سید قربان حسین ابن سید احمد رضا تولد ہوئیں دوسری زوجہ سے دو دختر اور تین پسر ۱۔ سید محمد محسن خاں ۲۔ سید علی حسن خاں ۳۔ سید حامد حسن خاں تولد ہوئے ایک دختر کا عقد سید غلام حسنین خاں ابن سید محمد بخش خاں عرف کلو دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد حکیم سید علی نذر ابن سید محبوب علی دانشمند سے ہوا۔ موصوف نے ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء میں رحلت فرمائی مادۂ تاریخ از سید اکبر حسین عبرت۔ یافت قصرِ دلربایانِ جناں۔ (۱۲۹۳)

سید محمد محسن خاں ابن سید محمد حسن خاں۔ رئیس محترم کامل علم معقول و منقول قبل غدر حکام وقت نے عطائے تحصیلداری و عہدۂ تھانیداری پر سرفراز کیا تھا۔ مگر زمانۂ غدر کی افراتفری سے بددل ہو کر ملازمت سے دست کشی اختیار کر لی۔ لیکن صاحب توقیر اور حکام رس رہے۔ جس زمانے میں ہولی اور محرم ساتھ آیا تو مسٹر وال صاحب جوائنٹ مجسٹریٹ مراد آباد بہت مشوش اور مضطرب تھے۔ سید محمد محسن خاں کے ذریعہ معاملہ روبہ اصلاح ہوا کہ تین سال تک اہل ہنود نے رسوم ہولی کی ادائیگی معطل رکھی۔ نیز موضع کانٹھ میں جب فساد ہوا تب بھی موصوف کے ساتھ جا کر امن و امان قائم کرنے میں مددگار رہے۔ جس کا شکریہ میور صاحب لفٹیننٹ گورنر بہادر نے مراد آباد کے دربارِ عام میں ادا کیا۔ اپنے پدر عالی قدر کی وفات کے بعد تمام محکموں کے افسروں سے رسوخ و ارتباط پیدا کیا۔ آپ نے چند آلات کنویں سے پانی نکالنے کے ایجاد کر کے نمائش میں تمغے حاصل کئے۔ کمیٹی مراد آباد۔ لکھنؤ اور کلکتہ کے ممبر رہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید محمد بخش خاں ابن سید کریم بخش خاں دانشمند سے ہوا۔ جو لاولد رہیں۔ دوسرا عقد شرافت النساء دختر سید مقصود علی ابن سید غلام حسن دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور چار پسر ۱۔ سید محمد مستحسن خاں ۲۔ سید ریاض حسن خاں عرف ننھے خاں ۳۔ سید فیاض حسن خاں ۴۔ سید محمود حسن خاں تولد ہوئے۔ ایک دختر مجید النساء کا عقد سید غلام مصطفےٰ ابن سید قربان علی دانشمند سے ہوا دوسری دختر حسینہ خاتون کا عقد حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین

دانشمندسے ہوا۔ تیسری دختر ام البنین کا عقد حکیم سید حیدر نذر ابن حکیم سید علی نذر دانشمندسے ہوا۔ آپ نے ۳ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۰ جون ۱۸۹۱ء کو وفات پائی۔ تاریخ وفات۔ از سید اکبر حسین صاحب عبرت بجنت رفتہ۔ زین دام بلا پاک (۴۲) سید محمد مستحسن خاں۔ ابن سید محمد محسن خاں۔ ولادت تقریباً ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء رئیس تنش حکام رس۔ اول محکمہ ریلوے میں انسپکٹر رہے۔ پھر ریاست اندور میں تحصیلدار رہے۔ آخر محکمہ رجسٹری میں سب رجسٹرار ہو کر پنشن یاب ہوئے۔ آپ کا عقد فصیح النساء عرف فضو دختر حاجی سید قربان حسین ابن سید احمد رضا دانشمندسے ہوا۔ آپ نے دو پسر ۱ سید محمد احسن خاں ۲ سید انوار حسن خاں کو عقب چھوڑ کر تقریباً رمضان ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں رحلت فرمائی۔ آپ نے ایک قسم کا ٹیوب ویل ایجاد کیا تھا جس کو گورنمنٹ نے پسند کیا تھا۔ بڑا آرڈر آنے والا تھا کہ فوت ہوگئے۔ (۴۳) سید محمد احسن خاں ابن سید محمد مستحسن خاں۔ ولادت ۹ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۸۷۲ء۔ چند مدت عارضہ ضعف بصر میں مبتلا رہ کر گوشہ نشین رہے۔ آپ کا عقد مومنہ خاتون دختر سید سراج حسین ابن سید غلام زین العابدین عرف بلاقی محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ موصوف کے دو دختر اور چار پسر ۱ سید لطف حسن خاں ۲ سید جمیل حسن خاں ۳ سید نائب حسن خاں عرف گھمو ۴ سید ولی حسنین خاں تولد ہوئے۔ ایک دختر و ایک پسر سید جمیل حسن خاں کمسن فوت ہوئے۔ دوسری دختر خدیجہ خاتون کا عقد سید طاہر حسن ابن سید زائر حسن دانشمندسے ہوا۔ آپ نے ۲ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء کو رحلت فرمائی۔ (۴۴) سید لطف حسن ابن سید محمد احسن خاں ولادت یکم رجب ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ محکمہ رجسٹری میں ۳۳ سال ملازمت کرکے ۱۸ ذالحجہ ۱۳۸۵ھ ۱۰ اپریل ۱۹۶۶ء کو پنشن یاب ہوئے۔ امروہہ میں مقیم ہیں۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد معین دولت دختر سید قمر الحسن ابن سید عترت حسین ساکن دربار کلاں سے ہوا دوسرا عقد کنیز بانو دختر سید ابن محمد ابن سید محمد دربار کلاں سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر لطف زہرا منکوحہ سید منتجب حسن ابن سید مشتاق حسین ساکن محلہ سٹھی۔ دوسری دختر صائمہ خاتون منکوحہ سید علی مدد ابن سید جعفر مدد ساکن محلہ قاضی زادہ دوسری زوجہ سے چار دختر تولد ہوئیں ۱ ذکیہ خاتون ۲ حضور زہرا ۳ عابدہ خاتون ۴ اسلامیہ خاتون تین پسر سید حضور الحسنین سید عالیجاہ حسن سید محمد ہمایوں تولد ہوئے (۴۵) سید حضور الحسنین ابن سید لطف حسن ولادت ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۴۹ء سائنس میں انٹر پاس ہیں۔ امروہہ میں مقیم ہیں (۴۵) سید عالیجاہ حسن ابن سید لطف حسن ولادت ۲۰ شوال ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۶۱ء۔ زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔ (۴۵) سید محمد ہمایوں ابن سید لطف حسن ولادت ۲۳ صفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۶۴ء زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔

(۴۴) سید نائب حسن عرف گھمو ابن سید محمد احسن خاں۔ ولادت ۳ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۱۰ء۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد کنیز عذرا دختر مولوی سید سجاد حسین ابن سید محمد تقی محلہ کٹکوئی سے ہوا۔ بعد انتقال زوجہ دوسرا عقد بتول عذرا دختر سید وحید حسن ابن سید نظیر حسن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید نواب الحسن عرف سید نائب حسنین دوسری زوجہ سے دو دختر ۱ وقار فاطمہ ۲ اربعین فاطمہ زیر تعلیم اور تین پسر ۱ سید وقار الحسنین ۲ سید اقبال حسنین ۳ سید ذوالفقار حسنین تولد ہوئے۔ (۴۵) سید نواب الحسن عرف سید نائب حسنین۔ ابن سید نائب حسن ولادت ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۳۹ء زیر تعلیم۔ مقیم امروہہ۔ آپ کا عقد مسرور زہرا دختر سید ہادی حسن ابن سید لطافت حسین محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔

(۴۵) سید وقار الحسنین ابن سید نائب حسن ولادت ۱۸ شوال ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۹ء انٹر سائنس

کے طالب علم مقیم امروہہ۔ (۴۵) سید اقبال حسنین ابن سید نائب حسن ولادت ۷ر رمضان سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۸ر اپریل
سنہ ۱۹۵۶ء زیر تعلیم مقیم امروہہ۔ (۴۵) سید ذوالفقار حسنین ابن سید نائب حسن ولادت سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق سنہ ۱۹۶۰ء زیر
تعلیم مقیم امروہہ (۴۴) سید ولی حسنین ابن سید محمد احسن خاں ولادت ۱۲ر رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۴ر مارچ سنہ ۱۹۲۷ء مجرد
مسلوب العقل مقیم امروہہ۔ سید انوار حسن خاں زائر ابن سید ممتحن خاں۔ ولادت سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء۔ آپ
جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء میں ہمراہ قافلۂ حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین و سید فیاض حسن خاں وغیرہم براستہ
کوئٹہ بلوچستان زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام سے مشرف ہو کر عراق کی زیارت سے شرفیاب ہو کر ۱۲ر صفر سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق
۱۲ر مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو وطن واپس ہوئے۔ آپ کی والدہ فصیح النسا اور خوش دامن معصوم النسا دختر سید سلامت علی زوجہ قاضی
سید ابوالحسن قاضی زادہ آپ کے ہمسفر تھیں۔ مرض نزول الماء میں مبتلا تھے۔ آپ کا عقد آمنہ خاتون دختر قاضی سید ابوالحسن عرف
حسنا ابن قاضی سید غفور بخش قاضی زادہ مقیم دانشمند سے ہوا تین دختر اور ایک پسر سید انور حسن عرف سید اسرار حسن تولد ہوئے۔
ایک دختر مشہدیہ خاتون کا عقد مولوی سید علی حسن ابن سید ذکی حسن محلہ ستو سے ہوا۔ دوسری دختر مہدیہ خاتون کا عقد سید
محمد عسکری ابن سید عابد حسین محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ تیسری دختر رضویہ خاتون کا عقد مولوی سکندر حسن فہیم ابن سید جواد حسین
شمیم دانشمند سے ہوا۔ ۹ر شوال سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۲ء کو فوت ہوئے (۴۴) سید انور حسن عرف سید اسرار حسن
ابن سید انوار حسن خاں۔ ولادت ۲۳ر رمضان سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۰۵ء۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد نفیرہ خاتون
دختر سید رشید علی ابن سید رضا علی محلہ گذری سے ہوا۔ متعدد اولاد کے بعد ایک دختر مطیع زہرا منکوحہ سید علی سجاد ابن سید
سبط رسول محلہ گذری باقی رہی۔ دوسرا عقد معظمہ خاتون دختر حاجی سید معظم حسنین ابن حاجی سید اعزاز حسنین محلہ گذری سے ہوا۔
چار دختر اور ایک پسر سید شاندار حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر ماہ زہرا کا عقد سید عسکری رضا ابن سید امام رضا دانشمند سے ہوا۔
دوسری دختر تصویر زہرا کا عقد سید غلام حسنین ابن سید علی احمد محلہ بچدرہ سے ہوا۔ تیسری دختر عطیہ زہرا کا عقد سید شان رضا
ابن سید مصطفےٰ احسن زیدی ساکن چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ چوتھی دختر امان زہرا زیر تعلیم ہے آپ مقیم امروہہ ہیں۔
(۴۵) سید شاندار حسن ابن سید اسرار حسن ولادت ۲۰ر ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ر جولائی سنہ ۱۹۳۴ء
بی۔ اے۔ بی۔ ٹی تک تعلیم یافتہ۔ آپ کا عقد مہر النسا عرف نازنین دختر سید عزادار حسین ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔
امروہہ میں مقیم ہیں (۴۲) سید ریاض حسن خاں عرف ننھے خاں۔ ابن سید محمد محسن خاں۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۲۷۶ھ
مطابق سنہ ۱۸۵۹ء عرصہ تک محکمہ رجسٹری میں سب رجسٹرار رہے سنہ ۱۳۱۳ھ مطابق سنہ ۱۸۹۵ء میں استعفا دے کر خانہ نشین ہو گئے
امروہہ میں میونسپل کمشنر رہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد طاہرہ خاتون دختر حکیم سید علی نذر ابن سید محبوب علی دانشمند
سے ہوا۔ دوسرا عقد امینہ خاتون دختر سید سراج الدین حیدر ابن سید نجیب الدین صفدر محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ
سے دو دختر اور ایک پسر سید احسان حسن خاں تولد ہوئے۔ ایک دختر مطاہرہ خاتون کا عقد مولانا سید محمد ابن حجۃ الاسلام مولانا
سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ محلہ دانشمند سے ہوا۔ کہ ایک پسر سید محمد عابد کو چھوڑ کر فوت ہو گئیں۔ دوسری دختر مومنہ خاتون کا
عقد سید سعید حسن ابن سید ذکی حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے پانچ دختر اور دو پسر ۱۔ سید گل حسن خاں ۲۔ سید شمس الحسن
خاں بکمسن فوت تولد ہوئے اور ایک دختر کمسن فوت ہوئی۔ ایک دختر ام عامرہ کا عقد حاجی سید سرکار حسن ابن سید انجم حسن دانشمند
سے ہوا۔ دوسری دختر حسینہ خاتون کا عقد سید تصویر علی ابن سید شبیر علی جعفری ساکن محلہ چکلی سے ہوا تھا کہ نوجوان بلا عقب فوت

ئی۔ تیسری دختر نایاب دولت کا عقد سید ناطق حسین ابن حاجی سید مصطفےٰ محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چوتھی دختر نسیم زہرا کا عقد سید نور احمد ابن سید ولی حسین (گوپی والے) محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ آپ نے ۲۰ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۲۹ء کو رحلت فرمائی

(۴۳) **سید احسان حسن** ابن سید ریاض حسن خاں۔ ولادت ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد سفینہ خاتون دختر سید غلام مصطفےٰ ابن سید فرمان علی دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر ہوئی تھی کہ مادر و دختر فوت ہو گئیں۔ دوسرا عقد آفرین دولت دختر سید عسکری حسن ابن سید تفضل حسین ساکن جٹو دیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ تین دختر اور تین پسر ۱ سید سلطان حسن ۲ سید فیضان حسن ۳ سید فرقان حسن کمسن فوت تولد ہوئے ایک دختر سلطان فاطمہ کا عقد سید ریاست حسین ابن سید کرامت حسین زیدی ساکن سہارنپور سے ہوا۔ دوسری دختر شمیم زہرا کا عقد سید محمد علی ابن سید شجر حسن ساکن محلہ سٹھی سے ہوا۔ تیسری دختر اعجاز فاطمہ کا عقد سید حسین محمد ابن سید محمود حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ آپ نے ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں رحلت فرمائی۔

(۴۴) **سید سلطان حسن** ابن سید احسان حسن ولادت ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء آپ ۱۰ رجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء کو پاکستان آئے۔ ریلوے میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد فاطمہ صغرا دختر سید سعید حسن ابن سید ذکی حسن دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید فرمان حسن ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں ہوا تھا۔ کہ یہ زوجہ فوت ہو گئیں۔ دوسرا عقد شمیم فاطمہ عرف ببن دختر سید جلیس حسن ابن سید آل احمد ساکن محلہ گندری سے ہوا۔ اس زوجہ سے دو دختر شان زہرا اور حسن زہرا تولد ہوئیں۔ کمسن زیر تعلیم ہیں۔ اور دو پسر ۱ سید شمیم حیدر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں ۲ سید نسیم حیدر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں تولد ہوئے زیر تعلیم ہیں۔

(۴۴) **سید فیضان حسن** ابن سید احسان حسن۔ ولادت ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء آپ ۲۷ ذالحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آئے اور الیکٹریکل انجینئرنگ کے کنٹریکٹر ہیں۔ خوش حال ہیں۔ آپ کا عقد فاطمہ زہرا دختر سید گل حسن اپنے چچا کی دختر سے ہوا۔ پانچ دختر ہیں ۱ شائستہ یاسمین ۲ رضیہ بانو ۳ فرحت بانو ۴ رخسانہ جبیں ۵ فرح ناز اور چار فرزند ہیں ۱ سید اقبال حیدر ولادت ۱۳ رجب ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۴۸ء ۲ سید تقی حیدر ولادت ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء ۳ سید عباس حیدر ولادت ۱۲ شوال ۱۳۸۱ھ ۱۹ مارچ ۱۹۶۳ء ۴ سید سجاد حیدر ولادت ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ء۔ سب زیر تعلیم ہیں۔

(۴۳) **سید گل حسن** ابن سید ریاض حسن خاں ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء۔ کچھ عرصہ فوج میں ملازم رہے۔ پھر محکمہ آبپاشی میں امین مقرر ہوئے۔ آپ کا عقد تمکینہ خاتون دختر سید شبیر علی ابن سید ذاکر علی جعفری دہلوی ساکن محلہ چکلی سے ہوا۔ ایک دختر فاطمہ زہرا منکوحہ سید فیضان حسن ابن سید احسان حسن دانشمند اور دو پسر ۱ سید نثار الحسن ۲ سید شجاع الحسن تولد ہوئے موصوف ۱۹ ذالحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء کو عین شباب میں اچانک فوت ہوگئے

(۴۴) **سید نثار الحسن** ابن سید گل حسن ولادت ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء تاریخی نام نصیر رضا۔ میٹرک تک پڑھا ہے۔ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے۔ موٹر اور بجلی کا کام سیکھا۔ الیکٹریکل سپروائزر کا امتحان پاس کیا۔ اپنے نام سے ایک کمپنی قائم کرکے کراچی میں بفراغت بسر کر رہے ہیں۔ اول تو آپ کا نکاح شباب فاطمہ دختر سید سرکار حسن ابن سید انجم حسن دانشمند سے ہوا تھا مگر بعد میں قبل شادی علیحدگی ہوگئی۔ تب آپ کا عقد قمر فاطمہ دختر سید حسن رضا ابن سید فیاض حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر ستارہ جبیں عرف رانی کمسن موجود ہے۔ تین پسر ۱ سید ریاض حیدر ولادت ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء ۲ سید ممتاز حیدر ولادت ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء ۳ سید منور حیدر ولادت ۱۳۸۸ھ

مطابق ۱۹۶۸ء میں تولد ہوئے (۴۴) سید شجاع الحسن ابن سید گل حسن ۔ ولادت ۲۳ر رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق
۸ر دسمبر ۱۹۳۵ء۔ آپ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے۔ میٹرک پاس کر کے برادر کلاں کی ہمراہی میں بجلی کا کام کرتے ہیں۔
آپ کا عقد مختار بانو دختر سید محمود حسن ابن سید حامد حسن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید کمال حیدر کی ولادت ۱۳۸۲ھ
مطابق ۱۹۶۲ء میں ۲ سید افضال حیدر کی ولادت ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ زیر تعلیم ہیں۔

۱۸۶۵
(۴۲) سید فیاض حسن خاں زائر ابن سید محمد محسن خاں۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۹۶۵ء تلاوت
کلام اللہ کے شایق دولت دنیا سے خوشحال۔ آپ کا عقد سیدہ خاتون دختر سید علی حسن خاں ابن سید محمد حسن خاں چچا کی دختر سے ہوا۔
ان سیدہ خاتون کے کوئی بھائی نہ تھا۔ ترکہ پدری ساتھ لائیں۔ بڑی مخیرہ و سیر چشم تھیں۔ شادی کے بعد عرصہ تک بے اولاد رہیں آپ
جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۰۱ء میں براہ کوئٹہ بلوچستان بہمراہ اہلیہ سیدہ خاتون حاجی سید مرتضیٰ حسین صاحب دانشمند
کے قافلے میں زیارت شاہ خراسان سے مشرف ہوتے ہوئے پھر کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین و سامرہ کی زیارات سے مشرف ہوئے۔
اور ۱۲ر صفر ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۰۲ء کو وطن مراجعت فرمائی۔ دو دختر اور ایک پسر سید حسن رضا تولد ہوئے۔ ایک دختر
فاطمہ خاتون کا عقد سید محمد نور عین ابن حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر خاتون دولت کا عقد سید
خادم حسین ابن سید قاسم حسین ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ آپ نے ۲۸ر ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۸ر مئی
۱۹۳۹ء کو رحلت فرمائی۔

(۴۳) سید حسن رضا ابن سید فیاض حسن خاں۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۳ھ مطابق
۱۹۰۵ء صاحب جائیداد کثیر تھے۔ جو تلف ہو گئی۔ پرخلوص و پرجوش ذاکر امام حسین علیہ السلام تھے۔ مرثیہ تحت اللفظ پڑھنے
میں لاجواب تھے۔ مرثیہ پڑھنے کے طور و طریق میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے گویا مکمل مشاق و ماہر فن تھے۔ آپ کا عقد ہاشمیہ خاتون
عرف چاند دختر سید آل احمد ابن حاجی آل علی محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ چھ دختر اور ایک پسر سید علی رضا تولد ہوئے۔ ایک
دختر بتول دولت کا عقد سید صفدر علی ابن سید ثقہ علی محلہ گذری سے ہوا دوسری دختر رباب بانو کا عقد سید محبوب حسن
بن سید محمود حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر حسین فاطمہ کا عقد اول سید حسن جی کاظم ابن سید محمد کاظم دانشمند سے ہوا کہ
شوہر نے رحلت کی تب عقد ثانی سید ماہر حسین ابن سید زائر حسین بدھ بانقوی مقیم دانشمند سے ہوا چوتھی دختر جعفرہ خاتون
کا عقد سید محمود نذر ابن سید عسکری نذر محلہ آستی سے ہوا۔ پانچویں دختر شباب بانو کا عقد سید علی امام ابن سید محمد امام محلہ
شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چھٹی دختر قمر فاطمہ کا عقد سید نثار الحسن ابن سید گل حسن دانشمند سے ہوا۔ آپ کے تصرف میں ایک
غیر کفو عورت بھی تھی جس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ نے ۹ر شوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۰ء کو امروہہ میں وفات پائی۔

(۴۴) سید علی رضا ابن سید حسن رضا ۔ ولادت تقریباً ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء۔ ذاتی محنت اور شوق سے میٹرک
پاس کیا۔ دہلی میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد امیر بانو دختر سید وصی حیدر ابن سید وہاج الدین محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ پانچ
دختر تولد ہوئیں ۱ اختر بانو ۲ کنیز سکینہ ۳ غدیر بانو ۴ اربعین بانو ۵ نامعلوم۔ سب زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔

(۴۲) سید محمود حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء قانون داں۔ ایک پاؤں میں سقم
آگیا تھا۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد ملیح النساء دختر سید قربان علی ابن سید مقصود علی دانشمند سے ہوا۔ کہ یہ زوجہ لاولد فوت
ہوئی۔ دوسرا عقد شہر بانو دختر سید ابن علی ابن سید محمد تقی نقوی مقیم دانشمند (بیوہ سید حامد حسن ابن سید حامد حسن خاں)
سے ہوا۔ ایک دختر نایاب فاطمہ منکوحہ سید شباب الحسن ابن سید رضی حسن محلہ گذری اور چار پسر ۱ سید نایاب حسن ۲ سید
مقصود حسن ۳ سید محبوب حسن ۴ سید حسین محمد تولد ہوئے۔ آپ نے تقریباً ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں وفات پائی۔

(۴۳) سید نایاب حسن ابن سید محمود حسن خاں ولادت ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۲ء آپ ۱۳۶۹ھ مطابق
۱۹۴۹ء میں پاکستان کراچی میں آگئے۔ ڈاکیارڈ میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد امیر بانو دختر مولوی سید زین العابدین ابن سید حسین
لکڑہ سے ہوا۔ ایک پسر تولد ہو کر فوت ہوا۔ پانچ دختر ۱ نسرین بانو ۲ نصرت بانو ۳ ظل ہما ۴ معراج فاطمہ ۵ شگفتہ بانو
اور دو پسر ۱ سید محمد محسن عرف محمد میاں ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں ۲ سید شہزاد حسن ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں
تولد ہوا۔ سب زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید مقصود حسن ابن سید محمود حسن خاں۔ ولادت ۷ رجب ۱۳۴۳ھ مطابق یکم
فروری ۱۹۲۵ء آپ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے۔ سروے آف پاکستان میں اپر ڈویژن کلرک تھے۔ ۱۳۸۵ھ مطابق
۱۹۶۵ء میں پنشن یاب ہوئے۔ اب ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ خوشحال ہیں۔ آپکا عقد منظورہ خاتون دختر مطلقہ سید آل عمران ابن حاجی
سید آل احمد محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱ سید حسن امام ۲۱ رجب ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۵۵ء کو ۲ سید حسین امام ۱۳ شوال
۱۳۸۴ھ ۱۵ فروری ۱۹۶۵ء کو تولد ہوا۔ ایک دختر عمران فاطمہ کا عقد سید اکبر حسین ابن سید معتبر حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔
دوسری دختر گوہر فاطمہ۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید محبوب حسن ابن سید محمود حسن خاں ولادت تقریباً ۱۳۴۵ھ
مطابق ۱۹۲۶ھ۔ امروہہ میں ایک شعبۂ دستکاری کھولا ہے بہت سی مستورات فائدہ پارہی ہیں۔ آپ کا عقد رباب بانو دختر
سید حسن رضا ابن سید فیاض حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱ تنویر فاطمہ ۲ تصویر فاطمہ تولد ہوئیں زیر تعلیم
ہیں۔ تین پسر ۱ سید محمد تقی ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں ۲ سید محمد نقی ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں ۳ سید بہادر حسین
۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں تولد ہوئے سب زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید حسین محمد ابن سید محمود حسن خاں ولادت تقریباً
۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۸ء باروزگار ہیں۔ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان آئے آپ کا عقد اعجاز فاطمہ دختر سید
حسان حسن ابن سید ریاض حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱ نرجس فاطمہ ۲ انجم فاطمہ زیر تعلیم ہیں۔ دو پسر تولد ہوئے
ایک پسر سید منتظر مہدی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں دوسرا پسر سید حسن مہدی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں تولد ہوا۔
سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۱) سید علی حسن خاں ابن سید محمد حسن خاں مداح اہلبیتؑ۔ مجالس کے دلدادہ۔ امام باڑہ
سید اکبر علی دانشمند میں بلند پایہ ذاکرین کو مدعو کرتے تھے۔ اور دامے درمے ہر طرح کی خدمت سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ ۱۲۹۹ھ
مطابق ۱۸۸۱ء میں لکھنؤ سے سید مہر علی انس اور ان کے فرزند سید ہادی وحید کو بلا کر پڑھوایا۔ اور کثیر نذر پیش کی۔ آپ نے
ایک چھاپہ خانہ جاری کیا تھا۔ اور اخبار بھی نکالا تھا۔ آپ کا عقد کنیز فضہ دختر سید علی الدین ابن سید قمر الدین دانشمند سے ہوا۔
کوئی فرزند نہیں ہوا صرف ایک دختر سیدہ خاتون منکوحہ سید فیاض حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند تولد ہوئیں۔ آپ
کے عقد متعہ میں ایک زن غیر کفو بھی رہی مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دختر سیدہ خاتون جائیداد پدری شوہر کے گھر لے گئیں آپ
نے ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء میں رحلت فرمائی۔ تاریخ وفات انیس سید اکبر حسین عبرت۔ بانت علیشے جاوداں اندر جناں۔ (۴۱)
سید حامد حسن خاں ابن سید محمد حسن خاں۔ ولادت تقریباً ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۷ء محکمہ فوجداری میں ملازم تھے استعفا
دیدیا۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید محمد نقی ابن سید اظہر علی نقوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے دو دختر اور ایک
پسر تولد ہوا کہ مادر و مولود فوت ہوگئے۔ دوسرا عقد دختر سید عنایت حسین ابن سید مراد علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ اس زوجہ
سے ایک دختر اور تین پسر ۱ سید محامد حسن ۲ سید مظاہر حسن ۳ سید مشاہد حسن تولد ہوئے۔ ایک زن غیر کفو سے بھی نکاح کیا جو
لاولد رہی۔ دختر کربلائی خاتون کا عقد اول سید ناظم حسین ابن سید ملازم حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا تھا کہ شوہر فوت ہوگئے تب

دوسرا عقد سید عسکری رضا ابن سید موسیٰ رضا محلہ بقر قصابان سے ہوا (۴۲) سید محامد حسن ابن سید حامد حسن خاں۔ ولادت
۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء۔ آپ کا عقد شہر بانو دختر سید ابن علی ابن سید محمد تقی نقوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ دو دختر اور ایک پسر
سید محمد حسن عرف ممی تولد ہوئے۔ ایک دختر کمسن فوت ہوئی۔ دوسری دختر حسین بانو کا عقد سید التقی احسن ابن سید ارتضیٰ احسن ساکن
محلہ گندری سے ہوا۔ آپ کی وفات ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔

(۴۳) سید محمد حسن عرف ممی ولادت ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء آپ کا عقد دختر شیخ محمد حسنین ابن شیخ حسین بخش ساکن
محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر تولد ہوئے۔ ایک دختر نازک بانو کا عقد لطیف حیدر ابن انور حسن ساکن موضع عثمان پور سے
ہوا۔ دوسری دختر اعجاز فاطمہ کا عقد علی رضا ابن جرار حسین ساکن موضع سرسی سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد عباس ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء
میں دوسرا پسر سید علی عباس ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں تیسرا پسر سید محمد ہادی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں تولد ہوا۔ سب
مقیم امروہہ ہیں (۴۲) سید مظاہر حسن ابن سید حامد حسن خاں۔ ولادت ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء جواں مرگ ہوئے
لاعقب رہے۔ (۴۲) سید مشاہد حسن ابن سید حامد حسن خاں ولادت تقریباً ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء۔ آپ کا عقد انیسہ خاتون
دختر سید ناصر حسین یتیم ابن سید باقر حسین نقوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ چار پسر تولد ہوئے۔ ۱۔ سید مجاہد حسن عرف مجن ۲۔ سید
مہاجر حسن ۳۔ سید مصور حسن ۴۔ سید مسیب حسن موصوف نے ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو انتقال فرمایا۔ (۴۳)
سید مجاہد حسن عرف مجن ابن سید مشاہد حسن ولادت تقریباً ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء اردو انگریزی پڑھ کر کلوتھنگ فیکٹری
شاہجہاں پور میں ملازم رہے۔ ۲۶ صفر ۱۳۶۰ھ ۲۵ مارچ ۱۹۴۱ء کو اپنے خالہ زاد بھائی سید انتخاب حسن۔ و سید مسعود حسن ابن
مولوی سید بشیر حسن شفاعت پوتہ و سید علی نواز ابن سید صغیر حسن دانشمند دریائے کھنوت میں نہانے کو گئے۔ یہ ایک کنڈ میں پھنس گئے۔
ان کے بھائی سید انتخاب حسن بچانے کو دوڑے وہ بھی ڈوب گئے۔ سید مسعود حسن و سید علی نواز نے سید سرور حسن ابن سید مسعود حسن دانشمند
کو خبر کی۔ حکام فیکٹری و ضلع کی کوشش بلیغ کے بعد لاشیں نکلیں تو دفن کیا گیا۔ اب شاہجہاں پور میں کنوارے شہید کے نام سے مشہور
ہیں۔ ہر سال ان کی قبروں پر عرس ہوتا ہے۔ (۴۳) سید مہاجر حسن ابن سید مشاہد حسن۔ ولادت ۲۳ رمضان ۱۳۴۰ھ مطابق
۱۹۲۲ء اعلیٰ قابلیت منشی اور سی ٹی کی سندیں حاصل ہیں۔ اپنے خاندان میں واحد ایم۔ اے بی۔ ایڈ ہیں۔ آپ ۷ شوال ۱۳۷۰ھ مطابق
۱۱ جولائی ۱۹۵۱ء کو پاکستان آئے۔ کراچی میں مکان بنالیا ہے۔ محکمہ تعلیم کراچی میں صدر مدرس ہیں۔ شاعر ہیں۔ عاصی تخلص ہے۔ غزلیات
قصاید، سلام، نوحے خوب لکھتے ہیں۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ ہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد ام فروہ دختر سید ریاضت اللہ
ابن سیادت اللہ ساکن محلہ گندری سے ہوا۔ کہ زوجہ لاولد فوت ہوگئی۔ دوسرا عقد شائستہ خاتون دختر سید عاقل حسین ابن حاجی سید حسین مثنی
ساکن محلہ کٹکوئی سے ہوا۔ چار دختر ۱۔ شگفتہ بانو ۲۔ دفت بانو ۳۔ شاداب بانو ۴۔ شباب فاطمہ ۵۔ فاطمہ کمسن فوت تولد ہوئیں اور تین پسر ۱۔
سید مظاہر حسن ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ مطابق ۹ جنوری ۱۹۵۲ء کو ۲۔ سید مطاہر حسن یکم محرم ۱۳۷۴ھ مطابق ۳۰ اگست
۱۹۵۴ء کو تولد ہو کر دونوں کمسن فوت ہوگئے۔ ۳۔ سید محمد حسن حامد ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۵۷ء کو
تولد ہوا۔ زیر تعلیم ہے (۴۳) الحاج سید مصور حسن ابن سید مشاہد حسن ولادت ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء۔ آپ ۱۱ محرم
۱۳۶۷ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ اپنا مکان بنالیا ہے۔ آپ نے مکینیکل ڈرافٹسمین کا امتحان پاس
کیا ہے اور مشین ڈرائنگ کا ڈپلوما لندن سے حاصل کیا ہے۔ پاکستان ائیر فورس میں سینیئر ڈرافٹسمین ہیں۔ آپ نے ۱۳۹۰ھ مطابق
۱۹۷۰ء میں حج اکبر ادا کیا ہے۔ سادات کوآپریٹیو سوسائٹی کے سرگرم ممبر ہیں۔ اس سوسائٹی کے قائم کرنے اور آباد کرنے میں

انتہائی کوشش کی۔ آپ سوسائٹی کے رکن ہیں۔ آپ کا عقد امیر بانو دختر سید ذوی الاقتدار حسین عرف دارا ابن سید مہدی علی دانشمند
سے ہوا۔ چار دختر ۱ تصویر زہرا ۲ تنویر زہرا ۳ توقیر زہرا ۴ تفسیر زہرا تولد ہوئیں زیر تعلیم ہیں۔ (۳۷) الحاج سید مسیب حسن
ابن سید مشاہد حسن اسم تاریخی اصغر مہدی۔ ولادت ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء آپ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ جنوری ۱۹۵۱ء میں پاکستان
آئے کراچی میں مکان بنایا۔ این۔ ای۔ ڈی انجینئرنگ کالج کراچی سے الیکٹریشن کی سند لیکر پی۔ آئی۔ اے کی جانب سے سعودی عرب
ائیر لائن کمپنی میں کام سکھانے پر متعین ہیں خوشحال ہیں۔ آپ آٹھ مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔ دریں اثنا حجاج کی ہر طرح
خدمت کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا عقد مقصورہ خاتون دختر سید علی محمد قیصر واسطی ابن سید زوار احمد ساکن محلہ بچپرہ سے ہوا۔ دو دختر
۱ انتظار فاطمہ ۲ ماہ زہرا تولد ہوئیں اور تین پسر ۱ سید منتظر مہدی ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں ۲ سید قمر مہدی ۱۳۸۳ھ
مطابق ۱۹۶۳ء میں ۳ سید ظفر مہدی ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۳۸) سید رحیم بخش
عرف بسنا ابن سید غلام مرتضیٰ۔ صاحب عزت و حشمت۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید نجابت اللہ عرف بیگا ابن سید
سعادت اللہ عرف سید علی نواز خاں دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد محلہ جھیوڑہ کے کسی سید صاحب کی دختر سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے تین
پسر تولد ہوئے ۱ سید حسین بخش ۲ سید حیدر بخش ۳ سید قادر بخش دوسری زوجہ سے تین دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر
منکوحہ سید محمد بخش خاں ابن سید کریم بخش خاں دانشمند۔ دوسری دختر منکوحہ سید امانت علی ابن سید حسین رضا دانشمند تیسری
دختر منکوحہ سید فتح علی ابن سید غوث علی دانشمند (۳۹) سید حسین بخش ابن سید رحیم بخش ایام جوانی عیش میں بسر کئے۔
آپ کا عقد دختر سید حشمت علی ابن سید کریم اللہ دانشمند سے ہوا۔ دو دختر اور ایک پسر سید مہربان علی تولد ہوئے۔ ایک دختر
منکوحہ سید محمد علی ابن سید بدرالدین عرف کھگو ساکن محلہ جھیوڑہ۔ دوسری دختر منکوحہ سید سجاد علی ابن سید بہادر علی دانشمند تھیں۔
(۴۰) سید مہربان علی ابن سید حسین بخش۔ ریاست رام پور اور سرکار انگریزی میں ملازمت کی۔ آپ کا عقد دختر سید عاشق علی ساکن
محلہ نوبت خانہ سے ہوا۔ ایک دختر حسین بانو منکوحہ سید مہدی علی ابن سید عظیم علی دانشمند اور تین پسر ۱ سید نثار حسین ۲ سید
فدا حسین ۳ سید ضامن حسین تولد ہوئے۔ آپ نے مرض طاعون میں وفات پائی۔ اسی روز سید اکرم علی ابن سید یوسف علی
دانشمند بھی فوت ہوئے تھے۔ دونوں کی تاریخ وفات از سید اکبر حسین عبرت یہ ہے۔ ز دام گاہ فنا را ہئے جناں گشتند۔ جس
سے ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

(۴۱) سید نثار حسین ابن سید مہربان علی ولادت ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء اول مولوی ابراہیم علی رئیس بچھراؤں کے
ملازم رہے۔ پھر سرکار انگریزی کی ملازمت کی۔ آخر شاہ جہاں پور میں ایک رئیسہ برکت بی بی کے ملازم و معتمد ہوئے۔ ممبر
ڈسٹرکٹ بورڈ شاہ جہاں پور رہے۔ موضع پھلوتیہ ضلع شاہ جہاں پور میں حقیت خریدی۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد زہرا
خاتون دختر مولوی سید احمد علی ابن سید امانت علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد بعد وفات زوجۂ اول محمود النساء دختر خورشید علی ساکن
پھنڈیڑی، پرگنہ بچھراؤں سے کیا۔ زوجہ اول سے ایک دختر رافیہ خاتون منکوحۂ سید ذکی حسن ابن سید محمد نذر دانشمند اور تین پسر ۱ سید ظل
حسین عرف سید ۲ سید ظل احمد عرف سیادت ۳ سید مجاہد حسین تولد ہوئے۔ دوسری منکوحہ سے ایک پسر سید شاکر حسین تولد ہوئے۔ آپ
۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں اپنے فرزند ظل حسین کے ہمراہ حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین کے قافلے میں عازم زیارات عتبات
عالیات ہوئے۔ مگر اثنائے سفر میں جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ ستمبر ۱۹۰۱ء میں فوت ہوئے۔ (۴۲) الحاج سید ظل حسین عرف
سید ابن سید نثار حسین ولادت ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء شاہ جہاں پور محکمہ کورٹ آف وارڈس میں ملازم رہے۔ دو دفعہ

حج و زیارات سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۰۱ء میں ہمراہ قافلۂ حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین زیارات مشہد مقدس و عراق سے شرفیاب ہوکر شرف حج سے مشرف ہوئے دوسری دفعہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں حج بیت اللہ سے شرفیاب ہوئے واپسی پر خانہ نشین ہوگئے۔ آپ کا عقد آپ کے چچا سید فدا حسین کی دختر کلاں ماجدہ خاتون عرف ماجو سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱ سید علی اختر۔ ۲ سید محمد مبین (کم سن فوت) تولد ہوئے۔ ایک دختر واجدہ خاتون منکوحۂ سید یاور مدد ابن سید احمد مدد محلہ قاضی زادہ کہ ایک پسر سید اکبر مدد کو عقب چھوڑ کر جوان فوت ہوئی۔ دوسری دختر فاطمہ خاتون منکوحۂ سید آل ہاشم ابن حاجی مولوی سید آل محمد ساکن محلہ گذری = تیسری دختر صغرا خاتون منکوحہ سید منور رضا ابن سید حامد حسن ساکن محلہ قاضی زادہ کہ یہ بھی نوجوان فوت ہوئی۔ آپ ۹ محرم ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو فوت ہوئے (۴۳) حاجی سید علی اختر زوار ابن الحاج سید ظل حسین۔ یہ نام تاریخی ہے۔ آپ کی ولادت ۴ رجب ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۸۹۴ء کو ہوئی۔ نور المدارس دانشمندان میں الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین سے علم فارسی عربی حاصل کیا۔ کچھ عرصہ ریاست بلہرہ کورٹ آف وارڈ میں ملازم رہے۔ پھر محکمہ بندوبست میں امین رہے۔ بعد ازاں دہلی میں مقیم ہوگئے۔ آپ نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء پاکستان آکر کراچی میں راشن شاپ کھول لی۔ اب کورنگی میں ذاتی مکان اور دوکان ہے۔ خوش حال اور فارغ البال ہیں دو دفعہ زیارات سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں اور دوسری دفعہ ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء میں زیارات مشہد و عراق سے شرفیاب ہوئے۔ آپ کا عقد صادقہ خاتون دختر سید صفدر علی ابن سید اکبر علی ساکن محلہ صابون گران سے ہوا۔ ایک دختر کاظمہ بانو منکوحۂ سید باقر حسین ابن سید مصطفےٰ احسن ساکن محلہ کٹرہ غلام علی اور ایک پسر سید حسن اختر تولد ہوا۔ (۴۴) **سید حسن اختر** ابن سید علی اختر زوار۔ ولادت ۲۶ شعبان ۱۳۴۵ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۲۷ء لائق خوش اخلاق۔ آپ ۱۲ ذیعقد ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرکے الیکٹریکل سپروائزر کا امتحان پاس کیا ڈاکیارڈ کراچی میں ملازم ہیں۔ گورنمنٹ پاکستان کی طرف سے ریڈیو کے کام کی اعلیٰ ٹریننگ کے واسطے آسٹریلیا گئے اور اعلیٰ سند حاصل کی۔ آپ نے اعلیٰ پیمانے پر ایک پولٹری فارم (مرغی خانہ) کھولا ہے آپ کا عقد حسین بانو دختر سید ظفر احمد ابن سید صفدر علی ساکن محلہ جعفری بھوکا سے ہوا۔ تین دختر ۱ جمال زہرا ۲ کمال زہرا ۳ ہلال زہرا۔ تین پسر ۱ سید ظل حسنین ۷ ذیعقد ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء کو ۲ سید ظل سبطین ۲۵ محرم ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ۳ سید ظل ثقلین ۲۹ رجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۶۰ء کو تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔

(۴۶) **سید ظل احمد عرف سیادت** ابن سید نثار حسین ولادت تقریباً ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء چند عرصہ ملازمت کے بعد اپنی زمینداری کے موضع بھلوتیہ میں مقیم رہے۔ پھر حقیت فروخت کرکے امروہہ آگئے۔ تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کا عقد صابرہ خاتون اپنے چچا سید فدا حسین کی دختر سے ہوا (دوسرا عقد ایک غیر کفو سے بھی کیا تھا جو لاولد رہی) پہلی زوجہ سے ایک دختر مہاجرہ خاتون منکوحہ سید ناظر حسین ابن سید طاہر حسین ساکن محلہ لکڑیاں (جو جوان مرگ ہوئی اور دو پسر سید علی حسین و سید مظاہر حسن کو عقب چھوڑا) اور ایک پسر سید محمد احمد کو عقب چھوڑ کر ذیعقد ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۷ء میں وفات پائی۔

(۴۷) **سید محمد احمد** ابن سید ظل احمد عرف سیادت ولادت تقریباً ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء۔ ہنرمند تھے کرایک

۹۷

دانۂ چاول پر سورہ توحید مع نام و پتہ تحریر کر لیتے تھے۔ آخر میں بعارضۂ فساد خون مبتلا ہو گئے۔ آپ کا عقد مشاہدہ خاتون دختر سید حسن جعفر عرف پیارے جان ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔ دو دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر مظاہرہ خاتون کا عقد سید امیر رضا ابن سید حمید حسن ساکن محلہ سدروزے سے ہوا۔ دوسری دختر زائرہ خاتون کا عقد سید علی نذر ابن سید عسکری نذر محلہ سعفی سے ہوا۔ اولاد ذکور نہ تھی۔ تقریباً ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں فوت ہوئے۔

(۴۲) سید مجاہد حسین جوہر ابن سید نثار حسین ولادت تقریباً ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء انشا پرداز اور شاعر۔ اصلاح معاشرت کی کئی کتابیں لکھیں کچھ دن کلکٹری بدایوں میں ملازم رہے۔ جوہر پریس قائم کیا۔ اول ایک رسالہ بعد میں ایک ہفت روزہ اخبار بنام "اتحاد" نکالا۔ عرصہ تک پریس اور اخبار جاری رہا۔ آخر بند ہو گیا۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد وصی النسا دختر حکیم سید علی نذر ابن سید محبوب علی دانشمند سے ہوا جو لاولد رہیں۔ دوسرا عقد فاطمہ خاتون دختر سید شیدا علی ابن سید رضا علی محلہ گذری سے ہوا یہ بھی لاولد رہیں۔ تیسرا عقد ایک زن غیر کفو حشمت نامی سے ہوا۔ اس زوجہ سے۔ دو پسر ۱۔ سید مجاہد حسین نوشہ ۲۔ سید مشاہد حسین عرف دولہا۔ تولد ہوئے۔ آپ نے تقریباً ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں رحلت کی۔ (۴۳) سید مجاہد حسین عرف نوشہ ابن سید مجاہد حسین جوہر۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد سیدہ خاتون دختر سید امداد علی عرف پہلوان علی ابن استاد دلاور علی محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک پسر سید خورشید حیدر تولد ہوا۔ زوجہ اول کی وفات کے بعد دوسرا عقد دختر سید زاہد حسین ابن سید بندہ علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ لاولد رہی۔ تیسرا عقد شفیعہ خاتون دختر سید عمران علی ابن سید نبی بخش ساکن محلہ بگلہ سے ہوا (جو بیوہ تھیں) لاولد رہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی حیات میں ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں جوان مرگ ہوئے۔ (۴۴) سید خورشید حیدر ابن سید مجاہد حسین نوشہ۔ یہ تاریخی نام ہے۔ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں تولد ہوئے۔ آپ کا عقد عابدہ خاتون دختر سید مقیم علی عرف بلّو ابن سید ابراہیم علی دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر خورشید بانو منکوحہ سید محمد رضا ابن سید شبیر حسین محلہ منشی دربار کلاں باقی رہی آپ نے بھی عالم شباب میں ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں رحلت کی۔

(۴۳) سید مشاہد حسین عرف دولہا ابن سید مجاہد حسین جوہر۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء۔ آپ کا عقد حسن فاطمہ دختر سید بدرالحسن عرف چھنو ابن سید ظہور حسن چنو والے محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ اولاد ذکور نہیں ہوئی۔ ایک دختر چندن منکوحہ سید عطا حسین ابن سید زوار حسین ساکن بیگم سرائے تولد ہوئیں۔ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء میں نوجوان فوت ہوئے۔

(۴۲) سید شاکر حسین ابن سید نثار حسین ولادت ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء۔ سادہ لوح پھلوپہ ضلع شاہجہاں پور میں زمیندار و کاشتکار تھے۔ آپ کا عقد شریعت النساء دختر سید مصباح الحسن ابن سید اصغر حسین دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور تین پسر ۱۔ سید مشکور حسین ۲۔ سید سرور حسین ۳۔ سید شاہ نجف تولد ہوئے۔ ایک دختر عشرتی خاتون کا عقد سید سرور حسین ابن سید قدرت علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسری دختر رئیسہ خاتون کا عقد سید وہاج الحسن ابن سید ساجد حسین ساکن پھنڈیڑی مراد آباد سے ہوا۔ تیسری دختر کنیز بانو کا عقد سید رشید نذر ابن سید سعید نذر ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ آپ ۸ رجمادی الآخر ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۷ء کو فوت ہوئے۔ (۴۳) سید مشکور حسین ابن سید شاکر حسین ولادت ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء۔ آپ کا عقد اول منورہ خاتون دختر سید نبی حسین عرف کالے ابن سید اولاد حسن دانشمند سے ہوا کہ زوجہ لاولد فوت ہوئی تب دوسرا عقد ممتاز بانو دختر سید حمزہ حسن ابن سید طالب حسین ساکن محلہ شفاعت پور سے

ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید احمد حسنین ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں ۲۔ سید آل حسنین ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں
تولد ہوا۔ زیر تعلیم ہیں۔ دختر بلقیس بانو کا عقد سید ظفریاب حیدر ابن سید حسن ضیا ساکن بھندیڑی مراد آباد سے ہوا۔ آپ نے
۱۲ جمادی الآخر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو رحلت کی۔ (۴۳) سید مسرور حسین ابن سید شاکر حسین۔ ولادت ۱۳۲۷ھ مطابق
۱۹۰۹ء محکمہ پولیس میں ہیڈ کانسٹبل ہیں۔ آپ کا عقد صالحہ خاتون دختر مولانا سید خورشید حسن ابن مولوی سید بدر الحسن دانشمند
سے ہوا۔ تین دختر اور تین پسر ۱۔ سید مسعود حسن ۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۴۱ء کو تولد ہوئے جو بی اے پاس
ہیں ۲۔ سید متقی حسنین ۵ شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۴۷ء کو تولد ہوئے میٹرک پاس ہیں ۳۔ سید مظہر حسنین ۲۴ رمضان ۱۳۶۸ھ
مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۹ء کو تولد ہوئے زیر تعلیم ہیں۔ ایک دختر منورہ خاتون کا عقد سید ہاشم رضا ابن سید علی رضا ساکن رسولپور
سے ہوا۔ دوسری دختر مصدقہ خاتون اور تیسری محمودہ خاتون زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید شاہ نجف ابن سید شاکر حسین ولادت
۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء۔ نابینا ہیں بھائی کے پاس رہتے ہیں۔ آپ کا عقد ممتاز بانو دختر سید حمزہ حسن بیوہ برادر سے ہوا۔
(۴۱) سید فدا حسین ابن سید مہربان علی ولادت تقریباً ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء خلیق۔ آپ کا عقد عرف جمی دختر
سید اشرف علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ اولاد ذکور نہیں ہوئی۔ تین دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر ماجدہ خاتون
عرف ماجو کا عقد حاجی سید ظل حسین عرف سید ابن سید نثار حسین چچا کے پسر سے ہوا۔ دوسری دختر صابرہ خاتون عرف صابو کا عقد سید
ظل احمد عرف سیادت چچا کے پسر سے ہوا۔ تیسری دختر معہ والدہ فوت ہوئی۔ موصوف کی وفات ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں
ہوئی۔ (۴۱) سید ضامن حسین ابن سید مہربان علی ولادت تقریباً ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ء کچھ عرصہ پیلی بھیت میں محکمہ
جنگلات میں ملازم رہے اور بہ آرام و آسائش رہے۔ آپ کا عقد دختر سید علی احسن ابن سید منظور احمد محلہ لکڑہ سے ہوا ایک پسر
کمسن فوت دوسرے سید ظفر احمد تولد ہوئے۔

(۴۲) سید ظفر احمد ابن سید ضامن حسین ولادت تقریباً ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء۔ علم رمل میں ماہر۔ عمل
صلب مرض میں کامل۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون دختر سید محمد شریف ابن سید محمد شاہ ساکن محلہ بگلہ سے ہوا۔ ایک دختر کنیز زہرا
منکوحہ سید متبرک حسین ابن سید تبارک حسن ساکن محلہ حقانی اور ایک پسر سید ابن حیدر عرف سید علی حیدر تولد ہوئے۔ آپ
نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۷۰ء کو رحلت کی (۴۳) سید ابن حیدر عرف سید علی حیدر
ابن سید ظفر احمد۔ قوت بازو سے روزی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کا عقد زہرا نوانہ دختر سید طہیر حسن زوار ابن سید امیر حسن زوار
دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ فاطمہ زہرا ۲۔ نسیم زہرا اور پانچ فرزند ۱۔ سید حیدر رضا ۲۔ سید محمد علی ۳۔ سید علی امام
۴۔ سید حسن امام ۵۔ سید حسین امام زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔ (۳۹) سید حیدر بخش ابن سید رحیم بخش۔ آپ کا
عقد دختر سید کریم بخش خاں ابن سید غلام مرتضیٰ دانشمند سے ہوا (جو زوجہ افغانیہ کے بطن سے تھی) ایک دختر کمسن فوت
اور تین پسر ۱۔ سید صفدر حسین ۲۔ سید مظفر حسین ۳۔ سید تفضل حسین تولد ہوئے (۴۰) سید صفدر حسین
ابن سید حیدر بخش۔ آپ وکیل تھے۔ آپ کا عقد آپ کے چچا سید قادر بخش کی دختر زینب خاتون سے ہوا۔ مگر قبل از رخصتی
جوان فوت ہوئے (۴۰) سید مظفر حسین ابن سید حیدر بخش ولادت تقریباً ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء۔ قانون وکالت
پڑھ کر منصفی امروہہ میں کامیاب وکیل تھے۔ علاوہ ترکہ پدری چند مواضعات و باغات میں معقول حقیت حاصل کی حکام
وقت میں با اقتدار و اعتبار تھے۔ آپ کے چار عقد ہوئے۔ ایک عقد زینب عرف بھتو اپنے چچا سید قادر بخش کی دختر

بیوہ برادر متوفی سے کیا۔ دوسرا عقد ایک پٹھانی مسماۃ نجبن سے کیا جو لاولد رہی تیسرا عقد مسماۃ منصب غیر کفو غیر سادات سے کیا یہ بھی لاولد رہی۔ چوتھا عقد مسماۃ زبیدہ خاتون دختر شیخ امیر علی ساکن دربار کلاں سے کیا۔ پہلی زوجہ سے تین پسر سید اعجاز حسین ۲ سید افضل حسین ۳ سید اجمل حسین تولد ہوئے۔ زوجہ چہارم مسماۃ زبیدہ سے دو دختر اور ایک پسر مسلم حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر مسلمہ خاتون کا عقد سید عسکری حسن ابن سید ضیغم الدین ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسری دختر محسنہ خاتون کا عقد بشیر حسن ابن کریم الدین ساکن چاہ ملاماں سے ہوا۔ آپ کی وفات تقریباً ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں ہوئی

(۴۱) سید اعجاز حسین ابن سید مظفر حسین۔ ولادت تقریباً ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء سررشتہ افیون میں بحیثیت محرر ملازم ہوئے۔ ترقی کرکے عہدہ گماشتہ یعنی داروغہ سے پنشن یاب ہوئے۔ آپ کے تین زوجہ تھیں۔ ایک زوجہ دختر سید سخاوت علی ابن حکیم سید محمود حسن ساکن محلہ قاضی زادہ۔ اس زوجہ سے ایک پسر تولد ہوکر کمسن فوت ہوا۔ اور ایک دختر کنیز فاطمہ عرف دھمو منکوحہ سید انصار حسین ابن سید ابرار حسین نقوی مقیم دانشمندان تولد ہوئی۔ دوسری زوجہ ایک غیر سادات غیر کفو عورت مسماۃ سارہ تھی کہ یہ زوجہ لاولد رہی تیسری زوجہ بھی غیر سادات غیر کفو بیوہ مسماۃ سلیمن تھی اس زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید اعزاز حسین تولد ہوئے۔ دختر عزیز فاطمہ عرف دھنو کا عقد اول سید سردار حسین ابن سید افضل حسین چچا کے پسر سے ہوا تھا کہ بعد مفارقت سید منزول احمد ابن سید مقبول احمد ساکن محلہ بخشی سے ہوا۔ آپ نے ۱۹ رمضان ۱۳۴۶ھ ۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء کو رحلت کی۔ (۴۲) سید اعزاز حسین ابن سید اعجاز حسین۔ آپ کا عقد دختر زن ناکتخدا سید شمس الحسن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ (۴۱) سید افضل حسین زوار ابن سید مظفر حسین۔ ولادت تقریباً ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ء فریس۔ ملکیہ حکام رس تھے۔ آپ ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں بہمراہی الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین زیارات عتبات عالیات عراق سے شرفیاب ہوئے۔ آپ کا عقد کنیز فضہ عرف منڈھو دختر سید مظہر علی ابن سید وزیر علی دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور چار فرزند ۱ سید سرور حسین ۲ سید افسر حسین ۳ سید فرزند حسن ۴ سید سردار حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر مصطفائی خاتون کا عقد سید ضمیر حسن ابن سید امیر حسن دانشمند (ماموں کے پسر) سے ہوا۔ دوسری دختر مرتضائی خاتون کا عقد سید شمس الحسن ابن سید فیاض حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ تیسری دختر صغیرہ خاتون کا عقد سید معصوم احمد ابن سید آل محمد ساکن محلہ بخشی سے ہوا۔ چوتھی دختر انیسہ خاتون کا عقد سید ثامن حسن ابن سید ضامن حسین دانشمند وکیل سے ہوا۔ آپ نے ۵ شعبان ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۱۳ء کو وفات پائی۔

(۴۲) سید سرور حسین ابن سید افضل حسین۔ ولادت ۵ ذیعقد ۱۳۰۵ھ ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء عیالاف۔ زراق چندروز لکھیا رہے۔ بعد میں محکمہ کا بجی ہاؤس میں محرر ہوگئے۔ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں پنشن یاب ہوئے آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد قیمہ خاتون دختر سید وہاج الحسن ابن سید عباس علی محلہ سدو سے ہوا۔ دوسرا عقد بلقیس فاطمہ دختر سید ابوالقاسم ساکن محلہ چاہ غوری سے ہوا۔ تیسرا عقد شفیعہ خاتون دختر سید عمران علی ابن سید نبی بخش ساکن محلہ بنگلہ بیوہ سید مجاہد حسن نوشہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو پسر سید انور حسن وحید حسن تولد ہوکر کمسن فوت ہوگئے اور یہ پاکستان کراچی میں آکر فوت ہوئیں۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر و تین پسر ۱ سید تہور حسین ۲ سید تصور حسین کمسن فوت ۳ سید منور حسین تولد ہوئے۔ دختر نور زہرا کا عقد سید کرار حسین ابن سید علمدار حسین جعفری ساکن مرادآباد سے ہوا۔ آپ امروہہ میں مقیم ہیں۔

(۴۳) سید منور حسین ابن سید سرور حسین ولادت ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء۔ میٹرک تک تعلیم ہے۔ آپ کا عقد مبشرہ خاتون دختر

سید غلام السیدین ابن سید ضمیر الحسن موسوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ تہور حسین ابن سید سرور حسین ولادت ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء آپ کا عقد سید فرزند حسن کی دختر اظہار فاطمہ سے ہوا (۴۲) سید افسر حسین ابن سید افضل حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء تقسیم ملک کے بعد ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ مکان بنا لیا ہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد حمیدہ خاتون دختر سید امیر حسن ابن سید مظہر علی ماموں کی دختر سے کیا۔ کہ زوجہ عالم جوانی میں ایک پسر چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ بعدش پسر بھی فوت ہو گیا دوسرا عقد صادقہ خاتون دختر سید مرتضیٰ حسین ابن حافظ سید محمد حسن ساکن محلہ مجاپوتہ (اپنے چچا کی بیوہ سے کیا) اسی زوجہ سے ایک دختر حسین فاطمہ منکوحہ سید علی رضا ابن سید حکیم رضا دانشمند اور تین پسر ۱ سید حسین محمد ۲ سید مظفر حسین ۳ سید حسن احمد تولد ہوئے۔ (۴۳) سید حسین محمد ابن سید افسر حسین ولادت ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء گھڑی سازی کا کام جانتے ہیں۔ کہیں ملازم نہیں۔ آپ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ آپ کا عقد تسکینہ خاتون دختر سید مصطفےٰ احسن ابن سید مرتضیٰ حسین ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ دو دختر نسرین فاطمہ و نسیم فاطمہ اور تین پسر ۱ سید حسین احمد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں ۲ سید حسن احمد ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں ۳ سید حسن اصغر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔

(۴۳) سید مظفر حسین ابن سید افسر حسین ولادت ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء دستکار ہیں۔ آپ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں آپ کا عقد انیسہ خاتون دختر سید مظاہر حسن ساکن شاہی چبوترہ سے ہوا۔ دو دختر ۱ شمیم فاطمہ ۲ شاہین فاطمہ اور چار پسر ۱ سید ظفر حسن ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں ۲ سید اشرف حسین ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء میں ۳ سید مشرف حسین ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں ۴ اور ممتاز حسن ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا۔ سب زیر تعلیم ہیں۔

(۴۳) سید حسن احمد عرف پنا ابن سید افسر حسین۔ ولادت ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء۔ دستکار ہیں۔ آپ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ آپ کا عقد جعفرہ خاتون دختر سید محبان علی ابن سید منور علی ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ تین پسر ۱ سید مختار حسین ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں ۲ سید وقار حسن ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳۶۶ء میں تیسرا سید معراج الحسن ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۹ء میں تولد ہوا۔ سب زیر تعلیم ہیں۔

(۴۲) سید فرزند حسن ابن سید افضل حسین ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء آپ کو گھوڑوں کی سواری میں پوری مہارت حاصل ہے۔ مکمل شہسوار ہیں۔ قابل تعریف حد تک فن اسپ داری میں کامل ہیں کچھ عرصہ امروہہ میونسپلٹی میں ملازم رہے آخر ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں مستقلاً پاکستان میں آکر کراچی میں مقیم ہو گئے ہیں بہمہ وجوہ صاحب حیثیت و فریس ہیں۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون عرف حجی دختر سید آل علی ابن سید نیاز علی ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ تین دختر ۱ اور ایک پسر سید ابن حسن تولد ہوئے۔ ایک دختر حسن فاطمہ منکوحہ سید ابو محمد ابن سید ابو الحسن ساکن محلہ جعفری (بھوکا) دوسری دختر نثار فاطمہ منکوحہ سید حسین محمد ابن سید مسرور حسن ساکن محلہ کٹرہ غلام علی تیسری دختر اظہار فاطمہ کا عقد سید تہور حسین ابن سید سرور حسین اپنے تایا کے پسر سے ہوا۔

(۴۳) سید ابن حسن ابن سید فرزند حسن۔ ولادت ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۷ء بامروت و عزت آپ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ جاوید پریس کراچی میں معمولی تنخواہ پر ملازم ہو کر اپنی ذاتی محنت و کاوش سے میکنک کا ہنر حاصل کیا۔ حسن خدمت اور رات دن کی کد و کاوش سے اس فن میں مہارت تامہ حاصل کی۔ اخبار جنگ کراچی میں جب چھاپہ خانے کی تازہ ترین مشینیں آئیں تو ان مشینوں کی تنصیب کے لئے چند انگریز انجینئر بھی ساتھ آئے۔ ان کے ساتھ کام کرتے اور سیکھتے رہے۔

اور اب اپنے فن میں مہارت تامہ حاصل کرکے جاوید پریس کراچی میں فورمین ہیں۔ اور ماشاء اللہ بڑی تنخواہ پا رہے ہیں۔ کراچی میں کوٹھی نما
مکان بنالیا ہے بفراغت تمام مصروف حیات ہیں ولایت سے جو مشین آئی ہے زرکثیر خرچ کرکے اپنی ذہانت سے اس سے اعلیٰ معیار کی
مشین پاکستان میں بنائی ہے جس کی قیمت لاکھوں روپیہ ہے۔ گویا پاکستان میں پریس کی اعلیٰ مشین کے موجد ہیں اور بایں ہمہ منکسر المزاج ہیں
شجرہ نسب سادات نقوی دانشمندان ابنائے سید العلماء زبدۃ الفضلا حاجی سید محمد اشرف دانشمند کا اس خوبصورتی سے چھپوانا
ان ہی کا مرہون منت ہے۔ بہرحال خاندان میں قابل رشک شخصیت ہیں۔ آپ کا عقد مقام فاطمہ عرف قمو دختر سید معظم علی ابن
سید احسن علی ساکن محلہ نوگیاں سے ہوا چھ دختر ع۱ گلزار فاطمہ ع۲ جمال فاطمہ ع۳ کمال فاطمہ ع۴ گلنار فاطمہ ع۵ تراب
فاطمہ ع۶ مبابلہ خاتون اور دو پسر ایک سید محمد حسن تاریخی نام عبید صغیر ۱۳ رجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۵۷ء کو
دوسرا پسر سید ثمر حسن تاریخی نام سید منظور حسن۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۶۸ء کو تولد ہوا۔ سب بچے
زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) سید سردار حسین ابن سید افضل حسین ولادت تقریباً ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء آپ کا عقد
خورشید بانو دختر سید داد علی ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا (جو بیوہ تھیں) آپ عین عالم جوانی میں ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں
فوت ہوئے ایک پسر سید سرفراز حسین کو عقب چھوڑا۔ (۴۳) سید سرفراز حسین ابن سید سردار حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۵۶ھ
مطابق ۱۹۳۷ء۔ آپ تقسیم ملک کے بعد پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوگئے۔ بجلی کا کام کرتے ہیں۔ آپ کا عقد حسین بانو دختر سید حسین مہدی
ابن سید مہدی علی ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ دو دختر ع۱ شان زہرا ع۲ حسن زہرا کم سن فوت تولد ہوئی۔ ایک پسر سید محمد عباس ۱۷
شعبان ۱۳۸۸ھ ۹ نومبر ۱۹۶۸ء کو تولد ہوا جو کم سن فوت ہوگیا۔ (۴۱) سید اجمل حسین ابن سید مظفر حسین۔ ولادت
تقریباً ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء سادہ لوح۔ آپ کا عقد سلمہ خاتون دختر سید حیدر علی ابن سید حسین بخش ساکن محلہ مجاپوتہ سے
ہوا۔ چار دختر ع۱ سعیدہ خاتون منکوحۂ سید تقی حسن ابن سید رضی حسن ساکن محلہ نخششی ع۲ تمکینہ خاتون منکوحۂ سید حمزہ حسن ابن سید طالب حسین
محلہ شفاعت پوتہ ع۳ رفیقہ خاتون کم سن فوت ہوئی ع۴ شفیقہ خاتون منکوحۂ سید زمرد حسن ابن سید ظفر حسن ساکن محلہ لکڑہ اور ایک پسر
سید محمد جعفر عرف سید باقر حسین تولد ہوئے۔ آپ نے تقریباً ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں وفات پائی۔ (۴۲) سید باقر حسین
ابن سید اجمل حسین ولادت تقریباً ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء بذریعہ تجارت شیر اکل حلال حاصل کرتے تھے۔ مرثیہ سوزخوانی
ننھیال سے ورثہ میں ملی تھی۔ ذاکر حسین تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد کاظمی بیگم ساکن لکھنؤ سے ہوا۔ دوسرا عقد
طاہرہ خاتون دختر سید آل نبی ابن سید بشیر علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ دونوں زوجہ سے دختران تولد ہوکر کم سن فوت
ہوگئیں۔ آپ نے ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۲ء کو وفات پائی۔ (۴۱) سید مسلم حسین ابن سید
مظفر حسین ولادت تقریباً ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء جوان صالح۔ کار خیاطی سے واقف، آپ کا عقد صادقہ خاتون
دختر سید مرتضیٰ حسن ابن حافظ سید محمد حسن ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ دو پسر ع۱ سید عطا حسین ع۲ سید محمد محسن کو عقب چھوڑ
عالم شباب میں فوت ہوئے (۴۳) سید عطا حسین ابن سید مسلم حسین ولادت ۱۳۳۸ھ ۱۹۱۹ء آپ ۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آئے آپ کے دو عقد دہلی کی سیدانیوں
سے ہوئے ایک پسر سید اعجاز حسین موجود ہے (۴۴) سید محمد محسن ابن سید مسلم حسین ولادت تقریباً ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء آپ تقسیم ملک
کے بعد ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ سٹی کورٹ میں ملازم ہوئے۔ گھڑی سازی کا کام جانتے تھے۔ آپ کا
عقد محمودہ خاتون دختر سید مصطفیٰ حسن ابن سید ابوالحسن ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دو دختر ع۱ محسنین فاطمہ بی اے منکوحۂ
سید منور حسین ابن سید خورشید حسن ساکن محلہ چھیوڑہ (جن کا خاندان محلہ چھیوڑہ سے جبل پور جا رہا تھا اور اب کراچی میں مقیم ہے)
ع۲ مہتاب فاطمہ زیر تعلیم ہے (۴۰) سید تفضل حسین ابن سید حیدر بخش۔ آپ کا عقد دختر سید فضل امام ابن سید عنایت علی

دانشمند سے ہوا تھا کہ بیہودہ مذاق میں سید قاسم حسین ابن سید حیدر حسین نے چاقو مار کر قتل کر دیا اور ان کی بیوہ معروف مسماۃ قونی نے
تمام عمر بیوگی میں گذار دی۔ (۳۹) سید قادر بخش ابن سید رحیم بخش آپ کا عقد دختر سید حسین بخش ابن سید ولایت علی محلہ
مجاپوتہ سے ہوا۔ دو دختر چھوڑ کر انتقال کیا۔ ایک دختر کا عقد سید محمد نقی ابن سید اظہر علی نقوی محلہ دانشمندان سے ہوا۔ دوسری دختر زینب
کا عقد اول سید صفدر حسین ابن سید حیدر بخش سے ہوا تھا۔ کہ شوہر قبل خلوت فوت ہو گئے بعد ازاں عقد ثانی سید مظفر حسین ابن سید
حیدر بخش چچا کے پسر سے ہوا۔ سید قادر بخش بلا عقب پسری فوت ہوئے۔

(۳۷) سید غلام حسن عرف سعادت بخت ابن سید غلام احمد خاں۔ یادداشت منصبداران عہد محمد شاہ بادشاہ جو مولانا
سید اعجاز حسن صاحب کے پاس سے برآمد ہوئی اس میں ان کا منصب ان کے بھائی سید غلام مرتضیٰ کے برابر بارہ ہزار دام از
سد نس خریف تنخواہ تحریر ہے۔ موصوف صاحب توقیر اور وسعت معیشت میں مرفہ الحال تھے آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک
عقد دختر سید عبد اللہ عرف سید تاج محمود خاں ثانی ابن سید تاج محمود خاں (اپنے چچا کی دختر) سے ہوا۔ زوجہ اول کے انتقال
کے بعد ستر سال کی عمر میں دوسرا عقد دختر سید کریم اللہ ابن سید محمد نیاز دانشمند سے کیا۔ کہ آپ ان کے مختار عام تھے۔ پہلی زوجہ
سے ایک پسر سید علی بخش اور دوسری زوجہ سے ایک دختر اور تین پسر ۱۔ سید مقصود علی ۲۔ سید محبوب علی ۳۔ سید ارشاد علی
تولد ہوئے۔ دختر دولت النساء کا عقد سید علی بخش ابن سید عنایت بخش عرف براتی ساکن محلہ صابون گران سے ہوا۔ (۳۸) سید علی بخش
ابن سید غلام حسن۔ محترم خاندان تھے۔ آپ کا عقد دختر سید تہور علی ابن سید مراد علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر ۱۔
منکوحہ سید دوست علی ابن سید حسین رضا دانشمند ۲۔ منکوحہ سید ولایت علی ابن سید فضل علی عرف ننھو ساکن محلہ گذری اور
تین پسر ۱۔ سید سعادت علی۔ ۲۔ سید اعظم علی ۳۔ سید مبارک علی تولد ہوئے۔ آپ نے سنہ ۱۲۴۷ھ مطابق سنہ ۱۸۳۱ء میں وفات پائی۔
(۳۹) سید سعادت علی ابن سید علی بخش زمرہ سواران سرکار انگریزی ملازمت کر کے باعزت زندگی بسر کی۔ آپ کا عقد مسماۃ فیض النساء دختر
سید علی بخش ابن سید عنایت بخش عرف براتی ساکن محلہ صابون گران (جعفری) سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ منکوحہ حکیم سید علی نذر ابن سید
محبوب علی دانشمند ۲۔ سلامت النساء منکوحہ سید محمد حسنین عرف حسین علی ابن سید مردان علی محلہ صابون گران (جعفری) اور ایک پسر سید اصغر حسین تولد
ہوئے (۴۰) سید اصغر حسین ابن سید سعادت علی۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید عنایت حسین ابن
مولوی سید نجیب الدین دانشمند سے ہوا۔ کہ لاولد رہیں دوسرا عقد دختر سید علی نذر ابن سید مصاحب علی ساکن محلہ
شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چار دختر اور تین پسر ۱۔ سید انوار الحسن ۲۔ سید مصباح الحسن ۳۔ سید ضیاء الحسن تولد ہوئے۔
سید انوار الحسن اور ایک دختر کم سن فوت ہوئی۔ دوسری اور تیسری دختر کا عقد یکے بعد دیگرے سید ابرار حسین ابن سید
علی حسین ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ چوتھی دختر ساجدہ خاتون کا عقد مولوی سید بدر الحسن ابن مولوی سید اکبر حسین دانشمند
سے ہوا۔ (۴۱) سید مصباح الحسن ابن سید اصغر حسین آپ کا عقد کنیز فضہ دختر سید آل نبی ابن سید اولاد علی دہلوی
مقیم دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر شریعت النساء منکوحہ سید شاکر حسین ابن سید نثار حسین تولد ہوئی۔ آپ کے کوئی اولاد
نرینہ باقی نہ رہی۔ اپنے پدر عالی قدر کے سامنے سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء میں مرض وبائے طاعون میں وفات پائی۔

اس موقع پر مناسب یہ ہے کہ سید آل نبی ابن سید اولاد علی دہلوی کے خاندان کی کچھ تفصیل درج کر دی جائے۔
اول تو مولوی سید اکبر حسین عبرت نے کتاب تصدیہ میں اس خاندان کو دہلوی لکھا ہے۔ پھر محلہ دانشمندان کے معمر ترین بزرگوں
۱۔ سید جرار حسین ابن سید زوار حسین دانشمند ۲۔ سید حسن جعفر ابن سید مہدی علی نے جو کچھ بتلایا۔ اور سید نبی حسین عرف

کالے ابن سید اولاد حسین نے جو کچھ لکھ کر دیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ واضح ہو کہ اس خاندان کے کسی لڑکے کی شادی محلہ دانشمندان میں نہیں ہوئی اور سات لڑکیوں کی شادی اس محلہ میں یہ تفصیل ذیل ہوئی۔ سید ببر علی ابن سید باقر علی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ جاگیردار تھے اور ایام غدر ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں دہلی سے مراد آباد ہوتے ہوئے امروہہ محلہ دانشمندان میں آکر مقیم ہوئے تھے۔ آپ کے دو پسر ۱۔ سید وزیر علی ۲۔ سید غضنفر علی اور ایک دختر بھی ساتھ آئی۔ دختر کا عقد سید احسان علی ابن سید عبدالباقی دانشمند سے ہوا۔ سید وزیر علی ابن سید ببر علی محلہ چکلی امروہہ میں ساکن ہوئے۔ جن کے فرزند ۱۔ سید ذاکر علی ۲۔ سید جعفر علی ۳۔ سید نیاز علی کی اولاد و احفاد محلہ چکلی میں باعزت مسکن گزین ہیں۔ سید غضنفر علی ابن سید ببر علی محلہ دانشمندان میں مقیم رہے ان کے چار فرزند ۱۔ سید اولاد علی ۲۔ سید امداد علی ۳۔ سید امیر علی ۴۔ اسد علی اور دو دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر کا عقد سید تاج محمود ابن سید غلام بدیع الدین عرف گمانی دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید بہادر علی ابن سید کریم اللہ دانشمند سے ہوا۔ سید اولاد علی پسر اکبر سید غضنفر علی۔ آپ کے دو فرزند توام ہیئے ۱۔ سید عنایت نبی ۲۔ سید آل نبی۔ سید عنایت نبی ابن سید اولاد علی صاحب خیر و خیر اندیش آپ کے ایک فرزند سید مجتبےٰ حسن تولد ہوئے۔ سید مجتبےٰ احسن ابن سید عنایت نبی۔ نیک نفس شریف الطبع اس محلہ میں شیر و شکر ہو کر رہے اور لا ولد فوت ہوئے۔ آپ کی رحلت کے بعد ان کی جائیداد کا مقدمہ نمبر ۳۱۴/۱۹۴۳ء عدالت میں دائر ہوا۔ اور جائیداد شریعت النساء عرف تولی سید آل نبی کی نواسی کے حق میں واگذاشت ہوئی۔ سید آل نبی ابن سید اولاد علی کے دو دختر تولد ہوئیں ۱۔ والدہ سید اظہر علی و سید عاشق علی۔ عرائض نویس ساکنان محلہ کالی پگڑی ۲۔ فضہ زوجہ سید مصباح الحسن ابن سید اصغر حسین دانشمند جن کی دختر شریعت النساء ہوئیں۔ سید امداد علی پسر دوئم سید غضنفر علی ان کے صرف ایک دختر منکوحہ سید صابر علی ابن سید ذاکر علی ساکن محلہ چکلی۔ سید امیر علی پسر سوئم سید غضنفر علی آپ کے دو زوجہ تھیں۔ ایک سیدانی دوسری غیر سادات نامعلوم النسب غیر کفو۔ پہلی زوجہ کی دختر منکوحہ سید علی حسین ابن سید غلام ولی دانشمند دوسری زوجہ سے ایک دختر معصوم النساء تولد ہوئیں۔ ان کا عقد سید منور حسین ابن سید محمد رضا دانشمند سے ہوا۔ سید اسد علی پسر چہارم سید غضنفر علی آپ کے ایک دختر تولد ہوئی جن کا عقد سید غلام ولی ابن سید تاج محمود دانشمند سے ہوا جن کی اولاد و احفاد میں سید نبی حسین عرف کالے ابن سید اولاد حسن دانشمند ہیں۔ تنبیہ۔ سید امیر علی ابن سید غضنفر علی کے ساتھ ایک شخص نامعلوم النسب الٰہی بخش بھی آئے تھے ان کے دو فرزند مقبول حسین اور بندہ حسن ہوئے۔ ان کی اولاد بھی محلہ دانشمندان میں آباد تھی

۔ بندے حسن کے پسر سبط حسن کے دو فرزند کراچی پاکستان میں موجود ہیں جن کی سیادت ثابت نہیں۔

(۴۱) سید ضیاء الحسن ابن سید اصغر حسین۔ زبان فارسی ہندی سے واقف اودے پور میواڑ میں ملازم رہے اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کا عقد راحت النساء دختر سید محمد حسین ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید مقرب حسین ۲۔ سید مصاحب حسین تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید ابراہیم حسین ابن سید ابرار حسین ساکن محلہ سدو سے ہوا۔

(۴۲) سید مقرب حسین ابن سید ضیاء الحسن۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء آپ پہلے سبزی منڈی دہلی میں پھلوں کی آڑہت کا کام کرتے تھے۔ پھر لکھنؤ آکر ناظمیہ عربک کالج میں مدرس ہو گئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد ریاست النساء دختر سید شبیر علی ابن سید امیر علی محلہ دسبار کلاں سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید علی حسین ابن سید فرحت علی نقوی مقیم دانشمندان سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید مشرف حسین تولد ہوئے دوسری زوجہ سے چار دختر اور چار پسر ۱۔ سید عترت حسین ۲۔ سید مصحف حسین ۳۔ سید مونس حسین ۴۔ سید مسرت حسین تولد ہوئے۔ عترت حسین اور مونس حسین اور دختر اول رازقہ خاتون

کم سِن فوت ہوئی۔ دوسری دختر مظاہرہ خاتون کا عقد سید اشرف علی خاں سے ہوا۔ تیسری دختر رفیق فاطمہ کا عقد سید گوہر حسین سے ہوا۔ چوتھی دختر مہ جبین فاطمہ کا عقد سید ضامن حسین سے ہوا۔ آپ نے ۲۳ رشوال سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۳ رفروری سنہ ۱۹۶۷ء کو بمقام دہلی اپنے پسر سید مسرت حسین کے پاس وفات پائی۔ تاریخ وفات از سید مشرف حسین اثر۔

جا کے دہلی آہ سب کو چھوڑ کر — چین سے کنج لحد میں سو گئے
بارگاہ حضرتِ شبیر میں — اے اثرؔ اب وہ مقرب ہو گئے

(۴۳) سید مشرف حسین اثر ابن مقرب حسین۔ ولادت سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ء کچھ عرصہ دہلی ٹرامویز کمپنی میں سپروائزر رہے۔ اب لکھنؤ میں ناظمیہ عربک کالج میں مدرس ہیں۔ دہلی میں قومی خدمات کے صلے میں قوم سے طلائی و نقرئی تمغے حاصل کئے۔ آپ شاعر ہیں۔ اثر تخلص ہے۔ ہر صنفِ سخن میں دستگاہ ہے۔ امروہہ میں ۱۰ رجب کی محفل میلادِ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے بانی ہیں۔ اب لکھنؤ میں بھی یہ محفل منعقد کرتے ہیں۔ لکھنؤ میں علماء، رؤساء و شعراء اور عوام الناس میں ہر دلعزیز ہیں۔ آپ کا عقد محسنہ خاتون عرف چندو لیا دختر مولانا سید خورشید حسن صاحب ابن مولوی سید بدر الحسن دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور ایک پسر سید معروف حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر کنیز فاطمہ منکوحہ سید مقصود الحسن ابن سید محمود الحسن جعفری ساکن پہر سر بعدش مانک پور۔ دوسری دختر مقدسہ خاتون منکوحہ سید محمد حامد ابن مولانا سید محمد صادق دانشمند۔ تیسری دختر ثریا سلطانہ بی اے میں زیر تعلیم ہے۔ چوتھی دختر شہناز فاطمہ میٹرک میں زیر تعلیم ہے۔ (۴۴) سید معروف حسین ابن سید مشرف حسین اثر۔ ولادت سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق سنہ ۱۹۴۴ء بی اے تک پڑھ کر اعلیٰ درجات کو ٹیوشن پڑھاتے ہیں۔ آپ کا عقد دختر سید علی مہدی ابن سید اختر حسین ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ (۴۳) سید مصحف حسین ابن سید مقرب حسین ولادت سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۶ء میٹرک پاس ہیں۔ آپ کا عقد فردوس فاطمہ دختر ڈاکٹر سید عتیق حسن ابن سید عزیز حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ چار دختر اور ایک پسر سید محمد آصف سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق سنہ ۱۹۵۹ء میں تولد ہوا۔ دختران ۱ منور سلطانہ ۲ نزہت سلطانہ ۳ فرزانہ ۴ نیر سلطانہ زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید مسرت حسین ابن سید مقرب حسین۔ انگریزی تعلیم حاصل کر کے دہلی الیکٹرک کمپنی میں مکینک ہیں۔ آپ کا عقد سیدہ خاتون دختر سید مشتاق حسین ابن سید یعقوب حسن ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ ایک پسر سید نصرت حسین ذالحجہ سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق اپریل سنہ ۱۹۶۶ء میں تولد ہوا۔ (۴۲) سید مصاحب حسین ابن سید ضیاء الحسن ولادت سنہ ۱۳۱۳ھ مطابق سنہ ۱۸۹۵ء اول دہلی میں پھر کوئٹہ بلوچستان میں قبل تقسیم ملک مستقلاً قیام کر کے پھلوں کی آڑھت کا کام کرتے تھے۔ آخر میں کراچی آکر مکان بنا لیا۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد راشدہ خاتون دختر سید آل علی ابن سید مہدی علی ساکن سری سے ہوا۔ کہ دو طفل شیر خوار ۱ سید نواب حسن ۲ سید مسعود حسن اور ایک دختر نایاب فاطمہ تولد ہوئی تھی سب معہ والدہ فوت ہو گئے۔ دوسرا عقد غیر سادات بیوہ سعیدہ سے کیا تھا۔ اس زوجہ سے تین پسر ۱ سید مظاہر حسین ۲ سید مجاہد حسین ۳ سید انصار حسین تولد ہوئے۔ تیسرا عقد سنجیدہ خاتون دختر سید محمد نذر ابن سید محمد نذر دربار کلاں سے کیا اس زوجہ سے چار دختر اور تین پسر ۱ سید معاون حسین ۲ سید محاسن حسین ۳ سید مناظر حسین عرف پنودینا اختر تولد ہوئے ایک دختر مہ جبین اختر زیر تعلیم ہے۔ دوسری دختر نگین اختر کا عقد سید ظفر عباس ابن سید غلام عباس زیدی ساکن حال نواب شاہ سے ہوا۔ تیسری دختر نسرین اختر اور چوتھی فرزانہ قمر۔ زیر تعلیم ہیں۔ آپ نے اپنے جوانمرگ فرزند کی رحلت کے چند روز بعد ۱۰ ر ذالحجہ سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲ ر اپریل سنہ ۱۹۶۶ء کو کراچی میں وفات پائی۔ (۴۳) سید مظاہر حسین ابن سید مصاحب حسین

ولادت ۲۶ شعبان سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء ایف ایس سی تک پڑھا ہے۔ فاضل اردو آنرز کا امتحان پاس ہیں۔ ریلوے وائر ٹریننگ اسکول سے سند حاصل کرکے ریلوے میں اورسیر ہیں ہنوز مجرد ہیں۔ (۴۳) سید مجاہد حسین ابن سید مصاحب حسین ولادت سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق سنہ ۱۹۳۵ء پلمبر کا کام سیکھ کر ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ آپ نے کسی غیر کفو عورت سے عقد کر لیا ہے۔ تین دختر اور تین پسر ۱۔ سید محامد حسین کمسن فوت ہوئے ۲۔ سید شاہد حسین سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق سنہ ۱۹۶۵ء میں ۳۔ سید زاہد حسین سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق سنہ ۱۹۶۷ء میں تولد ہوئے سب زیر تعلیم ہیں (۴۳) سید انصار حسین ابن سید مصاحب حسین ولادت سنہ ۱۳۵۷ھ مطابق سنہ ۱۹۳۸ء پلمبر کا کام سیکھ کر ٹھیکیداری کرتے ہیں (۴۳) سید معاون حسین ابن سید مصاحب حسین ولادت سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۶ء زیر تعلیم مقیم کراچی ہیں (۴۳) سید محاسن حسین ابن سید مصاحب حسین ولادت ۱۱ ذالحجہ سنہ ۱۳۶۷ء مطابق ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۸ء ایف ایس سی پاس کیا تھا کہ ۲۴ رجب سنہ ۱۳۸۵ھ ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۶۵ء کو پدر ضعیف کو داغ مفارقت دے گئے (۴۳) سید مناظر حسن ابن سید مصاحب حسین ولادت سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق سنہ ۱۹۶۲ء زیر تعلیم مقیم کراچی ہیں (۳) سید اعظم علی ابن سید علی بخش زبان فارسی اور فن خوشنویسی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ انگریزی فوج میں معزز عہدے پر سرفراز رہے ایام زندگی بہ آرام گذارے۔ آپ کا عقد دختر مولوی سید روشن علی ابن سید غلام حسن ساکن محلہ مچھر ہٹہ سے ہوا۔ تین دختر اور ایک پسر تولد ہوا تھا کہ ایک دختر اور پسر والد کے سامنے فوت ہو گئے۔ ایک دختر کا عقد سید باقر علی ابن سید ولایت علی ساکن محلہ گذری کا سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید اکبر حسین ابن سید مبارک علی چچا کے پسر سے ہوا۔ اولاد ذکور باقی نہ رہی (۳۹) سید مبارک علی ابن سید علی بخش ولادت سنہ ۱۱۹۷ھ مطابق سنہ ۱۷۸۳ء عہدہ تھانیداری میرٹھ پر سرفراز تھے۔ علاوہ جائیداد پدری کے اور جائیداد حاصل کی۔ آپ کا عقد مسماۃ بشیرن دختر شیخ منیر علی رئیس مقتدر پھراؤں سے ہوا۔ ایام حیات بہ آرام و آسائش بسر کئے۔ ایک پسر دوسالہ سید اکبر حسین کو عقب چھوڑ کر چالیس سال کی عمر میں والد بزرگوار کے سامنے ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۸ مارچ سنہ ۱۸۲۲ء کو رحلت کی (دادا صاحب سید علی بخش نے اپنے یتیم پوتے سید اکبر حسین کو اپنے بیٹوں کے برابر حقدار بنا کر اپنی جائیداد سب میں بحصہ مساوی تقسیم کردی) الغرض آپ کے ایک طفل صغیر دوسالہ سید اکبر حسین باقی رہے۔ قطعہ تاریخ وفات از سید اکبر حسین عبرت۔

جاں نثار خاک پائے اہلبیت ۔ شیعۂ پاک امیر المومنین

بود اسم او مبارک یا علی ۔ چاردہ ماہ جماد الآخرین

کرد رحلت زیں جہانِ بے ثبات ۔ ماندہ ثابت بر صراطِ راستین

سالِ تاریخش زعبرت شد رقم ۔ یافتہ منزل بفردوسِ بریں سنہ ۱۲۳۷ھ

(۴۰) مولوی سید اکبر حسین عبرت ابن سید مبارک علی ولادت سنہ ۱۲۳۵ھ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء ادیب کامل۔ عالم و فاضل۔ شاعر قادر الکلام۔ مورخ آل رسول الثقلین مولوی سید اکبر حسین دو ہی سال کے تھے کہ یتیم ہو گئے۔ دادا صاحب اور چچا صاحبان کے زیر تربیت رہے جب دادا صاحب نے وفات پائی تو اپنے نانا مولوی شیخ منیر علی کے پاس پھراؤں چلے گئے اور وہاں پڑھتے رہے اٹھارہ سال کی عمر میں سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ء میں واپس امروہہ آ گئے۔ دادا صاحب نے چچا صاحبان کی برابر حصہ دیا تھا۔ مگر باقی نہ رہا۔ نیز نانا صاحب نے بھی باوجود پابند شریعت ہونے کے والدہ کا حصہ نہ دیا۔ تو کچھ ایام معاشی تکلیف میں گذارے۔ باایں ہمہ تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے۔ کچھ عرصہ بلحاظ سن و سال کتب درسیہ حضرت نحو مولوی سید حیدر حسین یکتا دانشمند سے پڑھتے رہے۔ پھر اردو، فارسی، عربی نثر و نظم میں مہارت تامہ حاصل کی۔ آپ نے ابنائے عم عمدۃ العلماء حاجی سید محمد اشرف پر ایک احسان عظیم یہ کیا ہے کہ جب ابنائے سید عبداللہ زر بخش

علیہ الرحمہ کے حالات کی کتاب موسومہ زیدیہ کی نقل سید کریم رضا ابن سید علی رضا دانشمند بعد صعوبات سفر و خرچ کثیر بہ نفسِ نفیس زید پور سے لے آئے۔ اور وہ کتاب ایک سو بارہ برس پہلے یعنے ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۶۳ء تک کے حالات پر مشتمل تھی تو آپ نے افراد خاندان کی تحریک اور سید محمد محسن خاں کے اصرار پر بعد کے خاندانی حالات ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں لکھنے شروع کئے۔ اول ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۸ء تک کے حالات لکھے پھر علیحدہ کاغذ پر ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ء تک کے حالات لکھ کر یکجائی طور پر جمع کر کے کتاب مکمل کر دی۔ بعد کے حالات ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں علیحدہ بطور تتمہ لکھے اور صرف ابنائے سید تاج محمود خاں کے حالات ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں آخر کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کئے۔ یہ کتاب نہایت فصیح و بلیغ فارسی میں مقفّےٰ مسجّع عبارت میں ہے۔ اور خود مولف مرحوم کے قلم کی خوشخط لکھی ہوئی۔ کتب خانۂ مرتضویہ کی مہر ثبت شدہ اور عدالت انگریزی کی تصدیق شدہ اس حقیر مولف کے پاس موجود ہے۔ اس کتاب میں جابجا قطعاتِ ولادت و وفات تحریر ہیں۔ نیز اردو و فارسی میں مثنوی۔ نعت، منقبت، نظمیں رباعیات غرض ہر صنف سخن میں کلام درج ہے۔ وفات کی دو تاریخیں جو اہمیت کی حامل ہیں درج ذیل ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات واجد علی شاہِ اودھ مرحوم

بلند اختر شہے واجد علی شاہ ۔ سریر سروری جاوداں یافت
بروز سیوم ماہ محرم ۔ تنش راحت بمہد خاک داں یافت
باجرِ ماتم شاہ شہیداں ۔ جوارِ خسروِ کون و مکاں یافت
برید از دلبرانِ دارِ فانی ۔ دراینجا از وفا چوں کم نشاں یافت
رقم شد سالِ تاریخش ز عبرت ۔ قصور بزم حوران جناں یافت ۔ ۱۳۰۵ھ (مطابق ۱۸۸۷ء

تاریخ وفات افقہ الناس مفتی سید محمد عباس مجتہد العصر اعلی اللہ مقامہٗ

سید عباس مخدوم گروہِ مومنین ۔ گوہرِ بحرِ تصانیف کلام عبقری
مقتدائے اہل دیں۔ فرمانروائے اجتہاد ۔ حامئے دین مبین و ملتِ پیغمبری
قاطعِ اعناقِ بدعت دامغِ کفر و نفاق ۔ خامۂ او ہمزبانِ ذوالفقارِ حیدری
در گذشت از دارِ فانی یافت از فضل کریم ۔ در ریاضِ جنت الفردوس تاجِ سروری
یافت از دستِ نوال ساقیٔ راحِ طہور ۔ ساغرِ گلگوں معطر از شراب کوثری
سال تاریخ وفاتش خامۂ عبرت نوشت ۔ منکسف گردید مہر علم و دین جعفری (۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء)

الغرض آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد اپنے چچا سید اعظم علی کی دختر سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید گلزار علی ابن سید امداد علی ساکن محلہ چھپوٹرہ سے ہوا۔ تیسرا عقد دختر سید احمد حسین ابن سید عنایت محی الدین زیدی مقیم محلہ بخشی سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے کئی اولادیں ہوئیں جن میں سے صرف ایک پسر سید ابو القاسم باقی رہے۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر تولد ہوئی تھی کہ دختر و مادر دونوں فوت ہو گئیں۔ تیسری زوجہ سے متعدد اولادوں میں سے تین دختر اور دو پسر مولانا سید نجم الحسن اور مولوی سید بدر الحسن باقی رہے۔ بڑی دختر کا عقد سید غازی الدین حیدر ابن سید نجیب الدین صفدر ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید صولت علی ابن سید اقبال علی ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ کہ ایک پسر ہوا تھا جو مادر و پسر دونوں فوت ہو گئے۔ تیسری دختر کا عقد سید امیر حسن ابن سید ظہور حسین ابن سید گلزار علی ساکن محلہ چھپوٹرہ مقیم محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ آپ نے

تقریباً ۱۳۱۸ھ مطابق سنہ ۱۹۰۰ء میں وفات پائی (۴۱) **سید ابوالقاسم** ابن مولوی سید اکبر حسین عبرت۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۳ء آپ فتح پور ہسوہ میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ بریلی میں انتقال کیا۔ قبرستان مومنین میں دفن ہوئے۔ آپ کا عقد مسیح النساء دختر سید حیدر حسن ابن سید غلام ولی دانشمند سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر ۱۔ سید ابوالحسنین ۲۔ سید مطیع الحسنین ۳۔ مولانا سید انیس الحسنین تولد ہوئے۔ ایک دختر ہاشمہ خاتون کا عقد سید دباج الحسن ابن سید عباس علی ساکن محلہ سادات سے ہوا۔ دوسری دختر حبیبہ خاتون کا عقد سید آل احمد ابن سید انتظام علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ آپ نے تقریباً سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ء میں وفات پائی (۴۲) **سید ابوالحسنین** ابن سید ابوالقاسم ولادت تقریباً ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء۔ زمانہ حیات پدر میں اودے پور میواڑ میں بہ عہدۂ امین ملازم رہے پھر ریاست محمود آباد میں تحصیلدار رہے۔ بچند وجوہ پھر اودے پور میواڑ میں امین ملازم ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد بوجہ ضعیفی اپنے فرزند سید محمد یوسف کو اپنی جگہ پر ملازم کرا کر۔ خود اپنے سب سے چھوٹے داماد سید فدا حسین کے پاس امروہہ آنے کے قصد سے جے پور ٹھہرے اور وہیں بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے تھے۔ ایک عقد مومنہ خاتون عرف چندو دختر سید ظہور حسن ابن سید محمد علی دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ کی وفات کے بعد دوسرا عقد منصب جہاں بیگم عرف کنیز فاطمہ دختر سید ابوالحسن ساکن لکھنؤ سے کیا۔ پہلی زوجہ سے چھ دختر اور ایک پسر سید محمد یوسف تولد ہوئے۔ ایک دختر ناصرہ خاتون کا عقد سید معجز حسین ابن سید ممتاز حسین ساکن محلہ سادات سے ہوا کہ ایک دختر مہاجرہ خاتون کو عقب چھوڑ کر جوان مرگ ہوئیں۔ دوسری دختر عابدہ خاتون کا عقد سید افسر علی ابن سید انتظار حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا کہ یہ دختر بھی ایک فرزند سید فردوس حیدر عرف دولہا کو چھوڑ کر جوان مرگ ہوئیں بعد ازاں یہ پسر بھی جوان مرگ ہوا۔ تیسری دختر زاہدہ خاتون کا عقد سید علی اکرم ابن سید علی اسلم ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ چوتھی دختر ماجدہ خاتون کا عقد اس حقیر مولف کتاب ہذا سید صغیر حسن ابن سید امیر حسن دانشمند سے ہوا کہ یہ دختر بھی ایک پسر خورد سال سید علی نواز اور ایک دختر شیر خوار کو چھوڑ کر نوجوان فوت ہوئی۔ بعدش دختر بھی فوت ہو گئی۔ پانچویں دختر صابرہ خاتون کا عقد سید حسن عسکری ابن سید غلام مرتضیٰ محلہ گذری سے ہوا۔ کہ یہ بھی جوان مرگ ہوئی۔ چھٹی دختر سکینہ خاتون کا عقد مولوی سید پیمبر رضا عرف رضا لقمان ابن سید معجز حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید باقر رضا اور ایک دختر کنیز بتول منکوحہ سید فدا حسین ابن سید شمشاد علی ساکن جے پور، تولد ہوئی آپ کی وفات سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں بمقام جے پور ہوئی (۴۳) **سید محمد یوسف** ابن سید ابوالحسنین۔ ولادت ۱۳۲۹ھ مطابق سنہ ۱۹۱۱ء تاریخی نام سید مظاہر علی آپ ۸ رشوال سنہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۳۰ رمئی سنہ ۱۹۵۵ء کو پاکستان آ کر حیدرآباد میں مقیم ہوئے اور بہ عہدۂ سپروائزر محکمہ تعمیرات عامہ سندھ میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد آفتاب بیگم دختر سید قدیر الحسن ابن سید قمر الحسن ساکن قصبہ موہان سے ہوا۔ چار دختر اور ایک پسر سید شان حسنین سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق سنہ ۱۹۴۵ء میں دوسرا پسر سید آل حسنین سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۵ء میں تولد ہوا۔ ایک دختر رقیہ خاتون کا عقد سید زاہد حسین ابن سید قائم حسین ساکن شکار پور ضلع بلند شہر سے ہوا۔ دوسری دختر زکیہ خاتون کا عقد سید محمد طالوت ابن مولوی سید پیمبر رضا عرف سید رضا لقمان دانشمند (پھوپی کے بیٹے) سے ہوا۔ تیسری دختر انوری بیگم اور چوتھی ثریا بیگم زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) **سید باقر رضا** ابن سید ابوالحسنین۔ ولادت ۱۲ رجب ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۸ فروری سنہ ۱۹۲۴ء آپ نے اودے پور میں میٹرک پاس کیا۔ جے پور میں انٹر کیا اور سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ کر محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ دوران اثنا سندھ یونیورسٹی سے بی اے۔ ایم۔ اے اردو، ایم اے فارسی بی ٹی اور ایل ایل بی کی ڈگریاں لیں۔ والد کے انتقال کے بعد افسردہ ہو کر زیارات عتبات عالیات عراق سے مشرف ہوئے۔ ڈرائنگ اور

پینٹنگ کے شوقین ہیں۔ اس وقت ڈپٹی انسپکٹر مدراس ہیں۔ حیدرآباد میں مکان بنا لیا ہے۔ آپ کا عقد افضل بیگم دختر سید شمشاد علی ابن سید ممتاز علی ساکن فرخ آباد بعد شش جے پور سے ہوا۔ تین فرزند ۱۔ سید جعفر رضا ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں ۲۔ سید کاظم رضا ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں ۳۔ سید علی رضا ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں تولد ہوا۔ سب زیر تعلیم ہیں۔ (۴۲) سید مطیع الحسنین زوار ابن سید ابوالقاسم ولادت تقریباً ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء دس برس کی عمر میں اپنے چچا مولوی سید بدر الحسن کے پاس اودے پور میواڑ چلے گئے۔ اور پڑھتے رہے۔ پھر وہیں محکمہ پیمائش میں امین مقرر ہو کر ترقی کرتے رہے۔ عمر کا زیادہ حصہ وہیں گزارا۔ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ آپ کا عقد عاطرہ خاتون دختر سید غلام مرتضیٰ علی ابن سید عظیم علی ساکن محلہ گدڑی سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر ۱۔ سید محمد مختار ۲۔ سید محمد ابرار ۳۔ سید محمد جرار تولد ہوئے۔ ایک دختر سکینہ خاتون کا عقد مولانا سید قمر حسن ابن مولوی سید قمر حسن ابن سید مبشر علی زیدی ساکن محلہ ستدے سے ہوا۔ دوسری دختر ہاجرہ خاتون کا عقد سید احمد نواز زوار ابن سید طہیر حسن زوار دانشمند سے ہوا۔ آپ زیارات مشہد مقدس و عراق سے شرف یاب تھے۔ آپ نے ۲۴ رجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۵ء کو رحلت کی۔

(۴۳) سید محمد مختار زوار ابن سید مطیع الحسنین زوار (یہ تاریخی نام ہے) آپ کی ولادت ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ میٹرک پاس تھے۔ آپ محکمہ ملٹری اکونٹ میں ملازم تھے۔ آپ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ دو دفعہ زیارات ایران و عراق سے شرفیاب ہوئے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد عمیمہ خاتون دختر مولوی سید قمر حسن ابن سید مبشر علی زیدی ساکن محلہ ستدے سے ہوا۔ دوسرا عقد مطیرہ خاتون دختر سید بدر الحسن ابن سید عمران علی ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا۔ کوئی اولاد نہ ہوئی لاولد رہے۔ آپ حرکت قلب بند ہونے کے مرض میں چند لمحوں میں اچانک ۲۴ ذیقعد ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء کو فوت ہو گئے۔ (۴۳) سید محمد ابرار زوار ابن سید مطیع الحسنین زوار تاریخی نام منظور الحسن ولادت ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء بعد تقسیم ملک پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ محکمۂ تعلیم میں مدرس تھے۔ آپ کا عقد سیدہ خاتون عرف صدیقی دختر مولوی سید مظاہر حسین فرقانی ابن سید ممتاز حسین ساکن محلہ ستدے سے ہوا تھا۔ کہ عین عالم جوانی میں مرض دق میں مبتلا ہو کر بلا عقب فوت ہوئے۔ آپ زیارات مشہد و عراق سے شرفیاب تھے۔ آپ نے ۲ رمضان ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۵۸ء کو وفات پائی۔ (۴۳) سید محمد جرار زوار ابن سید مطیع الحسنین زوار تاریخ ولادت ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء آپ نے شعبان ۱۳۶۷ھ مطابق جون ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں مکان بنا لیا ہے۔ میٹرک پاس ہیں۔ پاکستان نیوی میں سلکشن گریڈ سٹور کیپر ہیں۔ شاعر اہلبیت ہیں۔ زیارات مشہد و عراق سے شرفیاب ہیں۔ آپ کا عقد سعیدہ بانو عرف ستارہ دختر سید ذاکر حسین عرف حسینی ابن سید صابر حسین دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد رضا تولد ہو کر کمسن فوت ہو گیا۔ دوسرا پسر سید محسن رضا ۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ ۱۳ جون ۱۹۶۷ء کو اور تین دختر ۱۔ کنیز زہرا ۲۔ عطیہ زہرا ۳۔ نسرین زہرا تولد ہوئیں سب زیر تعلیم ہیں۔

(۴۲) الحاج مولانا سید انیس الحسنین زوار۔ ابن سید ابوالقاسم۔ ولادت ۱۵ شعبان ۱۳۱۳ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۹۶ء اسم تاریخی سید ظفر مہدی۔ ابتدائی تعلیم نور المدارس دانشمند میں حاصل کی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں برادر محترم سید مطیع الحسنین کے پاس اودے پور میواڑ چلے گئے۔ وہاں زبان ہندی میں بھی مہارت حاصل کی ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں امروہہ آکر ہائی اسکول میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء مدرسہ ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں اس کالج کی اعلیٰ ترین سند ممتاز الافاضل حاصل کی۔ دریں اثنا۔ منشی فاضل۔ ملا فاضل کے امتحانات میں شریک

ہو کر سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق سنہ ۱۹۲۰ء میں اعلیٰ قابلیت سے پاس ہوئے۔ کچھ عرصہ کالون ہائی اسکول محمود آباد میں ہیڈ مولوی رہے پھر شیعہ ہائی اسکول لکھنؤ میں اردو ادب کے استاد مقرر ہوئے۔ آپ ۱۳۳۹ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء میں مدرسہ الواعظین لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ تکمیل درس مبلغ کے بعد سنہ ۱۳۴۵ھ مطابق سنہ ۱۹۲۶ء میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں بحیثیت واعظ تشریف لے گئے پھر سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق سنہ ۱۹۲۷ء میں کراچی میں خوجہ اثنا عشری جماعت خانے میں امام جمعہ و جماعت مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء میں سندھ مدرسۃ الاسلام میں شیعہ مولوی کی حیثیت سے گورنمنٹ سروس شروع کی۔ شیعہ مسجد مدرسۃ الاسلام کے امام جمعہ و جماعت رہے۔ تقریباً ایک سال تک ایس ایم کالج میں لکچرار شیعہ دینیات بھی رہے اور سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۵ء میں بہ عزت تمام سبکدوش ہوئے۔ کچھ عرصہ جناح کالج ناظم آباد میں شیعہ مولوی رہے۔ آخر سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق سنہ ۱۹۶۲ء میں خانہ نشین ہو گئے۔ اب مکان پر ہی تبلیغ دین اور علمی مشاغل میں مشغول رہتے ہیں۔ کتاب المراجعات کا اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ آقائے محسن حکیم اعلی اللہ مقامہٗ کی طرف سے پاکستان میں وکیل تھے۔ آپ کچھ دن بوہرہ جماعت کے نکاح خواں بھی رہے۔ آپ کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر سینکڑوں آغاخانی حضرات نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور اسی گروہ نے آپ کی سرکردگی میں سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق سنہ ۱۹۲۸ء میں ایک قطعہ اراضی پر ایک امام باڑہ بنام نشو کا امام باڑہ تعمیر کیا۔ دوران ملازمت کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آج کا حسینیہ ایرانیاں پہلے گودر دروازہ تھا۔ آپ کی کوشش بلیغ اور جرأت و ہمت سے بحق مومنین برائے امام باڑہ واگذاشت ہوا۔ شیعہ مہاجرین کی یلغار کو دیکھ کر ایک سوسائٹی بنام رضویہ سوسائٹی قائم کی یعنی آپ رضویہ کالونی کے بانی اول ہیں۔ آپ ہی کی کد و کاوش سے رضویہ کالونی کے لئے چھپن (۵۶) ایکڑ زمین گورنمنٹ سے الاٹ ہوئی۔ آج یہ سوسائٹی ملک کی سب سے بڑی شیعہ سوسائٹی اور شیعہ آبادی ہے آپ دس سال تک اس سوسائٹی کے صدر رہے۔ اب شاہ کربلا ٹرسٹ کے تاحیات ٹرسٹی ہیں۔ مارٹن روڈ پر مجالس کا سلسلہ آپ ہی نے شروع کیا۔ اور وہاں ایک انجمن بنائی جس کا نام سفینۃ المومنین آپ ہی نے تجویز کیا۔ جس کے نتیجے میں وہاں ایک عظیم الشان امام باڑہ موجود ہے۔ اس امام باڑے سے ۹ محرم کا خاموش جلوس آپ ہی کی ایجاد ہے۔ آپ دو دفعہ شرف حج اور کئی دفعہ شرف زیارات سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ ذالحجہ سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق سنہ ۱۹۳۶ء میں تنہا فریضۂ حج ادا کیا پھر ذالحجہ سنہ ۱۳۸۹ھ مطابق فروری سنہ ۱۹۷۰ء میں معہ اہلیہ فاطمیہ خاتون حج بیت اللہ سے شرف یاب ہوئے۔ پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء میں اپنے ابن عم مولانا سید محمد کاظم صاحب خلف الرشید جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ مسلسل چھ ماہ سفر میں رہکر زیارات مشہد مقدس کر کے زیارات عراق سے فیضیاب ہوتے:
ہوئے۔ براہ بصرہ واپسی ہوئی۔ بصرہ میں سید طہیر حسن ابن سید امیر حسن دانشمند نے راحت رسانی کی اور آپ لکھنؤ واپس ہوئے پھر سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ ۱۹۵۱ء میں زیارت مشہد سے شرفیاب ہوئے پھر سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں زیارات سے فیض یاب ہوئے اس کے بعد بار سوئم سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق سنہ ۱۹۷۰ء میں زیارات مشہد و عراق کر کے ۲۰ رجب سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۷۰ء کو اپنے مسکن کراچی کو مراجعت فرمائی۔ رضویہ سوسائٹی میں آپ کے تین عالیشان مکان ہیں۔ ماشاء اللہ بفراغت تمام زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ کا عقد فاطمیہ خاتون دختر سید مصطفےٰ حسن ابن مولوی سید ابرار حسین دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور تین پسر ۱۔ سید محمد علی ۲۔ سید محمد حسن ۳۔ سید حیدر حسن تولد ہوئے۔ دختر زینب صغریٰ کا عقد سید قمر عباس ابن عماد العلماء علامہ سید محمد رضی صاحب مجتہد ابن مولانا سید محمد صاحب مجتہد آل نجم العلماء دانشمند سے ہوا۔ قائد اعظم محمد علی جناح خوجہ اثنا عشری تھے ان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کے مراسم غسل و کفن و حنوط و نماز میت بہ طریق اثنا عشری آپ ہی نے ادا کئے اور بعد میں مولوی سید غلام علی احسن اکبر آبادی نے قبر کے اندر اور سرہانے تلقین بہ طریق شیعہ اثنا عشری پڑھائی (ملاحظہ ہو ضمیمہ کتاب ہذا)

(۴۳) سید محمد علی ابن الحاج مولانا سید انیس الحسنین ولادت ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء۔ اسم تاریخی محمد انور رضا۔ سندھ مسلم کالج سے انٹر سائنس پاس ہیں ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں زیارات مشہد و عراق سے شرفیاب ہوئے۔ کچھ عرصہ اے جی پی آر میں ملازمت کی اب پی آئی اے میں ملازم ہیں۔ ان کا عقد نعیمہ خاتون دختر سید امتزاج الحسن ابن سید معراج الحسن خاں ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ چار دختر ۱ سعیدہ خاتون ۲ ساجدہ خاتون عرف انجم ۳ صبا خاتون ۴ نجمی تولد ہوئیں سب زیر تعلیم ہیں۔ مولوی سید محمد حسن ابن الحاج مولانا سید انیس الحسنین ولادت ۲۸ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء اسم تاریخی دانش رضا۔ آپ کا میلان طبع قدرتاً طلب علم کی طرف ہے۔ حیدرآباد یونیورسٹی سے بی۔ اے آنرز امتیازی حیثیت سے پاس کیا ہے۔ تمام یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن میں آئے۔ کراچی یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم اے کیا۔ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ میں اسکالر ہیں۔ بہترین مجالس پڑھتے ہیں۔ مجالس نہایت کامیاب ہوتی ہیں اس سن و سال میں بہترین خطیب ہیں۔ فاران کالج میں پروفیسر ہیں۔ آپ کا عقد شمیم فاطمہ دختر سید محسن حسن خاں ابن سید شان حسن خاں ساکن محلہ جھنڈا شہید سے ہوا تین دختر ہیں ۱ معین فاطمہ عرف نرمی ۲ حسن فاطمہ عرف سیمی ۳ علیم فاطمہ عرف عفت سب زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید حیدر حسن عرف حسینی ابن الحاج مولانا سید انیس الحسنین زوار ولادت ۹ رشعبان ۱۳۶۰ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۴۱ء اسم تاریخی شاہ احمد رضا۔ آپ میں انتظامی قابلیت بدرجۂ اتم ہے۔ کراچی یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا ہے جناح پولی ٹیکنیک کراچی سے الیکٹریکل ٹکنالوجی میں تین سال تعلیم حاصل کر کے اسسٹنٹ انجینئر کا ڈپلومہ حاصل کیا ہے۔ پی آئی اے میں ملازم ہیں۔ امسال ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء کے عشرہ محرم میں جبکہ آپ کے والد بزرگوار دوبئی میں عشرہ مجالس پڑھنے گئے تھے آپ نے جھوکے امام باڑے میں پورے عشرہ محرم کی مجالس پوری لیاقت اور قابلیت سے پڑھیں اور خاندانی ورثۂ علم ذاکری کا اعلیٰ مظاہرہ کیا مجالس بہت کامیاب رہیں آپ کا عقد رضیہ خاتون دختر مولانا سید مسرور حسن ابن سید مجتبیٰ حسن دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد عابد حسین ۹ رجمادی الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۶۸ء کو تولد ہوا۔

(۴۴) شمس العلماء نجم الملت۔ حجۃ الاسلام مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ ابن مولوی سید اکبر حسین عرف عیدن ولادت باسعادت ۱۶ ذی الحجہ ۱۲۷۹ھ مطابق ۵ مئی ۱۸۶۳ء کو بمقام امروہہ ہوئی۔ موصوف بچپن سے تحصیل علوم عربیہ و تکمیل فنون لطیفہ و پسندیدہ کی طرف میلان طبعی رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کر کے سرکاری مدرسہ مراد آباد میں حاجی مولوی تفضل حسین صاحب سنبھلی سے تحصیل علم کرتے رہے۔ ازبسکہ حاجی صاحب موصوف ان کے شوق و استعداد و قابلیت سے نہایت متاثر تھے۔ بکمال محبت و شفقت آپ کی تعلیم پر خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ جب حاجی صاحب موصوف کا تبادلہ مراد آباد سے کانپور ہو گیا تو ان جناب کو بھی وہیں اپنے پاس بلا لیا۔ حاجی صاحب موصوف اکثر جناب افقہ الناس مولانا و مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ مفتی سلطنت اودھ کے پاس جایا کرتے تھے۔ تو آپ کو بھی اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جناب مفتی صاحب طاب ثراہ نے آپ کو اپنے درس میں شامل کر لیا۔ مزید برآں آپ جناب آقائی سید ابوالحسن صاحب طاب ثراہ اور مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مدرس کیننگ کالج لکھنؤ (متوفی ۱۹۰۵ء) سے بھی استفادہ فرماتے رہے۔ اسی زمانے میں جناب مولانا سید اولاد حسن صاحب قبلہ (امام جمعہ و جماعت جامع مسجد امروہہ) اور جناب مولانا حاجی سید اعجاز حسن صاحب قبلہ۔ مولانا سید احمد حسین صاحب قبلہ بھی جناب مفتی صاحب طاب ثراہ کے زیر درس تھے۔ آپ انیس ۱۹ سال کی عمر میں درسی معقول و منقول ادب و منطق حکمت و ریاضی و اصول و مسائل فقہ میں با استعداد ہو گئے تھے۔ جناب مفتی صاحب طاب ثراہ نے آپ کے حسب نسب کی قابلیت و لیاقت کو دیکھ کر اپنی دختر نیک اختر جعفری بیگم کا عقد ۱۳ رشعبان ۱۲۹۵ھ مطابق ۲ اگست ۱۸۷۸ء کو بروز جمعہ آپ سے کر دیا۔ آپ کی قابلیت و استعداد انشاء فارسی عربی مقفیٰ و مسجع اپنے ہم سبقوں میں قابل امتیاز تھی۔ اور علم و عمل میں ممیز و ممتاز تھے ۱۶ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۸۸۶ء کو جناب مفتی صاحب طاب ثراہ نے ایسا اجازہ بیش بہا جو نہایت شرح و بسط سے عطا فرمایا فخر و مباہات ہے۔ اکثر اعاظم علمائے

عراق مثل آقائی شیخ عباس آل شیخ جعفر نجفی آقائی سید اسمٰعیل صدر۔ آقائی محمد حسین مامقانی۔ آقائی مرزا حسین ابن مرزا خلیل طہرانی نجفی نے اجازۂ اجتہاد عطا فرمائے۔ بعض رسائل پر سرکار مرزا محمد حسن شیرازی اور مرزا حبیب اللہ رشتی نے لاجواب تقاریظ تحریر فرمائیں۔ صاحب تذکرۂ بے بہانے صفحہ ۳۴۴ پر لکھا ہے آقائی سرکار سید محمد کاظم طباطبائی نے رجوع خصوصی کی اجازت بہ اہمیت تمام دی تھی۔ بہت سے علمائے عراق نے آپ سے بھی اجازہ ہائے اجتہاد حاصل کئے۔ الغرض جب جناب مفتی صاحب موصوف طاب ثراہ واجد علی شاہ۔ شاہ اودھ کے پاس مٹیا برج کلکتہ تشریف لے گئے تو آپ کو بھی وہیں بلا لیا۔ وہیں زیادہ تر آپ کو مفتی صاحب طاب ثراہ سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ یہاں تک کہ جناب موصوف الصدر تمام مسائل شرعیہ کا جواب آپ ہی سے لکھوانے لگے۔ اسی زمانے میں جناب مفتی صاحب طاب ثراہ نے آپ کو نجم العلماء کا خطاب دیا۔ بعد میں سرکار انگلشیہ کی طرف سے بھی آپ کو خطاب شمس العلماء ملا۔ جو اگرچہ آپ کے مراتب کے لحاظ سے کم تھا۔ طوعاً کرہاً قبول کر لیا۔ جب ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء میں واجد علی شاہ۔ شاہ اودھ نے رحلت کی تو آپ نے وطن مراجعت فرمائی۔ رمضان ۱۳۰۵ھ مئی ۱۸۸۸ء میں مسجد بنائے قاضی سید محمد فیاض محلہ دانشمندان میں نماز جماعت اور وعظ کا سلسلہ قائم کیا۔ جس میں عوامی مومنین و معززین و عمائدین شہر شریک ہو کر فیضیاب ہوتے رہے۔ دریں اثنا جناب مفتی صاحب طاب ثراہ نے لکھنؤ طلب فرما لیا۔ چند مہینے ہی گزرے تھے کہ جناب مفتی صاحب طاب ثراہ نے رحلت فرمائی۔ ان جناب کی وفات کے بعد علمائے لکھنؤ آقائی سید ابوالحسن طاب ثراہ معروف ابّو صاحب اور آقائی سید ابوالحسن طاب ثراہ معروف بچھن صاحب نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ ان حضرات کے اور تمام مومنین خاص و عام کی تجویز اور متفقہ رائے سے آپ جناب مفتی صاحب طاب ثراہ کے جانشین قرار پائے۔ اور آپ کا قیام مستقلاً لکھنؤ میں ہو گیا۔ دریں اثنا شیخ علی عباس صاحب وکیل ہائی کورٹ لکھنؤ نے اپنی تعمیر کردہ مسجد واقع چاہ کنکر کو آلات روشنی جھاڑ فانوس و فرش و حوض سے مزین کر کے آپ سے نماز یومیہ پڑھانے کی استدعا کی اور اسی زمانے میں جناب نجم العلماء کی تحریک پر آغا محمد عباس صاحب خلف ناظم آقائی صاحب نے اپنی کوٹھی قریب چاہ کنکر میں مدرسہ مشارع الشرائع عرف مدرسہ ناظمیہ کی ابتدا کی (جو اب ناظمیہ عربک کالج کے نام سے معروف ہے) اور ان جناب کو تعلیم و تدریس۔ تقرری و نگرانی اور نظم و نسق مدرسہ کلیتہً تفویض کر دیئے۔ یہ مدرسہ برصغیر پاک و ہند میں ایسی مشہور و معروف واحد درس گاہ ہے۔ جس کا اندرون ملک و بیرون ملک شہرہ ہے۔ اور جس میں جناب نجم العلماء کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں بے نظیر علماء و فضلا کا ایک کثیر طبقہ وجود پذیر ہوا۔ جو برصغیر پاک و ہند و دیگر ممالک میں پھیل گئے۔ اور شمع رشد و ہدایت کو روشن و منور کیا۔ مثلاً خطیب اعظم شمس العلماء جناب مولانا سید سبط حسن صاحب طاب ثراہ پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ جناب مولانا فرمان علی صاحب طاب ثراہ مترجم قرآن مجید و مولف متعدد کتب دینیہ جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب طاب ثراہ زنگی پوری۔ جناب مولانا سید محمد داؤد صاحب طاب ثراہ۔ جناب حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ جناب مولانا سید ظفر مہدی صاحب قبلہ۔ جناب ممتاز العلماء مولانا سید ابوالحسن صاحب قبلہ۔ جناب مولانا سید علی نقی صاحب صدر شعبۂ اسلامیات علی گڑھ یونیورسٹی جناب علامہ مفتی سید احمد علی صاحب مجتہد پرنسپل ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ۔ جناب علامہ مفتی محمد علی صاحب مجتہد۔ جناب مولانا منتخب الحق صاحب صدر شعبہ اسلامیات کراچی یونیورسٹی (اور بقول جناب مولانا آغا مہدی صاحب امام جمعہ و جماعت کراچی) جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب قریشی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی۔ مولانا عدیل اختر صاحب پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ مولانا سید محمد صاحب مجتہد خلف اکبر۔ مولانا سید محمد کاظم صاحب مجتہد خلف اصغر سرکار نجم الملت۔ مولانا سید خورشید حسن صاحب دانشمند امام جمعہ و جماعت جامع مسجد گیا۔ مولانا سید انیس الحسنین صاحب دانشمند امام جمعہ و جماعت کراچی۔ مولانا سید مسرور حسن صاحب دانشمند سکریٹری انجمن سید العلوم مدرسۃ الواعظین مبلغ و امام جمعہ و جماعت ممباسا افریقہ۔ مولانا سید [illegible] صاحب زیدی مجتہد موسس انجمن مشارع العلوم امام جمعہ و جماعت حیدر آباد سندھ۔ المختصر جناب نجم الملت طاب ثراہ کے شاگردوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ شمار ممکن نہیں۔ جو نام راقم الحروف کو یاد آئے وہ درج کر دیئے باقی کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ الغرض برصغیر ہند و پاکستان میں اعاظم علماء میں کوئی نام ایسا نہ ہوگا

جس کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے شرف تلمذ حاصل نہ رہا ہو۔ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں جناب نجم الملت طاب ثراہ کی منظوری اور آپ کے خلف اکبر مولانا سید محمد صاحب مجتہد کی کوشش اور آنریبل سر مہاراجہ محمد علی محمد خاں محمود آباد کی فیاضی و اعانت سے مدرسۃ الواعظین قائم ہوا۔ جس کے فارغ التحصیل علماء نے کشمیر۔ لداخ۔ لنکا۔ مسقط۔ مدغاسکر۔ افریقہ۔ زنجبار۔ الغرض تمام بلاد ایشیا اور افریقہ میں غیر معمولی مذہبی اور دینی تبلیغ کر کے آپ کا اور مدرسہ کا نام روشن کیا۔ اگرچہ آپ کا قیام لکھنؤ میں تھا مگر امروہہ سے بھی برابر تعلق قائم رکھا چنانچہ آپ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی شادیاں امروہہ ہی میں ہوئیں۔ آپ ہمیشہ اہلِ خاندان اور اہلِ امروہہ کی فلاح و بہبود میں کوشاں رہتے تھے۔ اور موقع بہ موقع امروہہ تشریف لاتے رہتے تھے۔ آپ کی آمد پر خاص و عام مومنین کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم ہو جایا کرتا تھا۔ اور جمِ غفیر فیضیاب ہوتا تھا۔ امروہہ میں آپ ہی کی تحریک پر محلّہ دانشمندان میں اشرف المدارس کے نام سید نورالحسن زوار ابن سید نذر علی دانشمند نے جائداد وقف کی۔ اور یہ مدرسہ نورالمدارس کے نام سے معروف ہوا۔ اسی طرح محلہ بگلہ میں بھی آپ ہی کی تحریک پر حکیم سید مصطفےٰ ۔۔ صاحب نے امام المدارس قائم کیا۔ اور حاجی مقبول احمد صاحب نے اس مدرسہ کے لئے جائداد وقف کی اور اب یہ مدرسہ انٹر کالج ہے۔ اور اس کالج سے اکثر سادات کرام بلکہ سب اہلِ امروہہ مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپ ہی کی تحریک پر امروہہ میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا وہ عظیم الشان اور مشہور اجلاس جناب ناصر الملت کی صدارت میں ہوا جسکی نظیر کانفرنس کی پوری تاریخ میں نہیں جلسۂ مدرسۃ الواعظین کا ایک روحانی واقعہ مولوی سید رضا لقمان صاحب دانشمند نے لکھ کر دیا ہے جو درج ذیل ہے۔ شام کے اجلاس میں جناب سلطان الواعظین مولانا سید سبط حسن صاحب پرنسپل مدرسۃ الواعظین تقریر کر رہے تھے کہ اچانک ایک طویل القامت پٹھان دروازے پر نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ جناب سید علی رضوی صاحب سکریٹری پراونشل کانفرنس پشاور تھے۔ انہوں نے اس پٹھان کو دروازے سے ہی انگلی کے اشارے سے بتایا کہ یہ ہیں وہ "نجم الحسن" اور وہ پٹھان جناب کی صورت دیکھتے ہی بے تحاشا روتا ہوا۔ اور یہی کہتے۔ یہی تھے کہتا ہوا دوڑتا ہوا آیا اور جناب کے قدموں پر گر پڑا۔ مقرر اور سارا مجمع دم بخود تھا کہ اتنے میں جناب نے اسے اٹھایا اور بغل گیر ہوئے۔ تب اس نے اپنا واقعہ بیان کرنے کی اجازت چاہی۔ اس نے بیان کیا کہ میں آزاد علاقہ کا باشندہ ہوں ۲۲ رجب کی شب میرے گھر میں نیاز کا اہتمام تھا۔ سحر کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ جس کمرے میں نیاز کا انتظام تھا وہ کمرہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے اور ایک بزرگوار جن کے نور سے وہ کمرہ روشن ہے تخت پر تشریف فرما ہیں۔ اور دو خادم دست بستہ سامنے کھڑے ہیں کہ اتنے میں ان بزرگوار نے حکم دیا کہ ہمارے فرزند نجم الحسن کو لیکر آؤ۔ وہ دونوں خادم گئے اور تھوڑی ہی دیر میں آپ کو بلا لائے۔ جیسے ہی آپ آئے وہ بزرگ بہ اشتیاق کھڑے ہو کر آپ سے بغلگیر ہوئے۔ اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ ہم تم سے بہت راضی ہیں تم نے ہماری خدمت گذاری سے شغف رکھا۔ میں نے ان خادموں سے پوچھا کہ یہ نورانی بزرگوار کون ہیں اور یہ نجم الحسن کون ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں اور یہ لکھنؤ کے بڑے عالم سید نجم الحسن مدرسۃ الواعظین کے بانی ہیں۔ بس اس خواب کے بعد میں معلومات کے لئے پشاور پہنچا اور جناب سید علی رضوی صاحب سے خواب کی تصدیق ہو گئی تو ان کو ساتھ لیکر میں یہاں تک پہنچا ہوں اور اللہ کا شکر ہے کہ اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں جب ہز ہائنس نواب حامد علی خاں والئے ریاست رامپور آپ کے فرزند اکبر مولانا سید محمد صاحب کی شادی میں امروہہ تشریف لائے تو آپ ہی کی تحریک سے سادات کے مدارس کو وظائف عطا فرمائے گئے۔ آپ کے چھوٹے فرزند مولانا سید محمد ناظم صاحب کی شادی میں بھی نواب صاحب کا امروہہ آنا اس حقیر مولف کو یاد ہے۔ الحاصل بڑے بڑے رؤسائے عظام۔ امرائے کبار تعلقدار۔ راجہ نواب آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے مثلاً ہز ہائنس نواب حامد علی خاں والئے رامپور، مہاراجہ سر محمد علی محمد خاں آف محمود آباد۔ راجہ ابو جعفر صاحب پیر پور۔ سالار جنگ حسن امام۔ سر علی امام۔ سر رضا علی۔ سر وزیر حسن۔ خان بہادر محمد رضا۔ نواب سر فتح علی خاں وغیرہ سب ارادتمند اور معتقد تھے عوام مومنین کا کثیر طبقہ آپ کا معتقد و مقلد تھا۔ نیز ہر فرقے اور مکتب خیال میں آپ کی بہت عزت و توقیر تھی اور اعلیٰ مقام اعتبار

حاصل تھا۔ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح۔ علامہ سر محمد اقبال۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا محمد علی جوہر۔
خواجہ حسن نظامی دہلوی وغیرہ تمام اکابر و مشاہیر سے تعلقات تھے اور سب کے نزدیک آپ کی ذات قابلِ احترام تھی۔ اعلیٰ حضرت میر عثمان علی
خاں نظامِ حیدرآباد دکن کی تشریف آوری جب لکھنؤ میں ہوئی تو آپ سے بہت شوق عزت و تعظیم سے ملاقات کی اور حیدرآباد آنے کی
دعوت دی۔ نیز بیش قرار وظیفہ مقرر فرمایا۔ جناب نجم الملت کو نہ صرف ملک و ملت کا اعتماد حاصل تھا بلکہ حکومت میں بھی انتہائی قدر و
منزلت تھی۔ چنانچہ آپ حاضریٔ عدالت سے مستثنیٰ تھے۔ گورنمنٹ کو جب کبھی آپ کے بیان کی ضرورت ہوتی تو کمیشن آتا اور دولت کدے
ہی پر بیان لیتا۔ چنانچہ مقدمۂ وقف منگی میں آپ کا بیان آپ کے دولت کدے ہی پر ہوا۔ نیز اعلیٰ ترین حکامِ سلطنت اہم امور میں آپ
سے مشورہ کرتے رہتے تھے۔ یو پی کا ہر گورنر آپ سے مشورہ طلب رہا کرتا تھا۔ خصوصاً سر جیمس مسٹن تو جناب کا بے حد مداح تھا انگلستان
جا کر بھی جناب سے خط و کتابت رکھی۔ جناب کی حیثیت نہ صرف برصغیرِ ہند میں ارفع و اعلیٰ تھی۔ بلکہ ممالکِ غیر میں بھی آپ کا نام مشہور و
معروف تھا۔ اہل عراق و ایران آپکے وقارِ علمی کے معترف تھے ۔ آنجناب دو دفعہ زیاراتِ عتباتِ عالیات سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ
۱۳۳۲ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء میں اور دوسری دفعہ شوال ۱۳۴۸ھ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء میں زیارات کو تشریف لے گئے۔ اہالیانِ بصرہ کاظمین و
سامرہ و کربلا نے بڑا شاندار استقبال کیا۔ خصوصاً نجف اشرف میں جو شیعہ علماء و فضلاء و طلباء کا مرکز ہے بے مثال استقبال ہوا۔ اتفاقاً
یہ حقیر صغیر مولفِ کتاب ہٰذا اس زمانے میں زیارات کے لئے گیا ہوا تھا۔ اور بصرہ میں اپنے برادر خورد سید ظہیر حسن کے پاس مقیم تھا۔ برادرِ
عزیز نے آپ کی تشریف آوری کو بہت شہرت دی تھی جس کی بنا پر اکثر علماء و رؤسا و تجارِ بصرہ نے آپ کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم
کیا۔ آخر سید ظہیر حسن کو عزتِ میزبانی سے سرفراز فرما کر آپ کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کی زیارات کے لئے روانہ ہوئے تو وہاں علمائے کرام
اور عوام الناس نے آپ کا بے نظیر استقبال کیا خصوصاً نجف اشرف میں تمام گزرگاہوں اور بازاروں کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا جا بجا دروازے
اور محرابیں بنائی گئیں۔ اور کئی ہزار طالب علم اور علمائے کرام اور عوام الناس شہر سے کئی میل باہر تک پیشوائی کے لئے آئے۔ جب شہر میں داخل
ہوئے تو دو رویہ و دور و نزدیک کے مشتاقِ دیدار قطار در قطار ایستادہ تھے۔ جب آنجناب علمائے اعلام کے حلقے میں ان راستوں سے گزرے
تو سب عقیدت کے پھول برسا رہے تھے۔ الغرض آنجناب زیاراتِ عراق سے مشرف ہو کر ایران تشریف لے گئے۔ قم۔ طہران اور مشہدِ مقدس
میں بھی شاندار استقبال ہوا۔ یہاں برادرِ محترم جناب سید سردار مہدی صاحب ابن جناب سید اعجاز حسین صاحب رضوی زیدپوری خادمِ
اعزازیٔ حضرت امام رضا علیہ السلام کے سفرنامے سے جو شیعہ کالج میگزین لکھنؤ میں خضرِ راہ کی سرخی سے شائع ہو چکا ہے نیز خود ان برادرِ
محترم کی زبانی جو حال معلوم ہوا درج کیا جاتا ہے۔ یہ جناب سید سردار مہدی الرضوی صاحب زیارات کے از بس دلدادہ ہیں اور چھ دفعہ
زیاراتِ ایران و عراق و شام سے شرفیاب ہو چکے ہیں۔ جناب نجم الملت طاب ثراہ کے ورودِ مشہد کے وقت آپ اپنے والد بزرگوار اور تمام
کنبے کے ساتھ دوسری دفعہ زیارات کے لئے مشہدِ مقدس میں مقیم تھے کہ ۱۰ ذالحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۰ مئی سنہ ۱۹۳۰ء کو جناب شریعتمدار آقائی
نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ کی آمد پر جناب متولی نواب خادمِ روضۂ اقدس اور بہت سے علماء نیشاپور تک آپ کی پیشوائی
کے لئے گئے۔ وارد مشہد ہونے کے بعد علمائے کرام اور عوام الناس خصوصاً اہل ہند مشتاقانِ زیارت جوق در جوق عزتِ ملاقات سے شرفیاب
ہوئے۔ جن میں یہ جناب سید سردار مہدی صاحب موصوف کے والد بزرگوار سید اعجاز حسین صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ جناب نجم الملت
طاب ثراہ نے حاجی شیخ مہدی مشہدی خادم آستانۂ اقدس کے یہاں قیام فرمایا اور شرفِ زیارت سے مشرف ہو کر ۱۹ ذالحجہ ۱۳۴۸ھ
مطابق ۱۹ مئی سنہ ۱۹۳۰ء کو مشہد مقدس سے رخصت ہوئے۔ یہ محترم برادر سید سردار مہدی صاحب جب تیسری دفعہ ۱۳۵۴ھ مطابق
سنہ ۱۹۳۵ء میں مشہد مقدس کی زیارت کو گئے اور جناب حاجی شیخ مہدی صاحب کے پاس قیام کر کے رخصت ہونے لگے۔ تو جناب حاجی صاحب
موصوف نے وہ کتاب جس میں زائرین کرام اپنی آراء و اسناد تحریر کرتے تھے آپ کو رائے لکھنے کے لئے دی۔ آپ نے اس رجسٹر میں بہت کچھ

سے زائرین آستانۂ اقدس کی وداع مشہد کی تاریخیں نقل کر لیں۔ جس میں جناب سند العلما مولانا سید یوسف حسین صاحب قبلہ تقوی امروہوی ڈین آف شیعہ تھیالوجی علی گڈھ یونیورسٹی کی تاریخ وداع مشہد ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ نقل کرلی۔ نجم العلماء کی تحریر درج ذیل ہے۔

باسمہ سبحانہٗ۔ ہرگاہ اقل الانام۔ بعد از تشرف بہ مشاہد عراق علی مشرفیہا الف سلام بہ زیارت مشہد مقدس مشرف شدم و خداوند عالم مرا باین شرف عظیم نائز گردانید۔ بر منزل جناب مستطاب آقائی حاج شیخ مہدی دام تفاخرہ، خادم آستانۂ مقدسۂ رضویہ اقامت کردم جناب ممدوح خیلے با اخلاق می باشند۔ و ماشاء اللہ دارائے محاسن و صفات و مکارم خصال اند۔ و در راحت رسانی زائرین اہتمام تام بعمل می آرند۔ و ہر چہ می توانند دریں خصوص کوتاہی نمی کنند۔ و از تہ دل شکرگزارم کہ جناب ممدوح از ہر جہت اسباب آسائش فراہم می داشتند۔ خداوند عالم ایشان را اجر جزیل و ثواب جمیل عطا فرماید۔ و بعوض مسافرنوازی مورد مراحم خاصہ داشتہ باشد۔ (دستخط) سید نجم الحسن ۱۹ ذالحجہ ۱۳۴۸ھ (۱۸ مئی ۱۹۳۰ء) آپ تین سال شیعہ کانفرنس کے صدر اور مجلس علماء لکھنؤ کے صدر نشین تھے۔

الحاصل آنجناب کی ذات ستودہ صفات ایک ہر دلعزیز ہستی تھی۔ اس حقیر صغیر مولف کتاب ہٰذا نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جب اپنے دولت کدے سے مدرسۂ ناظمیہ کی طرف تشریف لے جایا کرتے تھے تو راستے میں کسی بھی قوم کا کوئی فرد ملتا تو چشم براہ ہو کر ادب و تعظیم کے ساتھ آداب و تسلیم بجا لاتا۔ اندرون خانہ بھی نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ کھانے میں بھی کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ نمک بے نمک بخوشی خاطر نوش فرما لیتے تھے۔ آپ کا دولت کدہ ایک وسیع قطعہ اراضی پر بہت اونچی کرسی پر واقع تھا۔ محل سرائے کے سامنے ایک وسیع و بلند چبوترہ تھا۔ جہاں ڈیوڑھی کے برابر ایک خس پوش مقام پر ایک تخت پر نشست ہوتی تھی اور یہی وہ مقام تھا جہاں امراء روساء۔ حکام اور غرباء سب محمود و ایاز ایک ہی صف میں نظر آتے تھے۔ موصوف ہر حاجتمند کی حاجت براری میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ اس حقیر مولف کے بچپن کا زمانہ تھا۔ ایک غریب اور یتیم بچے کی طرح ناظمیہ میں پڑھتا تھا جب کوئی ضرورت ہوتی۔ دبے دبے پاؤں پیچھے پیچھے ہو لیتا۔ آپ آہٹ پا کر پیچھے پلٹ کر دیکھتے تو خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ دستِ شفقت سر پر پھیرتے اور جو مانگتا وہ مل جاتا۔ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوتی۔ سن شعور کے بعد بھی (حالانکہ بلوچستان لکھنؤ سے ہزاروں میل دور تھا) کبھی کبھار حاضر خدمت ہوتا تو مل کر اظہار خوشنودی فرماتے دعائیں دیتے۔ اور مولانا سید محمد کاظم صاحب قبلہ کو خصوصی توجہ اور شرف و عزتِ مہمانی عطا فرمانے کی تاکید فرماتے۔ آپ کچھ عرصہ ریاست رامپور کے ناظم تعلیمات بھی رہے۔ جبکہ مستقل قیام لکھنؤ میں تھا۔ کچھ دنوں کے لئے رامپور تشریف لے جاتے تھے۔ پھر بھی آپ کے زمانے میں رامپور کے محکمہ تعلیمات کا معیار انتہائی بلند ہو گیا تھا۔ جناب نجم الملت طاب ثراہ انتہائی پرسکون باوقار اور صلح جو شخصیت کے مالک تھے۔ محاذِ حسینی لکھنؤ کا معرکہ جس تدبّر اور خوش اسلوبی سے سر کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ اس وقت جبکہ انتہائی جوش و خروش میں ہزارہا مومنین جوق در جوق اطراف و اکناف ملک سے آکر خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر رہے تھے۔ آپ مائل صلح ہوئے آپ نے جناب شریعتمدار ناصر الملت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ سے استصوابِ رائے کیا تو ان جناب نے تحریر فرمایا کہ میں آپ کو (جناب نجم الملت کو) تصفیہ کے لئے مقدم کرتا ہوں۔ پس اس سلسلے میں جناب مولانا ابو الکلام آزاد صدر آل انڈیا کانگریس خود آپ کے دولت کدے پر آئے اور معاملہ کا تصفیہ باحسنِ وجوہ آپ کے حسب منشا ہو گیا۔ الحاصل آپ کے سوانح حیات کا احاطہ بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ آپ کی ذات اہل علم و عمل میں بہت ارفع و اعلیٰ ذات اقدس تھی جس نے امروہہ کا نام دنیا میں روشن کر دیا۔ آپ کا عقد محترمہ جعفری بیگم صاحبہ دختر فرید الزمان افقہ الناس مفتی سید محمد عباس صاحب شوستری الجزائری مفتی سلطنت اودھ سے بتاریخ ۳ شعبان ۱۲۹۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۸۷۸ء کو ہوا۔ ان محترمہ کے بطن شریف سے پانچ دختر اور دو پسر ۱۔ سید محمد و ۲۔ سید احمد عرف سید محمد کاظم تولد ہوئے۔ ایک دختر کمسن فوت ہوئی۔ دوسری دختر حمیدہ بیگم عرف نظیر بیگم کا عقد مولوی

سید جواد حسین صاحب ابن مولوی سید باقر حسین صاحب عابدی ساکن محلہ بخشی سے ہوا جو کہ دو پسر سید ذاکر حسین و سید ناصر حسین اور ایک دختر لیلےٰ خاتون کو عقب چھوڑ کر اپنے پدر بزرگوار کے روبرو بعالم جوانی فوت ہو گئیں۔ تیسری دختر طاہرہ بیگم کا عقد سید متقی حسن ابن سید مبارک حسن ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا کہ یہ بھی ایک پسر سید ہادی حسن اور ایک دختر ملکہ خاتون کو عقب چھوڑ کر روبرو والد بزرگوار کے جوان مرگ ہوئیں۔ چوتھی دختر تقیہ بیگم عرف بھچن کا عقد مولوی سید محمد احمد ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا کہ یہ بھی ایک پسر سید آفتاب احمد مسلم اور پانچ دختر ۱ مومنہ خاتون ۲ خاتون دولت ۳ فاضلہ خاتون ۴ عادلہ خاتون ۵ رضیہ خاتون کو عقب چھوڑ کر روبرو والد بزرگوار کے فوت ہوئیں۔ پانچویں دختر عالمہ بیگم کا عقد سید علی بن کاظم ابن سید محمد کاظم دانشمند سے ہوا کہ یہ بھی ایک پسر سید محمد عالم اور ایک دختر حضور بیگم کو چھوڑ کر روبرو والد بزرگوار کے فوت ہوئیں۔ الحاصل آپ نے اپنی تمام صُلبی اولاد کا صدمۂ جدائی برداشت کر کے، ۱۴ر صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ر مارچ ۱۹۴۱ء کو لکھنؤ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ہجری تاریخ وفات "دخل الجنتہ نجم الحسن" اللہ مرقدہ رضوی ہے اور عیسوی تاریخ وفات یہ ہے "قرآن غلاف میں ہے کہ سید کفن میں ہے" لکھنؤ میں آپ کے جنازے کے ساتھ گومتی ندی سے لکھنؤ شہر کے درمیان علاقے تک اسلامی و غیر اسلامی فرقوں کے کئی لاکھ افراد نے شرکت کی آپ اپنے قائم کئے ہوئے مدرسۂ ناظمیہ میں دفن ہوئے۔ آپ کے ارتحال کی خبر برق رفتاری سے سب جگہ پھیل گئی۔ متحدہ ہندوستان کے تمام شہروں اور سارے اسلامی ممالک میں آپ کی صف ماتم بچھائی گئی۔ اکثر مقامات پر ماتمی جلوس نکلے۔ امروہہ میں بھی ایک ماتمی جلوس اہل شہر کی طرف سے بسر کردگی خواجہ عبد اللطیف انصاری سر و پا برہنہ محلہ گذری سے اٹھایا گیا۔ اور محلہ دانشمندان میں اختتام پذیر ہوا۔ پسماندگان کے پاس ہزاروں خطوط اور تار بطور تعزیت ملک اور بیرونِ ملک سے آئے آپ کی علمی یادگار آپ کی وہ قیمتی تصانیف ہیں جن میں سے بعض طبع ہو چکی ہیں اور بیشتر طبع نہ ہو سکیں۔ اور قلمی نسخوں کی صورت میں باقی رہ گئیں۔ آپ نے ایک نادر کتب خانہ بھی چھوڑا جس میں مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(۴۲) **مولانا سید محمد مجتہد** ابن جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب ثراہ ولادت ۲۸ر ذالحجہ ۱۳۰۵ھ مطابق یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ کی اعلیٰ سند ممتاز الافاضل کے اعزاز یافتہ۔ علوم ادبیہ و دینیہ میں کامل اور مجتہد و عالم و فاضل تھے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ تاسیس مدرسۃ الواعظین کے اعلیٰ رکن۔ اجازۂ اجتہاد کے حامل تھے۔ آپ کے تین ازدواج تھیں۔ ایک زوجہ مطاہرہ خاتون دختر سید ریاض حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند تھیں کہ اس زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید محمد عابد تولد ہو کر خورد سال فوت ہو گئے اور خود یہ زوجہ بھی فوت ہو گئیں۔ دوسری زوجہ نظائر النساء دختر مولانا سید احسان حسین ابن مولانا حکیم سید محمد حسین ساکن لکھنؤ تھیں۔ کہ اس زوجہ سے ایک پسر مولانا سید محمد ذکی اور ایک دختر صفیہ بیگم منکوحۂ مولانا سید محمد صادق ابن مولانا سید احمد عرف سید محمد کاظم تولد ہوئے۔ تیسری زوجہ ملیکہ بیگم دختر مولانا سید مصطفےٰ معروف میر آغا صاحب قبلہ مجتہد ابن مولانا سید محمد ہادی صاحب قبلہ مجتہد ساکن لکھنؤ تھیں۔ ان معظمہ سے دو پسر تولد ہوئے ایک کمسن فوت ہوا دوسرے مولانا سید محمد رضی بحمد اللہ موجود ہیں۔ آپ نے ۲ر جمادی الاول ۱۳۳۷ھ مطابق ۳ر فروری ۱۹۱۹ء میں رحلت کی۔

تیسری زوجہ ملیکہ بیگم

(۴۳) **مولانا محمد ذکی مجتہد** ابن مولانا سید محمد مجتہد۔ ولادت محرم ۱۳۲۹ھ مطابق جنوری ۱۹۱۱ء درسیات فارسیہ و عربیہ و ادبیہ سے فارغ ہو کر عراق روانہ ہوئے۔ زیارات عراق سے شرفیاب ہوئے۔ علمائے عراق سے اجازات حاصل کئے لکھنؤ واپس آئے تو تاج العلماء کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ کچھ عرصہ ناظمیہ عربک کالج اور کچھ عرصہ مدرسۃ الواعظین کے پرنسپل رہے آقائی شریعتمدار محسن حکیم اعلی اللہ مقامہٗ کے وکیل تھے۔ انجیل کے سلسلہ میں ایک تحقیقی رسالہ البحث الجلیل آپ کی اعلیٰ صحافت کا شاہکار ہے۔ شیعہ وقف بورڈ کے بیس سال سے ممبر ہیں۔ اعلیٰ قابلیت کے مالک ہیں۔ آپ کا عقد افتخار فاطمہ دختر حاجی سید محمد عسکری زروار تعلقدار زید پور و گوبٹیا ابن حکیم سید بندہ احمد رضوی نقوی زید پوری سے ہوا۔ تین دختر اور چار پسر ۱ سید علیم الحسن

عرف سید قائم مہدی ۲ مولانا سید حمید الحسن ۳ سید سعید الحسن ۴ سید سمیع الحسن تولد ہوئے۔ ایک دختر نصرت فاطمہ کا عقد سید آل مرتضیٰ ابن سید آل محمد زیدی تعلقدار اتراؤں ضلع الہ آباد سے ہوا۔ دوسری دختر صالحہ بیگم کا عقد سید امیر کاظم ابن سید اختر حسین ساکن محلہ لکڑہ امروہہ سے ہوا تیسری دختر مصبوحہ خاتون کا عقد سید باقر حسین ابن سید ناصر حسین عابدی ساکن محلہ بخشی سے ہوا آپ لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ (۴۴) مولوی سید علیم الحسن عرف سید قائم مہدی ابن مولانا سید محمد ذکی مجتہد ولادت۔ ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ اول ناظمیہ عربک کالج میں درجۂ مولوی تک پڑھا پھر علی گڈھ یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔ سی کی سند لی۔ آپ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پیٹرولیم میں سائنٹیفک اسسٹنٹ ہیں۔ آپ کا عقد اعتبار فاطمہ دختر سید آل محمد ابن سید وارث حسین زیدی تعلقدار اتراؤں ضلع الہ آباد سے ہوا۔ ایک دختر تولد ہوکر فوت ہوئی دو دختران موجود زیر تعلیم ہیں اور ایک پسر سید امیر الحسن ۱۰ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء تولد ہوا زیر تعلیم لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ (۴۴) مولانا سید حمید الحسن زائر مجتہد ابن مولانا سید محمد ذکی مجتہد۔ ولادت ۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء۔ ناظمیہ عربک کالج سے ممتاز الافاضل کی سند اعزاز کے ساتھ حاصل کی۔ زیارات عراق سے شرفیاب ہوئے اور مزید تعلیم دینیہ میں مشغول رہے۔ آقائی محسن حکیم طاب ثراہ کے معتمد رہے۔ اعلیٰ درجات کے اجازات اجتہاد لیکر لکھنؤ واپس ہوئے۔ آپ متعدد زبانوں کے ماہر ہیں۔ ہندی، گجراتی۔ فارسی۔ عربی انگریزی سے واقف ہیں۔ ایسٹ افریقہ۔ برما۔ مشرقی پاکستان۔ عراق و ایران اور ہندوستان میں تبلیغ حق میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۹ء سے ناظمیہ عربک کالج کے پرنسپل ہیں۔ آپ کا عقد اظہار فاطمہ دختر سید آل محمد ابن سید وارث حسین زیدی تعلقدار اتراؤں ضلع الہ آباد سے ہوا دو دختر قمر فاطمہ و عزت زہرا تولد ہوئیں زیر تعلیم ہیں اور تین پسر ۱ سید ظہیر الحسن ۸ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۵۶ء کو ۲ سید تنویر الحسن ۷ رمضان ۱۳۸۵ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کو ۳ سید ولی الحسن ۱۱ شوال ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۸ء کو تولد ہوئے سب زیر تعلیم مقیم لکھنؤ ہیں۔ (۴۴) سید سعید الحسن ابن مولانا سید محمد ذکی مجتہد۔ ولادت ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی ہے سرکاری ملازم ہیں۔ آپ کا عقد طلعت آرا عرف مہ جبیں دختر سید مختار حسین ابن سید سراج حسین ساکن محلہ لکڑہ امروہہ سے ہوا۔ ایک پسر سید مسعود الحسن ۵ رجب ۱۳۹۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء کو تولد ہوا۔ آپ مقیم لکھنؤ ہیں (۴۴) سید سمیع الحسن ابن مولانا سید محمد ذکی مجتہد۔ ولادت ۲۰ شوال ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء ایم۔ ایس۔ سی فرسٹ کلاس گولڈ میڈل کے ساتھ پاس کیا۔ پی۔ ایچ ڈی کا امتحان دیا ہے۔ شیعہ کالج لکھنؤ میں لکچرار ہیں ہنوز مجرد ہیں (۴۳) علامہ سید محمد رضی مجتہد ابن مولانا سید محمد مجتہد۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۳ء۔ عالم و فاضل۔ جانشین شمس العلما صدر الشریعت نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ۔ ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ کی اعلیٰ سند ممتاز الافاضل حاصل کرکے عراق کی زیارات سے مشرف ہوکر علمائے عراق سے شعبہ امور مذہبی و قوانین شریعت میں مجتہد کا اجازہ حاصل کیا۔ عماد العلما کے خطاب سے سرفراز ہیں۔ آپ انگریزی میں۔ ای۔ الیف۔ الیف۔ آئی لندن سے فرسٹ کلاس سند یافتہ ہیں۔ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک ناظمیہ عربک کالج کے وائس پرنسپل رہے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء سے ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء تک نجف اشرف میں اسلامی مذاہب پر تحقیق کرتے رہے۔ پھر لکھنؤ آکر ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء سے ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء تک ناظمیہ کے وائس پرنسپل رہے۔ آپ درس تدریس قدیم علم النجوم منطق و فلسفہ میں کامل ہیں۔ اردو فارسی، عربی وغیرہ کئی زبانوں کے اعلیٰ ترین مقرر و مترجم ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی سائنس میں پوری مہارت حاصل ہے پبلک جونیئر اسکول لکھنؤ کے بانی ہیں۔ مرکزی اتحاد اسلام غیر منقسم ہند کے پریسیڈنٹ رہے۔ ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے ایک عالیشان بنگلہ بنالیا ہے بفراغت تمام زندگی بسر

فرما رہے ہیں۔ آل پاکستان حسینی ایجوکیشن سوسائٹی کے بانی اور تاحیات صدر ہیں۔ رابطۂ فکر اسلامی کے ممبر ہیں جس کی شاخیں پاکستان
اور مشرق افریقہ ملاگاسکر میں بھی ہیں۔ جمعیۃ العربیۃ پاکستان کے جنرل سکریٹری رہے۔ اس جمعیت کے ممبر تمام اسلامی ممالک کے سفراء
ہیں۔ ریڈیو پاکستان کے مشہور و معروف اور مقبول مقرر ہیں۔ کئی سو بین الاقوامی تقاریر نشر ہو چکی ہیں جن کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔
سالہا سال سے تفسیر کلام پاک اور احادیث نبوی پر پُر مغز تقاریر نشر ہوتی ہیں۔ ہند، پاکستان، عراق، ایران کے گوشے گوشے میں پہنچکر
تبلیغ دین حق کرتے رہے۔ آپ ایک دفعہ سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۹ء میں دوسری دفعہ سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں ایسٹ افریقہ و
قریبی جزائر کے دورے پر جا چکے ہیں۔ ہمہ وقت اشاعت دین میں مشغول رہتے ہیں آپ کئی کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں۔ کتاب
حقوق نسواں اردو۔ کتاب نجم الافکار عربی اور کتاب شہادت کبریٰ در حالات حضرت امام حسین علیہ السلام پچیس ۲۵ جلدوں میں تحریر
فرمائی ہے۔ کئی رسالوں کے ناشر ہیں جنرل ازم پر عبور حاصل ہے۔ آپ ہر نہج سے ممتاز ہیں۔ آپ کا عقد سیدہ امیر بیگم دختر
عمدۃ العلماء علامہ سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد امام جمعہ و جماعت مسجد آصفی لکھنؤ ابن جناب سرکار شریعتمدار مولانا سید آقا حسن صاحب طاب ثراہ
ساکن لکھنؤ سے ہوا۔ آپ کے سات دختر اور پانچ پسر ۱ سید محمد ساجد کم سن فوت ۲ سید قمر الحسن کم سن فوت ۳ سید قمر عباس ۴
سید یوسف عباس ۵ سید شمیم عباس تولد ہوئے۔ ایک دختر منصورہ بیگم کا عقد سید احتشام علی ابن سید یاور علی بلگرامی بنوی سے ہوا
دوسری دختر رئیس بیگم کا عقد طالب رضا ابن سید صفدر حسن رضوی ساکن الہ آباد سے ہوا۔ تیسری دختر منغیرہ بانو کا عقد سید اسلام حماد
ابن سید محمد جواد رضوی لکھنوی سے ہوا۔ چوتھی دختر ذاکرہ بانو کا عقد سید علی متین ابن سید سخاوت علی زیدی جانسٹھ سے ہوا۔ پانچویں
دختر زہرا بانو کا عقد سید رضی ابن مولانا سید مسرور حسن ابن سید معجز حسین دانشمند سے ہوا۔ چھٹی دختر زرینہ بانو اور ساتویں عزیزہ بانو
کم سن فوت ہوئیں۔ (۴۳) سید قمر عباس ابن مولانا سید محمد رضی مجتہد۔ ولادت ۲ رجمادی الاول سنہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۰ رجون
سنہ ۱۹۳۸ء والد بزرگوار کے ساتھ پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ بی۔ کام کی سند حاصل کی ہے۔ آپ کا عقد زینب صغریٰ دختر
الحاج مولانا سید انیس الحسنین ابن سید ابو القاسم دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر عارفہ خاتون اور ایک پسر سید قاسم عباس ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۲ھ
مطابق ۷ رمئی سنہ ۱۹۷۲ء کو تولد ہوا۔ (۴۴) سید یوسف عباس
ابن مولانا سید محمد رضی مجتہد۔ ولادت ۲۸ ربیع الآخر سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق یکم اپریل سنہ ۱۹۴۶ء۔ بی کام کے سند یافتہ ہیں والد بزرگوار
کے ساتھ پاکستان آئے۔ ہنوز مجرد ہیں۔ (۴۵) سید شمیم عباس ابن مولانا سید محمد رضی مجتہد ولادت ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ
مطابق ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۶۵ء کراچی میں زیر تعلیم ہیں۔ (۴۶) مولانا سید احمد مجتہد عرف سید محمد کاظم ابن حجۃ الاسلام جناب مولانا
نجم الحسن طاب ثراہ ولادت سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء۔ ناظمیہ عربک کالج سے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق
سنہ ۱۹۲۱ء میں مشہد مقدس اور عراق کی زیارات سے شرفیاب ہوئے اور علمائے کرام سے اجازہ ہائے اجتہاد حاصل کئے۔
ناظمیہ عربک کالج کے صدر مدرس اور وائس پرنسپل رہے۔ کتاب شیعہ و فنون الاسلام کا ترجمہ کیا۔ آپ کا عقد اپنے چچا مولوی
سید بدر الحسن کی دختر رشیدہ خاتون سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر ۱ سید محمد مہدی کم سن فوت ۲ سید محمد صادق ۳
سید محمد محسن تولد ہوئے۔ ایک دختر عالیہ خاتون کا عقد حکیم سید محمد نذر ابن حکیم سید حسنین نذر دانشمند سے ہوا دوسری دختر
صدیقہ بیگم کا عقد سید ابرار حسین ابن سید ابوالحسن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا کہ یہ دونوں بیوہ ہوگئیں۔ صدیقہ بیگم کی ایک دختر ہے
جس کا عقد سید ناصر حسین ابن سید مشتاق حسین ساکن حیدر گنج لکھنؤ سے ہوا ہے آپ سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق سنہ ۱۹۲۳ء میں والد بزرگوار کے
روبرو فوت ہوئے (۴۷) مولانا سید محمد صادق مجتہد ابن مولانا سید احمد مجتہد۔ ولادت ۲۸ صفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۵ جنوری
سنہ ۱۹۱۵ء۔ بچپن سے ہی دینی تعلیم کی طرف راغب رہے۔ ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ سے درجہ ممتاز الافاضل میں امتیازی نمبروں سے

کامیاب ہوئے۔ پھر عراق جاکر زیارات سے مشرف ہوتے۔ علمائے عراق نے اجازۂ اجتہاد عطا فرمائے۔ آپ علمائے لکھنؤ کی نظر میں ایک
مسلم الثبوت ادیب ہیں۔ فقہ۔ اصول۔ ادب میں اعلیٰ درجہ حاصل ہے۔ آپ کے پڑھائے ہوئے کئی علما ہند و پاکستان میں موجود ہیں۔
تقریباً چالیس مذہبی رسالے تصنیف کئے اور پچیس کتب عالیہ کے مصنف ہیں ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں قرآن مجید کا اردو ترجمہ
اور تفسیر لکھی۔ نہج البلاغہ و صحیفۂ علویہ کا ترجمہ اردو میں کیا۔ ناظمیہ عربک کالج میں وائس پرنسپل رہے۔ جناب مفتی سید احمد علی صاحب نے بھی
اجازۂ اجتہاد عطا فرمایا۔ شیعہ کالج اور ایم اسلامیہ اسکول لکھنؤ کے سرپرست ہیں۔ آپ اعلیٰ ترین ذاکرِ حسین ہیں۔ عربی کی اتنی قابلیت ہے
کہ پوری مجلس عربی میں پڑھ لیتے ہیں۔ آپ شاعر ہیں۔ مجموعۂ کلام اردو موجود ہے۔ تقریباً تین ہزار اشعار عربی میں ہیں۔ لکھنؤ یونیورسٹی کی
کی طرف سے ممتحن ہیں۔ آپ کا عقد اپنے چچا کی دختر صفیہ بیگم دختر مولانا سید محمد صاحب مجتہد سے ہوا۔ آپکے دو دختر تولد ہوئیں ایک دختر رقیہ بیگم کا عقد
سید جعفر رضا ابن سید زین العباد ساکن اخرو ٹیہ تحصیل سنبھل مراد آباد سے ہوا۔ دوسری دختر حسن بانو زیر تعلیم ہیں۔ اور تین پسر ۱۔
سید محمد حامد ۲۔ سید محمد ماجد ۳۔ سید محمد عاقل تولد ہوئے۔ آپ لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ (۴۴) سید محمد حامد ابن مولانا سید محمد صادق
ولادت ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۴ء۔ شیعہ کالج سے بی۔ اے کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے
وظیفہ حاصل کیا۔ ایل ٹی کی ٹریننگ یافتہ ہیں۔ سائنس اور ریاضی میں مہارت تامہ ہے۔ پبلک اسکول اور اسلامیہ اسکول کے سکریٹری
ہیں۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد مہ لقا بیگم دختر مولانا سید سکندر حسین ابن مولانا سید محمد حسین ساکن لکھنؤ سے ہوا۔ اس زوجہ سے
ایک دختر نقیہ بانو تولد ہوئی جو زیر تعلیم ہے اور دو پسر ۱۔ سید مظفر کاظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں ۲۔ سید رئیس کاظم ۱۳۷۷ھ
مطابق ۱۹۵۷ء میں تولد ہوئے۔ دوسرا عقد مقدس بیگم دختر سید مشرف حسین اثر ابن سید مقرب حسین دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے
یک پسر سید ضیا کاظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا۔ آپ لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ (۴۴) سید محمد ماجد ابن مولانا سید محمد صادق
مجتہد ولادت ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء۔ سوشیالوجی میں بی۔ اے فرسٹ ڈویژن پاس کیا ہے یونیورسٹی سے اعزازی وظیفہ حاصل
کیا۔ سی ٹی کی ٹریننگ کی ہے۔ بی ایڈ میں داخلہ ہوا ہے۔ شیعہ کالج کے جونیر اسکول میں مدرس ہیں۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون اپنے چچا
مولانا سید محمد محسن کی دختر سے ہونا قرار پایا ہے۔ (۴۴) سید محمد عاقل ابن مولانا سید محمد صادق مجتہد۔ ولادت ۱۳۵۸ھ مطابق
۱۹۳۹ء لکھنؤ میں زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) مولانا سید محمد محسن زوار ابن مولانا سید احمد مجتہد۔ ولادت ۱۸ ربیع الثانی جمادی الاول
۱۳۲۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۰۹ء۔ زائر عتبات عالیات ایران و عراق۔ ناظمیہ عربک کالج میں ممتاز الافاضل تک پڑھا۔
لیکن کالج کے اسٹرائک کے سبب امتحان نہ دے سکے۔ الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل ادب۔ فاضل تفسیر۔ اور دبیر کامل فرسٹ
ڈویژن میں پاس کیا۔ شیعہ عربک کالج لکھنؤ سے۔ عماد الکلام۔ فقیہ و ادیب کی سندیں حاصل کیں۔ اجازۂ بیش نمازی جناب
حجۃ الاسلام نجم الملت مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ نے عطا فرمایا۔ اجازۂ روایت مولانا مفتی سید احمد علی صاحب نے عطا فرمایا۔ ناظمیہ
عربک کالج کے اعلیٰ درجہ کو سبق دیتے رہے۔ ناظمیہ کی بزم دینی اور شیعہ کالج کی بزم دینیات کے صدر ہیں اور ناظم دینیات
ہیں۔ پبلک اسکول کے سرپرست اور منیجر ہیں۔ متعدد کتب تالیف فرماکر شائع کیں۔ کتاب دینیات اردو ہندی میں ترتیب
دی۔ حالات جناب مجاہد دلچسپ انداز میں لکھے۔ حالات حضرت علی علیہ السلام سیر حاصل طریقہ پر لکھے۔ اعلیٰ مقرر ہیں۔ ذاکرِ حسین
ہیں۔ رسالہ مجاہد کے مالک و سرپرست ہیں۔ آپ کا عقد اپنی پھوپی کی دختر خاتون دولت دختر مولوی سید محمد احمد دانشمند سے
ہوا۔ چھ دختر اور دو پسر ۱۔ سید شمیم حیدر ۱۸ رشعبان صفر ۱۳۶۶ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو ۲۔ سید صفی اختر ۱۴ رصفر ۱۳۸۱ھ
مطابق ۱۸ رجولائی ۱۹۶۱ء کو تولد ہوا۔ ایک دختر فاخرہ خاتون کا عقد سید محمد نصیر ابن سید باقر حسین اپنے خالہ کے فرزند سے ہوا

۵ معصومہ خاتون ۶ سکینہ خاتون ۷ ریحانہ خاتون ۸ عفت خاتون ۹ رفعت خاتون زیر تعلیم ہیں۔ آپ مقیم لکھنؤ ہیں۔

(۴۱) **مولوی سید بدر الحسن** ابن مولوی سید اکبر حسین عبرت۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء اول اپنے برادر بزرگ جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ سے فارسی عربی صرف نحو کی تعلیم حاصل کی۔ پھر زبان ہندی میں مہارت تامہ حاصل کرکے ریاست اودے پور میواڑ میں محکمہ بندوبست میں سررشتہ دار مقرر ہوئے۔ ترقی کرکے ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز رہے۔ واپسی پر ریاست محمود آباد میں تحصیلدار رہ کر بوجہ احسن پنشن یاب ہوکر خانہ نشین ہوگئے آپ کو شاعری سے بھی شغف تھا۔ اردو فارسی کے کلام میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ غیر مطبوعہ دیوان موجود ہے۔ قرآن مجید تقریباً حفظ یاد تھا۔ اکثر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا عقد ساجدہ خاتون دختر سید اصغر حسین ابن سید سعادت علی دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور چار فرزند ۱ مولانا سید خورشید حسن ۲ سید اخلاق حسن ۳ سید اشفاق حسن ۴ سید ہادی حسن تولد ہوئے۔ دختر رشیدہ خاتون کا عقد مولانا سید احمد عرف سید محمد کاظم چچا کے پسر سے ہوا۔ آپ ۲۸ ذالحجہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۳۲ء کو امروہہ میں فوت ہوئے۔ (۴۲) حجۃ الاسلام الحاج مولانا **سید خورشید حسن** مجتہد ابن مولوی سید بدر الحسن ولادت تقریباً ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء مدرسۃ نور المدارس دانشمند میں، الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب سے صرف و نحو پڑھکر ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ اعلیٰ درجہ کی سند ممتاز الافاضل حاصل کی۔ جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ سے اجازۂ پیش نمازی و اجتہاد حاصل کیا۔ حج و زیارت مدینہ۔ عراق و ایران سے شرف یاب تھے۔ علمائے عراق نے بہترین اجازہ ہائے اجتہاد عطا فرمائے۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا کورس کرکے مدرسۃ سلیمانیہ پٹنہ کے پرنسپل رہے۔ بعد ازاں سر سید سلطان احمد صاحب کے والد بزرگوار سید خیرات احمد صاحب کی دعوت پر جامع مسجد شہر گیا میں امام جمعہ و جماعت مقرر ہوئے۔ پٹنہ و بہار کے تمام امراء۔ روسا اور عوام بہت ہی عزت و تکریم کرتے تھے۔ آپ مدت العمر شیعہ جامع مسجد گیا ہی میں امام جمعہ و جماعت رہے۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی مجلس منتظمہ کے رکن تھے۔ آپ شکل و شمائل عادات و خصائل میں جناب نجم الملت طاب ثراہ سے بہت مشابہ تھے آخر عمر میں وطن مالوف تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں نور المدارس کے منتظم و صدر رہے پھر مرض الموت میں مبتلا ہوگئے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں نہج البلاغہ کا اردو ترجمہ نہایت فصاحت و بلاغت سے فرمایا۔ جو طبع نہ ہوسکا۔ تنبیہ الغافلین۔ نجم الواعظ۔ نجم الزائر زیور طبع سے آراستہ ہوئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد ماجدہ خاتون دختر سید مصطفےٰ حسن ابن سید محمد حسین عابدی مقیم محلہ نخشبی سے ہوا۔ دوسرا عقد بعد وفاتِ زوجۂ اول شاہدہ خاتون دختر سید زوار حسین ابن سید ابرار حسین ساکن محلہ سددہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے تین دختر تولد ہوئیں ۱ محسنہ خاتون عرف چندو بیا منکوحۂ سید مشرف حسین اثر ابن سید مقرب حسین دانشمند ۲ ناظمہ خاتون منکوحۂ سید عمران حسن ابن سید امیر حسن (چھنو والے) ساکن محلہ قاضی زادہ ۳ صالحہ خاتون منکوحۂ سید مسرور حسن ابن سید شاکر حسین دانشمند زوجہ ثانیہ سے دو دختر اور ایک پسر سید محمد رشید عرف سید قیصر حسن تولد ہوئے۔ ایک دختر صادقہ خاتون کا عقد سید علی مہدی ابن سید اختر حسین ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسری دختر قیصری خاتون کا عقد سید صفدر رضا ابن ڈاکٹر سید عتیق حسن ابن سید عزیز حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ آپ نے ۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۶۷ء کو امروہہ میں رحلت فرمائی۔ تاریخ وفات از سید مشرف حسین اثر یہ ہے

جو تھا ہم صورتِ نجم العلما۔ عالم دیں۔ اب وہ ہے خلد نشیں ہوگئی تیرہ و تاریک یہ ساری دنیا۔ کیسا اندھیر ہوا

جب ہوئی مجلسِ رحلتِ مرحوم کی فکر۔ کیا احباب سے نو فکر آئی اطلاع یہ اثر ہاتف غیبی کی صدا۔ نور خورشید چھپا (۱۳۸۶ھ)

آپ کی وفات پر جناب مفتی سید احمد علی صاحب طاب ثراہ نے جو مرثیہ کہا ہے۔ وہ آپ کے صفاتِ مقدسہ کا آئینہ دار ہے۔
(۳۴) حکیم سید محمد رشید عرف سید قیصر حسن ابن حجۃ الاسلام مولانا سید خورشید حسن مجتہد ولادت تقریباً سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء علم۔ فارسی۔ عربی۔ اور علم طب حاصل کرکے امروہہ میں طبابت کرتے رہے آپ کا عقد مشکورہ خاتون دختر سید معادن حسین ابن سید ضامن حسین ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ (۴۲) سید اخلاق حسین ابن مولوی سید بدر الحسن ولادت تقریباً سنہ ۱۳۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۹۴ء فارسی عربی پڑھ رہے تھے کہ جوان مرگ ہوئے۔ آپ کا عقد معجزہ خاتون دختر سید تاج الدین حیدر ابن سید سراج الدین احمد ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء میں روبرو والد بزرگوار کے لاولد فوت ہوئے۔ امام بارگاہ غفران مآب لکھنؤ میں دفن ہوئے (۴۲) سید اشفاق حسین ابن مولوی سید بدر الحسن ولادت ۸ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء د فارسی، عربی، انگریزی میں ذی استعداد اکونٹنٹ کا کام کرتے ہیں۔ اچھی حالت میں ہیں۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد لیلے خاتون دختر سید مہدی حسن ابن سید غلام عباس زیدی مقیم چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا جس کو بہ چند وجوہ طلاق ہوئی۔ زوجہ کے اس شوہر سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسرا عقد معجزہ خاتون دختر سید تاج الدین حیدر بیوۂ برادر متوفی سے کیا اس زوجہ سے ایک دختر باصرہ نجا خاتون تولد ہوئی تھی اور اس کا عقد سید سبط احمد ابن سید ابوظفر ساکن محلہ چاہ غوری سے ہوا تھا کہ پہلے والدہ بعد میں دختر بھی فوت ہو گئی۔ تیسرا عقد رئیسہ خاتون دختر سید ثامن حسن ابن سید ضامن حسن عرف بدھا دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے پانچ دختر اور چار فرزند تولد ہوئے۔ ایک دختر سلطانی خاتون کم سن فوت ہوئی دوسری دختر عزادار بانو کا عقد سید شان حیدر ابن سید ذیشان حسین ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ تیسری دختر نرجس خاتون کم سن فوت ہوئی۔ چوتھی ناہید صغرا۔ پانچویں سہیل صغرا زیر تعلیم ہیں۔ ایک فرزند سید فضل عسکری ۲۲ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء کو تولد ہو کر ۳ ماہ کا فوت ہو گیا۔ دوسرا فرزند سید مظفر مہدی ۱۸ ذالحجہ سنہ ۱۳۶۷ھ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۴۸ء کو تولد ہو کر دس مہینہ کا فوت ہو گیا۔ تیسرا فرزند سید منظر حسن ۲ محرم سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو تولد ہو کر تین سال فوت ہو گیا۔ چوتھا فرزند سید قائم مہدی ۲۲ شعبان سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۵۴ء کو تولد ہو کر ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء کو فوت ہو گیا۔ آپ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۲) سید ہادی حسن ابن مولوی سید بدر الحسن ولادت تقریباً سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء۔ اردو، فارسی پڑھ کر فوج میں ملازم ہو گئے قضائے الٰہی سے آسام میں بندوق کا نشانہ بنے۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون عرف چھدو دختر ڈاکٹر سید آل احمد ابن سید ارشاد علی ساکن محلہ چاہ غوری سے ہوا۔ ایک دختر تولد ہو کر کم سن فوت ہو گئی۔ دو پسر ۱ سید علی ہادی ۲ سید حسن ہادی عقب رہے۔ آپ جنگِ عظیم کے وقت ملک آسام میں میدان جنگ میں ۱۵ صفر سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۹۴۴ء کو بندوق کی گولی لگنے سے وہیں فوت ہوئے۔ (۴۳) سید علی ہادی ابن سید ہادی حسن ولادت ۹ رجب سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء والد بزرگوار کے فوت ہو جانے کے باوجود حصولِ تعلیم میں مصروف رہے۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی سندیں حاصل کیں۔ آپ رمضان سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق جون سنہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے۔ اب اکانومک افیرس ڈویژن اسلام آباد پاکستان میں سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ گزیٹڈ افسر ہیں۔ آپ کا عقد کشور بانو دختر سید عون محمد ابن سید ابو القاسم ساکن محلہ چاہ غوری سے ہوا۔ تین دختر ۱ کوثر بانو ۲ تنظیم فاطمہ ۳ شائستہ بانو تولد ہوئیں زیر تعلیم ہیں اور ایک پسر سید حسن عباس ۲۲ رجب سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ فروری سنہ ۱۹۵۷ء کو تولد ہوا۔ (۴۳) سید حسن ہادی ابن سید ہادی حسن ولادت ۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۴ جون سنہ ۱۹۴۱ء۔ بی ایس سی آنرز

کی سندیں حاصل کی ہیں۔ آپ ۹ رمضان ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۰ رجون ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے۔ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی فرسٹ ڈویژن پاس کیا۔ اب ڈیفنس سائنس آرگنائزیشن لیبارٹریز میں ایکسپرمینٹل آفیسر ہیں۔ گزیٹڈ افسر ہیں۔ آپ کا عقد حبیب فاطمہ دختر سید مصطفٰے حسن ابن سید فتح حسین زیدی مقیم چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔

(۳۸) **سید مقصود علی** ابن سید غلام حسن۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید احسان علی ابن سید عبدالباقی دانشمند سے ہوا کہ ایک دختر منکوحہ سید اکبر علی ابن سید حشمت علی دانشمند تولد ہوئی دوسرا عقد دختر سید امام علی ابن سید غلام اشرف علی ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ جس سے ایک دختر شرافت النسا منکوحہ سید محمد محسن خاں ابن سید محمد حسن خاں دانشمند اور ایک پسر قربان علی تولد ہوئے (۳۹) **سید قربان علی** ابن سید مقصود علی۔ آپ کا عقد دختر سید جعفر حسین ابن سید غلام علی شاہ ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱ سید غلام مصطفٰے ۲ سید غلام مرتضٰی تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید اعجاز حسن ابن سید باقر حسین ابن سید جعفر حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد حاجی سید غضنفر حسین ابن سید عظیم علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ تیسری دختر ملیح النسا کا عقد سید محمود حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند سے ہوا۔ (۴۰) **سید غلام مصطفٰے** ابن سید قربان علی۔ آپ کے تین عقد ہوئے یکے بعد دیگرے دو عقد دختران سید احمد حسن ابن سید محمد علی سے جو لاولد رہیں اور تیسرا عقد مجید النسا دختر سید محمد محسن خاں دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک دختر سفینہ خاتون تولد ہوئی تھی جس کا عقد سید احسان حسن خاں ابن سید ریاض حسن خاں دانشمند سے ہوا تھا۔ کہ لاولد فوت ہوگئی۔ (۴۰) **سید غلام مرتضٰی** ابن سید قربان علی بہترین خوشنویس تھے۔ آپ وبائے تپ ولرزہ میں ۵ محرم ۱۲۹۶ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۸۷۸ء روبرو والد بزرگوار کے جوان مرگ ہوئے تاریخ وفات جناب اکرم الناس مفتی سید محمد عباس طاب ثراہ یہ ہے۔ پنجم ماہ محرم رفت او سوئے جناں ۱۲۹۶ھ

(۳۸) **سید محبوب علی** ابن سید غلام حسن و اول والیٔ لاہور کے ملازم رہے۔ پھر سرکار انگریزی میں تھانیدار تھے آپ نے موروثی جائیداد کے برابر جائیداد مہیا کرلی تھی۔ آپ کی دو زوجہ تھیں ایک زوجہ دختر سید مقصود علی ابن سید نذر علی ساکن محلہ جعفری (بھوکا) دوسری زوجہ ایک زن غیر کفو غیر سادات تھی کہ اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید اکرم علی ابن سید یوسف علی دانشمند اور ایک فرزند سید علی نذر تولد ہوئے۔ (۳۹) **حکیم سید علی نذر** ابن سید محبوب علی۔ طبیب کامل تھے تشخیص امراض میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ آپ حکیم بو علی خاں و حکیم عظیم علی خاں و حکیم امجد علی خاں (مشہور خاندان حکمائے امروہہ) کے شاگرد تھے۔ آپ کو خدا نے دست شفا عطا فرمایا تھا۔ آپ مرض نزول الماء میں مبتلا ہوئے۔ ڈاکٹر سانڈرس سے آنکھ بنوا کر آتشی شیشے کی عینک سے نسخہ نویسی کیا کرتے تھے۔ علاوہ ادویۂ یونانی کے ادویۂ ہندی و انگریزی بھی استعمال کرتے تھے۔ امراض چشم کے خصوصی ماہر تھے۔ آپ نے ایک دواخانہ بنام بیت الشفا قائم کیا تھا۔ آپ کا دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر سید سعادت علی ابن سید علی بخش دانشمند سے ہوا۔ جو لاولد رہیں۔ دوسرا عقد دختر سید محمد حسن خاں ابن سید ولی بخش خاں دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے تین دختر اور تین پسر ۱ سید صفدر نذر ۲ سید حسنین نذر ۳ سید حیدر نذر تولد ہوئے۔ بڑی دختر طاہرہ خاتون کا عقد سید ریاض حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر وجیہ النسا کا عقد سید مجاہد حسین ابن سید نثار حسین دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر تہنیت خاتون کا عقد سید دلاور حسن خاں ابن سید نوازش حسن خاں ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ وبائے ہیضہ پھیلی تو آپ کی دختر کلاں اور زوجہ اور خود آپ نے ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں رحلت کی۔ تاریخ وفات سید اکبر حسین عبرت مرحوم بعنوان زعالم فانی سفر بجنت کرد ۱۳۰۸ھ (۴۰) **حکیم سید صفدر نذر** ابن حکیم سید علی نذر۔ ولادت تقریباً ۱۲۷۰ھ مطابق

سنہ ۱۸۵۳ء کمسنی سے ہی کتب درسیہ صرف و نحو کا مطالعہ کیا۔ علم فارسی و عربی و طب میں مہارت حاصل کی اپنے والد بزرگوار کیساتھ شریک مطب رہے۔ والد بزرگوار کے بیت الشفاء کو جاری رکھا۔ حسب ضرورت صنعت دستی کو بھی کام میں لاتے تھے۔ امراض چشم و بیچش کے معالج خصوصی تھے۔ مرثیہ سوزخوانی بہ خوش الحانی پڑھنے میں کامل تھے۔ کچھ عرصہ محکمۂ بندوبست میں ملازمت کی۔ آپ کے تین عقد ہوئے ایک عقد دختر سید اکرم علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ کہ یہ زوجہ لاولد فوت ہوئیں۔ دوسرا عقد حلیمہ خاتون دختر سید غلام حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ کے بطن سے دو دختر اور ایک پسر سید محمد مہدی عرف سید نور نذر تولد ہوئے۔ بعد وفات زوجہ ثانیہ آخر عمر میں ایک زن نومسلمہ جعفری بیگم سے عقد کر لیا تھا جس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ایک دختر حکیمہ خاتون کا عقد سید میر محمد ابن سید ضامن حسین ساکن محلہ نوگیاں سے ہوا۔ دوسری دختر کنیز فاطمہ عرف صغرا کا عقد سید عطا حسین ابن سید آفرین علی دانشمند سے ہوا۔ آپ نے تقریباً سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق سنہ ۱۹۴۳ء میں رحلت کی۔

(۴۱) **حکیم سید محمد مہدی** عرف سید نور نذر ابن حکیم سید صفدر نذر۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق سنہ ۱۹۰۱ء۔ کتب درسیہ صرف و نحو کی تکمیل مدرسہ نور المدارس میں کر کے مدرسۂ طبیہ لکھنؤ میں علم طب کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ پھر امروہہ آکر اپنے باپ دادا کے مطب بیت الشفاء کو طب جدید کے طریقہ پر آراستہ و جاری رکھا۔ آپ کا نام طبی بورڈ کے اول درجے کے حکیموں میں درج تھا۔ اور آپ کا مطب بھی رجسٹرڈ تھا۔ طبی بورڈ سے اس مطب کو وظیفہ بھی ملتا تھا۔ آپ تقسیم ملک کے بعد ڈھاکہ چلے گئے تھے۔ وہاں خوب نام پیدا کیا تھا۔ اپنا مطب قائم کیا تھا جس کا نام اچھا دواخانہ تھا۔ آپ کے تین عقد ہوئے ایک عقد عارفہ خاتون دختر سید دلاور حسن خاں ابن سید نوازش حسن خاں ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ دوسرا عقد بعد وفات زوجہ اوّل مبارکہ خاتون دختر سید محمد عسکری ابن سید عابد حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ تیسرا عقد خارجاً کیا ہے کہ ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں کسی سے کیا تھا جس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید محمد ہادی ۲۔ سید علی ہادی تولد ہوئے۔ دختر عاشقہ خاتون کا عقد سید علی رضا ابن مولوی سید محمد رضا دانشمند سے ہوا تھا کہ شوہر بعد تقسیم ملک پاکستان میں آکر لاہور میں عین عالم جوانی میں فوت ہوگئے۔ تب دوسرا عقد سید رضا احمد عرف منّا برادر شوہر متوفی سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید حسن ہادی تولد ہوئے۔ دختر منظور زہرا کا عقد اوّل سید سبط ماہر ابن سید سبط اصطفےٰ ساکن محلہ بھوئے والے قاضی زادہ سے ہوا تھا کہ شوہر فوت ہوگئے تب عقد ثانی سید آفتاب احمد مسلم ابن مولوی سید محمد احمد دانشمند سے ہوا۔ آپ نے تقریباً ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ ۱۹۵۱ء میں بمقام ڈھاکہ رحلت کی (۴۲) **سید محمد ہادی** ابن حکیم سید محمد مہدی ولادت تقریباً ۱۳۴۹ھ مطابق سنہ ۱۹۳۰ء میٹرک تک پڑھے ہوئے ہیں۔ کاشی پور میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد دختر حکیم سید محمد نذر ابن حکیم سید حسنین نذر دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ جمال زہرا ۲۔ امین زہرا۔ اور ایک پسر سید ریاض ہادی تولد ہوئے زیر تعلیم ہیں (۴۳) **سید علی ہادی** ابن حکیم سید محمد مہدی ولادت تقریباً ۱۳۵۴ھ مطابق سنہ ۱۹۳۵ء والد بزرگوار کے ساتھ ڈھاکہ گئے تھے بعدش لاپتہ ہوگئے اور کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ (۴۴) **سید حسن ہادی** ابن حکیم سید محمد مہدی ولادت تقریباً ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء والد بزرگوار کے ساتھ ڈھاکہ چلے گئے تھے ان کے فوت ہونے کے بعد کراچی آگئے۔ کراچی میں ایک میمن لڑکی ساجدہ سے عقد کر لیا۔ دو دختر ۱۔ روبینہ ہادی ۲۔ ثمینہ ہادی تولد ہوئی (۴۰) **حکیم سید حسنین نذر** ابن حکیم سید علی نذر۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۲ھ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء۔ اپنے برادر بزرگ حکیم سید صفدر نذر سے علم طب حاصل کر کے سرسی میں طبابت کرتے رہے۔ آپ کا عقد ثروت النساء دختر سید فضل حسین ابن سید احمد حسین ساکن محلہ سدّو سے ہوا۔ ایک دختر کمسن فوت ہوئی تین پسر ۱۔ سید جعفر نذر ۲۔ سید اختر نذر ۳۔ سید محمد نذر معقب رہے آپ نے ۱۳ رجب سنہ ۱۳۵۹ھ۔

مطابق ۱۷ اگست ۱۹۴۰ء کو سرسی میں وفات پائی۔ (۴۱) سید جعفر نذر ابن حکیم سید حسنین نذر۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء اپنے والد بزرگوار کے فیض صحبت سے علم طب اور عملیات کی طرف راغب تھے۔ آپ کا عقد دختر واجد حسین عرف بھنگا ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ خارجاً سنا ہے ایک دختر اور ایک پسر سید منظور نذر تولد ہوتے ہیں۔ آپ سرسی میں مقیم تھے۔ آخر عمر میں امروہہ میں رہکر مطب کرتے رہے۔ رمضان ۱۳۸۹ھ مطابق نومبر ۱۹۶۹ء میں فوت ہوتے۔ (۴۱) سید اختر نذر ابن حکیم سید حسنین نذر۔ ولادت تقریباً ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء۔ آپ کا عقد دختر ثانی سید واجد حسین عرف بھنگا ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا سنا ہے ایک دختر اور دو پسر سید سرتاج نذر عرف چھمن اور سید تاجدار تولد ہوئے۔ آپ سرسی میں مقیم ہیں (۴۱) حکیم سید محمد نذر عرف بچو ابن حکیم سید حسنین نذر۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء ابتدائی تعلیم نور المدارس امروہہ میں حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ میں حکیم میرن صاحب کے دواخانہ کے حکیم اعلیٰ سے طب کی سند حاصل کی۔ پھر تکمیل الطب کالج لکھنؤ سے علم طب کا امتحان پاس کیا اور وہیں مطب کرنے لگے۔ حسین گنج کے سرکاری دواخانے کے انچارج تھے۔ آپ کا عقد علیہ بیگم دختر مولانا سید احمد عرف سید محمد کاظم ابن شمس العلماء جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ سے ہوا چار دختر ۱۔ منیر زہرا ۲۔ نعیم زہرا ۳۔ نسیم زہرا۔ ۴۔ وسیم زہرا اور تین پسر ۱۔ سید احمد نذر ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں ۲۔ سید ہاشم نذر ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں ۳۔ سید عابد نذر ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں تولد ہوتے۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ آپنے ۱۱ صفر ۱۳۷۴ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ (۴۰) سید حیدر نذر ابن حکیم سید علی نذر۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء۔ برادر بزرگ سے درسیات صرف و نحو فارسی میں مہارت حاصل کر کے الہ آباد یونیورسٹی سے ملا کا امتحان پاس کیا نیز انہی برادر معظم سے کتب کثیرۂ طب کا مطالعہ کیا۔ بعد میں لکھنؤ میں حکیم سید محمد نواب صاحب خلف الرشید حکیم سید باقر حسین پاٹا نالہ لکھنؤ اور شاہی دواخانہ لکھنؤ میں حکیم سید احمد صاحب و حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب سے درس لیا۔ واپسی پر حکیم امین الدین شاہ آبادی وائس پرنسپل طبیہ کالج دہلی سے درسیات طبیہ کی تکمیل کی اور سند طبابت حاصل کی۔ آپنے کتاب زبدیہ جد محترم مولوی سید اکبر حسین دانشمند کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کر کے ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء تک کے حالات کا نامکمل اضافہ کیا۔ آپ کا عقد ام البنین دختر سید محمد محسن خاں ابن سید محمد حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور ایک پسر سید حسین نذر عرف حسینا تولد ہوتے۔ ایک دختر عقیلہ خاتون کا عقد سید طاہر حسن ابن سید ذوالحسن دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر زینب خاتون کا عقد سید مختار حسین ابن سید انتظار حسین نقوی مقیم دانشمنداں سے ہوا۔ تیسری دختر شکیلہ خاتون عرف مُردی کا عقد سید مصطفےٰ حسن ابن سید رضا حسن ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ آپ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر کراچی میں رضویہ کالونی میں مقیم ہوئے۔ آپ نے ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں بمقام کراچی رحلت کی۔ (۴۱) سید حسین نذر ابن حکیم سید حیدر نذر۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء امتحانات منشی و منشی عالم پاس کر کے کچھ عرصہ مدرس رہے۔ چند عرصہ فوج میں ملازمت کی۔ آپ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ آپ کے چار عقد ہوئے۔ ایک عقد طاہرہ خاتون دختر سید صفدر علی ابن سید صادق علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد کاظمہ خاتون دختر سید ماجد حسین ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا جو لاولد رہی۔ تیسرا عقد معروف بہ بختی سے کیا۔ جو سید اخلاق حیدر ساکن محلہ سدو کی بیوہ دختر تھی۔ مگر بچند وجوہ صیغۂ طلاق جاری ہوا۔ چوتھا عقد قاسمہ خاتون دختر ثانیہ سید ماجد حسین موصوف ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا کہ یہ زوجہ بھی لاولد رہی۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر کمسن فوت اور تین پسر ۱۔ سید معطر نذر عرف سید غلام عباس ۲۔ سید عنبر نذر عرف سید ظفر عباس ۳۔ سید قیصر نذر عرف سید نذیر عباس تولد ہوئے۔ آپ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں پاکستان میں آکر کراچی

میں مقیم تھے کہ ۲۴ رجمادی الاول سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۲ر فروری سنہ ۱۹۵۱ء کو رحلت کی۔ (۴۲) **سید معظم نذر عرف سید غلام عباس۔**
ولادت ۲۳ رجمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء۔ آپ انٹر تک تعلیم حاصل کر کے ڈیفنس ہیڈ کوارٹر انڈیا میں ملازم
ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان تبادلہ ہوگیا اور اب پاکستان میں ڈیفنس ہیڈ کوارٹر
کراچی میں اسسٹنٹ ہیں خوش حال ہیں آپ کا عقد جعفرہ خاتون دختر سید اصطفےٰ احسن دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱؎ بنت عباس
۲؎ سکینہ خاتون اور پانچ پسر تولد ہوئے ۱؎ سید یوسف عباس سنہ ۱۳۶۸ھ مطابق سنہ ۱۹۴۸ء میں تولد ہوا کر سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء
میں پانی کے ٹرک کی لپیٹ میں آکر فوت ہوگیا ۲؎ سید غیور عباس سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۹ء میں تولد ہو کر دو ماہ فوت ہوگیا ۳؎
سید حید عباس ۱۷ر صفر سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء کو ۴؎ صفدر عباس ۳ر رجب سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۵ر دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء کو ۵؎
سید حسنین عباس ۱۷ر شوال سنہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء کو تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ **سید عنبر نذر عرف سید**
ظفر عباس معروف چندن ابن سید حسین نذر ولادت ۱۰ر رمضان سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۰ر فروری سنہ ۱۹۲۹ء آپ انٹر تک پڑھے ہوئے
ہیں سنہ ۱۳۶۸ھ سنہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان میں آکر کراچی میں مقیم ہیں ذاتی مکان ہے خوش حال ہیں۔ آپ نے لوہے کے دروازے وغیرہ
بنانے کی ایک فرم کھول لی ہے۔ جس کا کاروبار نہایت نفع بخش ہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد رضیہ خاتون دختر سید
انیس المرتضیٰ ابن سید نجم الحسن ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک دختر کنیز عباس اور ایک پسر سید تصدق عباس
سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۵ء میں تولد ہوا جو زیر تعلیم انٹر میں ہے۔ بعد وفات زوجہ اول دوسرا عقد شاندار بانو دختر سید ببر علی
ابن منشی سید واجد علی جعفری دہلوی مقیم محلہ چکلی سے ہوا۔ چار دختر ۱؎ دولت عباس ۲؎ عصمت عباس ۳؎ عظمت عباس ۴؎
زینت عباس اور دو پسر ۱؎ سید ہمایوں ظفر سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق سنہ ۱۹۶۵ء میں ۲؎ دلاور عباس سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق سنہ ۱۹۶۷ء میں تولد ہوا
سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) **سید قیصر نذر** عرف سید نذر عباس ابن سید حسین نذر۔ ولادت ۱۱ر صفر سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق
۸ر جولائی سنہ ۱۹۳۰ء آپ ربیع الآخر سنہ ۱۳۶۹ھ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کر کے کراچی
پولی ٹیکنک سے اسسٹنٹ ڈیزائن انجینئر کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ اور سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں پاکستان نیوی ڈاکیارڈ میں
ملازم ہوئے۔ اور اب الیکٹریکل اسسٹنٹ ڈیزائن انجینئر ہیں گزیٹڈ افسر ہیں۔ رضویہ سوسائٹی میں مکان بنایا ہے۔ خوشحال ہیں
آپ کا عقد انور فاطمہ دختر سید محمد ہاشم ابن سید محمد کاظم دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر قیصر جبین زیر تعلیم ہے۔ دو پسر ۱؎ سید
حسین ناصر ۱۲ر شعبان سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۶۰ء کو ۲؎ سید حسین عباس ۲۹ر شوال سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ر مارچ
سنہ ۱۹۶۵ء کو تولد ہوا۔ دونوں زیر تعلیم ہیں۔ (۳۸) **سید ارشاد علی** ابن سید غلام حسن۔ انگریزی فوج میں افسر تھے۔
با آرام و راحت رہے آپ کا عقد دختر سید حشمت علی ابن سید کریم اللہ دانشمند سے ہوا۔ کوئی اولاد نہ ہوئی لاولد رہے۔
(۳۶) **سید عبد اللہ** عرف سید تاج محمود خاں ثانی۔ عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی کی فہرست جس کی نقل حاجی مولوی
سید اعجاز حسن صاحب گذری سے دستیاب ہوئی ہے اس میں درج ہے کہ آپ منصبدار تھے۔ ان کے نام کے تحت ستینتیس[۳۷] ہزار
دام درج ہیں۔ آپ متعینہ چکلہ مرادآباد تھے۔ بعدہٗ منصبدار داخل چوکی ہوگئے۔ آپ بڑے متقی پرہیز گار عبادت گذار و صاحب
توقیر کثیر تھے۔ آپ کا عقد دختر زوجۂ اول قاضی سید محمد فیاض ابن میراں سید رحمت اللہ دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱؎ منکوحۂ
سید غلام حسن عرف سعادت بخت ابن سید غلام احمد خاں دانشمند ۲؎ منکوحۂ سید قمر الدین عرف بادن ابن سید محمد آیات ساکن
محلہ چبوترہ اور ایک پسر سید غلام بدیع الدین عرف گمانی معقب تھے۔ (۳۷) **سید غلام بدیع الدین** عرف گمانی ابن سید
عبد اللہ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد دختر قاضی سید عنایت محی الدین ابن قاضی سید عبد الصمد ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔

دوسرا عقد دختر زوجہ اول سید حیات اللہ ابن سید محمد اللہ دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحہ قاضی سید گوہر علی ابن قاضی سید عنایت رسول ساکن محلہ قاضی زادہ۔ اور دو پسر ۱ سید غلام علی ۲ سید تاج محمود ثالث تولد ہوئی۔ اور دوسری زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید امام بخش عرف درگاہی ابن سید سعادت اللہ عرف سید علی نواز خاں دانشمند تھیں (۳۸) **سید غلام علی** ابن سید غلام بدیع الدین عرف گمانی۔ فن چابک سواری میں کامل تھے۔ گھوڑوں کے عیب ثواب سے خوب واقف تھے۔ اپنی سواری میں گھوڑا ضرور رکھتے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید محمد رعایت ابن سید نجابت ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر تولد ہوئے ۱ سید غلام نبی ۲ سید حسین علی ۳ سید حسن علی لاولد۔ ایک دختر کا عقد سید محمدی ابن سید عطائی الدین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید فتح علی ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا۔ (۳۹) **سید غلام نبی** ابن سید غلام علی آپ کا تین زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر سید گوہر علی ابن سید عنایت رسول ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر قاضی سید سبحان بخش ابن قاضی سید اللہ بخش ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسرا عقد دختر سید امداد علی ابن سید غلام اشرف عرف شاہو محلہ جھیوڑہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ لاولد رہیں دوسری زوجہ سے ایک دختر اور تیسری زوجہ سے تین دختر اور ایک پسر سید ضامن حسن عرف بدھا تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ کی دختر کا عقد سید فرحت علی ابن سید عبدالہادی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ تیسری زوجہ کی ایک دختر کا عقد سید باقر حسین ابن سید عنایت حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد حاجی سید صادق حسین ابن سید غلام حسین دانشمند سے ہوا۔ کہ طفل نومولود کے ساتھ فوت ہوگئیں۔ تیسری دختر کا عقد سید صادق علی ابن سید کاظم علی دانشمند سے ہوا۔ (۴۰) **سید ضامن حسن عرف بدھا** ابن سید غلام نبی ولادت تقریباً ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۸ء قانون دیوانی پڑھ کر الہ آباد سے وکالت پاس کرکے نگینہ ضلع بجنور میں وکالت شروع کی پھر عدالت جج مراد آباد میں مقبول و معقول نامی گرامی وکیل تھے۔ ہندوستان کے مشہور وکیل سر تیج بہادر سپرو آپکے شاگرد تھے وائسرائے اور گورنر کے درباری تھے امروہہ کے فرقہ وارانہ فساد کے سلسلے میں جب مراد آباد میں مقدمہ ہوا شہر بھر کے معزز ومتاز افراد اس مقدمہ میں ملوث ہوئے تو اس وقت نہایت شوق اور ولولے کیساتھ سادات عظام کی دامے درمے۔ قدمے۔ سخنے ہر طرح خدمت اور پیروی کی۔ آپنے مراد آباد میں ایک عالیشان مکان بنا لیا تھا۔ برادری میں با وقعت تھے کچھ عرصہ سوا اندہ محرم کے ماتمی جلوس محلہ کوٹ کے باشندگان سے باہمی کشیدگی کی وجہ سے محلہ کوٹ میں آنے بند ہوئے۔ اسی سلسلہ میں بلا وجہ سبب محلہ دانشمندان میں بھی نہ آئے۔ تو ان سید ضامن حسن اور سید امیر حسن ابن سید مظہر علی دانشمند کی کوشش سے پھر آنے لگے۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد سلیم النساء دختر سید عظیم علی عرف کھونچا ابن سید حسین علی دانشمند سے ہوا ~~[illegible]~~۔ دوسرا عقد ذاکرہ خاتون دختر سید مہدی علی ابن سید عظیم علی دانشمند سے ہوا۔ تیسرا عقد حسینہ خاتون دختر سید اصغر حسین ابن سید حسین بخش ساکن محلہ جھیوڑہ سے ہوا جو لاولد رہیں۔ ~~دختر~~ پہلی زوجہ ~~[illegible]~~ سلیم النساء سے تین دختر اور دو پسر ۱ سید شامن حسن ۲ سید ناظم حسن تولد ہوئے ایک دختر خاتون دولت کا عقد سید صفدر علی ابن سید صادق علی دانشمند سے ہوا۔ دو دختر کمسن فوت ہوئیں۔ (۴۱) **سید شامن حسن** ابن سید ضامن حسن۔ ولادت ۱۸ صفر ۱۲۹۱ھ مطابق ۶ اپریل ۱۸۷۴ء۔ قانون دان۔ معاملات و مقدمات عدالت میں ماہر کامل تھے۔ عزاداری شہید کربلا سے خاص شغف تھا۔ مجالس میں بے اختیار گریہ و زاری کیا کرتے تھے۔ ایک پاؤں میں سقم تھا۔ مرفہ الحال خوشحال تھے۔ آپ کے چار عقد ہوئے۔ ایک عقد زاہدہ خاتون دختر سید صادق علی ابن سید کاظم علی دانشمند سے کیا۔ دوسرا عقد راشدہ خاتون دختر قاضی سید عزیز بخش ابن قاضی سید ولایت بخش ساکن محلہ ستو سے کیا۔ تیسرا عقد زینب خاتون دختر سید حمزہ علی خاں ابن سید تقویر علی خاں ساکن محلہ دربار کلاں سے کیا۔ چوتھا عقد انیسہ خاتون دختر

سید افضل حسین زوار ابن سید مظفر حسین دانشمند سے کیا۔ پہلی زوجہ زاہدہ خاتون سے ایک پسر سید مسعود الحسن عرف جو کھا تولد ہوئے۔
دوسری زوجہ راشدہ خاتون سے ایک دختر ذیشان بانو منکوحہ سید شیر علی خاں ابن سید منہاج الحسن خاں ساکن محلہ دربار کلاں
تولد ہوئی کہ شوہر ایک دختر کو چھوڑ کر نوجوان فوت ہوگئے۔ ذیشان بانو نے تمام عمر بیوگی میں بسر کی۔ تیسری زوجہ زینب خاتون سے
ایک پسر سید مطلوب الحسن تولد ہوئے۔ چوتھی زوجہ انیسہ خاتون سے تین دختر ۱ ضامنہ خاتون ۲ مولنہ خاتون ۳ رئیسہ خاتون تولد
ہوئیں۔ بڑی دختر ضامنہ خاتون کا عقد اس حقیر صغیر مولف کتاب ہذا سے ہوا تھا کہ ایک پسر سید محمد نواز تاریخی نام جون اصغر سنہ ۱۳۵۰ھ
مطابق سنہ ۱۹۳۱ء کو تولد ہو کر شیر خوار فوت ہوگیا۔ اور ایک دختر تولد ہوئی تھی کہ مادر و دختر دونوں ۲۹ ذالحجہ سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ مارچ
سنہ ۱۹۳۷ء کو فوت ہوگئیں۔ دوسری دختر مولنہ خاتون کم سن فوت ہوئی۔ تیسری دختر رئیسہ خاتون کا عقد سید اشفاق حسین ابن مولوی سید
بدر الحسن دانشمند سے ہوا۔ جو امروہہ میں مقیم ہے۔ آپ نے ۸ رمضان سنہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۵ جون سنہ ۱۹۲۰ء کو رحلت کی۔ (۲۴)
سید مسعود الحسن عرف جو کھا ابن سید ثامن حسن۔ ولادت ۱۰ رجب سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء میٹرک تک تعلیم
حاصل کی۔ اپنی ذاتی محنت کوشش اور پیہم مطالعہ سے انگریزی میں اچھی قابلیت تھی۔ کارروائی عدالت سے خوب واقف تھے۔ اپنی اولاد کو
تعلیم دلانے کے بہت شوقین تھے۔ اپنی زندگی اور تمام وسائل اولاد کی تعلیم پر صرف کئے۔ آپ نے تنسیخ زمینداری کے خوف سے اپنی زرعی حقیت
ستائیس ہزار روپے میں فروخت کرکے چوبیس ہزار روپے یو پی یونین بنک میں جمع کرا دیئے تھے (اس بنک کا اجرا سید اختر حسین رضوی
ساکن اترولہ ضلع گونڈہ نے سادات کی فلاح و بہبود کے نام سے کیا تھا۔ اس لئے سادات امروہہ نے بھی خاص دلچسپی سے اس بنک میں رقم کثیر
جمع کرائی مگر بنک کو خسارہ ہوگیا اور بند ہوگیا تو امروہہ کے ہزاروں یتیموں۔ بیواؤں، امام باڑوں اور مسجدوں کا تقریباً تین لاکھ روپیہ بنک
لے بیٹھا) دیوالیہ ہوگیا۔ اس اثنا میں تقسیم ملک ہوئی اور آپ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۲ھ ۶ نومبر سنہ ۱۹۵۲ء کو پاکستان آگئے کلیم بھی نہ کر سکے۔ ایک
تو یکایک خلاف امید یہ رقم جاتی رہی مستزاد یہ ہوا۔ کہ ایک نو عمر ہونہار لڑکا سید تاج محمود امروہہ میں فوت ہوگیا۔ دوسرا
لایق و فایق تابعدار اطاعت شعار بیٹا ڈاکٹر سید منصور حسن اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے عراق میں فوت ہوگیا۔ یہ متواتر
صدمے ان کو لے بیٹھے۔ آخری زندگی بڑی مایوسی اور پژمردگی میں فرزند اکبر سید مسرور حسن کے پاس گزاری۔ آپ کا عقد طلعت النسا
دختر سید ناظم حسین چچا کی دختر سے ہوا۔ دو دختر اور چھ پسر ۱ سید مسرور حسن ۲ سید محفوظ حسن ۳ سید محبوب حسن ۔ ۴
سید منصور حسن ۵ سید تاج محمود ۶ سید اصغر مسعود تولد ہوئے۔ ایک دختر فرحت النساء کا عقد سید نسیم حسن ابن
مولوی سید قمر حسن زیدی ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ دوسری دختر مسرت النساء کا عقد سید سبط پیمبر ابن سید انصار حسین
ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ آپ نے اسلام آباد میں ۱۱ رجب سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۷۰ء کو رحلت فرمائی اور وہیں دفن ہوئے۔
(۲۴) **سید مسرور حسن** ابن سید مسعود الحسن جو کھا۔ ولادت ۲۵ شوال سنہ ۱۳۳۲ھ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء امروہہ میں
میٹرک پاس کرکے کچھ عرصہ کلوتھنگ فیکٹری شاہجہانپور میں ملازم رہے۔ اسی ملازمت کے دوران سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء
میں یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا کہ سید مجاہد حسن عرف مجن ۔ ابن سید مشاہد حسن اور سید انتخاب حسن ابن سید ذوی الاقتدار حسین
دریائے کھنوت میں نہاتے ہوئے غرق ہوگئے۔ ان سید مسرور حسن نے ملٹری کے فوجی افسروں اور ضلع کے سول حکام کے ذریعہ
کئی روز تک لاشیں تلاش کرا کر دفن کرائیں۔ بعد ازاں آپ آٹھ سال کنگ جارج میڈیکل کالج میں لائبریرین رہے۔ آپ
قبل تقسیم ہند پہلے ہی سے پاکستان میں مقیم ہیں۔ سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں مرکزی وزارت صحت پاکستان کی میڈیکل
لائبریری کے لائبریرین تھے۔ بی اے پاس کر لیا ہے۔ فیلو۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ او۔ میڈیکل لائبریرین کی سند حاصل کی ہے۔ لائبریری

ایسوسی ایشن۔ لندن امریکہ۔ ایمسٹرڈم اور پاکستان کے ممبر ہیں۔ اسی سلسلے میں گورنمنٹ پاکستان کی طرف سے۔ بیروت، لبنان، دمشق۔ شام۔ یروشلم۔ جارڈن سے ہوتے ہوئے زیارات نجف کربلا کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ آپ میڈیکل لائبریری شپ کتاب کے مولف ہیں۔ کچھ عرصہ انجمن سادات امروہہ کے صدر اور شاہ ولایت ہاؤسنگ سوسائٹی کے سکریٹری رہے۔ اس وقت بورڈ آف یونانی اینڈ آیورویدک گورنمنٹ پاکستان راولپنڈی میں رجسٹرار ہیں۔ باعزت و توقیر ہیں۔ آپ کا عقد محسنہ خاتون دختر حکیم سید نواب حسن ابن حکیم سید ارتضیٰ حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ چار دختر ۱ طلعت مسرور ۲ جعفرہ مسعود ۳ نگہت مسعود ۴ نزہت مسعود زیر تعلیم اور دو پسر ۱ سید علی مسعود ۲۲ محرم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۵۵ء کو تولد ہوا۔ ۲ سید حسین مسعود ۱۸ صفر ۱۳۷۷ھ ۱۴ ستمبر ۱۹۵۷ء کو تولد ہوا۔ سب مقیم راولپنڈی زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید محفوظ حسن ابن سید مسعود الحسن عرف جوکھا۔ ولادت ۲۲ رمضان ۱۳۳۶ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۱۸ء امروہہ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کرکے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں بی ایس سی پاس کرکے ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں بی ٹی کی سند حاصل کی۔ علی گڈھ یونیورسٹی میں جناب سند العلما مولانا سید یوسف حسین صاحب دانشمند ناظم شیعہ دینیات مسلم یونیورسٹی ہر طرح خبر گیر رہے۔ جب مولانائے موصوف نے شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق نومبر ۱۹۳۳ء میں رحلت فرمائی تو مولانا سید سبط نبی صاحب قبلہ مجتہد شیعہ ڈین اور پروفیسر اے بی حلیم وائس چانسلر اور مولانا ابوبکر شیث ناظم سنی دینیات نے اپنی توجہات خاص مبذول رکھیں۔ الغرض تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں بہ عہدۂ کیپٹن نیوی میں ملازم ہو گئے اور تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان تبادلہ ہو گیا۔ درجہ بدرجہ ترقی کرکے عہدۂ لفٹننٹ کمانڈر سے پنشن یاب ہوئے۔ آپ فرسٹ کلاس گزیٹیڈ افسر ہیں۔ آپ نے سادات کالونی ڈرگ روڈ اور ڈیفنس سوسائٹی میں قطعات زمین رہائشی خرید کئے اور لیاقت آباد میں بھی ایک مکان خرید لیا ہے۔ فی الحال کیڈٹ کالج پٹارو میں ملازم ہیں باعزت اور خوشحال ہیں۔ آپ کا عقد مجتہدیہ خاتون دختر سند العلما مولانا سید یوسف حسین صاحب ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱ زاہدہ مسعود ۲ محمودہ مسعود تولد ہوئیں زیر تعلیم ہیں اور تین پسر تولد ہوئے ۱ سید حسن یوسف ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو تولد ہوا اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے نیوی میں لفٹننٹ ہیں ۲ سید احمد مسعود ۳ سید محمود مسعود دونوں توام بھائی ہیں۔ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۵۵ء کو تولد ہوئے۔ زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید محبوب حسن ابن سید مسعود الحسن جگھا۔ ولادت ۲۸ شعبان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۲۸ء۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرکے شوال ۱۳۶۷ھ مطابق اگست ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ محکمۂ کسٹم میں اپر ڈویژن کلرک ہیں۔ آپ کا عقد مختار فاطمہ دختر سید محمد مختار ابن ڈاکٹر سید محمد عوض زیدی مقیم چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر بنت منصور فاطمہ اور راحت حسین فاطمہ تولد ہوئیں اور چار فرزند ۱ سید اسعد ۱۴ شوال ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۶۰ء کو ۲ سید عسکر مسعود ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۱ء کو ۳ سید اظہر مسعود ۴ سید مظہر مسعود دونوں توام بھائی ہیں ۲ صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۶۳ء کو تولد ہوئے۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں (۴۳) ڈاکٹر سید منصور حسن ابن سید مسعود الحسن عرف جوکھا۔ ولادت ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۲۶ء۔ انگریزی تعلیم کے بعد ڈاکٹر حیوانات کی سند حاصل کی۔ کچھ عرصہ کیٹل فارم ملیر میں ملازم رہے پھر گورنمنٹ عراق کی خواہش پر بغداد گئے وہاں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ یکم جمادی [illegible] ۱۳۷۷ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۷ء کو صحن کاظمین شریفین میں دفن ہوئے۔ آپ نے کچھ ہزار روپے اپنے برادر خورد سید اصغر مسعود کے نام ہبہ کر دیئے تھے جس کو

وصول کر کے سید اصغر مسعود نے کراچی میں مکان بنالیا ہے (۴۳) سید تاج محمود ابن سید مسعود الحسن جو کھا۔ ولادت ۱۰ر محرم ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ر اپریل ۱۹۳۵ء زیر تعلیم تھے کہ ۲۵ر رمضان ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۸ر مئی ۱۹۵۴ء کو امروہہ میں ضعیف والدین کو داغ مفارقت دیا۔ (۴۳) سید اصغر مسعود ابن سید مسعود الحسن جو کھا۔ ولادت ۱۷ر شعبان ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۷ر جولائی ۱۹۴۶ء آپ ۲۰ر ربیع الاول ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۶ر نومبر ۱۹۵۴ء کو پاکستان آگئے اب ملازم بھی ہیں اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں۔ بی۔ اے کر لیا ہے۔ ایم اے میں داخل ہیں۔ (۴۲) سید مطلوب الحسن ابن سید ثامن حسن۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۸ء سید حمزہ علی خاں دربار کلاں کے پسر سید زمرد حسن خاں نوجوان فوت ہو گئے تو جائیداد کی مالک مسماۃ زینب خاتون ہوئیں پس یہ مطلوب الحسن اپنی والدہ کے ہمراہ دربار کلاں میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں اور ملازم ہیں۔ آپ کا عقد دختر سید سمیع الحسن خاں ابن سید سبط حسن خاں دربار کلاں سے ہوا۔ چار جانا گیا ہے کہ تین پسر ۱ سید حبیب حسن ۲ سید سعید اختر ۳ سید نظیر عباس تولد ہوئے جو امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۱) سید ناظم حسن ابن سید ضامن حسن بدہا۔ آپ ضعیف العقل تھے۔ آپ کا عقد جعفرہ خاتون دختر سید مہدی علی ابن سید عظیم علی دانشمند سے ہوا۔ دو دختر تولد ہوئیں ۱ طلعت النساء منکوحہ سید مسعود الحسن عرف جو کھا پسر عم خود ۲ منکوحہ سید سلطان حسن ابن سید امان حسن ساکن محلہ جھبوڑہ۔ آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی (۳۹) سید حسین علی ابن سید غلام علی۔ آپ کا عقد دختر زوجۂ اول سید دوست علی ابن سید حسین رضا دانشمند سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید کاظم علی عرف بیجا ۲ سید عظیم علی عرف کھونجا عقب رہے۔ (۴۰) سید کاظم علی عرف بیجا ابن سید حسین علی۔ آپ کا عقد دختر سید امانت علی ابن سید مدد علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید غلام عباس ابن سید غلام زین العابدین ساکن محلہ جھبوڑہ اور ایک پسر سید صادق علی تولد ہوئے۔ پہلی زوجہ کی وفات کے بعد ایک زن مجہول النسب کو بھی تصرف میں لائے تھے۔ جس سے چار دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر کا عقد سید آل رسول ابن سید آل نبی ساکن محمد گذری سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید مومن حسین ابن سید آل نبی محلہ گذری سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید ولی محمد ساکن محلہ نخشبی سے ہوا۔ چوتھی دختر کا عقد سید ابوالحسن ابن سید انتظام علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ آپ دبائے ہیضہ میں فوت ہوئے (۴۱) سید صادق علی ابن سید کاظم علی۔ کچھ عرصہ محکمہ جنگی میں ملازم رہے وسعت و عزت سے زندگی بسر کی۔ آپ کا عقد دختر سید غلام نبی ابن سید غلام علی دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱ سید صفدر علی ۲ سید غلام حیدر تولد ہوئے۔ ایک دختر زاہدہ خاتون کا عقد سید ضامن حسن ابن سید ضامن حسن بدھا دانشمند سے ہوا۔ دوسری کمسن فوت ہوئی۔ تیسری دختر حامدہ خاتون کا عقد سید حسن جعفر عرف پیارے جان ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔ (۴۲) سید صفدر علی ابن سید صادق علی۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد علیہ خاتون دختر سید ضامن حسن عرف بدھا ابن سید غلام نبی دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور ایک پسر تولد ہوا تھا۔ کہ تینوں فوت ہو گئے۔ دوسرا عقد خاتون دولت دختر سید باقر حسین ابن سید ریحان علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا کہ اس زوجہ سے ایک دختر طاہرہ خاتون منکوحہ سید حسین نذر ابن حکیم سید حیدر نذر دانشمند تولد ہوئیں۔ آپ کے تصرف میں رامپور کی ایک بیگم بھی تھیں جس سے دو دختر تولد ہوئیں ایک کمسن فوت ہو گئی۔ دوسری فوتیدگی پدر بزرگوار کے بعد اپنی ماں کے ساتھ چلی گئی۔ یہ لڑکی صاحبزادی کے نام سے معروف تھی۔ (۴۲) سید غلام حیدر عرف حیدر علی ابن سید صادق علی۔ انگریزی پڑھ رہے تھے کہ چیچک کے مرض میں ایک آنکھ جاتی رہی پھر بھی پڑھتے رہے۔ آخر عالم نوجوانی میں مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر چند ساعت میں والدین کے روبرو فوت ہو گئے۔ (۴۰) سید عظیم علی عرف کھونجا۔ ابن سید حسین علی۔ شاعر تھے۔ عدالت انگریزی

میں مختار تھے۔ پھر ریاست رام پور میں وکیل رہے۔ زر کثیر حاصل کیا لیکن مع ورثۂ موروثی ضائع ہو گیا مگر ضلع بجنور میں مختار ہوئے تو دو گنی جائیداد فراہم کرلی۔ زمانۂ قحط میں محتاج خانے کا بہترین انتظام کیا۔ تو صلہ میں گورنر کے دربار منعقدہ ۱۲ صفر ۱۲۹۶ھ ۵ فروری ۱۸۷۹ء میں حاضری کا حکم ملا۔ مگر آپ نے مجالس اربعین نہ چھوڑیں اور دربار میں نہ گئے۔ بعد میں جاتے رہے۔ آپ نے بہ وسعت تمام زندگی بسر کی۔ مجالس عزا، امداد حجاج و زائرین و مومنین و ذاکرین میں زر کثیر خرچ کرتے رہے۔ اولاً ضلع بجنور و مرادآباد میں کار مختاری کرتے تھے۔ بعد میں رام پور میں وکیل ہو گئے۔ زمانۂ وکالت میں نواب فدا علی خاں ابن نواب کاظم علی خاں برادر نواب یوسف علی خاں والئی رامپور کے مقدمہ کی پیروی کی۔ جھوٹا مقدمہ دائر کرنے پر عدالت مرادآباد سے بہ تحریک نواب کلب علی خاں والئی رام پور دو سال قید کا حکم ہو گیا مگر درخواست کرنے پر مقدمہ عدالت جج علی گڑھ میں منتقل ہو گیا اور بے گناہ ثابت ہوئے۔ مقدمے سے نجات پائی۔ آخر خانہ نشین ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ دو زوجہ آپ کے عقد میں آئیں۔ ایک عقد کنیز زینب دختر سید غفور علی ابن سید وزیر علی ساکن محلہ کٹرہ سے ہوا۔ دوسرا عقد ایک بیگم پٹھانی سکنہ رام پور بیوۂ میر سلطان علی رئیس قصبہ سہسپور سے کیا تھا جو لاولد رہی۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر [illegible] پسر ۱ سید محب علی کمسن فوت ۲ سید مہدی علی تولد ہوئے۔ دختر سلیم النساء کا عقد سید ضامن حسن عرف بدھا ابن سید غلام نبی دانشمند سے ہوا۔ (۴۱) سید مہدی علی ابن سید عظیم علی ولادت تقریباً ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء عدالت ضلع بدایوں میں پیشکار تھے۔ کارروائی عدالت سے خوب واقف تھے۔ آپ کا عقد حسینی بانو دختر سید مہربان علی ابن سید حسین بخش دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور تین پسر ۱ سید حسن جعفر عرف پیارے جان ۲ سید عزادار حسین عرف اچھے جان ۳ سید ذوی الاقتدار حسین عرف دارا تولد ہوئے۔ ایک دختر ذاکرہ خاتون کا عقد سید ضامن حسن عرف بدھا ابن سید غلام نبی دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر جعفرہ خاتون کا عقد سید ناظم حسن ابن سید ضامن حسن دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر شاکرہ خاتون کا عقد سید فرزند حسن ابن سید ناصر حسین نقوی مقیم محلہ دانشمندان سے ہوا۔ چوتھی دختر طاہرہ خاتون کا عقد حکیم سید نواب حسن ابن حکیم مولوی سید ارتضیٰ حسن ساکن محلہ گندری سے ہوا۔ آپ نے ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو بدایوں میں رحلت کی وہیں دفن ہوئے۔ (۴۲) سید حسن جعفر عرف پیارے جان ابن سید مہدی علی ولادت ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء بے مثل کھلاڑی تھے کرکٹ فٹ بال ٹینس غرض جملہ کھیلوں میں دونوں بھائی خصوصاً حسن جعفر اپنی نظیر رکھتے تھے اور اسی بنا پر سب انسپکٹری پر تقرر ہوا۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ انگریزی میں تھانیدار رہے۔ پھر فوٹوگرافی کے کام میں مہارت حاصل کرکے اچھے مصور بن گئے۔ کچھ عرصہ ریاست رام پور میں ڈرائنگ ماسٹر رہے آخر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ڈرائنگ ماسٹر تھے تقسیم ہند کے بعد پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہو گئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد حامدہ خاتون دختر سید صادق علی ابن سید کاظم علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد حسینہ خاتون دختر سید یٰسین احمد ابن سید محمد ذکی ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر تولد ہوئیں ۱ محامدہ خاتون منکوحۂ سند العلماء مولانا سید یوسف حسین ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند ۲ مشاہدہ خاتون منکوحۂ سید محمد احمد ابن سید ظل احمد عرف سیادت دانشمند۔ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید علی جعفر تولد ہوا تھا چودہ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور تین دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر مبشرہ خاتون کا عقد پہلے سید محمد باقر ابن سید غلام صفدر محلہ بھوکلے سے ہوا تھا کہ بوجوہات صیغۂ طلاق جاری ہو کر عقد ثانی عقیل احمد ابن مہ جبین محلہ شفاعت پورہ سے ہوا۔ دوسری دختر نرجس خاتون کا عقد سید سرفراز حسن ابن سید سرکار حسن دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر ملکہ خاتون کا عقد سید مختار احمد ابن سید ظفر احمد محلہ صابون گران سے ہوا۔ آپ نے ۵ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۶۶ء کو کراچی میں رحلت کی (۴۳) سید عزادار حسین عرف اچھے جان ابن سید مہدی علی۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء عہدۂ تھانیداری پر ملازم رہ کر ۱۳۵۶ھ مطابق

سنہ ۱۹۳۵ء میں پنشن یاب ہوئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد زرینہ خاتون دختر سید نثار حسین ابن سید غفور علی ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسرا عقد حاذقہ خاتون دختر مولوی سید محمد رضا ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر اور ایک پسر سید وفادار حسین عرف شہزادہ تولد ہوئے۔ ایک دختر ظہیرہ خاتون کا عقد سید فرزند حسن ابن سید سبط حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر ضمیرہ خاتون کا عقد میجر سید تصور حسین ابن ڈاکٹر سید تہور حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے پانچ دختر اور چار پسر ۱۔ سید تاجدار حسین ۲۔ سید شاندار حسین ۳۔ سید علمدار حسین ۴۔ سید وضعدار حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر زیب النسا کا عقد سید ذوالفقار حسین چچا کے فرزند سے ہوا۔ دوسری دختر صادقہ خاتون کا عقد سید محمد یزدانی ابن سید منصور احمد ساکن محلہ بگلہ سے ہوا۔ تیسری دختر مہر النسا کا عقد سید شاہد حسن ابن سید اسرار حسن دانشمند سے ہوا۔ چوتھی دختر قمر النسا اور پانچویں بدر النسا زیر تعلیم ہیں۔ آپ نے رمضان ۱۳۸۶ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۶ء میں رحلت کی (۴۳) سید وفادار حسین عرف شہزادہ ابن سید عزادار حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۸ھ مطابق سنہ ۱۹۱۰ء انگریزی تعلیم میں۔ ایم۔ ایس۔ سی و ایل۔ ٹی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ اسکول امروہہ میں سائنس ماسٹر تھے۔ کسی انٹر کالج کے پرنسپل رہے۔ اب معلوم نہیں۔ آپ کا عقد فاطمہ کبریٰ دختر سید سعید حسن ابن سید ذکی حسن دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید عباس وفادار ۲۔ سید سجاد وفادار تولد ہوئے مزید کچھ نہ معلوم ہوا۔ (۴۳) سید تاجدار حسین ابن سید عزادار حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۴۹ھ مطابق سنہ ۱۹۳۰ء۔ آپ نے ایم۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ ریلوے میں گڈس کلرک ہیں۔ آپ کا عقد ثامنہ خاتون دختر سید ذکا الحسنین ابن سید ضیا الحسنین ساکن محلہ گھیر منان سے ہوا۔ آپ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۳) سید شاندار حسین ابن سید عزادار حسین۔ ولادت شوال ۱۳۵۶ھ مطابق دسمبر ۱۹۳۷ء آپ کی تعلیم۔ بی کام۔ ایل۔ ایل۔ بی تک ہے۔ آپ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۳) سید علمدار حسین ابن سید عزادار حسین ولادت رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق جولائی ۱۹۴۷ء۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرکے بجلی کے کام میں آئے۔ ٹی آئی کا امتحان پاس کیا ہے۔ علی گڈھ میں ملازم ہیں۔ (۴۳) سید وضعدار حسین ابن سید عزادار حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ ۱۹۵۱ء میٹرک پاس کیا ہے امروہہ میں مقیم ہیں (۴۲) سید ذوی الاقتدار حسین عرف دارا ابن سید مہدی علی ولادت تقریباً ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء پیشہ معلمی اختیار کرکے خوشحال تھے۔ آپ کا عقد نفیسہ خاتون دختر سید ناظر حسین ابن سید باقر حسین نقوی مقیم محلہ دانشمندان سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱۔ سید ذوالفقار حسین ۲۔ انتخاب حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر کوثر بانو کا عقد سید محمد رضا ابن سید مرتضیٰ حسین زیدی مقیم چاہ بقا گذری سے ہوا۔ دوسری دختر امیر بانو کا عقد سید منصور حسین ابن سید مشاہد حسین دانشمند سے ہوا۔ آپ نے ۷ر جمادی الاول ۱۳۵۹ھ ۱۲ر جون ۱۹۴۰ء کو وفات پائی۔ (۴۳) سید ذوالفقار حسین ابن سید ذوی الاقتدار حسین عرف دارا۔ ولادت ۴ر جمادی الاول ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۵ر فروری ۱۹۱۸ء۔ بی اے تک تعلیم حاصل کرکے آرمی ایجوکیشن کور میں عہدہ صوبہ داری سے پنشن یاب ہوئے تقسیم ہند سے پہلے ہی سے پاکستان میں مقیم تھے۔ ڈرگ روڈ سادات کالونی میں مکان بنا لیا ہے آپ کا عقد زیب النساء عرف بنّن سید عزادار حسین عرف اچھے جان چچا کی دختر سے ہوا۔ چار دختر ۱۔ سکندرہ جبین ۲۔ شمع جبین ۳۔ سراج جبین ۴۔ صفیہ جبین تولد ہوئیں اور تین پسر ۱۔ سید قائم عظیم ۲۳ر ذالحجہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳ر ستمبر ۱۹۵۳ء کو ۲۔ سید وقار مہدی ربیع اول ۱۳۸۲ھ اگست ۱۹۶۲ء ۳۔ سید کرار حیدر۔ رجب ۱۳۸۴ھ مطابق نومبر ۱۹۶۴ء تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں (۴۳) سید انتخاب حسین ابن سید ذوی الاقتدار حسین عرف دارا۔ ولادت تقریباً ذالحجہ ۱۳۳۶ھ مطابق

اگست سنہ ۱۹۱۹ء عالم جوانی میں شاہجہاں پور کلودنگ فیکٹری میں ملازم ہوئے تھے کہ حادثہ کا شکار ہو گئے۔ آپ معہ اپنے خالہ
زاد بھائی سید مجاہد حسین عرف مجّن ابن سید مشاہد حسن دانشمند۔ اور سید مسعود الحسن ابن مولوی سید بشیر حسن شفاعت پوتہ د
سید علی نواز ابن سید صغیر حسن مولف کتاب ہذا۔ دریائے کھنوت میں غسل کرنے گئے تھے۔ دریا میں نہاتے میں آپ کے پاؤں کسی
(کنٹ) گڈھے میں پھنس گئے۔ سید انتخاب حسن بچانے کو دوڑے کہ یہ بھی ان کے ساتھ ہی غرق ہو گئے۔ سید مسعود حسن اور سید علی نواز
کا بھی وہی حشر ہوتا۔ کہ خدا نے فضل کیا۔ اور یہ ایک دھوبی کی مدد سے بچ نکلے۔ بہت تلاش کے بعد دونوں کی نعش ملی تو دفن کیا گیا
قبر پر عرس ہوتا ہے۔ کنوارے شہید کہلاتے ہیں۔ یہ سانحہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء کو ہوا۔ (۳۹) **سید حسن علی**
ابن سید غلام علی۔ آپ کا عقد دختر زوجہ ثانیہ سید احمد رضا ابن سید حکیم رضا دانشمند سے ہوا مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ زن و شوہر
بلا عقب فوت ہوئے۔ (۳۸) **سید تاج محمود (ثالث)** ابن سید غلام بدیع الدین عرف گمانی۔ مرد سپاہی۔ بفراغت زندگی
بسر کی۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید مقصود علی ابن سید محمد رعایت ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسرا عقد
دختر بطن منکوحہ سید غضنفر علی ابن سید ببر علی دہلوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید غلام ولی اور دوسری زوجہ
سے ایک دختر منکوحہ سید محمد بخش خاں ابن سید کریم بخش خاں دانشمند تولد ہوئی (۳۹) **سید غلام ولی** ابن سید تاج محمود
ثالث۔ آپ دو دفعہ زیارات عراق سے شرفیاب ہوئے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید اسد علی ابن سید غضنفر علی دہلوی مقیم دانشمند
سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر ۱ سید حیدر حسن ۲ سید علی حسین ۳ سید محمد حسنین تولد ہوئے۔ ایک دختر منکوحہ سید سجاد علی
ابن سید اکبر علی ساکن دربار کلاں۔ دوسری دختر منکوحہ سید محمد علی ابن سید محمد شبیہ ساکن دربار کلاں۔ آپ نے دوسری دفعہ
زیارات کی واپسی میں اثنائے راہ میں وفات پائی۔ (۴۰) **سید حیدر حسن** ابن سید غلام ولی۔ بزرگ خاندان تھے۔ آپ کے
تین عقد ہوئے ایک عقد دختر سید بہادر علی ابن سید کریم اللہ دانشمند سے ہوا کہ لاولد رہیں۔ دوسرا عقد دختر سید نوازش علی
ابن سید منور علی ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ تیسرا عقد کبرا خاتون دختر سید محمد علی ابن سید احسان علی دانشمند سے ہوا۔ دوسری
زوجہ سے ایک دختر دولت النساء منکوحہ سید مبارک حسن ابن سید ولی حسن ساکن محلہ گندری اور ایک پسر سید قاسم حسین تولد ہوئے۔
تیسری زوجہ سے چار دختر اور ایک پسر تولد ہوئے کہ پسر و مادر دونوں فوت ہو گئے۔ تیسری زوجہ کی ایک دختر مسیح النساء منکوحہ
سید ابو القاسم ابن مولوی سید اکبر حسین دانشمند دوسری دختر ملیح النساء منکوحہ سید عبد اللہ حسن عرف منگا ابن سید علی حسین دانشمند
تیسری دختر عفو النساء منکوحہ سید غلام مرتضیٰ علی ابن سید عظیم علی ساکن محلہ گندری۔ چوتھی دختر فراغت النسا عرف فرغتی منکوحہ
سید ابراہیم علی ابن سید محسن علی دانشمند۔ (۴۱) **سید قاسم حسین** ابن سید حیدر حسن علم فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ ایک
جلسے میں مذاق بیہودہ سے مشتعل ہو کر سید تفضل حسین ابن سید حیدر بخش دانشمند اور سید رضا حسین ابن سید سجاد علی دانشمند کو
قتل کر کے حیات والدین میں کربلائے معلےٰ چلے گئے۔ وہیں فوت ہو گئے۔ (۴۰) **سید علی حسین** ابن سید غلام ولی۔ مومن دیندار
آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر بطن منکوحہ سید امیر علی ابن سید غضنفر علی دہلوی مقیم دانشمند سے ہوا جو لاولد رہیں۔
دوسرا عقد حسینی دولت دختر سید حسین بخش ابن سید محمد پناہ ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک دختر اور دو پسر
۱ سید عبد اللہ حسن عرف منگا ۲ سید اولاد حسن عقب رہے۔ دختر ہاجرہ خاتون کا عقد سید محمد تقی ابن سید ناصر علی ساکن
محلہ بچدرہ سے ہوا۔ (۴۱) **سید عبد اللہ حسن عرف منگا** ابن سید علی حسین آپ کا عقد ملیح النساء دختر سید حیدر حسن چچا
کی دختر سے ہوا۔ ایک پسر سید ابرار حسین تولد ہو کر خورد سال فوت ہو گیا۔ ایک دختر منکوحہ سید لقا احمد ابن سید غلام مرتضیٰ علی

ساکن محلہ گذری تولد ہوئی تھی کہ قبل رخصتی فوت ہوگئی۔ اور آپ بلا عقب رہے۔ (۴۱) سید اولاد حسن ابن سید علی حسین
ولادت ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۸۶۳ء مومن ظریف طبع و بذلہ سنج اپنے آبائی جائیداد کی متوسط آمدنی پر
قانع اور سادات امروہہ کی خودداری سے بہرہ مند تھے۔ ہنسنا، ہنسانا بلکہ ہنسنا کم اور ہنسانا زیادہ مشغلۂ زندگی تھا۔ ان کی برجستہ
پھبتیاں تند و تیز مزاح۔ طبع زاد داستان گوئی، لب و لہجہ کی حیرت انگیز نقل۔ حتیٰ کہ جن زبانوں سے قطعاً نابلد تھے ان کے بولنے والوں
کے انداز گفتگو اور نشست و برخواست کا مرقع پیش نظر کر دینے کے لاتعداد اور محیر العقول واقعات کے بیان کے لیے مستقل کتاب
کی ضرورت ہے۔ لطف یہ تھا کہ جس شخص یا جماعت کو نشانۂ تمسخر بناتے جس پر پھبتی کستے وہ خود بھی بے اختیار ہنستا۔ لطف اندوز
ہوتا۔ اور داد دیتا تھا۔ ان کی بے چین طبیعت ان کو کبھی نچلا نہ بیٹھنے دیتی تھی۔ ہر عمر اور ہر طبقے کے آدمی ان چچا اولادی۔ میاں
اولادی، بھیا اولادی کے کمالات کے قائل تھے۔ بر وقت اور برانوکھی سوجھتی کہ ان کے ذہنی تصرف سے لوگ محو حیرت بھی ہوتے
اور لطف اندوز بھی۔ مختصر لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ اس مذاق طبع کے لحاظ سے ان کی حیثیت ایک جی نیس کی تھی جو اکتساب سے
بے نیاز حامل کمال پیدا ہوتا ہے۔ الغرض آپ کا عقد کلثوم دولت دختر سید محمد حسنین چچا کی دختر سے ہوا۔ آخری عمر میں بصارت سے
محروم ہوگئے تھے۔ ایک دختر سعیدہ خاتون اپاہج محض تولد ہو کر بارہ سالہ فوت ہوگئی۔ ایک پسر سید نبی حسین عرف کالے عقب
رہے آپ نے ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۴۱ء کو وفات پائی۔ (۴۲) سید نبی حسین عرف کالے ابن اولاد حسن
ولادت ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء فارسی عربی خواندہ انجینئرنگ کالج گورکھپور سے اوورسیر کلاس پاس کر کے کچھ عرصہ پیلی بھیت میں
اوورسیر رہے پھر سنگر مشین کمپنی میں ملازم ہوئے۔ کچھ عرصہ مختار کار بھی رہے۔ آپ نے حکیم مولوی ارتضیٰ حسین صاحب محلہ گذری
اور سند العلما مولانا سید یوسف حسین صاحب سے عربی اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ نور المدارس میں مدرس رہے ۱۳۲۴ھ
مطابق ۱۹۰۶ء میں انجمن سادات امروہہ کے سکریٹری رہے۔ تقسیم ملک کے بعد معہ اہل و عیال ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں
پاکستان آکر اپنے فرزند اکبر سید ولی حسین کے پاس لائلپور میں مقیم رہے۔ آخر عمر میں مرض نزول الماء میں مبتلا ہوگئے تھے۔ آپ کا
عقد مطاہرہ خاتون دختر سید مصطفےٰ حسن ابن سید زوار حسین ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید ولی حسین
۲۔ سید علی حسین عرف امیر حیدر تولد ہوئے۔ ایک دختر مظاہرہ خاتون منکوحۂ سید شبیہ الحسن ابن سید ندا علی نقوی مقیم دانشمند۔
دوسری دختر منورہ خاتون منکوحۂ سید مشکور حسین ابن سید شاکر حسین دانشمند کہ نوجوان بلا عقب فوت ہوئی۔ تیسری دختر کنیز فاطمہ
منکوحۂ سید عمار حسین ابن حاجی سید انتظار حسین نقوی مقیم دانشمندان۔ آپ نے ۲۷ محرم ۱۳۸۷ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۶۷ء کو لاہور
میں انتقال کیا۔ لائلپور میں دفن ہوئے۔ (۴۳) سید ولی حسین ابن سید نبی حسین عرف کالے۔ ولادت یکم شوال ۱۳۳۳ھ
مطابق ۱۳ اگست ۱۹۱۵ء۔ خوش طبع خوش اخلاق۔ امروہہ میں میٹرک پاس کیا۔ محکمۂ ٹیوب ویل میں اوورسیر رہے پھر رضا بلند شوگر
فیکٹری رام پور میں ملازم رہے۔ تقسیم برصغیر کے بعد محرم ۱۳۶۷ھ نومبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر لائل پور ٹیکسٹائل مل میں اکونٹنٹ ہوگئے۔
اپنی لیاقت و محنت سے منیجر کے عہدے تک پہ فائز رہے۔ لائل پور انجمن حسینیہ کے تاحیات صدر رہے۔ لائل پور میں ذاتی دو مکان بنا لیے
تھے۔ آپ کا عقد نادرہ خاتون دختر سید ضیا حسن ابن سید رضا حسن ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ ایک دختر فردوس فاطمہ زیر تعلیم
اور تین پسر ۱۔ سید سخی حسن ۲۔ سید رضی حسن ۳۔ سید نسیم اختر تولد ہوئے۔ آپ کی وفات ایک سانحۂ اندوہناک ہے۔ کہ عارضۂ
سکوت قلب میں مبتلا ہو کر چند ساعت میں ضعیف والدین کو ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء کو داغ مفارقت دیکر
لائل پور میں دفن ہوئے۔ (۴۴) سید سخی حسین ابن سید ولی حسین۔ ولادت ۱۳ شوال ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۴۰ء تاریخی نام

صغیر مہدی۔ آپ نے بجلی کا کام سیکھا ہے۔ الیکٹرک سپروائزر ہیں۔ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے اعزاز یافتہ ہیں۔ والدین کے ساتھ پاکستان آکر لائل پور میں مقیم ہیں۔ (۴۴) سید رضی حسین ابن سید ولی حسین تاریخی نام سید اصغر۔ ولادت رجب ۱۳۶۵ھ مطابق جون ۱۹۴۶ء۔ ایم ، کام تک تعلیم یافتہ۔ بنک میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد نسرین سیدہ دختر سید مظاہر حسن ابن سید ضیاء حسن ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ والدین کے ساتھ پاکستان آکر لائل پور میں مقیم ہیں۔ (۴۴) سید نسیم اختر ابن سید ولی حسین تاریخی نام عطا اصغر ولادت ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء لائل پور میں زیر تعلیم ہیں (۴۳) سید علی حسین عرف سید امیر حیدر ابن سید نبی حسین عرف کالے۔ ولادت ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء آپ ۱۰ رشعبان ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۸ رجون ۱۹۴۸ء کو پاکستان آئے اس وقت کراچی میں ذاتی مکانات میں مقیم ہیں۔ انجینئرنگ کالج رسول پورہ سے اورسیر کا ڈپلومہ لیا۔ محکمہ تعمیرات عامہ میں اورسیر ہیں۔ آپ کا عقد سیدہ بانو دختر سید تطہیر حسن ابن سید تصویر حسن ساکن محلہ منڈی دربار کلاں سے ہوا۔ ایک دختر انجم سیدہ تولد ہو کر زیر تعلیم ہے۔ تین پسر ۱ سید ظفر اقبال ۲۶ رشعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ رفروری ۱۹۶۰ء کو ۲ سید قمر اقبال ۲۷ رجمادی الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶ راکتوبر ۱۹۶۲ء کو ۳ سید ثمر اقبال ۱۷ رصفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۸ رجون ۱۹۶۴ء کو تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۰) سید محمد حسنین ابن سید غلام ولی۔ آپ کا عقد دختر سید سعادت علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ چار دختر عقب رہیں۔ ۱ منکوحہ سید نثار حسین ابن سید غفور علی ساکن محلہ لکڑہ ۲ منکوحہ سید حسنین غدر ابن سید   ساکن محلہ سہتی ۳ منکوحہ سید ابن علی ابن سید محمد نقی نقوی مقیم محلہ دانشمنداں ۴ کلثوم دولت منکوحہ سید اولاد حسن ابن سید علی حسین پسر عم خود۔ آخرش مفقود الخبر ہو گئے۔

(۳۵) قاضی سید محمد فیاض ابن میران سید رحمت اللہ۔ ولادت تقریباً ۱۰۷۸ھ مطابق ۱۶۶۷ء (بہ عہد اورنگ زیب عالمگیر شاہنشاہ ہند) بلند پایا ادیب۔ عالم متبحر اور اپنے عہد کے امرائے اولوالعزم اور صاحبانِ حشمت و اقبال میں شمار ہوتے تھے۔ تا زندگی مدارجِ حکومت و ثروت سے سربلند رہے۔ مگر آخر ملازمت شاہی میں داخل ہوئے۔ اور ۳۷ جلوس اورنگ زیب عالمگیر (۱۱۰۶ھ مطابق ۱۶۹۴ء) میں پرگنہ مدنگر و رسول نگر تابع سرکار پٹن صوبہ احمد آباد (گجرات) کے قاضی مقرر ہوئے۔ پھر ۱ احد جلوس شاہ عالم بہادر شاہ (۱۱۲۰ھ مطابق ۱۷۰۸ء) میں محتسب اور داروغۂ عدالت پرگنہ مراد آباد وغیرہ ہوئے اور ۱ احد جلوس جہاندار شاہ (۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۲ء) میں منصب مذکور پر فائز رہے اور ۳ جلوس محمد فرخ سیر بادشاہ (۱۱۲۵ھ مطابق ۱۷۱۳ء) میں منصب قضا پرگنہ حویلی سرکار قنوج و ملکوسہ ضمیمۂ احتساب پرگنہ مراد آباد وغیرہ ان کے سپرد ہوا۔ دریں اثنا ان کی حسن لیاقت سے اہالیانِ دولت و سلطنت نے بہت سے مواضعات جاگیر معافی و زمینداری ان کو عطا کئے۔ پس آپ صاحب جاگیر کبیر و متصرف زر خطیر رہے۔ جناب موصوف کی خودداری اور ذکاوت احساس کے سلسلے میں ایک واقعہ اس خاندان میں زبان زد ہے۔ کہ۔ یہ (سید محمد فیاض) اپنے مشاغل علمی میں مشغول رہتے تھے۔ اور مدارج دنیاوی کے حصول کی طرف میلان طبع نہ تھا ایک دن معلوم ہوا کہ بڑے بھائی سید تاج محمود خاں وطن تشریف لائے ہیں۔ یہ بلا کسی خاص تکلّف و اہتمام اپنے بڑے بھائی کی ملاقات کو زیر پائیاں پہنے پہنچے۔ بڑے بھائی کے سامنے نہایت صاف سفید مکلّف چاندنی کا فرش تھا۔ ان کے پیروں کی گرد سے چاندنی پر خفیف سا دھبہ لگا۔ بڑے بھائی بولے کہ محمد فیاض تم نے پیر نہ جھاڑ لئے۔ یہ سنتا تھا کہ یہ واپس جانے لگے۔ وہ بولے کہاں چلے۔ کہا۔ پیر جھاڑنے جاتا ہوں۔ گھر پلٹے۔ اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ یہ سیدھے سنبھل اپنے ماموں کے پاس پہنچے۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ شاہنشاہ کی طلب پر دہلی گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دہلی کو گھوڑا ڈال دیا۔ دہلی پہنچے۔ ماموں سے ملے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ محمد فیاض؟

پہلے یہ بتاؤ۔کہ کس ارادے سے آئے ہو۔انہوں نے ملازمت شاہی میں داخلے کے ارادے کا ذکر کیا۔ماموں چونکہ بارہا ان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر چکے تھے۔کہ اب کتب خانے کا پیچھا چھوڑو۔دنیا کے کام بھی کرو۔ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے (یہ ماموں صاحب) دربار شاہی میں جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔وہ تو اُدھر سدھارے اور یہ آرام و خواب راحت میں مصروف ہوئے وہ چند ساعت کے بعد جب واپس ہوئے تو یہ نوید مسرت لائے کہ حسن اتفاق سے۔مہینوں۔برسوں۔میں ہونے والے کام کا آج ہی موقع ہاتھ آ گیا۔ شاہنشاہ سے سید محمد فیاض کے اوصاف کا ذکر کیا تو درباری امراء میں شمول کا فرمان صادر ہو گیا۔کل ان کی نذر ہے۔سید محمد فیاض سوتے سے جگائے گئے اور اس فوری کامیابی کی خوش خبری سنائی گئی۔غرض یہ عنوان تھا۔ان کی ملازمت شاہی کا۔یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کو بڑے بھائی تاج محمود خاں سے بڑی الفت و محبت تھی۔سید محمد فیاض کے مستقر سے مختلف مقامات سے کثیر تحائف و ہدایا بڑے بھائی کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے مگر وہ سب از قسم فرش فروش ہوتے تھے۔ایرانی قالین، بغدادی شطرنجیاں۔جا جمیں۔پر تکلف چاندنیاں ہوتی تھیں بڑے بھائی تحائف قبول کرتے مسکراتے اور کہتے کہ باوجود اس محبت کے محمد فیاض کے دل سے بات نہیں نکلی۔الغرض قاضی سید محمد فیاض کا خاندان کثرت مال و اولاد میں اس محلے میں دوسروں سے ممیز و ممتاز ہے کہ اس محلے میں جتنی مسجدیں اور عزا خانے اور اوقات ہیں سب اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔الحاصل آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد کسی سیدزادی اولاد شاہ شرف الدین شاہ ولایت سے ہوا تھا کہ اس زوجہ سے ایک دختر منکوحۂ سید عبداللہ عرف تاج محمود خاں ثانی اور ایک پسر سید محمد نیاز تولد ہوئے۔دوسرا عقد دختر نجیبۂ قوم سادات قاضی گجرات سے ہوا۔جو دولت کثیر۔زیورات گراں مایہ۔ظروف نقرہ یہاں تک کہ نعلین چوبی کی جگہ نعلین زرکار بھی ساتھ لائی تھیں۔اس زوجہ سے تین دختر اور دو پسر ۱ سید احمد رضا ۲ سید محمد بخش دل تولد ہوئے۔ایک دختر کا عقد سید محمد آیات ابن سید محمد اسحٰق ساکن محلہ چبوترہ سے۔دوسری دختر کا عقد احفاد سید احمد شاہ ساکن محلہ بنگلہ سے۔اور تیسری دختر کے متعلق بزرگان ماسلف سے معلوم ہوا کہ محلہ کوٹ کی سادات میں کسی سیدزادے سے عقد ہوا تھا۔کہ اب محلہ کوٹ میں ان کی نسل کا ایک فرد بھی باقی نہیں ہے۔یہ دختر زمانۂ نو عروسی میں لاولد فوت ہو گئی۔چونکہ قاضی صاحب نے زیورات طلا مرصع و جواہر نگار اور ظروف و سامان بے شمار جہیز میں دیا تھا (جس کی مالیت سترہ ہزار روپئے کے قریب ہوتی [illegible] کے شوہر اور عزیزوں نے بروز سوئم وہ سب سامان جہیز قاضی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔اور واپس لینے کی درخواست کی۔ آپ نے واپس لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ فعل شرافت سے بعید ہے۔اور یہ سامان میری طرف سے آنے والی دلہن کا جہیز تصور کیا جائے۔(۳۶) **سید محمد نیاز** ابن قاضی سید محمد فیاض۔اپنے وقت میں کثیر ورثۂ موروثی کی بنا پر ممتاز اور ہر طرح مستغنی اور بے نیاز تھے۔آپ کا عقد اولاد شاہ شرف الدینؒ شاہ ولایت میں سے کسی سیدزادی سے ہوا تھا ایک دختر اور چھ پسر ۱ سید نامدار ۲ سید کامگار لاولد ۳ سید پیر ۴ سید میر ۵ سید کریم اللہ عرف کلو ۶ سید کریم بخش تولد ہوئے۔دختر کا عقد سید عظیم اللہ سادات دربار کلاں کے اجداد میں کسی سے ہوا تھا۔(۳۷) **سید نامدار** (۳۷) **سید کامگار** (۳۷) **سید پیر** (۳۷) **سید میر** (۳۷) **سید کریم بخش** یہ پانچوں بھائی لاولد رہے۔ (۳۷) **سید کریم اللہ** عرف کلو ابن سید محمد نیاز۔آپ کا عقد دختر سید امان علی ابن سید شجاعت علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔آپ کے تین دختر ۱ منکوحۂ سید انور علی ابن سید احسان علی دانشمند ۲ منکوحۂ سید مقصود علی ابن سید نذر علی شاہ ساکن محلہ جعفری (بھوکا) ۳ منکوحۂ سید غلام حسن عرف سُدھو ابن سید غلام احمد خاں دانشمند اور دو پسر ۱ سید حشمت علی ۲ سید بہادر علی تولد ہوئے (۳۸) **سید حشمت علی** ابن سید کریم اللہ عرف کلو

آپ نے تقریباً سو سال کی عمر پائی اور با آرام و آسائش رہے۔ محترم خاندان۔ محتشم اعزا۔ اور محب اہلبیت علیہم السلام تھے۔ عزاداری امام حسینؑ کے شیدائی تھے آپ کا عقد دختر بطن زوجۂ اول سید احسان علی ابن سید عبدالباقی دانشمند سے ہوا۔ تین دختر ۱ منکوحہ سید حسین بخش ابن سید رحیم بخش دانشمند ۲ منکوحہ سید ارشاد علی ابن سید غلام حسن دانشمند ۳ منکوحہ سید رحیم بخش ابن سید محمد بخش ساکن محلہ سدو اور ایک پسر سید اکبر علی تولد ہوئے (۳۹) سید اکبر علی ابن سید حشمت علی۔ والد بزرگوار سے عزاداری امام حسین علیہ السلام ورثہ میں ملی تھی۔ بچپن سے ہی علم نکالنا۔ مرثیہ پڑھنا۔ ماتم کرنا۔ عام مشغلہ تھا۔ ہر وقت اسی میں مشغول رہتے تھے۔ سرکار انگریزی کے صدر امین کی عدالت میں وکیل تھے۔ آمدنی کثیر تھی۔ آپ کے حقیقی ماموں سید انور علی ابن سید احسان علی کے کوئی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے اپنی تمام متروکہ جائیداد کو وقف کرکے آپ کو متولی بنا دیا تھا۔ کچھ تو اس وقف کی آمدنی اور کچھ اپنی آمدنی سے سرمایہ جمع کرکے محلہ دانشمندان میں امام باڑہ معمرہ سید انور علی کو از سر نو شاندار اور اونچی کرسی پر وسط محلہ میں تعمیر کرایا۔ جو بعد میں سید اکبر علی کا امام باڑہ مشہور ہوا۔ جس میں آج تک مجالس ہوتی ہیں۔ زمانۂ ماسبق میں اس امام باڑے میں ایام متبرکۂ ولادت و شہادت آئمہ معصومین اور یوم جمعہ و عشرۂ محرم خصوصاً عشرۂ چہلم ۱۰ لغات ۱۹ ر سفر کو بڑی یادگار اور قابل دید مجالس ہوتی تھیں ذی کمال ذاکرین مثل سید جواد حسین شمیم۔ سید برجیس حسن برجیس دانشمند تیز حضرات لکھنؤ سے میر انس اور ان کے بیٹے پوتے زیب ممبر ہوتے تھے۔ صد ہا روپے اور شال دوشالے ذاکرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے تھے اور تمام اولاد و احفاد میراں سید رحمت اللہ کہ سب کے سب شیعہ تھے اور تمام شہر کے مومنین فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر بطن زوجۂ اول سید مقصود علی ابن سید غلام حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید مراد علی ابن سید احسان علی دانشمند سے۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحۂ سید اشرف علی ابن سید یوسف علی دانشمند (کہ اپنے والد کے روبرو ایک دختر کو چھوڑ کر فوت ہوگئی) اور ایک پسر سید محمد نذر تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید ابوالحسن تولد ہوئے۔ (۴۰) **سید محمد نذر** ابن سید اکبر علی آپ کا عقد خبیبۃ النسا دختر سید واسع علی عرف وسی علی ابن سید نور علی ساکن محلہ بنگلہ مقیم پرانی سرائے سے ہوا ایک دختر منکوحۂ سید فیاض حسن ابن سید باقر حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) اور ایک پسر سید ذکی حسن تولد ہوئے۔ خوبصورت نیک سیرت، مومن پاک طینت۔ انواع و اقسام کے کھانے پکوانے۔ کھانے اور کھلانے کے بڑے شوقین تھے۔ (۴۱) **سید ذکی حسن** ابن سید محمد نذر۔ علم ریاضی میں ماہر تھے۔ ریاست مولوی محمد ابراہیم علی رئیس قصبہ بچھراؤں میں مختار کار تھے۔ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ آپ کا عقد راضیہ خاتون دختر سید نثار حسین ابن سید مہربان علی دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور ایک پسر سید رضی حسن عرف میاں جان تولد ہوئے۔ ایک دختر سیدہ خاتون کا عقد سید برجیس حسن برجیس ابن سید جواد حسین شمیم دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر امینہ خاتون کا عقد سید بدرالحسن عرف چھنو ابن سید ظہور حسین (چھنو والے) ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسری دختر ذہینہ خاتون کا عقد سید اختر حسن ابن سید محمد جواد عرف چاندے ساکن محلہ بچیدہ سے ہوا۔ چوتھی دختر سعیدہ خاتون کا عقد سید تجمل حسین ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ کہ قبل رخصتی فوت ہوگئی (۴۲) **سید رضی حسن** عرف میاں جان ابن سید ذکی حسن ولادت تقریباً ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء۔ آپ کا عقد مبینہ خاتون دختر الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند سے ہوا تھا۔ کہ زمانۂ نو عروسی میں روبروئے والدین جوان مرگ ہوئے۔ اور کوئی عقب نہ رہا۔ (۴۰) **سید ابوالحسن** زوار ابن سید اکبر علی۔ ذہن رسا اور حسن کلام کے مالک تھے۔ مرثیہ تحت اللفظ پڑھنے میں

پہلے یہ بتاؤ۔ کہ کس ارادے سے آئے ہو۔ انہوں نے ملازمت شاہی میں داخلے کے ارادے کا ذکر کیا۔ ماموں چونکہ بارہا ان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر چکے تھے۔ کہ اب کتب خانے کا پیچھا چھوڑو۔ دنیا کے کام بھی کرو۔ ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے (یہ ماموں صاحب) دربار شاہی میں جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ وہ تو اُدھر سدھارے اور یہ آرام و خواب راحت میں مصروف ہوئے وہ چند ساعت کے بعد جب واپس ہوئے تو یہ نوید مسرت لائے کہ حسن اتفاق سے۔ مہینوں۔ برسوں۔ میں ہونے والے کام کا آج ہی موقع ہاتھ آگیا۔ شاہنشاہ سے سید محمد فیاض کے اوصاف کا ذکر کیا تو درباری امراء میں شمول کا فرمان صادر ہوگیا۔ کل ان کی نذر ہے۔ سید محمد فیاض سوتے سے جگائے گئے اور اس فوری کامیابی کی خوش خبری سنائی گئی۔ غرض یہ عنوان تھا۔ ان کی ملازمت شاہی کا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کو بڑے بھائی تاج محمود خاں سے بڑی الفت و محبت تھی۔ سید محمد فیاض کے متفرق مختلف مقامات سے کثیر تحائف و ہدایا بڑے بھائی کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے مگر وہ سب از قسم فرش فروش ہوتے تھے۔ ایرانی قالین، بغدادی شطرنجیاں۔ جا جمیں۔ پر تکلف چاندنیاں ہوتی تھیں بڑے بھائی تحائف قبول کرتے مسکراتے اور کہتے کہ باوجود اس محبت کے محمد فیاض کے دل سے بات نہیں نکلی۔ الغرض قاضی سید محمد فیاض کا خاندان کثرت مال و اولاد میں اس محلے میں دوسروں سے ممیز و ممتاز ہے کہ اس محلے میں جتنی مسجدیں اور عزا خانے اور اوقات ہیں سب اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ الحاصل آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد کسی سید زادی اولاد شاہ شرف الدین شاہ ولایت سے ہوا تھا کہ اس زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید عبداللہ عرف تاج محمود خاں ثانی اور ایک پسر سید محمد نیاز تولد ہوئے۔ دوسرا عقد دختر نجیبۂ قوم سادات قاضی گجرات سے ہوا۔ جو دولت کثیر۔ زیورات گراں مایہ۔ ظروف نقرہ یہاں تک کہ نعلین چوبی کی جگہ نعلین زرکار بھی ساتھ لائی تھیں۔ اس زوجہ سے تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید احمد رضا ۲۔ سید روشن دل تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید محمد آیات ابن سید محمد اسحٰق ساکن محلہ چبوترہ سے۔ دوسری دختر کا عقد احفاد سید احمد شاہ ساکن محلہ بنگلہ سے۔ اور تیسری دختر کے متعلق بزرگان ماسلف سے معلوم ہوا کہ محلہ کوٹ کی سادات میں کسی سید زادے سے عقد ہوا تھا۔ کہ اب محلہ کوٹ میں ان کی نسل کا ایک فرد بھی باقی نہیں ہے۔ یہ دختر زمانۂ نوعروسی میں لاولد فوت ہوگئی۔ چونکہ قاضی صاحب نے زیورات طلا مرصع و جواہر نگار اور ظروف وسامان بے شمار جہیز میں دیا تھا جس کی مالیت سترہ ہزار روپئے کے قریب ہوتی [illegible] متوفیہ کے شوہر اور عزیزوں نے بروز سوئم وہ سب سامان جہیز قاضی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ اور واپس لینے کی درخواست کی۔ آپ نے واپس لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ فعل شرافت سے بعید ہے۔ اور یہ سامان میری طرف سے آنے والی دلہن کا جہیز تصور کیا جائے۔ (۳۶) **سید محمد نیاز** ابن قاضی سید محمد فیاض۔ اپنے وقت میں کثیر ورثۂ موروثی کی بنا پر ممتاز اور ہر طرح مستغنی اور بے نیاز تھے۔ آپ کا عقد اولاد شاہ شرف الدینؒ شاہ ولایت میں سے کسی سید زادی سے ہوا تھا ایک دختر اور چھ پسر ۱۔ سید نامدار ۲۔ سید کامگار لاولد ۳۔ سید پیر ۴۔ سید میر ۵۔ سید کریم اللہ عرف کلو ۶۔ سید کریم بخش تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید عظیم اللہ سادات دربار کلاں کے اجداد میں کسی سے ہوا تھا۔ (۳۷) **سید نامدار** (۳۷) **سید کامگار** (۳۷) **سید پیر** (۳۷) **سید میر** (۳۷) **سید کریم بخش** ، یہ پانچوں بھائی لاولد رہے۔ (۳۷) **سید کریم اللہ** عرف کلو ابن سید محمد نیاز۔ آپ کا عقد دختر سید امان علی ابن سید شجاعت علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ آپ کے تین دختر ۱۔ منکوحۂ سید انور علی ابن سید احسان علی دانشمند ۲۔ منکوحۂ سید مقصود علی ابن سید نذر علی شاہ ساکن محلہ جعفری (بھوکا) ۳۔ منکوحۂ سید غلام حسن عرف سُدہو ابن سید غلام احمد خاں دانشمند اور دو پسر ۱۔ سید حشمت علی ۲۔ سید بہادر علی تولد ہوئے (۳۸) **سید حشمت علی** ابن سید کریم اللہ عرف کلو

آپ نے تقریباً سو سال کی عمر پائی اور باآرام و آسائش رہے۔ محترم خاندان۔ محتشم اعزا۔ اور محب اہلبیت علیہم السلام تھے۔ عزاداری امام حسینؑ کے شیدائی تھے آپ کا عقد دختر بطن زوجۂ اول سید احسان علی ابن سید عبدالباقی دانشمند سے ہوا۔ تین دختر ۱ منکوحہ سید حسین بخش ابن سید رحیم بخش دانشمند ۲ منکوحہ سید ارشاد علی ابن سید غلام حسن دانشمند ۳ منکوحہ سید رحیم بخش ابن سید محمد بخش ساکن محلہ سدّو اور ایک پسر سید اکبر علی تولد ہوئے (۳۹) سید اکبر علی ابن سید حشمت علی۔ والد بزرگوار سے عزاداری امام حسین علیہ السلام ورثہ میں ملی تھی۔ بچپن سے ہی علم نکالنا۔ مرثیہ پڑھنا۔ ماتم کرنا۔ عام مشغلہ تھا۔ ہر وقت اسی میں مشغول رہتے تھے۔ سرکار انگریزی کے صدر امین کی عدالت میں وکیل تھے۔ آمدنی کثیر تھی۔ آپ کے حقیقی ماموں سید انور علی ابن سید احسان علی کے کوئی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے اپنی تمام متروکہ جائیداد کو وقف کرکے آپ کو متولی بنا دیا تھا۔ کچھ تو اس وقف کی آمدنی اور کچھ اپنی آمدنی سے سرمایہ جمع کرکے محلہ دانشمندان میں امام باڑہ معمرہ سید انور علی کو از سر نو شاندار اور اونچی کرسی پر وسط محلہ میں تعمیر کرایا۔ جو بعد میں سید اکبر علی کا امام باڑہ مشہور ہوا۔ جس میں آج تک مجالس ہوتی ہیں۔ زمانۂ ماسبق میں اس امام باڑے میں ایام متبرکہ ولادت و شہادت آئمہ معصومین اور یوم جمعہ و عشرۂ محرم خصوصاً عشرۂ چہلم ۱۰ لغات ۱۹ ارسفر کو بڑی یادگار اور قابل دید مجالس ہوتی تھیں ذی کمال ذاکرین مثل سید جواد حسین شمیم۔ سید برجیس حسن برجیس دانشمند نیز حضرات لکھنؤ سے میر انس اور ان کے بیٹے پوتے زیب ممبر ہوتے تھے۔ صد ہا روپے اور شال دوشالے ذاکرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے تھے اور تمام اولاد و احفاد میراں سید رحمت اللہ کہ سب کے سب شیعہ تھے اور تمام شہر کے مومنین فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر بطن زوجۂ اول سید مقصود علی ابن سید غلام حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید مراد علی ابن سید احسان علی دانشمند سے۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید اشرف علی ابن سید یوسف علی دانشمند (کہ اپنے والد کے روبرو ایک دختر کو چھوڑ کر فوت ہوگئی) اور ایک پسر سید محمد نذر تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید ابوالحسن تولد ہوئے۔

(۴۰) **سید محمد نذر** ابن سید اکبر علی آپکا عقد شبیہہ النسا دختر سید واسع علی عرف دسی علی ابن سید نور علی ساکن محلہ بنگلہ مقیم پرانی سرائے سے ہوا۔ ایک دختر منکوحہ سید فیاض حسن ابن سید باقر حسین ساکن محلہ جعفری (جھوکا) اور ایک پسر سید ذکی حسن تولد ہوئے۔ خوبصورت نیک سیرت، مومن پاک طینت۔ انواع و اقسام کے کھانے پکوانے۔ کھانے اور کھلانے کے بڑے شوقین تھے۔ (۴۱) **سید ذکی حسن** ابن سید محمد نذر۔ علم ریاضی میں ماہر تھے۔ ریاست مولوی محمد ابراہیم علی رئیس قصبہ بھرطاوؤں میں مختار کار تھے۔ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ آپ کا عقد راضیہ خاتون دختر سید نثار حسین ابن سید مہربان علی دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور ایک پسر سید رضی حسن عرف میاں جان تولد ہوئے۔ ایک دختر سیدہ خاتون کا عقد سید برجیس حسن برجیس ابن سید جواد حسین شمیم دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر امینہ خاتون کا عقد سید بدر الحسن عرف چھنو ابن سید ظہور حسین (چھنو والے) ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسری دختر ذہینہ خاتون کا عقد سید اختر حسن ابن سید محمد جواد عرف جاندے ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ چوتھی دختر سعیدہ خاتون کا عقد سید تحمل حسین ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ کہ قبل رخصتی فوت ہوگئی (۴۲) **سید رضی حسن** عرف میاں جان ابن سید ذکی حسن ولادت تقریباً ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء۔ آپ کا عقد مبینہ خاتون دختر الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند سے ہوا تھا۔ کہ زمانۂ نوعروسی میں روبروئے والدین جوان مرگ ہوئے۔ اور کوئی عقب نہ رہا۔ (۴۰) **سید ابوالحسن** زوار ابن سید اکبر علی۔ ذہن رسا اور حسن کلام کے مالک تھے۔ مرثیہ تحت اللفظ پڑھنے میں

ازدواج ثانی ۱۹۰۷

(illegible margin note)

شائق تھے۔ زیارات عراق سے مشرف ہوئے تھے۔ ریاست بڑودہ میں حکیم محمد علی رئیس کے مصاحب رہے۔ پھر ریاست پنڈراول میں راجہ صاحب کے معتمد خاص رہے۔ کچھ عرصہ کوئٹہ بلوچستان میں سید امیر حسن ابن سید مظہر علی دانشمند کو عزت میزبانی بخشی آپ کا عقد معصومہ خاتون دختر سید محمد حسین ابن سید مراد علی دانشمند سے ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید نجم الحسن ۲۔ سید انجم حسن تولد ہوئے
آپ نے ۱۱ ذیقعد سنہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۹ اگست سنہ ۱۹۱۹ء کو امروہہ میں وفات پائی۔ (۴۱) سید نجم الحسن ابن سید ابوالحسن زوار۔ مرثیہ خوانی میں قدم بقدم والد بزرگوار کے تھے۔ عادات غیر موزوں کی وجہ سے ایک غیر سادات عورت مسماۃ الفت دختر رمضان خان ساکن لکھنؤ سے عقد کر لیا۔ مگر لاولد رہے۔ آپ نے ۲۳ رمضان سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۶ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء کو رحلت کی۔ (۴۱) سید انجم حسن ابن سید ابوالحسن زوار ولادت تقریباً سنہ ۱۲۸۴ھ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء کتب فارسی و نحو و صرف پڑھی تھیں۔ آپ کا عقد مسلمہ خاتون عرف چھدّو دختر سید مرتضیٰ حسین ابن سید زین العابدین ساکن محلہ جھیوڑہ سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱۔ سید سرکار حسن ۲۔ سید قاسم حسن تولد ہوئے۔ ایک دختر عالمہ خاتون کا عقد سید حکیم رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر باقرہ خاتون کا عقد سید طاہر حسن زوار ابن سید امیر حسن زوار دانشمند سے ہوا۔ موصوف ۱۰ ذیقعد سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۳ جون سنہ ۱۹۲۴ء کو فوت ہوئے (۴۲) حاجی سید سرکار حسن زوار۔ ابن سید انجم حسن۔ ولادت ۲۳ ذالحجہ سنہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۷ فروری سنہ ۱۹۰۷ء۔ نور المدارس دانشمندان اور دہلی عریبک ہائی سکول میں اردو انگریزی پڑھی۔ اپنے بہنوئی سید طاہر حسن زوار ابن سید امیر حسن زوار کے پاس بصرے چلے گئے۔ سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق سنہ ۱۹۲۴ء میں عراق ریلوے میں ملازم ہوئے۔ پھر عراق پیٹرولیم کمپنی میں سپروائزر رہے۔ بصرے کے دوران قیام میں کئی مرتبہ زیارات عتبات عالیات عراق سے شرفیاب ہوئے۔ ملکی غیر ملکی کے سوال پر سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۹۳۱ء میں وطن واپس ہوئے۔ دہرہ دون میں تمباکو کی تجارت کی بعد میں سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق سنہ ۱۹۳۶ء میں دہلی چلے آئے۔ اول پریس میں منیجر رہے آخر میں سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء میں اپنا چھاپہ خانہ بنام دہلی اردو پریس قائم کیا اور آزاد کول کمپنی کے نام سے کوئلہ کا تھوک کاروبار بھی کیا اور با عزت و با رسوخ رہے۔
دریں اثناء ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو برصغیر ہند کی تقسیم عمل میں آئی تو ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو قتل اور تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا سیکڑوں مسلمان جرم اسلام میں بے گناہ مارے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کے لاتعداد مکانوں کو آگ لگائی جا رہی تھی۔ لوٹ مار میں مسلمانوں کا لاکھوں اور کروڑوں کا مال و اسباب لوٹا جا رہا تھا اور مسلمان عورتیں اغوا ہو رہی تھیں اور ظلم و تشدد عین عروج پر تھا کہ آپ کا مکان (جو جامع مسجد کے سامنے ایک محفوظ احاطے میں تھا) مسلمانوں کے لئے ایک پناہ گاہ کا کام دے رہا تھا۔ یہ حقیر صغیر مولف کتاب ہذا بھی کچھ دن ان کے مکان پر پناہ گزین رہا۔ اسی طرح زمانۂ دار و گیر میں سید صابر حسین ابن سید ضامن حسین دانشمند جو دہلی کے کسی بڑے ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ جب ہسپتالوں میں مسلمان مریضوں کو بھی قتل کیا جانے لگا تو اسی حالت بیماری میں اپنی جان بچا کر اس پناہ گاہ میں پناہ گزین ہوئے۔ اور ۲۷ ذیقعد سنہ ۱۳۶۶ھ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء کو انتقال کیا (سید ذاکر حسین عرف حسینی ابن سید صابر حسین مرحوم پاکستان سے امروہہ جاتے ہوئے اتفاقاً دفن سے چند لمحہ بیشتر ان کے مکان پر پہنچ گئے اور اپنے والد کے کفن دفن میں شریک ہو گئے) ان نامساعد حالات میں سید سرکار حسن کا اثر و رسوخ کام آیا۔ اور بعد مشکل و تکلیف مراسم تجہیز و تکفین ادا ہوئے۔ الغرض حالات اس قدر خراب ہوئے کہ ان کا دہلی میں رہنا بھی دوبھر ہو گیا۔ آپ مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے۔ انتخابات کے وقت مسلم لیگ کے لئے پوری پوری کوشش وسعی کے نتیجے میں ہندوان کے دشمن تھے پس مسلم لیگ کا کارکن ہونے کی وجہ سے ان کا وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا۔ آخر مجبور ہو کر اپنا تمام اثاثہ

بھرا پُرا گھر اور چلتا ہوا پریس اور کاروبار میں پھیلا ہوا سرمایہ تمام کا تمام چھوڑ کر بصد حسرت و یاس بادلِ ناخواستہ دہلی سے وداع ہوئے۔ اور ۲۶ محرم ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور پہنچے یہاں بھی اپنا پریس قائم کیا تھا کہ بوجوہات لاہور بھی چھوڑنا پڑا ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں کراچی آ گئے چونکہ آدمی مخلص۔ ایماندار اور بارسوخ تھے۔ جلد ہی پاکستان بھر میں سب سے زیادہ کثیر الاشاعت ادارہ اخبار جنگ کراچی میں سرکولیشن منیجر (ناظم نشر و اشاعت) مقرر ہو گئے۔ اب ماشاء اللہ ادارے کے معتمد علیہ باعزت اور مخلص کارگذار ہیں۔ اور بڑی تنخواہ پا رہے ہیں اور خوش حال ہیں۔ آپ نے کوشش کرکے ایک سوسائٹی قائم کی اور سادات کی ایک کالونی بنام حسن کالونی آباد کی۔ وہیں تین مکان آپ نے بھی بنائے جس میں سے ایک اپنی بیٹی کے جہیز میں دیا۔ آپ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۷۱ء کو کراچی سے روانہ ہو کر حج اکبر بیت اللہ الکرام۔ زیاراتِ مدینۂ طیبہ، جنت البقیع۔ کاظمین، سامرہ، نجف اشرف کربلائے معلےٰ مدائن، دمشق۔ معصومۂ قم۔ شہزادہ عبدالعظیم و مشہد مقدس سے مشرف ہو کر ۵ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۷۱ء کو واپس کراچی پہنچے۔ آپ کا عقد ام عامرہ دختر سید ریاض حسن خاں عرف ننھے خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر شاب فاطمہ اور ایک پسر سید حضور الحسن عرف سید سرفراز حسن تولد ہوئے۔ دختر شاب فاطمہ میٹرک تک تعلیم یافتہ ہے۔ اس کا عقد اوّل سید ثنا الحسن ابن سید گل حسن خاں ماموں کے پسر سے ہوا تھا لیکن بوجوہات آقای شیخ محمد شریعت مجتہد العصر کراچی کے ذریعہ قبل خلوت صحیحہ صیغۂ خلع جاری ہوا۔ پھر اس دختر کا عقد سید شبیہ الحسن عرف سید ہاشم رضا ابن سند العلما مولانا سید یوسف حسین صاحب مجتہد العصر دانشمند سے ہوا (۴۳) سید حضور الحسن عرف سید سرفراز حسن ابن سید سرکار حسن۔ ولادت ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۰ء جامعہ ملیہ اور عربک کالج دہلی میں انٹر تک پڑھے۔ تقسیم برصغیر کے بعد والدین کے ہمراہ پہلے لاہور پھر کراچی آئے محکمہ زراعت میں ملازم ہیں۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد نکاح ۳۰ رمضان ۱۳۶۵ھ ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء کو نور صباح خاتون دختر سید محمد عسکری ابن سید عابد حسین محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ کہ لڑکی کے والد اپنی دختر کو قبل رخصتی پاکستان بھیجنے پر راضی نہ ہوئے تو قبل رخصتی صیغۂ طلاق جاری ہوا۔ دوسرا عقد نرجس خاتون دختر زوجۂ ثانیہ سید حسن جعفر عرف پیارے جان ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔ چار دختر ۱۔ شاداب فاطمہ ۲۔ نگین فاطمہ کم سن فوت ۳۔ حسن فاطمہ ۴۔ ۔۔۔ تین پسر ۱۔ سید اختر عباس عرف سید اسد عباس ۱۰ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو ۲۔ سید علی عباس ۴ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۰ء کو ۳۔ سید حسین عباس ۱۳ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کو تولد ہوا اب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) سید قاسم حسن ابن سید انجم حسن۔ بعد بلوغ دہلی چلے گئے۔ طبع غیر موزوں کی وجہ سے شادی نہیں ہوئی تھی۔ بعد تقسیم برصغیر لاہور آ کر ۳ ذالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو فوت ہو گئے۔ (۴۸) سید بہادر علی ابن سید کرم اللہ۔ دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید مبارک علی ساکن محلہ مجہر ہٹہ سے اور دوسرا دختر سید غضنفر علی ابن سید ببر علی دہلوی مقیم دانشمنداں سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحۂ سید محمد علی ابن سید احسان علی دانشمند۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر منکوحۂ سید حیدر حسن ابن سید غلام ولی دانشمند اور ایک پسر سید سجاد علی تولد ہوئے۔ (۴۹) سید سجاد علی ابن سید بہادر علی۔ اپنی کوشش سے تحصیل معاش کرتے تھے۔ دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر سید حسین بخش ابن سید رحیم بخش دانشمند سے۔ دوسرا عقد دختر سید حسین علی ساکن موضع ملک متصل پل رجبیڑہ پرگنہ امروہہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحۂ سید علمدار علی ابن سید اصغر علی ساکن محلہ لکڑہ اور ایک پسر سید رضا حسین تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ سے ۔۔۔

دختر اور دو پسر سید ولایت حسین و سید اصغر حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر منکوحۂ سید مشیر علی ساکن محلہ مچھر ہٹہ دوسری دختر منکوحۂ سید ممتاز حسین ابن سید مبارک سعید محلہ ستدو۔ تیسری دختر منکوحۂ سید ضیا الحسن ساکن محلہ چلہ (۴۰) سید ولایت حسین ابن سید سجاد علی۔ آپ کا عقد دختر سید عارف علی ابن سید نجابت علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ ایک دختر منکوحۂ سید فدا علی ابن سید محمد نقی نقوی دانشمندان اور دو پسر ۱ سید لیاقت حسین ۲ سید شوکت حسین عرف بدھا تولد ہوئے سید لیاقت حسن کمسن فوت ہوئے۔ آپ نے اپنی جدہ محترمہ فیروزہ خاتون کی جاگیر معافی پرگنہ سکیت نواح پانی پت کو فروخت کر دیا۔ (۴۱) سید شوکت حسین عرف بدہا ابن سید ولایت حسین آپکا عقد ام البنین دختر سید رونق حسین ابن سید ممتاز علی دانشمند سے ہوا۔ لاولد فوت ہوئے۔

(۴۰) حاجی سید اصغر حسین ابن سید سجاد علی۔ آخر عمر میں الحاج مولوی مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند کے ہمراہ سنہ ۱۳۰۴ھ مطابق سنہ ۱۸۸۶ء میں حج بیت اللہ و زیارات مدینۂ منورہ و مشاہد عراق سے شرفیاب ہوئے آپ کا عقد دختر سید مہدی علی ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ ایک دختر یاقوتی خاتون منکوحۂ سید افسر علی ابن سید انظار حسین ساکن محلہ گذری اور دو پسر ۱ سید غلام سجاد عرف جپتی ۲ سید غلام اکبر عرف موتی تولد ہوئے۔ (۴۱) سید غلام سجاد عرف جپتی ابن حاجی سید اصغر حسین۔ روبرو والد بزرگوار کے نوعمر فوت ہوئے لاولد رہے (۴۱) سید غلام اکبر عرف موتی ابن حاجی سید اصغر حسین اپنی محنت سے روزی حاصل کرتے ہیں آپ کا عقد دختر سید شرافت علی ابن سید فرحت علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چار دختر دو پسر ۱ سید شان اکبر عرف چھمن ۲ سید نشان اکبر عرف بچھن تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد قاضی سید سمیع حسن ابن قاضی سید علی حسن ساکن محلہ ستدو سے ہوا۔ مزید کچھ نہ معلوم ہوسکا۔ (۴۰) سید رضا حسین ابن سید سجاد علی۔ والد بزرگوار کے روبرو عین عنفوان شباب میں منجملہ ان مقتولین کے تھے جو سید قاسم حسین ابن سید حیدر حسن دانشمند کے ہاتھ سے بلا کسی مخاصمت محض مذاق بیہودہ کی وجہ سے قتل ہوئے۔ بلا عقب رہے۔ (۳۶) سید احمد رضا خاں ابن قاضی سید محمد فیاض زوجۂ نجیبۂ قاضی گجرات کے بطن سے تولد ہوئے۔ صاحب دولت و استطاعت با حشمت و شوکت و جلالت بارگاہ سلطانی سے خطاب خانی و خلعت گرانبہا و منصب و جاگیر اور خدمت سوانح نگاری مراد آباد و بریلی باضافہ شیر کوٹ و کرت پور بمشاہرہ چھ سو روپیہ ماہوار سوائے جاگیر کے متعین تھے۔ عہد عالمگیری میں شاہنشاہ کی فوج کے کماندار تھے۔ بعد فتح بیجاپور وہاں کے صوبہ دار رہے علاوہ ترکہ پدری اور ذاتی مناصب و عوائل کے اپنی مادر گرامی کی محبت و شفقت و عنایات و عطایا سے بھی سرفراز تھے۔ آپ کا عقد دختر سید تاج محمود خاں اپنے چچا کی دختر سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید علی رضا ۲ سید محمد رضا عرف مینگھا تولد ہوئے یہ دونوں پسر باہمہ گر مثل صاحبزادگان اہل دولت و حشمت چشمک رکھتے تھے۔ (۳۷) سید علی رضا ابن سید احمد رضا خاں۔ صاحب دولت و ثروت۔ امیر کبیر آپ کا عقد دختر سید غلام احمد خاں ابن سید تاج محمود خاں دانشمند سے ہوا۔ دختران کا کچھ حال نہ معلوم ہوسکا۔ چار پسر ۱ سید امام رضا ۲ سید حسین رضا ۳ سید کریم رضا ۴ سید رحیم رضا تولد ہوئے (۳۸) سید امام رضا ابن سید علی رضا۔ عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی میں جو فہرست منصبداران تیار ہوئی تھی اور نقل مولانا الحاج سید اعجاز حسن صاحب محلہ گذری کے پاس سے دستیاب ہوئی۔ اس میں ان کے نام کے تحت منصبدار داخل چوکی لکھا ہے۔ دس ہزار دام ان کے نام کے نیچے درج ہیں۔ آپ کا عقد دختر سید نادر علی ابن سید علی اشرف دانشمند سے ہوا سید نادر علی کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ تب یہ ترکۂ پدری اپنے ساتھ لائیں۔ دو پسر سید عظیم رضا ۲ سید حکیم رضا تولد ہوئے۔ (۳۹) سید عظیم رضا ابن سید امام رضا آپ کا عقد دختر بطن زوجۂ اول سید حیات اللہ ابن سید حمد اللہ دانشمند سے

ہوا۔ ایک پسر سید محمود رضا تولد ہوئے۔ (۴۰) **سید محمود رضا** ابن سید عظیم رضا۔ آپ کا عقد دختر سید احسان علی ابن سید عبد الباقی دانشمند سے ہوا کہ ترکہ پدری ساتھ لائیں۔ ایک دختر منکوحۂ سید تجمل حسین ابن سید محمد وجیہہ ساکن محلہ سہٹی اور دو پسر ۱ سید یوسف علی ۲ سید کفایت علی تولد ہوئے (۴۱) **سید یوسف علی** ابن سید محمود رضا۔ صاحب توقیر و بزرگ خاندان با وجاہت صورت و لیاقت ۔ آپ کا عقد دختر سید حسن رضا ابن سید حکیم رضا دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر منکوحۂ سید امداد علی ابن سید کفایت علی دانشمند اور پانچ پسر ۱ سید اکرم علی عرف کلو ۲ سید محسن علی عرف ملّو ۳ سید امجد علی عرف سلّو ۴ سید اشرف علی ۵ سید اقبال علی تولد ہوئے۔ اقبال علی لاولد رہے۔ (۴۲) **سید اکرم علی** عرف کلو ابن سید یوسف علی مومن دیندار شیعہ حیدرؑ کرار آپ کا عقد دختر سید محبوب علی ابن سید غلام حسن دانشمند سے ہوا۔ چار دختر ۱ منکوحۂ سید محمد سعید الدین ابن سید قمر الدین دانشمند ۲ منکوحۂ سید شاکر حسین ابن سید جعفر حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) ۳ منکوحۂ سید مظہر حسن ابن سید فرحت علی ساکن محلہ گذری ۴ منکوحۂ حکیم سید صفدر نذر ابن حکیم سید علی نذر دانشمند تولد ہوئی۔ ایک غیر کفو زوجہ بھی آپ کے تصرف میں تھی۔ اس زوجہ سے دو دختر تولد ہوئیں ۱ حسرت النساء منکوحۂ سید مظہر علی ابن سید ظہور علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ ۔ ۲ لطیف النساء منکوحۂ سید ابراہیم علی ابن سید محسن علی دانشمند۔ آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ موصوف نے وبائے تپ دلرزہ میں ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات از سید اکبر حسین عبرت۔ زدامگاہ فنا راہی جناں گشتند۔ (۴۲) **سید محسن علی** عرف ملّو ابن سید یوسف علی۔ مرد آزاد نیک نہاد ولادت ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد بی بی میری دختر حکیم سید عنایت حسین ابن سید مولوی سید نجیب الدین دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد بشیر النساء دختر سید منور علی عرف بنّا ابن سید یاد علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر ریاست النساء منکوحۂ سید نور حسن زوار ابن سید نذر علی دانشمند تولد ہوئیں۔ دوسری زوجہ سے تین دختر ۱ ام البنیں منکوحۂ سید ظہور حسن ابن سید محمد علی دانشمند ۲ کنیز زہرا منکوحۂ سید عظیم علی ابن سید اصغر علی ساکن محلہ منڈی بڑا دربار ۳ آمنہ خاتون منکوحۂ حاجی سید آل محمد ابن حاجی سید اصغر حسین ساکن محلہ گذری اور تین پسر ۱ سید احسن علی ۲ سید ابراہیم علی ۳ سید مستحسن علی تولد ہوئے۔ آپ ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں فوت ہوئے۔ (۴۳) **سید احسن علی** ابن سید محسن علی۔ آپ کا عقد ذکیہ خاتون دختر سید امجد علی اپنے چچا کی دختر سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید تحسین علی ۲ سید آفرین علی تولد ہوئے عین عالم شباب میں فوت ہوئے (۴۴) **سید تحسین علی** ابن سید احسن علی ولادت ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء آپکا عقد حمیدہ خاتون دختر حاجی سید آل محمد ابن حاجی سید اصغر حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا دو دختر تولد ہوئیں ایک سکینہ خاتون منکوحۂ سید محمد یوسف ابن حاجی سید تحسین علی دانشمند۔ ۲ مسلمہ خاتون منکوحۂ سید صفدر حسین ابن سید اصغر حسین ساکن محلہ سہٹی کہ بوجہ صیغہ طلاق جاری ہوا اب عقد ثانی سید عرفان حسین محلہ گذری سے ہوا اور ایک پسر سید محمود رضا تولد ہوئے۔ آپ نے تقریباً ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں رحلت کی۔ (۴۵) **سید محمود رضا** ابن سید تحسین علی ولادت تقریباً ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء۔ بذریعہ محرری مختاران عدالت مراد آباد روزی حاصل کرتے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد ام سلمہ دختر سید فیاض حسن ابن سید باقر حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ دوسرا عقد محمودہ خاتون عرف سخن دختر بطن زوجۂ غیر کفو سید علی مستحسن ابن سید علی بخش ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر ۱ طہیرہ خاتون کہ ان کا عقد اول سید سبط حیدر ابن ڈاکٹر سید شفیع الحسن ساکن محلہ بھوئے والے قاضی زادہ سے ہوا تھا کہ بوجہ صیغہ طلاق جاری ہوا۔ تب عقد ثانی سید حسین ابن سید صفی حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا ۲ ظہیرہ خاتون منکوحۂ سید نفیس الحسن

ابن سید شمس الحسن ساکن محلہ جعفری (بھوکا) ۱ایک پسر سید نور رضا عرف سید حسین رضا تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ سے چار
دختر اور ایک پسر سید عابد رضا تولد ہوئے۔ ایک دختر بلقیسہ خاتون عرف ثریا کا عقد مسعود حسن ابن اصغر علی ساکن محلہ دربار کلاں سے
ہوا۔ دوسری دختر پروین بانو کا عقد سید تصویر حسن ابن سید صغیر حسن ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسری دختر خورشید بانو کا
عقد سید محمد عسکری ابن سید وزیر حسن ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ چوتھی دختر انجم بانو کا عقد سید محمد پرویز سادات بارہہ سے ہوا
آپ نے تقریباً سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق سنہ ۱۹۶۰ء میں امروہہ میں وفات پائی (۴۶) **سید نور رضا عرف حسینا** ابن سید محمود رضا
ولادت سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق سنہ ۱۹۲۳ء۔ آپ تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان آ گئے۔ آپ کا عقد ام البنین دختر سید عرفان حسن ابن سید
سلطان حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ مزید کچھ نہ معلوم ہوا۔ (۴۴) **سید آفرین علی** ابن سید احسن علی۔ ولادت سنہ ۱۲۹۶ھ
مطابق سنہ ۱۸۷۸ء آپ کا عقد مسیح النساء دختر حاجی سید مستحسن علی چچا کی دختر سے ہوا۔ ایک دختر ہاجرہ خاتون منکوحہ سید تصدق حسین
ابن سید تبارک حسین ساکن محلہ حقانی اور دو پسر ۱ سید عطا حسین ۲ سید رضا حسین (کمسن فوت) تولد ہوئے موصوف نے
سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں وفات پائی (۴۵) **سید عطا حسین** ابن سید آفرین علی ولادت تقریباً سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق
سنہ ۱۹۱۳ء آپ کا عقد کنیز فاطمہ عرف صغرا خاتون دختر حکیم سید صفدر نذر ابن حکیم سید علی نذر دانشمند سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید
سخا حسین ناقص العقل ۲ سید ثقہ حسین تولد ہوئے۔ موصوف نے سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق سنہ ۱۹۵۳ء کو وفات پائی (۴۶)
سید ثقہ حسین ابن سید عطا حسین ولادت سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق سنہ ۱۹۴۲ء آپ رام پور میں مدرس ہیں۔ آپ کا عقد
محترمہ خاتون دختر سید شبر حسن ابن سید عظیم علی ساکن محلہ منڈی بڑا دربار سے ہوا۔ ایک دختر تنظیم فاطمہ زیر تعلیم اور
تین پسر ۱ سید علی عسکری ۳ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ر اپریل سنہ ۱۹۶۲ء کو ۲ سید علی مہدی ۱ر ربیع الاول سنہ ۱۳۸۳ھ
مطابق ۲ر اگست سنہ ۱۹۶۳ء ۳ معروف چاند میاں ۱۷ر رمضان سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۶۶ء کو تولد
ہوا۔ سب امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۳) **سید ابراہیم علی** ابن سید محسن علی۔ ولادت سنہ ۱۲۸۰ھ مطابق سنہ ۱۸۶۳ء
آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد فراغت النساء معروف فرغتی دختر سید حیدر حسن ابن سید غلام ولی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا
عقد لطیف النساء دختر بطن زوجۂ ثانیہ سید اکرم علی چچا کی دختر سے ہوا۔ پہلی زوجہ کی کئی اولادوں میں سے صرف
دو دختر باقی رہیں۔ ایک دختر راشدہ خاتون کا عقد سید آل یٰسین ابن حاجی سید آل محمد ساکن محلہ گذری سے ہوا۔
دوسری دختر حسینہ خاتون کا عقد سید مسیح الحسن ابن سید ابراہیم علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے دو
دختر اور تین پسر ۱ سید قسیم علی عرف انا ۲ سید وسیم علی (کمسن فوت) ۳ سید مقیم علی عرف بلو تولد ہوئے۔ ایک
دختر نسیم زہرا عرف بلو کا عقد سید شبیر حسین ابن سید عظیم علی ساکن محلہ منڈی دربار کلاں سے ہوا۔ دوسری دختر سیدہ
خاتون عرف منگو کا عقد سید جمیل حسن ابن سید ابراہیم حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ آپ سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق
سنہ ۱۹۴۲ء میں فوت ہوئے۔ (۴۴) **سید قسیم علی عرف انا** ابن سید ابراہیم علی ولادت سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق
سنہ ۱۸۸۲ء آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد صادقہ خاتون دختر سید رضی حسن ابن سید علی حیدر ساکن محلہ گذری
سے ہوا تھا کہ زوجہ لاولد فوت ہو گئی۔ دوسرا عقد شکیلہ خاتون دختر سید نظیر حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ یہ بھی
لاولد رہیں۔ تیسرا عقد مومنہ خاتون دختر سید زوار حسین ساکن کندرکی سے ہوا اس زوجہ سے دو دختر تولد ہوئیں۔
۱ نجمی کا عقد سید علی حسین ابن سید فرحت علی نقوی مقیم دانشمند سے ہوا ۲ مشاہدہ خاتون کا عقد کندرکی میں

کسی سیدزادے سے ہوا۔ آپ ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں فوت ہوئے (۴۴) **سید مقیم علی عرف بگّو** ابن
سید ابراہیم علی ولادت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء کچھ عرصہ پولیس میں ملازمت کی۔ آپ کا عقد قسیمہ خاتون دختر
سید اصغر حسین عرف مولی ابن سید عابد حسین ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید احمد ۲۔
سید حسن احمد تولد ہوئے۔ ایک دختر عابدہ خاتون کا عقد سید خورشید حیدر ابن سید محامد حسین عرف نوشہ دانشمند سے ہوا
ایک دختر خورشید بانو شیرخوار گود میں تھی کہ ایک ہی سال میں بیوہ ہوگئی۔ تب عقد ثانی سید علی تحسین ابن سید مستحسن ساکن
محلہ بنگلہ سے ہوا۔ دوسری دختر صابرہ خاتون کا عقد سید نورالحسن ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ تیسری دختر طہیرہ خاتون کا عقد
سید محمد حسنین ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا۔ آپ نے بعد میں مومنہ خاتون دختر سید زوار حسین ساکن کندرکی بھیکن پور برادر
متوفی سید قسیم علی کی بیوہ سے بھی عقد کرلیا تھا اور کچھ نہ معلوم ہوا۔ آپ ضلع آرہ بھارت میں مقیم ہیں۔ (۴۳) **حاجی سید
مستحسن علی** ابن سید محسن علی۔ ولادت ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء آپ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں اپنے خسر سید
صادق حسین دانشمند کے ہمراہ حج بیت اللہ و زیاراتِ عالیاتِ نجف کربلا۔ کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ آپکا عقد
ملیح النساء دختر حاجی سید صادق حسین ابن سید غلام حسین دانشمند سے ہوا۔ دو دختر اور تین پسر ۱۔ سید محمد یونس ۲۔
سید محمد الیاس ۳۔ سید محمد یوسف تولد ہوئے ایک دختر اور ایک پسر سید محمد الیاس روبرو پدر عالی قدر کے فوت
ہوگئے۔ دوسری دختر مسیح النساء کا عقد سید آفرین علی ابن سید احسن علی دانشمند چچا کے پسر سے ہوا۔ بعد میں مسماۃ
اللہ دی غیر کفو بیوہ سید منور حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے بھی عقد کرلیا تھا جس سے کوئی اولاد نہ ہوئی آپ تقریباً
۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں فوت ہوئے۔ (۴۴) **سید محمد یونس** ابن حاجی سید مستحسن علی ولادت تقریباً ۱۳۰۲ھ
مطابق ۱۸۸۵ء آپ کا عقد طاہرہ خاتون عرف تارا دختر سید ماجد حسین ابن سید صادق حسین ماموں کی دختر سے ہوا۔
دو دختر ۱۔ حسین فاطمہ منکوحہ سید فرخ حیدر ابن سید محمد مجتبےٰ ساکن محلہ لکڑہ ۲۔ حسن فاطمہ منکوحہ سید سبط حسنین
ابن سید اختر حسنین خاں دانشمند اور دو پسر ۱۔ سید محمد حسنین ۲۔ سید محمد سبطین تولد ہوئے آپ تقریباً ۱۳۷۱ھ مطابق
۱۹۵۱ء میں فوت ہوئے۔ (۴۵) **سید محمد حسنین** ابن سید محمد یونس ولادت تقریباً ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء
انگریزی پڑھکر عہدہ تھانیداری سے پنشن یاب ہوئے۔ آپ کے تین عقد ہوئے ایک عقد دختر سید مسعود حسن ابن سید محمود حسن
ساکن دربار کلاں سے کیا تھا۔ کہ بچند وجوہ صیغۂ طلاق جاری ہوا۔ دوسرا عقد باہرہ خاتون دختر سید انصار حسین
ابن سید ابرار حسین نقوی مقیم دانشمنداں سے ہوا تھا جس سے ایک پسر تولد ہوا تھا کہ فوت ہوگیا پھر بوجوہات صیغۂ طلاق
جاری ہوا تیسرا عقد قاسمہ خاتون بیوہ دختر سید [illegible] حسین ابن سید قاسم علی قاضی زادہ ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا چار دختر ۱۔
ریاض فاطمہ ۲۔ سکندر نسیم ۳۔ کنیز فاطمہ ۴۔ مطیع فاطمہ اور ایک پسر سید علی حسنین تولد ہوا زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں (۴۵)
سید محمد سبطین ابن سید محمد یونس۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء آپ عہدہ تھانیداری سے پنشن یاب
ہوئے۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون دختر سید محمد نکی ابن سید محمد حسین دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ چاند سلطانہ
۲۔ رضوانہ اور ایک پسر سید محمد ثقلین تقریباً ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں تولد ہوا۔ آپ امروہہ میں مقیم
ہیں۔ (۴۴) **سید محمد یوسف** ابن حاجی سید مستحسن علی۔ ولادت تقریباً ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء آپ کا عقد
سکینہ خاتون دختر سید تحسین علی ابن سید احسن علی دانشمند سے ہوا تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید ناصر حسین ۲۔ سید انصار حسین

تولد ہوئے۔ ایک دختر سفینہ خاتون کا عقد سید محمد حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ دوسری دختر سکینہ خاتون کا عقد سید اکبر حسین ابن سید محمد احسن ساکن محلہ ستدہ سے ہوا تھا کہ لاولد رہی تیسری دختر متینہ خاتون کا عقد سید رضا حسن ساکن نئی بستی محلہ مجاپورتہ سے ہوا۔ آپ نے تقریباً ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں وفات پائی۔ چوتھی دختر شان زہرا کا عقد سید توصیف حسن ابن مولوی سید ظفر حسن ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔

(۴۵) **سید ناصر حسین** ابن سید محمد یوسف ولادت تقریباً ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء آپ کا عقد رزینہ خاتون دختر سید مبارک حسن ابن سید ممتاز علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا چار پسر ۱ سید شان رضا ۲ سید حسن رضا ۳ سید اقبال رضا ۴ سید افضال رضا تولد ہوئے اور ایک دختر شانِ زہرا سب اولاد ابھی زیر تعلیم ہیں۔ (۴۵) **سید انصار حسین** ابن سید محمد یوسف ولادت ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء پاکستان لاہور میں رہے اب کراچی میں مقیم ہیں آپ کا عقد سرتاج بانو دختر سید انوار حسن ابن سید مومن حسین مقیم دانشمندان سے ہوا۔ ایک دختر لبنیٰ اور چار پسر ۱ حسن اختر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں ۲ جاوید اختر ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں ۳ پرویز اختر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء ۴ نامعلوم الاسم تولد ہوئے۔ (۴۴) **سید امجد علی عرف سلکو** ابن سید یوسف علی۔ نوجوانی میں مرثیہ خوانی کے شوق میں لکھنؤ جا کر مرزا سلامت علی دبیر کے شاگرد ہوئے اور اس فن میں مہارت حاصل کی۔ زیارات نجف، کربلا، کاظمین و سامرہ سے کہ اس وقت تک ریل بھی نہ چلی تھی شرفیاب ہوئے۔ جنگ آزادی بنام غدر ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں شریک ہو کر انگریزوں کے خلاف جنگ کی اور قتل ہوئے۔ آپ کا عقد دختر سید تجمل حسین ابن سید محمد وجیہہ ساکن محلہ سہتی سے ہوا۔ تین دختر ۱ منکوحہ سید محمد عسکری ابن سید نذر علی دانشمند ۲ منکوحہ سید احسن علی ابن سید محسن علی دانشمند ۳ منکوحہ سید خورشید حسن ابن سید اجمل حسین ساکن محلہ سہتی۔ اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔

(۴۳) **سید اشرف علی** ابن سید یوسف علی۔ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں شریک تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید اکبر علی ابن سید حشمت علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر مولوی سید احمد علی ابن سید امانت علی دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر مسماۃ جمی منکوحہ سید فدا حسین ابن سید مہربان علی دانشمند دوسری زوجہ سے ایک دختر شفیعہ خاتون منکوحہ سید مظہر حسن ابن سید نذر علی دانشمند تولد ہوئیں۔ اولاد نرینہ نہیں ہوئی (۴۱) **سید کفایت علی** ابن سید محمود رضا ولادت سنہ ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۵ء آپ کا عقد دختر بطن زوجہ اول سید منظور علی ابن سید محمد رضا عرف منگھا دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر منکوحہ سید عظیم علی ابن سید فتح علی ساکن محلہ گذری اور تین پسر ۱ سید امام علی ۲ سید ولایت علی ۳ سید امداد علی تولد ہوئے۔ ان بزرگوار کے تینوں فرزندان کے روبرو فوت ہوئے۔ بعمر تقریباً سو سال سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے (۴۲) **سید امام علی** ابن سید کفایت علی۔ حساب اور مساحت میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ دیہات کی تقسیم کے اکثر قضایا ان کے ہاتھوں فیصل ہوتے تھے۔ دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر حکیم سید عنایت حسین ابن مولوی سید نجیب الدین دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید علی نذر ابن سید مصاحب علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا علاوہ اس کے ایک غیر کفو عورت بھی ان کے تصرف میں تھی پہلی زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید غلام مرتضیٰ علی ابن سید عظیم علی ساکن محلہ گذری دوسری زوجہ سے تین دختر ۱ منکوحہ سید امام حسن ابن سید علی احمد دانشمند ۲ منکوحہ سید ذکی حسن ابن سید فضل حسین دانشمند ۳ منکوحہ داروغہ سید مہدی حسن ابن مولوی سید محمد کاظم نقوی ساکن محلہ مجہر پٹہ مقیم دانشمند — زنِ غیر کفو سے ایک دختر منکوحہ سید علی حیدر ابن سید سعادت علی ساکن محلہ گذری تولد ہوئیں۔ کوئی اولاد ذکور باقی نہ رہی (۴۲) **سید امداد علی** ابن کفایت علی۔ جوان حسین بلند بالا قد۔ خوبصورت خوب سیرت۔ قوی ہیکل۔ عالی ہمت ہزار آدمیوں میں بھی کھڑے ہو جاتے تھے تو لوگ حیرت سے دیکھتے رہ جاتے تھے۔ جنگ آزادی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں اپنے بھائی ولایت علی کے ساتھ شریک ہو کر بمقام بہیڑی ضلع بریلی

انگریزوں کے خلاف نواب رام پور کی فوج سے لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ آپ کا عقد دختر سید یوسف علی ابن سید محمود رضا دانشمند چچا کی دختر سے ہوا تھا۔ سوائے افسانۂ بہادری کچھ باقی نہ رہا۔ (۴۸) **سید ولایت علی** ابن سید کفایت علی بڑے بہادر۔ دلیر۔ حسین۔ خوش رو۔ قوی الجثہ تھے آپ کے دو عقد ہوتے۔ ایک عقد دختر سید تجمل حسین ابن سید محمد وجیہ ساکن محلہ سٹی سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید محمد علی ابن سید جمال علی ساکن محلہ مجاپوٹہ سے ہوا۔ واضح رہے کہ۔ سید امداد علی اور سید ولایت علی۔ دونوں بھائی بڑے بہادر۔ شجاع اور دلیر تھے۔ درگاہ شاہ شرف الدین شاہ ولایت میں ۱۳؍ رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۷؍ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو جب پہلی مجلس مشاورت منعقد ہوئی تب بھی یہ دونوں بہادر اور سید نذر علی ابن سید حسن رضا دانشمند و سید امجد علی عرف ننّو اور سید اشرف علی فرزندان سید یوسف علی شامل مشاورت تھے اور سید شبیر علی خاں و سید گلزار علی ساکنان دربار کلاں کی ہمراہی میں انگریزوں سے لڑنے میں نمایاں رہے۔ شہر امروہہ میں نواب صاحب رام پور کی فوج کی آمد کے بعد بھی یہ لوگ برابر جدوجہد آزادی کرتے رہتے۔ اور سید گلزار علی کی ہمراہی میں نواب صاحب کی فوج سے لڑتے لڑتے بہیڑی ضلع بریلی تک پہنچے۔ مگر سید گلزار علی کا نادیدہ جنگ۔ غیر تربیت یافتہ ہزاروں آدمیوں کا مجمع۔ نواب صاحب کی تربیت یافتہ فوج کے مقابلے میں ناکامیاب ہوا۔ تب بھی یہ لوگ خوب خوب لڑے اور بہادری اور مردانگی کے جوہر دکھا کر بہت سے آدمیوں کو مار کر خود بھی قتل ہوئے اور اپنے ضعیف باپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ الغرض سوائے افسانۂ بہادری کوئی عقب باقی نہ رہا۔ اور سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء میں بمقام بہیڑی لاولد قتل ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد ان کے بھائی سید امام علی بھی فوت ہو گئے۔ (۴۹) **سید حکیم رضا ابن سید امام رضا۔** آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد دختر سید عنایت رسول ابن سید عنایت محی الدین ساکن محلہ قاضی زادہ سے دوسرا عقد دختر سید قمر الدین عرف لبادن ابن سید محمد آیات ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید حسن رضا دوسری زوجہ سے ایک پسر احمد رضا تولد ہوئے دختران کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ خداوند کریم جزائے خیر دے اور غریق رحمت کرے ان بزرگوار کو کہ ان ہی کی تحریک۔ تحریص ترغیب اور سعی و کوشش سے ابتداءً امروہہ میں شیعہ جامع مسجد کی بنا ہوئی اور ایک مرد مخیر حاجی اشرف علی صاحب رحمت اللہ علیہ نے امروہہ میں پہلی شیعہ جامع مسجد بنائی۔ اس حقیر مولف کتاب ہٰذا نے جناب مولانا مولوی سید محمد عبادت صاحب قبلہ امام جمعہ و جماعت جامع اشرف المساجد امروہہ کی خدمت میں ایک عریضہ برائے معلومات تفصیلی حالات پیش کیا تھا۔ ان جناب کے جواب کی مکمل نقل درج ذیل ہے۔ (۲۶ جمادی الآخر سنہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹ اگست سنہ ۱۹۷۱ء۔) محترم و مکرم بندہ تسلیم۔ پرسوں گرامی نامہ ملا۔ اہلیہ کی مسلسل بیماری اور مختلف تکلیفات کے باعث فی الفور جواب سے قاصر رہا۔ بچند وجوہ جمعیت خاطر میسر نہیں ہے۔ ورنہ زیادہ تحقیق و وثوق سے آپ کو جواب لکھتا۔ مولوی سید محمد عبادت صاحب اعلی اللہ مقامہٗ کا انتقال ۱۰؍ شعبان سنہ ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۰؍ ستمبر سنہ ۱۸۱۰ء) کو ہوا۔ اور حاجی شیخ اشرف علی صاحب مرحوم جو ایک مومن پاک نفس و پاک نژاد تھے۔ وہ ان کے انتقال کے بعد کئی مرتبہ حج و زیارات سے مشرف ہو کر بہ سلسلۂ سیاحت وارد امروہہ ہوئے۔ بڑے صاحب حیثیت بزرگ تھے۔ کافی روپیہ ان کے ساتھ رہتا تھا۔ چنانچہ میں نے بزرگان محلہ دانشمندان سے سنا ہے کہ جب وہ تشریف لائے تھے تو کئی صندوق ان کے ساتھ روپیوں کے بھرے ہوئے تھے۔ محلہ دانشمندان چونکہ کنارۂ شہر پہ تھا اس لئے سادات دانشمندان سے پہلے ملاقات ہوئی اور سید حکیم رضا صاحب مرحوم (ابن سید امام رضا صاحب دانشمند) جو امروہہ کے ممتاز صاحبان دولت میں سے تھے وہ انہیں ساتھ اپنے مکان پر انکو لے گئے اور ان کی بہترین مہمانداری کی۔ حاجی شیخ اشرف علی صاحب مرحوم امروہہ کی آب و ہوا اور یہاں کے

مقامِ خیر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کے لئے مستقل قیام کا ارادہ کر لیا۔ اور سید حکیم رضا صاحب مرحوم کے اہل البیت میں داخل ہو گئے چونکہ ان کے پاس کافی زر جمع تھا اس لئے اس زمانے کی ضروریات کے حصول کے لئے دیہات میں کچھ حصص خرید لئے۔ سید حکیم رضا صاحب مرحوم سے مولوی سید محمد سیادت صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ کے بہت قریب کے تعلقات تھے۔ اور وہ آنجناب مرحوم کے معتمدین مخصوصین میں سے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ بمصلحت تمام جائیداد صحرائی و سکنائی آنجناب مرحوم مغفور نے سید حکیم رضا صاحب مرحوم کے نام کر دی تھی۔ جو کئی سال تک ان ہی کے نام رہی۔ ان تعلقات کے باعث حاجی صاحب مرحوم بھی آنجناب مرحوم و مغفور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک روز ان کو خیال آیا کہ غفران پناہ مولانا سید محمد عبادت صاحب کے زمانے سے اب تک جمعہ و جماعت اور محرم حضرت کے دیوان خانے ہی میں سب کچھ ہوتا ہے۔ عرض کی۔ کہ میری خواہش ہے کہ مومنین کے جمعہ و جماعت و عیدین کے لئے ایک مسجد تعمیر کرا دوں۔ خلد آشیاں مولانا سید محمد سیادت صاحب قبلہ نے اس بات کو پسند فرمایا۔ اور امام باڑے کے سامنے جنوبی طرف کا ذاتی قطعہ اراضی اس کام کے لئے مخصوص کر دیا۔ چنانچہ حاجی صاحب موصوف نے بہ صرفِ زر ذاتی بغیر کسی کی شرکت کے تنہا ایک مسجد بنوا دی۔ اس مسجد کا سنہ تعمیر حسب قطعۂ تاریخ مصنفۂ سید ارشاد علی راقم۔ (بنائے حاجی اشرف علی بطور حرم) ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۸۲۵ء ہے۔ سنہ ۱۲۳۲ھ والی روایت اس مادۂ تاریخ کی روشنی میں صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ کچھ عرصہ بعد حاجی صاحب موصوف کو یہ محسوس ہوا کہ مسجد میں نے بنائی لیکن یہ کافی نہیں لہذا انہوں نے تعمیر نو اور وسعت کیلئے تیاری شروع کر دی اور کچھ سامان بھی کر لیا لیکن ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں ان کی وفات ہو گئی اور دو برس بعد یعنی ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں جنت مآب حضرت قبلہ مولانا سید محمد سیادت صاحب مرحوم کا بھی انتقال ہو گیا۔ ۱۳۲۷ھ (مطابق ۱۹۰۹ء) میں تمام مومنین امروہہ کو توفیق ہوئی اور بعہد مولانا سید محمد عسکری صاحب اعلی اللہ مقامہٗ یہ مسجد تعمیر ہو گئی۔ اور حاجی صاحب مرحوم کے اسم گرامی پر اس کا نام اشرف المساجد رکھا گیا۔ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی خریدکردہ جائیداد میں سے جبار پور کی حقیت تحریر بذریعہ وقف نامہ مسجد کے لئے وقف کر دیا۔ باقی جائیداد۔ دہنو پورہ۔ مجھولی۔ رسول پور مزرعہ مجھولی کے متعلق انہوں نے کوئی تحریر نہ چھوڑی۔ لیکن بعد وفات حاجی صاحب مرحوم سید حکیم رضا صاحب کے دو فرزند سید حسن رضا اور سید احمد رضا صاحبان اس پر قابض ہو گئے اور حاجی صاحب کا متروکہ ان دونوں بزرگوں نے بحصہ مساوی تقسیم کر لیا اور غلطی سے سید حسن رضا صاحب کا اندراج جبار پور میں بھی ہو گیا جو آگے تک چلتا رہا۔ سید حسن رضا صاحب کی جائیداد سید نذر علی صاحب کو ملی اور سید احمد رضا صاحب کے پاس جو ان کی حقیت تھی وہ دو بھائیوں میں تقسیم ہو گئی۔ نصف حصہ سید زوار حسین صاحب مرحوم اور سید ماجد حسین صاحب مرحوم کو ملا اور نصف حصہ باقی سید قربان حسین صاحب کو ملا۔ حاجی سید قربان حسین صاحب مرحوم نے اپنے نصف حصہ کو اپنے امام باڑے کے لئے وقف کر دیا۔ اور سید ماجد حسین صاحب نے اپنے نصف کو اپنے امام باڑے کے لئے وقف کر دیا۔ اب رہا وہ نصف جو سید نذر علی صاحب تک بذریعہ سید حسن رضا صاحب مرحوم پہنچا تھا وہ بسلسلۂ تقسیم سید ولایت حسن صاحب اور سید نور الحسن صاحب کے حصہ میں آیا تھا چنانچہ سید نور الحسن صاحب مرحوم نے تمام جائیداد کے ساتھ اس نصف کو بھی امام باڑے اور مدرسے کے نام وقف کر دیا۔ حاجی صاحب مرحوم کی جائیداد میں سے جو ½ حصہ سید زوار حسین صاحب مرحوم کو ملا۔ وہ تمام و کمال اس کو مسجد اشرف المساجد اور لائبریری کے اخراجات میں لاتے تھے۔ ان کا یہ فرمانا تھا کہ حاجی صاحب مرحوم کی تمام جائیداد کی وارث اصل میں مسجد ہے اور یہ تمام جو کچھ کہ انہوں نے چھوڑا۔ مسجد کے لئے ہے۔ میں اس کو وقف سمجھتا ہوں۔ چنانچہ دہنو پورہ اور مجھولی کی آمدنی سے وہ تمام اخراجات مثل مجالس و دعوتِ شب بیداری شبہائے قدر وغیرہ کیا کرتے تھے۔ محض دہنو پورہ کی چند بیگھ زمین جو تمام حقیت اصل میں اس قدر بابرکت اللہ نے دی تھی کہ انہوں نے مسجد کی عظیم تر خدمات انجام دیں۔ ان کے بعد ان کے فرزند سید جرار حسین

صاحب مرحوم نے بھی اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چلکر سب کچھ دیدیا جو مرحوم سید نواب حسین صاحب کیا کرتے تھے آخر کاشتکاروں نے درخواست دیکر نقشی کرالی جس کی وجہ سے آمدنی بہت مختصر رہ گئی۔ اسمائے مہتممین میں ایک نام سید مہدی حسن ہے۔ میری تحقیق میں سید عابد سید مہدی حسن عرف سید غلام مہدی ابن سید ظہور علی شرر ساکن محلہ شفاعت پوتہ ہیں۔ فقط (دستخط مولانا) سید محمد عبادت صاحب قبلہ خداوند حی و قیوم عمر طویل عطا فرمائے۔ مولانا سید محمد عبادت صاحب قبلہ کو کہ آپکی اور آپکے بزرگوں ہی کی بدولت امروہہ میں شمع ہدایت روشن ہے۔ ان جناب نے شیعہ جامع مسجد کی صحیح تاریخ لکھ کر خادم کو ممنون فرمایا آپکے گرامی نامے کے آخری فقرات کی تشریح یہ ہے کہ جب تمام شیعیان امروہہ نے سابق مسجد کو اعلیٰ عمارات شاہی کی طرح ایک عالیشان مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ تو تعمیر مسجد نو کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اور حسب ذیل حضرات ممبر منتخب ہوئے۔ ۱ مولوی سید زاہد حسین (بنگلہ) ۲ سید محمد باقر صاحب (بنگلہ) ۳ حاجی سید اصغر حسین صاحب (گذری) ۴ سید فیض علی صاحب (قاضی زادہ) ۵ سید حسن مثنیٰ صاحب (دربار کلاں) ۶ سید مہدی حسن صاحب (شفاعت پوتہ) ۷ سید جعفر حسن صاحب (دانشمند) ۸ حکیم نیاز علی خانصاحب (سدّو) ان سب حضرات کی کوشش اور تمام مومنین امروہہ کی امداد سے خدائے تعالیٰ کی مدد سے ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۹ء میں میر دلدار علی صاحب لکھنوی ماہر تعمیر کے نقشے کے مطابق امروہہ میں ایک عالیشان مسجد شاہی عمارات کی ٹکر کی ہم پلہ تیار ہوگئی اور سید سراج الدین احمد ابن سید نجیب الدین صفدر نے بڑی دلیری و بہادری سے مسجد کے بلند و بالا مینار پر چڑھ کر خلیفہ بلافصل کی اذان کہی۔ (۴۰) سید حسن رضا ابن سید حکیم رضا۔ آپ کا عقد دختر سید کریم رضا ابن سید علی رضا دانشمند سے ہوا چار دختر ۱ منکوحہ سید یوسف علی ابن سید علی ابن سید ۲ منکوحہ سید محمود رضا ۳ منکوحہ سید سلامت علی ابن سید جوہر علی ساکن محلہ قاضی زادہ ۴ منکوحہ سید اظہر علی ابن سید بدر الدین نقوی مقیم دانشمند ۵ منکوحہ سید خادم حسین ابن سید احمد رضا دانشمند نیز عم خود اور تین پسر ۱ سید نوروز علی ۲ سید فیروز علی ۳ سید نذر علی تولد ہوئے۔ (۴۱) سید نوروز علی ابن سید حسن رضا۔ نوجوان مجرد فوت ہوگئے کوئی عقب نہ رہا۔ (۴۲) سید فیروز علی ابن سید حسن رضا۔ آپ کا عقد دختر سید منظور علی ابن سید محمد رضا دانشمند سے ہوا نو عمری میں فوت ہوگئے بلا عقب رہے (۴۳) سید نذر علی ابن سید حسن رضا صاحب علم و حلم۔ خلق و مروت۔ رئیس کبیر با تدبیر آپ کثیر ورثہ آبائی پر متصرف تھے۔ نیز خود بھی اپنے حسن انتظام سے جائیداد کثیر فراہم کرکے اپنی زندگی نہایت خوشحالی و فارغ البالی سے گزاری آپ جائیداد موقوفہ مسماۃ وزیر النساء دختر سید کریم رضا ابن سید علی رضا دانشمند بیوہ سید کبیر رضا ابن سید محمد رضا دانشمند کے متولی تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد تولیت جائیداد موقوفہ وارثان سید نذر علی کو پہنچی۔ موصوف الصدر نے علاوہ خدمات دینی و مذہبی جنگ آزادی بنام غدر ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں بھی بڑی بہادری دکھلائی۔ سنا گیا ہے کہ درگاہ شاہ شرف الدین شاہ ولایتؒ میں ۳ رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو مجلس مشاورت میں آپ بھی شریک کار تھے اور دو انگریزوں کو قتل بھی کیا تھا جس کی بناء پر آپ پر مقدمہ بغاوت قائم ہوا۔ عدالت انگریزی سے سزا ہونے اور مکانات منہدم کرنے اور تمام جائیداد بحق سرکار ضبط کرنے کا حکم ہوا۔ اتفاقاً موصوف نے قبل ضبطی دیہی تمام جائیداد اپنے فرزندوں سید محمد عسکری اور سید محمد تقی کی ماں کے مہروں میں لکھ دی تھی۔ خوش قسمتی سے ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۹ء میں مراد آباد کے باغیوں کے مقدمات اور جائیداد منضبط کے متعلق تحقیقات کیلئے گورنمنٹ کی طرف سے ایک کمیشن بیٹھا اس کمیشن میں دو انگریز۔ ایک کمشنر روہیلکھنڈ دوسرے جج مراد آباد اور ایک ہندوستانی ممبر سید احمد خاں نقوی دہلوی تھے۔ سر سید احمد نے تمام اہل اسلام کے ساتھ عموماً اور سادات امروہہ کے ساتھ خصوصاً رعایت برتی اور کوشش بلیغ و جد و جہد کثیر کے بعد سید نذر علی اس الزام سے بری ہوگئے۔ جائیداد ضبط ہونے سے اور مکانات منہدم ہونے سے بچ گئے۔ اس کے بعد موصوف نے دو عقد اور بھی کئے تھے۔ جس سے تین بیٹے اور تولد ہوئے۔ تو ان سید نذر علی کی حسب منشا ان کے بیٹوں سید محمد عسکری و سید محمد تقی نے تمام جائیداد اپنے والد کے نام واپس منتقل کر دی۔ موصوف نے

اپنی تمام جائیداد حصہ شرعی کے مطابق اپنی تمام اولاد میں تقسیم کر دی۔ الغرض آپ کے تین عقد ہوئے دو عقد تو یکے بعد دیگرے دختران سید کریم الدین ابن سید غلام نادر دانشمند سے کئے۔ اور تیسرا عقد دختر سید صادق علی ابن سید انعام علی ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے کیا۔ پہلی زوجہ سے دو پسر ع۱ سید محمد عسکری ع۲ سید محمد نقی اور دوسری زوجہ سے دو پسر ع۱ سید نور الحسن ع۲ سید ولایت حسن اور تیسری زوجہ سے دو دختر اور ایک پسر سید مظفر حسن تولد ہوئے۔ ایک دختر ہاجرہ خاتون کا عقد سید آل علی ابن سید انتظام علی ساکن محلہ قاضی نادہ سے ہوا۔ دوسری دختر کنیز سیدہ کا عقد الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند سے ہوا۔ (۴۲) **سید محمد عسکری** ابن سید نذر علی جوان صالح با عقل سلیم و طبع حلیم تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد دختر سید اظہر علی ابن سید بدر الدین عرف کھو ساکن محلہ چھوٹرہ سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید امجد علی ابن سید یوسف علی دانشمندان سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر اور دوسری زوجہ سے ایک پسر سید غلام موسیٰ رضا تولد ہوئے۔ آپ عین عالم شباب میں حیات پدر عالی قدر میں فوت ہو گئے۔ اگرچہ شرعاً سید غلام موسیٰ رضا کو جائیداد نہ ملتی مگر ان کے جد عالی قدر نے اپنے یتیم پوتے کو بھی جائیداد متروکہ میں شامل کر لیا۔ پہلی زوجہ کی ایک دختر کنیز زہرا عرف بندو کا عقد مولوی سید زاہد حسین ابن سید ارشاد علی ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا۔ دوسری دختر کنیز رقیہ کا عقد سید ابن حسن ابن سید محمد نقی دانشمند چچا کے پسر سے ہوا۔ (۴۳) **سید غلام موسیٰ رضا** زوار ابن سید محمد عسکری ولادت سنہ ۱۲[illegible]ھ مطابق سنہ ۱۸۶۳ء آپ کے چار عقد ہوئے ایک عقد کنیز صغرا دختر سید محمد نقی چچا کی دختر سے ہوا۔ دوسرا عقد سیدہ خاتون دختر سید علی احمد ابن سید شمس الدین دانشمند سے ہوا۔ تیسرا عقد عقیلہ خاتون دختر سید اجمل حسین ابن سید تجمل حسین ساکن محلہ سوتھی سے ہوا۔ چوتھا عقد معصومہ خاتون عرف منو بیوہ سید آل حسن ابن سید اکبر حسین ساکن محلہ گدڑی دختر ثانیہ سید علی احمد ابن سید شمس الدین دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر تولد ہوئی تھی کہ دختر و مادر دونوں فوت ہو گئیں دوسری زوجہ سے دو دختر اور دو پسر ع۱ سید ہادی رضا ع۲ سید مہدی رضا تولد ہوئے۔ ایک دختر اور ایک پسر سید ہادی رضا کمسن فوت ہوئے۔ دوسری دختر خدیجہ خاتون کا عقد سید سبط حسن ابن سید ابن حسن دانشمند سے ہوا۔ تیسری زوجہ عقیلہ خاتون کے کئی اولادیں ہوئیں مگر صرف ایک دختر امینہ خاتون زندہ رہی جس کا عقد سید حسن مجتبیٰ ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ چوتھی زوجہ سے دو دختر (دونوں کمسن فوت) اور دو پسر ع۱ سید حکیم رضا ع۲ سید امام رضا تولد ہوئے موصوف زیارات عتبات عالیات نجف کربلا کاظمین و سامرہ سے شرف یاب تھے۔ آپ کو مسجدوں سے خاص دلچسپی تھی۔ امام باڑہ فہیم النساء نعیم النساء معروف ماتڈوں کے امام باڑے کے کونے کی مسجد اندر حجرے کی زمین کی اور مسجد لب سڑک کہ جو کہ دونوں مسجدیں ابنائے قاضی سید محمد فہام کی تعمیر کردہ تھیں از سر نو مرمت اور استر کاری وغیرہ کرائی اور آراستہ کیا۔ کربلائے دانشمندان میں مسجد اور دادا میراں سید رحمت اللہ کی عالیشان قبر بنوائی۔ آخر ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ مئی سنہ ۱۹۲۹ء میں فوت ہو گئے۔ (۴۴) **حاجی سید مہدی رضا** ابن سید غلام موسیٰ رضا۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء جوان خوش رو بالا قد۔ ممیز و متحیر۔ سید نور حسن زوار ابن سید نذر علی نے قریب وفات اپنی کل جائیداد وقف کر کے بالآخر موصوف کو متولی بنا دیا تھا۔ اور امام باڑہ وزیر النساء اور مدرسۃ نور المدارس کے لئے جو وقف سید نور حسن اور بیوہ سید ولایت حسن نے کیا تھا اس تمام جائیداد کے بھی متولی تھے۔ آپ معہ اہلیہ سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق سنہ ۱۹۲۸ء میں زیارات مشہد نجف کربلا و کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ دوبارہ سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق سنہ ۱۹۳۵ء میں معہ زوجہ و برادر زادہ خود سید حسین رضا ابن سید امام رضا زیارات مقامات مقدسہ نجف کربلا کاظمین و سامرہ سے شرفیاب ہوئے۔ سید ضمیر حسن ابن امیر حسن دانشمند معہ اہلیہ بھی زیارات میں آپ کے ہمسفر تھے۔ جو بعد زیارات وطن واپس ہوئے اور آپ زیارات کے بعد حج بیت اللہ الکرام سے شرفیاب ہوئے۔ آپ نے امام باڑہ وزیر النساء کو

منہدم کر کے از سر نو بہ طرز جدید تعمیر کرایا۔ جو بعد ان کے تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ مکانات مسکونہ میں بھی رد و بدل کیا۔ یہ بھی زیر تکمیل
رہے۔ آپ نے محاذ حسینی لکھنؤ سنہ۱۳۵۸ھ مطابق سنہ۱۹۳۹ء کے سلسلے میں نہایت سرگرمی دکھائی دیگر مومنین کو بھی آمادہ کیا۔
اور خود بھی جیل گئے۔ آپ کے چار عقد ہوئے: ایک عقد عابدہ خاتون دختر سید ابن حسن ابن سید محمد تقی دانشمند سے ہوا جو لاولد فوت
ہوئیں۔ دوسرا عقد کربلائی خاتون دختر سید محمد حسین ابن حکیم سید عنایت حسین دانشمند سے ہوا تھا جو قبل رخصتی فوت ہوگئی۔ تیسرا عقد
انوار النساء دختر سید ابوالحسن فرقتی ابن سید نیاز علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک پسر تولد ہوا تھا
کہ پسر و مادر دونوں فوت ہوگئے۔ چوتھا عقد صابرہ خاتون دختر سید نظیر حسین ابن سید عابد حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا
یہ بھی لاولد رہیں اور امروہہ میں بقید حیات ہیں۔ الغرض بلا کسی عقب ذکور و اناث موضع حسن پور کے کاشتکاروں کے ہاتھ
سے مرادآباد میں ۱۲ر شوال سنہ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۸ر اگست سنہ۱۹۴۸ء کو قتل ہوئے اور نعش امروہہ آکر دفن ہوئی۔ مال منقولہ
اعزہ میں سے جس کے ہاتھ لگا وہ لے بھاگا۔ (۴۴) **سید حکیم رضا** زوار ابن سید غلام موسیٰ رضا۔ ولادت سنہ۱۳۲۱ھ
مطابق سنہ۱۹۰۳ء علاوہ ورثہ پدری و مادری کے اپنی والدہ معصومہ خاتون عرف منو کے بعد وقف امام باڑہ فہیم النساء زوجہ
سید کرامت علی ابن سید حسین رضا اور نعیم النساء زوجہ سید قاسم علی ابن سید دوست علی دختران سید رحیم رضا ابن سید
علی رضا دانشمند (جو رانڈوں کے امام باڑے کے نام سے موسوم ہے) کے بہ شراکت سید امام رضا برادر خورد متولی ہوئے۔ کئی
دفعہ آمد و رفت کے بعد سنہ۱۳۸۵ھ مطابق سنہ۱۹۶۵ء سے پاکستان میں آکر کراچی میں مستقلاً سکونت پذیر ہیں اور بہ فراغت تمام
زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ معہ اہلیہ عالمہ خاتون ۲۹ر محرم سنہ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۷ر اپریل سنہ۱۹۶۹ء کو عازم زیارات مقامات مقدسہ
نجف، کربلا، کاظمین اور سامرہ و مشہد مقدس ہوکر بعد زیارات ۲۹ر ربیع الاول سنہ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۵ر جون سنہ۱۹۶۹ء کو واپس
اپنے مسکن کراچی آئے۔ آپ کا عقد عالمہ خاتون دختر سید انجم حسن ابن سید ابوالحسن زوار دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور سات پسر ۱
سید علی رضا ۲ سید تقی رضا ۳ سید عابد رضا ۴ سید کاظم رضا ۵ سید صادق رضا ۶ سید باقر رضا ۷ سید حسن رضا تولد ہوئے۔
ایک دختر علینہ خاتون کا عقد سید شبیہ محمد ابن سید مسلم حسین ساکن محلہ چاہ غوری سے ہوا کہ ایک پسر سید تصور رضا کو چھوڑ کر جوان
مرگ ہوئی۔ دوسری دختر ثامنہ خاتون کا عقد سید ظہیر حیدر ابن سید ثامن حسن ساکن محلہ مجاپوتہ سے ہوا تھا کہ یہ بھی لاولد جوان مرگ
ہوئی تیسری دختر تطہیر فاطمہ کا عقد سید زہیر قیس ابن سید علی اعظم ساکن محلہ بچھرہ سے ہوا۔ (۴۵) **سید علی رضا** ابن
سید حکیم رضا۔ ولادت سنہ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ۱۹۲۱ء آپ سنہ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ۱۹۵۱ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں
جناح اسپتال کراچی میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد حسین فاطمہ دختر سید افسر حسین ابن سید افضل حسین زوار دانشمند سے ہوا۔
دو دختر ۱ مبارکہ خاتون ۲ مباہلہ خاتون اور تین پسر ۱ سید عالم رضا تقریباً سنہ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ۱۹۵۱ء میں ۲
سید سالم رضا سنہ۱۳۷۶ھ مطابق سنہ۱۹۵۶ء میں ۳ سید ولی رضا سنہ۱۳۸۴ھ مطابق سنہ۱۹۶۴ء میں تولد ہوا آپ اپنے
ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ (۴۵) **سید تقی رضا** ابن سید حکیم رضا زوار۔ ولادت سنہ۱۳۴۶ھ مطابق سنہ۱۹۲۷ء
آپ نے سنہ۱۳۷۰ھ مطابق سنہ۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر کراچی میں مکان بنا لیا ہے۔ محکمہ ایرفورس میں اسسٹنٹ ہیں۔ آپ
کا عقد رضیہ خاتون۔ دختر سید علی منتجب خاں ابن سید علی اختر خاں گھڑیال والے محلہ گذری سے ہوا۔ تین دختر ۱
تصویر فاطمہ ۲ تنویر فاطمہ ۳ ثمینہ خاتون اور تین پسر ۱ سید تصویر رضا ولادت ۱۹ر رجب سنہ۱۳۷۲ھ مطابق
۵ر اپریل سنہ۱۹۵۳ء کو ۲ سید سبطین رضا یکم شوال سنہ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ر مارچ سنہ۱۹۶۰ء کو ۳ سید حسنین رضا ۱۲ر ربیع الآخر
سنہ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۱ر اگست سنہ۱۹۶۴ء کو تولد ہوئے۔ (۴۵) **سید عابد رضا** ابن سید حکیم رضا زوار ولادت
صفر سنہ۱۳۵۰ھ مطابق جون سنہ۱۹۳۱ء آپ نے سنہ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ۱۹۵۱ء میں پاکستان آکر کراچی میں مکان بنا لیا ہے نہایت

قابل ہوشیار اور حصول تعلیم کے از حد شوقین ہیں۔ ایم۔ کام۔ اور اے۔ سی۔ ڈبلیو۔ اے انگلینڈ کے سند یافتہ ہیں اعلیٰ قابلیت اور خلق و مروت کے مالک ہیں۔ برادران خورد کے مربی و معاون و تعلیمی سربراہ ہیں۔ معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ علمی ترقی بھی کر رہے ہیں۔ علم و عہدہ کے اعلیٰ منازل پر ہیں۔ چٹاگانگ اصفہانی کمپنی میں ہیڈ اکونٹنٹ ہیں۔ آپ کا عقد عزیزہ فاطمہ عرف منی دختر حاجی سید یعسوب حسن ابن سید معشوق حسن ساکن محلہ کشکوئی سے ہوا۔ تین دختر ۱۔ شاہین بانو ۲۔ یاسمین بانو ۳۔ نازنین بانو کمسن زیر تعلیم اور دو پسر ۱۔ سید حامد رضا جمادی الاول سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء کو ۲۔ سید راشد رضا سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق سنہ ۱۹۶۶ء کو تولد ہوئے۔ دونوں زیر تعلیم ہیں (۴۵) **سید کاظم رضا** ابن سید حکیم رضا۔ ولادت سنہ ۱۳۵۲ھ مطابق سنہ ۱۹۳۳ء۔ لائق و نیک عمل آپ نے سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں پاکستان آ کر کراچی میں مکان بنا لیا ہے۔ آپ نے این۔ ای۔ ڈی انجینئرنگ کالج کراچی سے اوورسیر کا ڈپلومہ حاصل کیا اور بعہدہ اوورسیر ملازم ہیں۔ آپ کا عقد کنیز فاطمہ دختر سید محمد مختار ابن ڈاکٹر سید محمد عوض ساکن چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ چار دختر ۱۔ شیریں رضا ۲۔ شاہانہ پروین ۳۔ ریحانہ پروین ۴۔ نسرین تولد ہوئیں زیر تعلیم ہیں۔ (۴۵) **سید صادق رضا** ابن سید حکیم رضا زوار۔ ولادت سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق سنہ ۱۹۳۵ء آپ تقسیم برصغیر کے بعد سنہ ۱۳۷۴ھ مطابق سنہ ۱۹۵۴ء میں پاکستان آئے۔ کراچی میں مکان بنا لیا ہے۔ میٹرک پاس کر کے ڈرافسمین کا کام سیکھا اب محکمہ کراچی گیس کمپنی میں ہوشیار ڈرافسمین شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا عقد نسرین فاطمہ دختر سید عروج الحسن عرف انوکھا ابن سید فرزند حسن نقوی مقیم محلہ دانشمنداں سے ہوا۔ چار پسر ۱۔ ساجد رضا ۱۴ محرم سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۶۷ء کو ۲۔ سید شاہد رضا ۸ ذیقعد سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۶۹ء کو ۳۔ سید زاہد رضا ۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۹ مئی سنہ ۱۹۷۰ء ۴۔ سید ظفر رضا ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ کو تولد ہوئے (۴۴) **سید باقر رضا** ابن سید حکیم رضا زوار۔ ولادت سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق سنہ ۱۹۳۷ء آپ تقسیم ملک کے بعد شوال سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۶ء میں پاکستان آئے کراچی میں مقیم ہیں۔ میٹرک پاس کیا ہے۔ تجارت کی طرف متوجہ ہیں۔ نیو امروہہ ڈیکوریشن کے نام سے کاروبار ہے۔ آپ کا عقد اعجاز فاطمہ دختر شریعت مرتضیٰ ابن سید شریعت حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ فرزانہ رضا عرف فاطمہ اشرف ۲۔ ریحانہ رضا عرف زینب فاطمہ تولد ہوئیں کمسن زیر تعلیم ہیں۔ (۴۵) **سید حسن رضا** ابن سید حکیم رضا زوار۔ ولادت سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء آپ سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۶ء میں پاکستان آئے۔ بی۔ ایس۔ سی پاس کیا ہے مزید تعلیم میں مشغول ہیں۔ (۴۴) **سید امام رضا** ابن سید غلام موسیٰ رضا۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۲۴ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء آپ کارروائی عدالت سے خوب واقف ہیں۔ فی الحال کچھ جائیداد موقوفہ سید نور حسن زوار پر متصرف ہیں آپ کا عقد نسیمہ خاتون دختر سید سبط محمد ابن سید سبط علی بھوٹے والے محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تین دختر ۱۔ حسین فاطمہ ۲۔ نعیم فاطمہ ۳۔ حسن فاطمہ اور چار پسر ۱۔ سید حسین رضا ۲۔ سید اسد رضا ۳۔ سید عسکری رضا ۴۔ سید جعفر رضا تولد ہوئے ۱۔ حسین فاطمہ منکوحہ سید محمد احمد ابن سید وصی احمد ساکن محلہ حقانی ۲۔ نعیم فاطمہ منکوحہ سید محمد حسنین ساکن سرسی۔ ۳۔ حسن فاطمہ زیر تعلیم (۴۵) حاجی **سید حسین رضا** ابن سید امام رضا ولادت تقریباً سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق سنہ ۱۹۲۵ء آپ کو آپ کے تایا حاجی سید مہدی رضا نے متبنیٰ بنا لیا تھا میٹرک تک تعلیم حاصل کی آپ سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق سنہ ۱۹۳۵ء میں اپنے تایا سید مہدی رضا کے ساتھ شرف حج سے مشرف ہوئے۔ آپ کا عقد حدیثہ خاتون دختر

سید فرزند حسن ابن سید سبط حسن دانشمند سے ہوا۔ چار دختر ۱ ذہین فاطمہ ۲ جبین فاطمہ ۳ قمرین فاطمہ ۴
نگین فاطمہ اور دو پسر سید ہادی رضا اور سید محمد رضا تولد ہوئے۔ زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔ (۴۵) **سید
اسد رضا** عرف تیر ابن سید امام رضا۔ ولادت اندازاً ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء۔ ہوشیار، نیک کردار بی اے
تک انگریزی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ آپ ایک
برمی کمپنی۔ آئی۔ سی۔ آئی میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد حسنِ زہرا دختر سید انتخاب حسن ابن سید مسرت علی ساکن محلہ
حقانی سے ہوا۔ ایک دختر حسین فاطمہ اور ایک پسر سید سائر رضا ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا۔ زیر تعلیم ہیں۔
(۴۵) **سید عسکری رضا** ابن سید امام رضا۔ ولادت تقریباً ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میٹرک تک تعلیم ہے آپ
کا عقد ماہ زہرا دختر سید اسرار حسن ابن سید انوار حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید محسن رضا امروہہ میں مقیم ہے
(۴۵) **سید جعفر رضا** ابن سید امام رضا ولادت تقریباً ۱۳۵۶ء مطابق ۱۹۳۷ء میٹرک تک تعلیم ہے ریڈیو
مکینک ہیں۔ دہلی میں ملازم ہیں۔ مستقلاً امروہہ میں مقیم ہیں (۴۱) **سید علی نقی** عرف سید محمد نقی ابن سید نذر علی۔
صاحب اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ۔ آپ کا عقد کرامت النساء دختر سید سلامت علی ابن سید جوہر علی ساکن محلہ
قاضی زادہ سے ہوا۔ ایک دختر صغرا خاتون اور ایک پسر سید ابن حسن تولد ہوئے۔ دختر صغرا خاتون کا عقد سید غلام موسیٰ رضا
ابن سید محمد عسکری دانشمند سے ہوا۔ (۴۳) **سید ابن حسن** ابن سید علی نقی عرف سید محمد نقی۔ ذی حوصلہ۔ امورِ
خانہ داری میں ہوشیار تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد کنیز رقیہ دختر سید محمد عسکری ابن سید نذر علی دانشمند سے ہوا
بعد وفات زوجہ اول دوسرا عقد مومنہ خاتون دختر سید کاظم حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے
دو دختر اور تین پسر ۱ سید زائر حسن ۲ سید ذاکر حسن ۳ سید ذاکر حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر اور سید ذاکر حسین
و ذاکر حسن کم سن فوت ہوئے دوسری دختر ذاکرہ خاتون کا عقد سید زائر حسین عرف بڑھا ابن سید اکبر نذر لکھنوی مقیم
محلہ دانشمندان سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے دو دختر اور دو پسر ۱ سید سبط حسن ۲ سید نبیر حسن تولد ہوئے ایک دختر
اور ایک پسر سید نبیر حسن کمسن فوت ہوئے دوسری دختر عابدہ خاتون کا عقد سید مہدی رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند سے
ہوا۔ موصوف عین عالم شباب میں مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر رو بہ وپدر بزرگوار کے فوت ہو گئے۔ ایک پسر سید سبط حسن
عقب رہے (۴۴) **سید زائر حسن** ابن سید ابن حسن ولادت تقریباً ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء۔ آپ متروکہ
پدری کی وجہ سے خوشحال تھے۔ مگر ایام شباب میں کچھ ضائع ہوگیا۔ افیون کے عادی تھے۔ کچھ عرصہ چھوڑا تو بصارت میں
فرق آگیا۔ آپ کا عقد مدینہ خاتون دختر سید جواد حسین شمیم ابن سید حیدر حسین یکتا دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور پسر
سید طاہر حسن تولد ہوئے دختر کمسن فوت ہو گئی۔ آپ نے شوال ۱۳۴۴ھ مطابق اپریل ۱۹۲۶ء میں رحلت کی۔ (۴۵)
سید طاہر حسن ابن سید زائر حسن۔ ولادت ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء ذہین و طباع ہیں۔ علم فارسی اور علم نجوم و رمل
میں مہارت رکھتے ہیں۔ آپ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد عقیلہ خاتون
دختر حکیم سید حیدر نذر ابن حکیم سید علی نذر دانشمند سے ہوا۔ کہ اس زوجہ سے دو دختر ایک پسر ۱ سید نذر علی عرف علن تولد ہوئے
ایک کمسن فوت ہوئی دوسری دختر نقویہ خاتون عرف بنت زہرا کا عقد سید انوار محمد ابن سید مبارک حسن محلہ بچدرہ سے ہوا دوسرا

عقد خدیجہ خاتون دختر سید احسن خان ابن سید محسن خان دانشمند سے ہوا تین دختر اور تین پسر ایک سید عبد علی (کمسن فوت) ۲ سید قمر علی ۳ سید اخلاق حیدر تولد ہوئے۔ ایک دختر رقیہ خاتون کا عقد سید محمد ابن سید ولی محمد ساکن محلہ مجھرٹہ سے ہوا۔ دوسری دختر شمیم زہرا کا عقد سید توصیف حسن ابن سید امتیاز حسن ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ تیسری دختر کمسن فوت ہوئی (۴۶) **سید نذر علی** عرف علن ابن سید طاہر حسن ولادت ۱۰ ذالحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۱۹ء ذی شعور و عقلمند۔ آپ صفر ۱۳۶۹ھ مطابق نومبر ۱۹۴۹ء میں پاکستان آئے۔ امروہہ کی جائیداد کا کلیم ملا طارق حسن کالونی کراچی میں مکان بنائے۔ محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ خوشحال ہیں۔ آپ کا عقد ام سلمہ دختر سید ذاکر حسین ابن سید زائر حسین نقوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱ سید ثمر علی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں تولد ہوا تھا۔ ہونہار لڑکا تھا کہ ۲۵ محرم ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۶۵ء کو فوت ہو گیا۔ ۲ سید شجر علی عرف محمد نقی ۸ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۵ء کو تولد ہوا زیر تعلیم ہے۔ دختر کا عقد سید شمیم عباس ابن سید فرزند حیدر ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ (۴۴)

سید سبط حسن عرف سبطی ابن سید ابن حسن۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء۔ جائیداد پدری سے خوشحال اور زبان فارسی، عربی اور علم نجوم سے واقف تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد خدیجہ خاتون دختر سید غلام موسیٰ رضا ابن سید محمد عسکری دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد سیدہ خاتون دختر سید مرتضیٰ حسن ابن سید فتح علی زیدی ساکن چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر اور چار پسر ۱ سید فرزند حسن ۲ سید دلبند حسن ۳ سید عطر حسن ۴ سید سمط حسن عرف تقی تولد ہوئے تھے۔ ایک دختر کنیز فاطمہ اور دو پسر سید دلبند حسن اور عطر حسن کمسن فوت ہوئے۔ دختر کا عقد سید شاکر حسین ابن سید صابر حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر کنیز بتول تولد ہوئی۔ ان کا عقد سید محمد ممتاز ابن ڈاکٹر سید محمد عوض ساکن محلہ چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ آپ نے ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں وفات پائی۔ (۴۵) **سید فرزند حسن** ابن سید سبط حسن۔ ولادت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء۔ معاملات زمینداری و مقدمات عدالت میں ذہن رسا رکھتے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد اعجاز فاطمہ دختر سید صابر حسین ابن سید ضامن حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد ظہیرہ خاتون دختر سید عزادار حسین ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر ہوئی تھی کہ مادر و دختر دونوں فوت ہو گئیں۔ دوسری زوجہ سے تین دختر اور چھ پسر ۱ معطر رضا ۲ سید منور رضا ۳ سید انور رضا ۴ سید ابن حسن ۵ سید قیصر رضا ۶ سید ثمر رضا تولد ہوئے۔ ایک دختر حدیثہ خاتون کا عقد سید حسین رضا ابن سید امام رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر ادلیہ خاتون کا عقد سید علی ابن سید متین حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا جو کراچی میں ہے۔ تیسری دختر صدیقہ خاتون زیر تعلیم ہے۔ موصوف نے ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء کو امروہہ میں وفات پائی۔

(۴۶) **سید معطر رضا** ابن سید فرزند حسن۔ ولادت ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ کا عقد شان فاطمہ دختر سید مصطفےٰ حسن ابن سید فتح علی زیدی ساکن چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر ایک اقبال فاطمہ ۲ یاسمین فاطمہ اور تین فرزند ۱ سید سبط رضا ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں ۲ سید حیدر عباس ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں ۳ سید حسن عباس ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں تولد ہوا۔ سب زیر تعلیم امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۶) **سید منور رضا** ابن سید فرزند حسن ولادت ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میٹرک پاس ہیں۔ آپ کا عقد معراج فاطمہ دختر سید رضا حسین ابن سید لطف حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۶) **سید انور رضا** ابن سید فرزند حسن ولادت ۱۳۵۵ھ

مطابق ۱۹۳۶ء میٹرک پاس کیا ہے زیر تعلیم امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۶) سید ابن حسن ابن سید فرزند حسن ولادت ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء بی ایس سی تک تعلیم ہے۔ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۶) سید قیصر رضا ابن سید فرزند حسن ولادت ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی ہے۔ امروہہ میں مقیم ہیں (۴۶) سید نثر رضا ابن سید فرزند حسن ولادت ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میٹرک پاس کیا ہے امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۵) سید سمط حسن عرف تقی ابن سید سبط حسن ولادت ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۵ء۔ ذی فہم قوی الجثہ۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد عالمہ خاتون دختر سید نفیس الحسن ابن سید مظہر حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد مجاہدہ خاتون دختر سید ذکی حسن ابن سید مبارک سعید ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے تین دختر اور ایک پسر سید عطر حسن اور دوسری زوجہ سے ایک دختر اور چار پسر ۱۔ سید اختر جمال ۲۔ سید حیدر رضا ۳۔ سید گوہر رضا ۴۔ سید غلام پنجتن عرف اطہر جمال تولد ہوئے۔ دختر زوجہ اول کنیز زہرا کا عقد سید نقی ہادی ابن سید ظفر حسن ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسری دختر کنیز عذرا کا عقد سید محمد ریحان ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسری دختر نرجس خاتون کا عقد سید سبطین حیدر ابن سید رضا حیدر ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسری زوجہ کی دختر جوہر زہرا زیر تعلیم ہے۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۷۱ء کو امروہہ میں وفات پائی۔ (۴۶) سید عطر حسن ابن سید سمط حسن ولادت ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء — میٹرک پاس ہیں آپ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں پاکستان آئے۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد اعجاز فاطمہ دختر سید سردار حسین ابن سید مختار حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ سلطان بانو ۲۔ شاہانہ انجم اور ایک پسر سید سبط محمد ۸ شعبان ۱۳۸۸ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو تولد ہوا (۴۶) سید اختر جمال ابن سید سمط حسن ولادت ربیع الاول ۱۳۶۸ھ مطابق جنوری ۱۹۴۹ء بی۔ کام تک تعلیم ہے۔ چارٹرڈ اکونٹنٹ کا کورس پاس کیا ہے۔ زیر تعلیم ہیں۔ (۴۶) سید حیدر رضا ابن سید سمط حسن ولادت صفر ۱۳۷۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۵۲ء۔ بی ایس سی تک تعلیم ہے۔ مقیم امروہہ ہیں۔ (۴۶) سید گوہر رضا ابن سید سمط حسن ولادت ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ مطابق نومبر ۱۹۵۷ء میٹرک پاس ہیں امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۶) سید غلام پنجتن عرف سید اطہر جمال ابن سید سمط حسن ولادت محرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء زیر تعلیم مقیم امروہہ (۴۲) سید نور الحسن رودار ابن سید نذر علی۔ ولادت تقریباً ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء۔ مومن دیندار۔ شیعہ پاک اعتقاد۔ صالح نیک نہاد۔ ترکہ پدری کی جائیداد کثیر سے خوشحال مرفہ الحال تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سید نذر علی امام باڑہ وزیرالنساء دختر سید کریم رضا ابن سید علی رضا بیوہ سید کبیر رضا ابن سید محمد رضا کے متولی تھے۔ سید نذر علی کے بعد سید علی نقی عرف سید محمد نقی متولی ہوئے نگران کا انتقال ہوگیا۔ نیز ان کے فرزند سید ابن حسن بھی عین عالم جوانی میں ان کے روبرو فوت ہو گئے۔ ان سید ابن حسن کے پسر سید زائر حسن نابالغ تھے پس سید نور الحسن متولی ہوئے۔ آپ نے امام باڑے کی زیب و زینت اور رونق مجالس میں میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور ہر طرح امام باڑے کی زیبائش میں مصروف رہے۔ آپ نے امام باڑے کے وسیع دالان کے سامنے ایک بہت بڑا جست کا سائبان لگوایا تھا۔ جس کی تاریخ از جناب مولانا مقتدانا سید اولاد حسن صاحب طاب ثراہ یہ ہے جس سے ۱۳۱۳ھ کے عدد برآمد ہوتے ہیں: فکر تھی تاریخ کی ہاتف پکارا ناگہاں۔ رونے والوں کے سروں پر نور کا ہے سائباں؛ آپ نے امام باڑے کے وسیع دالان میں کسی ایرانی کاریگر سے کار کاشی (شیشہ بندی) بصرف زر کثیر کرایا تھا۔ مگر وہ ایرانی کام کو مکمل چھوڑ کر چلا گیا تو سید ناصر حسین نقوی ساکن محلہ دانشمندان اور قاضی سید علی حسین ساکن محلہ سدو نے نہایت ذوق و شوق اور

محنت و ریاضت سے اس کام کو بدرجۂ احسن مکمل کیا۔ جو ایرانی کاریگر کے کام سے ہر طرح بہتر اور اعلیٰ تھا۔ صاحب موصوف نے ۱۳ محرم ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۸۸۲ء کو چھ ہزار روپئے سالانہ کی آمدنی کی جائیداد امام باڑے کے لئے وقف کی جس سے اس امام باڑے کے وقف کی آمدنی ہزاروں روپئے سال کی ہوگئی اور اسی تاریخ مسماۃ کنیز رقیہ دختر سید سعید الدین بیوۂ سید ولایت حسن نے بھی چار ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی کی جائیداد وقف کی جس کا ذکر سید ولایت کے حال میں درج ہے تو اس وقف کی آمدنی اٹھارہ ہزار روپئے سال ہوگئی۔ اس امام باڑے میں بہت مشہور اور یادگار مجالس ہوتی تھیں۔ بڑے بڑے نامی گرامی ذاکرین لکھنؤ سے آکر پڑھا کرتے تھے۔ مرزا اوج۔ مرزا اسمٰعیل۔ مولوی سید محمد ہارون صاحب طاب ثراہ مولانا مولوی سید محمد رضا صاحب طاب ثراہ ۔ شمس العلماء مولانا سید سبط حسن صاحب طاب ثراہ۔ مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ نونہروی کا آنا۔ مجالس پڑھنا۔ اور مجالس کی رونق و شان اس حقیر مولف کو بھی یاد ہے۔ (اس موقع پر یہ امر قابل توجہ ہے کہ اگرچہ اس محلہ والوں کے۔ یگانگت۔ محبت اور مواصلت کے رشتے تمام سادات امروہہ سے استوار تھے۔ مگر بزرگان دانشمنداں نے بہ تقاضائے خودداری وخود اعتمادی اس محلہ کی مجالس کے اوقات کچھ ایسے رکھے تھے کہ اہالیان دانشمنداں بوجہ خاص ہی شہر کی مجالس میں جا پاتے تھے) نیز موصوف الصدر نے بہ تحریک ومساعی حجۃ الاسلام مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہٗ وجناب الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب طاب ثراہ وجناب مولانا ومقتدانا سید اولاد حسن صاحب طاب ثراہ وجناب سید محمد حسین صاحب (ابن حکیم سید عنایت حسین صاحب) وجناب سید ابرار حسین صاحب نقوی مقیم دانشمنداں (وکیل) ۱۷ شوال ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی اور اپنی زوجہ مسماۃ ریاست النساء کی طرف سے چھ ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی کی جائیداد مدرسۂ اشرف المدارس کے نام وقف کی اور اس مدرسہ کا نام اشرف المدارس عرف نور المدارس قرار پایا۔ اور کوٹھی اب مرحوم معمرہ سید ولایت حسین میں منتقل ہوگیا۔ اس مدرسہ نے اطراف واکناف ملک میں بہت شہرت پائی اور بیشمار طالب علم فیضیاب ہوئے۔ اس مدرسہ میں علاوہ دینیات مذہب اثنا عشری کے سررشتۂ تعلیم کی پڑھائی بھی ہوتی تھی۔ جس کے طلبہ بعد تعلیم سرکاری مدارس سے فارغ التحصیل ہوتے تھے۔ مگر افسوس کہ قائم مقام متولی نے ان کی فوتیدگی کے بعد اس ثواب عظیم جاریہ کی طرف سے بے توجہی کی اور مدرسے کے اخراجات سے دست کشی کرلی جو اس مدرسے کی بربادی وتباہی کا باعث ہوئی۔ اور اب یہ مدرسہ برائے نام ایک مکتب کی صورت میں موجود ہے۔ چنانچہ اہل محلہ وساکنان شہر کو اس حالت سے صدمۂ عظیم ہوتا ہے۔ موصوف الصدر ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں بہمراہی الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند حج کی نیت سے تشریف لے گئے تھے مگر اہل جہاز کی بدمعاملگی کی وجہ سے یہ کل قافلہ حج نہ کرسکا۔ فقط زیارات نجف کربلا، کاظمین وسامرہ سے شرفیاب ہو کر واپس امروہہ آگیا۔ الحاصل آپ کا عقد ریاست النساء دختر بطن زوجۂ اول سید محسن علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ آپ کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور اعمال صالحہ کے سوا کوئی عقب باقی نہ رہا۔ آپ نے اس تمام وقف کا متولی سید مہدی رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند کو قرار دیکر جمادی الآخر ۱۳۴۷ھ مطابق نومبر ۱۹۲۸ء میں وفات پائی۔ (۴۲) سید ولایت حسن ابن سید نذر علی ولادت تقریباً ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۸ء لئیق و فہیم ذاکر امام حسین علیہ السلام۔ مرثیہ خوانی میں ماہر۔ انتظام امور معاش میں ہوشیار۔ سوائے اولاد کے مال و دولت، توقیر وعزت سب کچھ رکھتے تھے۔ زندگی بہ آرام وآسائش بسر کی۔ سفر حج کا ارادہ تھا کہ مرض مہلک میں مبتلا ہوئے اور ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں رحلت کی۔ آپ کا عقد کنیز رقیہ دختر سید سعید الدین ابن سید قمر الدین دانشمند سے ہوا۔ لاولد رہے۔ تاریخ وفات از سید اکبر حسین عبرت۔ بجنت رسیدہ ولایت حسین۔ آپ امام باڑۂ وزیر النساء کے صحن میں دفن ہوئے۔ بعد فوتیدگی ان کی زوجہ کنیز رقیہ نے سید نور الحسن کے ساتھ ۱۳ محرم ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۸۸۲ء کو امام باڑۂ وزیر النساء کے لئے چار ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جائیداد وقف

کر دی۔ اس طرح اس وقف کی آمدنی اٹھارہ ہزار روپئے سالانہ ہوگئی۔ (۴۲) **سید مظہر حسن** ابن سید نذر علی ولادت ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء۔ سادہ مزاج۔ پابند وضع۔ نیک خصلت۔ نیک طینت۔ کفایت شعار۔ جز رس آپ نے ترکہ پدری سے کافی جائیداد پائی تھی اور بذریعہ خرید اس جائیداد میں اضافہ کر لیا تھا۔ خوشحال مرفہ الحال رہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد شفیعہ خاتون دختر سید اشرف علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد حسینی بانو دختر سید فتح حسین ابن سید علی حسین زیدی چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر اور تین پسر ۱ سید رئیس الحسن ۲ سید دبیر الحسن ۳ سید نفیس الحسن تولد ہوئے۔ دختر اور ایک پسر سید دبیر الحسن کم سن فوت ہوئے۔ دوسری زوجہ سے چار دختر تولد ہوئیں ۱ زائرہ خاتون عرف بدھو منکوحہ مولوی سید محمد نبی ابن الحاج سید مرتضیٰ حسین دانشمند ۲ طاہرہ خاتون عرف تارا منکوحہ سید ذاکر حسین عرف حسینی ابن سید صابر حسین دانشمند ۳ مظاہرہ خاتون منکوحہ سید نور رضا ابن سید مرتضیٰ حسن ابن سید فتح حسین زیدی چاہ بقا محلہ گذری ۴ باسرہ خاتون عرف بطری منکوحہ سید محمد مختار ابن ڈاکٹر سید محمد عوض زیدی چاہ بقا محلہ گذری۔ موصوف نے ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں وفات پائی۔ (۴۳) **سید رئیس الحسن** ابن سید مظہر حسن۔ ولادت تقریباً ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۵ء۔ خوش رو۔ خوش خط۔ ذی شعور۔ آپ کا عقد دختر حاجی سید آل علی ابن سید انتظام علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ ایک دختر حسینہ خاتون تولد ہوئی۔ آپ بہمراہی الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند مشہد مقدس کی زیارت کے لئے جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں براستہ کوئٹہ بلوچستان گئے تھے کہ اسی سفر میں کہیں انتقال ہوگیا۔ دختر حسینہ خاتون کا عقد سید آل حسن ابن سید آل احمد ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا تھا کہ اس کے بطن سے ایک دختر رئیسہ خاتون کم سن شیر خوار تھی جبکہ حسینہ خاتون نے بغیر طلاق حاصل کئے راہ فرار اختیار کی اور اپنا عقد ایک شخص غیر کفو انصار حسین ساکن نوگانواں سادات سے کر لیا اور اسی کی زوجیت میں رہی۔ (۴۳) **سید نفیس الحسن** ابن سید مظہر حسن۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء آپ کا عقد فاطمہ خاتون دختر سید آل احمد ابن سید آل علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تین دختر اور ایک پسر سید ظہیر الحسن تولد ہوئے۔ ایک دختر عالمہ خاتون کا عقد سید سبط حسن عرف تنگی ابن سید سبط حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر فاضلہ خاتون کا عقد سید محمد نبی ابن سید مہاجر حسن ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا تیسری دختر مہمان فاطمہ کا عقد سید محمد عسکر ابن سید محمد سبطین محلہ گذری سے ہوا۔ موصوف تقریباً ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں فوت ہوئے۔ (۴۴) **سید ظہیر الحسن** ابن سید نفیس الحسن ولادت تقریباً ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء باشعور امور خانہ داری میں ہوشیار۔ آپ کا عقد ثامنہ خاتون دختر سید سبط رسول ابن سید سبط حسن ساکن بھوئے والے محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ پانچ دختر اور دو پسر ۱ سید طہیر الحسن ۲ سید تطہیر الحسن تولد ہوئے۔ دختر ۱ طاہرہ خاتون ۲ کمال فاطمہ ۳ گلزار فاطمہ ۴ جمال فاطمہ ۵ نہال فاطمہ۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ آپ دہلی میں ملازم ہیں۔ مستقل قیام امروہہ میں ہے۔ (۴۰) **سید احمد رضا** ابن سید حکیم رضا صاحب علم و دولت و عزت۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد دختر سید غلام قادر ابن سید روشن دل دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید مظفر علی ابن سید فخر الدین ساکن محلہ لکڑیاں سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے تین پسر ۱ سید خادم حسین ۲ سید غلام حسین ۳ سید قربان حسین اور دوسری زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید حسن علی ابن سید غلام علی اور ایک پسر سید منور حسین تولد ہوئے۔ (۴۱) **سید خادم حسین** ابن سید احمد رضا۔ صاحب عزت و حیثیت۔ آپ کا عقد دختر سید حسن رضا ابن سید حکیم رضا دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر مومنہ خاتون عرف بی بی منو منکوحہ سید علی احمد ابن حاجی سید شمس الدین اور ایک پسر سید حیدر حسین کو عقب چھوڑ کر

سفرِ حج و زیارات اختیار کیا۔ پھر وہیں کسی مقام پر سکونت اختیار کرلی۔ کچھ عرصہ حجاج و زائرین سے خیریت معلوم ہوتی رہی پھر کچھ خبر نہیں۔
(۴۴۲) مولوی سید حید رحسن یکتاؔ ابن سید خادم حسین۔ سرآمد طلبائے جید الاستعداد۔ علم فقہ و اصول ادب و معقول و منقول کے ماہر تھے عنفوان شباب میں ہی علم مساحت و ہندسہ و ہیئت میں مہارت تامہ حاصل کی تھی۔ شاعرِ کامل و یکتا تھے۔
ان کی استعداد علم عربی میں کافی تھی۔ یہ بڑے لایق اور ذی علم تھے۔ اول یہ علاقہ بھرت پور میں ملازم رہے۔ بعدہٗ محکمۂ بندوبست ضلع بجنور میں عرصہ تک منصرم رہے۔ انہوں نے عالم جوانی میں انتقال کیا۔) آپ نہایت خلیق و ذکی اور متواضع تھے۔ آپ کے مہمان خانے میں ہمیشہ طالبان علم اور علمائے کرام مقیم رہتے تھے اور آپ کے علم سے فیضیاب ہوتے تھے۔ چنانچہ مولوی سید اکبر حسین عبرت دانشمند صاحب تاریخ زیدیہ نے بھی بلا تردد دس دسال آپ سے کتب درسیہ صرف و نحو پڑھیں تھیں۔ موصوف نے اکثر ایام حیات عبادت و ریاضت میں گزارے۔ آپ کا عقد کنیز فاطمہ عرف منو دختر سید سلامت علی ابن سید جوہر علی محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ ایک پسر سید جواد حسین تولد ہوئے۔ آپ نے مرض قرحہ مثانہ میں عالم جوانی میں رحلت کی۔ (۴۴۳) سید جواد حسین شمیمؔ ابن مولوی سید حیدر حسین یکتاؔ ولادت تقریباً ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء۔ والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کی۔ علوم عربیہ۔ ادب۔ صرف و نحو۔ اور منطق و فلسفہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ عروض۔ قافیہ اور معانی و بیان میں ذہن رسا کے مالک تھے خط نستعلیق و شکستہ میں دسترس رکھتے تھے۔ طبیعت کا قدرتی رجحان شاعری کی طرف ہوا۔ تو اصناف سخن میں غزل۔ قصیدہ۔ رباعی۔ ہجو۔ ڈرامہ (سوانگیت) واسوخت مثنوی وغیرہ میں طبع آزمائی کرتے رہے۔ چند غزلوں پر سید ابوالحسن ساکت امروہوی سے اصلاح لی۔ آخر رغبت طبیعت سے سلام مراثی و نوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت کچھ لکھا۔ خوب لکھا اور برجستہ لکھا۔ بیک وقت کئی شاگردوں کو مختلف اصناف سخن میں اپنا کلام لکھانا۔ آپ کی قادر الکلامی کا بین ثبوت تھا۔ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں جب جناب اشرف الناس مفتی سید محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہٗ امروہہ تشریف لائے تو آپ نے ایک مرثیہ پر ان جناب سے اصلاح لیکر شرف تلمذ حاصل کیا۔ روسائے جلیل القدر جانسٹھ و پنڈراول وغیرہم محرم و اربعین میں زر کثیر خرچ کرکے بلاتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ نے اپنے دیوان خانے کا عالیشان دروازہ بنایا تو یہ تاریخ کہی ؎ شمیم حیدرِ یکتا کا ہے در ؎ جس سے ۱۲۸۳ھ کے عدد نکلتے ہیں۔ ترکۂ پدری سے ہزاروں روپئے سالانہ کی جائیدادِ زرعی اور رقم کثیر ورثہ میں ملی تھی (مگر بقول صاحب زیدیہ صفحہ ۱۸۹) اس زمانے کے اہل ثروت کی طرح عیش و نشاط اور نغمہ و سرود میں مبتلا تھے۔ شاعر، ادیب، اور خود غرض چاپلوس ہم نشین تھے۔ عادت سخاوت و مروت کی وجہ سے داد و دہش کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ پس تمام سرمایہ برباد ہوگیا۔
آخر ش فکر معاش میں مبتلا ہوگئے۔ اتفاقاً ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں جناب ہز ہائنس نواب حامد علی خاں والئے رام پور جناب مولانا سید محمد صاحب خلف اکبر جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہٗ کی شادی میں امروہہ تشریف لائے تو آپ کو اپنے ساتھ رام پور لے گئے تب آپ درباری شاعر کی حیثیت سے تا حیات منسلک رہے۔ جناب نواب صاحب آپ کی بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔ اپنے کلام پر اصلاح لیکر استاد قرار دیا۔ نواب صاحب نے ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء فرزدقِ ہند کا خطاب عطا کیا تھا۔ الغرض انیس و دبیر کے بعد آپ کو نفیس و اوج کا درجہ حاصل تھا۔ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں ایک مرثیہ لکھنؤ سے ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں مرثیوں کی پہلی جلد ریاض شمیم سید المطابع امروہہ سے ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں دوسری جلد جوہر پریس امروہہ سے ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں ساتویں جلد مطبع اثنا عشری دہلی سے ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں نوحہ جات کی دو جلدیں جوہر پریس امروہہ سے شائع ہوئیں۔ ہجویات اور واسوخت کا

ذخیرہ نیشنل میوزیم کراچی میں موجود ہے۔ آپ کے مختلف اوقات میں چار عقد ہوئے۔ ایک عقد مسیح النساء دختر زوجۂ ثانیہ
حاجی سید قربان حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد طاہرہ خاتون دختر مولوی سید محمد کاظم ابن سید مہر علی ساکن
محلہ مچھر ہٹہ سے ہوا۔ تیسرا عقد ایک زنِ غیر کفو مجہول النسب محبوب جان سے ہوا۔ چوتھا عقد صغرا خاتون دختر سید غلام عباس ابن
سید غلام زین العابدین ساکن محلہ چھوٹر ہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید معجز حسین تولد ہوئے۔ دختر
مدینہ خاتون کا عقد سید زائر حسن ابن سید ابن حسن دانشمند سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر اختر بانو فاتر العقل اور
ایک پسر سید برجیس حسن ایک دختر ناکتخدا تولد ہوئی۔ تیسری زوجہ محبوب جان لاولد فوت ہوئی۔ اس کے حسب وصیت اس کے زیور
کی قیمت سے محلہ دانشمندان کی کربلا متصل اسٹیشن تعمیر ہوئی۔ چوتھی زوجہ سے ایک دختر صغیرہ خاتون اور دو پسر سید سکندر حسن و سید
حیدر حسن (کم سن فوت) تولد ہوئے۔ دختر صغیرہ خاتون کا عقد اول سید متین ابن سید محمد حسین دانشمند سے ہوا تھا کہ حالت نو عروسی
میں شوہر جان بحق ہوئے۔ تب عقد ثانی سید مہدی حسن ابن سید تفضل حسین ساکن جڑو دیہ محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ بالآخر
یکم محرم ۱۳۳۲ھ مطابق ۳۰ر نومبر ۱۹۱۳ء کو وفات پائی۔ (۴۴) **سید معجز حسین** ابن سید جواد حسین شمیم۔ ولادت
تقریباً ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء۔ با مروت، صاحب ہمت۔ اردو فارسی خواندہ۔ کارروائی عدالت کے ماہر۔ آپ کا
عقد طاہرہ خاتون دختر سید محمد عباس ابن سید علی احمد دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر بنت فاطمہ اور پانچ پسر ۱۔ سید منظور حسین ۲۔ سید
مسرور حسین ۳۔ سید معصوم حسن عرف پیمبر رضا ۴۔ سید محبوب حسین عرف نبی رضا ۵۔ سید علی حیدر تولد ہوئے۔ سید علی حیدر کم سن فوت
ہوئے۔ دختر بنت فاطمہ کا عقد اول سید آل پیمبر ابن سید اکبر حسین ساکن محلہ جعفری (کھجوکا) سے ہوا تھا کہ بوجوہات صیغۂ طلاق
جاری ہوا۔ تب عقد ثانی سید ذاکر حسین ابن سید زائر حسین نقوی عرف بدہا نقوی مقیم دانشمندان سے ہوا۔ موصوف نے ۱۳۵۳ھ
مطابق ۱۹۳۵ء میں رحلت کی۔ (۴۵) سید منظور حسین ابن سید معجز حسین ولادت تقریباً ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء
خوش اخلاق، مرثیہ خوان، محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔ مشن ہائی اسکول مرادآباد میں ہیڈ مولوی تھے ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء
میں پاکستان آکر امروہہ واپس چلے گئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد مہر بانو دختر سید برجیس حسن چچا کی دختر سے ہوا۔
دوسرا عقد نادرہ خاتون دختر سید شاکر حسین ابن سید صابر حسین دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر اور ایک پسر سید فخر شمیم
تولد ہوئے۔ ایک دختر بنت خاتون کا عقد اول سید علی رضا ابن سید عسکری رضا ساکن محلہ بقر قصابان سے ہوا تھا کہ بوجوہ
صیغۂ طلاق جاری ہو۔ تب دوسرا عقد سید مصطفےٰ احسن نقوی ساکن ضلع بجنور سے ہوا۔ دوسری دختر بنت بتول کا عقد سید احمد رضا
ابن سید منشی حسن نقوی مقیم دانشمندان سے ہوا جو ایک دختر بنت عذرا کو چھوڑ کر فوت ہوگئی دوسری زوجہ سے ایک دختر بنت طاہرہ تولد
ہوئی اس کا عقد سید حسین محمد ابن سید محمد حسن ساکن جڑو دیہ محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ اور ایک پسر سید فخر معجز حسین تولد ہو کر کم سن
فوت ہوا۔ موصوف نے ۱۸ر رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو بمقام امروہہ وفات پائی۔ (۴۶) سید فخر شمیم ابن
سید منظور حسین۔ ولادت ۲۳ر رمضان ۱۳۴۴ھ مطابق ۵ر اپریل ۱۹۲۶ء۔ عاقل ہوشیار، خوش اخلاق۔ ملنسار۔ خیر خواہ قوم
امام المدارس امروہہ میں پڑھ کر اپنے ماموں سید صائم رضا کے پاس پشاور میں ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء تک رہے۔ بجلی کا کام
سیکھا۔ ر[illegible] ۱۳۶۷ھ مطابق جولائی ۱۹۴۸ء میں گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پشاور میں الکٹریشن انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔
سپروائزر کا امتحان بھی پاس کیا جمادی الاول ۱۳۷۰ھ مطابق فروری ۱۹۵۱ء میں گورنمنٹ پولی ٹیکنیک اسکول کراچی میں تبادلہ
ہوا۔ دریں اثنا میٹرک پاس کیا۔ ذالحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق جون ۱۹۵۷ء میں ہیڈ شاپ انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ انسٹی ٹیوٹ آف کنسٹرکشن

لندن کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ بعدش ٹیکنیکل ٹیچرز ایجوکیشن کا ڈپلومہ لیا اور کراچی پولی ٹیکنیک کے ایسوسی ایٹ انجینئر الیکٹریکل کا ڈپلومہ لیا۔
جمادی الاول سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق اگست سنہ ۱۹۶۶ء میں گورنمنٹ کی طرف سے امریکہ یونیورسٹی آف ہوسٹن ٹیکساس میں جاکر ڈیپارٹمنٹل کورس مکمل کیا۔ اب ایک لائق اور ہوشیار انجینئر اور سکنڈ کلاس گزیٹڈ افسر ہیں اور باعزت و آبرو ہیں۔ آپ کا عقد ام رباب دختر سید غلام احمد ابن سید غلام قاسم ساکن محلہ مچھرہٹہ مقیم محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ پانچ دختر ۱۔ جمال زہرا ۲۔ کمال زہرا ۳۔ اقبال زہرا ۴۔ پروین زہرا ۵۔ نسرین زہرا اور چار پسر ۱۔ سید نسیم اقبال ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق یکم اگست سنہ ۱۹۵۲ء کو ۲۔ سید شمیم اقبال ۲۲ رجب سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۵۹ء کو ۳۔ سید فہیم اقبال ۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۸ اگست سنہ ۱۹۶۱ء کو ۴۔ سید ندیم اقبال سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق سنہ ۱۹۶۸ء میں تولد ہوا۔ (۷۵) مولانا سید مسرور حسن زوار ابن سید معجز حسین۔ ولادت رجب سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء صالح، متقی پرہیزگار۔ نیک معاش، نیک کردار، عالم باعمل، صاحب علم و فضل۔ اول نور المدارس دانشمندان میں الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب طاب ثراہ سے پڑھتے رہے پھر سند العلما مولانا سید یوسف حسین صاحب ثراہ مجتہد العصر سے منصبیہ کالج میرٹھ میں تعلیم پائی۔ بعدش مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہوئے۔ جناب شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب طاب ثراہ اور جناب ممتاز العلما مولانا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد سے استفادہ کرتے رہے۔ مولانا سید ممتاز حسن بارہوی۔ مولانا سید فضل علی۔ مولانا شیخ جواد۔ مولانا سید اظہار الحسن صاحبان ہم سبق تھے۔ آپ انجمن مویدالعلوم مدرسۃ الواعظین کے سکریٹری تھے۔ کتاب مختار المسائل مرتب کی۔ ینابیع المودۃ کا ترجمہ کیا۔ مدرسۃ الواعظین کے طلباء میں ممیز و ممتاز تھے۔ مدرسۃ الواعظین کی تعلیم کی تکمیل کے بعد سنہ ۱۳۵۲ھ مطابق سنہ ۱۹۳۳ء میں افریقہ کے مرکز مڈاگاسکر چلے گئے وہاں مدرسہ کی طرف سے بحیثیت مبلغ کار تبلیغ کرتے رہے اور مدرسے سے وظیفہ لیتے رہے بعدش ذاتی کدوکاوش اور محنت سے درآمد برآمد کی تجارت شروع کر دی۔ اور ایک کامیاب تاجر ثابت ہوئے۔ تب آپ نے مدرسۃ الواعظین سے وظیفہ لینا بند کر دیا۔ مگر خدمت دین بدستور بجالاتے رہے۔ آپ ہی کی تحریک و تحریص سے ایک عالیشان عمارت مرکز شیعہ تعمیر ہوئی۔ جس میں ایک بہت بڑا ٹاور (مینار) تعمیر ہوا۔ وہاں کے تمام شیعوں کی خواہش یہ تھی کہ ٹاور کا نام آپ کے نام پر رکھا جائے۔ لہٰذا آپ کی تجویز سے امام رضا علیہ السلام کے اسم گرامی کی مناسبت سے اس ٹاور کا نام رضوی ٹاور رکھا گیا کہ اس میں آپ کے نام کی بھی رعایت تھی۔ آپ مملکت فرانس کے گورنر جنرل کی کونسل کے بحیثیت شیعہ نمائندہ ممبر تھے۔ آپ نے فرانسیسی زبان میں ایک معرکۃ الآرا کتاب بھی لکھی تھی آخر سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق سنہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہو گئے اور مکانات بنالئے۔ یہاں ایک پریس قائم کر کے اکل حلال حاصل کرتے رہے آپ زیارات عتبات عالیات نجف اشرف کربلا کاظمین و سامرہ سے شرفیاب تھے۔ آپ کا عقد فاطمہ خاتون دختر سید مبارک حسن عرف مولوی منکا ابن مولوی سید احمد علی دانشمند سے ہوا۔ چھ دختر اور دو پسر ۱۔ سید محمد ۲۔ سید احمد عرف سید رضی تولد ہوئے۔ ایک دختر مسرورہ خاتون کا عقد سید جعفر عباس ابن میجر ڈاکٹر سید اختر حسن ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ دوسری دختر طاہرہ خاتون کا عقد سید ذوالفقار احمد ابن سید ظفر احمد ساکن محلہ صابون گران جعفری سے ہوا۔ تیسری دختر مرضیہ خاتون کا عقد سید حیدر حسین عرف حسینی ابن مولانا سید انیس الحسنین دانشمند سے ہوا۔ چوتھی دختر رضیہ خاتون پانچویں ذکیہ خاتون چھٹی معصومہ خاتون زیر تعلیم ہیں۔ آپ نے ۱۰ رجب سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۳ فروری سنہ ۱۹۵۷ء کو کراچی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۷۶) سید محمد ابن مولانا سید مسرور حسن۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق سنہ ۱۹۲۸ء آپ سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق سنہ ۱۹۳۶ء میں والد کے پاس افریقہ چلے گئے۔ دو سال بعد مراجعت کر کے زیر نگرانی سید محمد ہاشم دانشمند و سید محمد مہدی عرف سید نور نظر دانشمند مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں انٹرنگ تعلیم حاصل کی سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر کراچی میں تنظیم پریس قائم کیا۔ آخر سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق سنہ ۱۹۵۶ء میں انگلستان جاکر لندن میں پاکستانی سفارت خانے میں ملازمت اختیار کی۔ آپ پابند مذہب ہیں اور اسوۂ حسینی کے سلسلے میں مختلف الخیال علماء کے اجتماعات کراتے رہتے ہیں آپ کا عقد نیلوفر دختر سید محمد جعفر ابن سید سعید حسن دانشمند سے ہوا (۷۷) سید احمد

عرف سید رضی ابن مولانا سید مسرور حسن ولادت اندازاً ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء آپ افریقہ میں متولد ہوئے اور سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق
سنہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ انگریزی تعلیم حاصل کرکے گورنمنٹ پولی ٹیکنیک اسکول کراچی میں تین سالہ کورس پورا کرکے
الیکٹریکل ٹکنالوجی کا ڈپلومہ حاصل کیا اور اب اسسٹنٹ انجینئر ہیں۔ آپ کا عقد زہرا خاتون دختر علامہ سید محمد رضی مجتہد ابن مولانا سید محمد
دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد عقیل ربیع الاول ۱۳۹۰ھ مطابق مئی سنہ ۱۹۷۰ء میں تولد ہوا ہے۔ (۷۵) **سید معصوم حسن** عرف
پیمبر رضا ملقب بہ مولوی سید رضا لقمان زیدا ابن سید معجز حسین۔ ولادت ۲۳ رمضان ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء آپ نے فرمایا کہ بچپن میں
خاندان میں میری ذہانت اور طباعی کے چرچے رہے ہیں۔ آمد نامہ ایسا ازبر کیا کہ ہم عمر لڑکے آپ کو آمد نامہ ہی کہنے لگے تھے۔ پندرہ
سال کی عمر میں الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل فقیہ کا امتحان پورے صوبے میں تنہا فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ منشی پنجاب اور مولوی الہ آباد
یونیورسٹی کے امتحانات پاس کرنے تک نور المدارس دانشمند میں تعلیم پائی۔ عالم الہ آباد اور فاضل کے امتحانات مدرسۂ منصبیہ میرٹھ سے
پاس کئے۔ جہاں سہ ماہی ششماہی اور سالانہ امتحانات میں اپنی جماعت میں اول نمبر پاس ہونے کا انعامی وظیفہ مسلسل حاصل کرتے رہے بعد
میں مدرسۂ ناظمیہ لکھنؤ میں داخل ہوکر ممتاز الافاضل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ علم ہیئت سے خصوصی دلچسپی ہے اور نہایت محنت
اور غور و فکر سے اس کا مطالعہ درسی کتب کی مدد اور ذاتی اپج سے کیا ہے جس کے نتیجے میں اچھی دستگاہ حاصل ہوگئی ہے۔ قومی نیز بین الاقوامی
اداروں تک میں موصوف کے بعض نظریات کو قابل توجہ سمجھا گیا۔ سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق سنہ ۱۹۳۲ء کے موسم سرما میں بائیں پاؤں میں نارو نکلا
ٹانگ پر غیر معمولی ورم آگیا۔ ڈاکٹر سید تہور حسین صاحب نقوی امروہوی نے مرادآباد میں اپنے مکان پر رکھا۔ اور آپریشن کیا تو معلوم ہوا
کہ ہڈی میں چھوٹے پیسے کی برابر سوراخ ہوگیا ہے۔ پیر ٹیڑھا ہو جانے کی وجہ سے ایڑی زمین تک نہیں پہنچتی تھی۔ چھٹے روز زخم صاف
کرنے کی حالت میں تمام پٹھے گل کر گر گئے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے زانو سے ٹانگ کاٹ ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے سے آگاہ ہوکر ڈاکٹر
صاحب سے بضد ہو کر ایک رات کی مہلت لی۔ موصوف کا بیان ہے کہ والد مرحوم سے امام ضامن بندھوایا۔ اور چادر اوڑھ کر مراقبہ شروع
کیا۔ عالم استغراق میں سیدۂ عالم سلام اللہ علیہا کی جناب میں عرض کیا کہ یہ ایک رات کی مہلت آپ کے بھروسے پر لی ہے۔ میں آپ کے فرزند
کا ذاکر ہوں۔ اگر آپ یہ پسند فرماتی ہیں کہ میں ذکر حسین علیہ السلام کرتا رہوں تو رات بھر میں میری ٹانگ درست فرما دیجئے۔ اگر میری ٹانگ
درست ہوگئی تو میں خراسان کی راہ سے کربلائے معلی کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔ اس التجا کے ختم ہوتے ہی۔ مراقبہ یکلخت خواب میں
تبدیل ہوگیا۔ خواب میں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے انگشت مبارک کو خم دیکر میرے زانو کے قریب لاکر نیچے کی
طرف حرکت دی۔ معاً محسوس ہوا کہ ٹانگ کے اندر اسی طرح کا خمدار آلہ حرکت کر رہا ہے۔ اس احساس کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی ساری
رات وہ آلہ حرکت کرتا محسوس ہوا اور ٹانگ میں میٹھا میٹھا درد ہوتا رہا۔ صبح کو ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا کہ رات بھر میں سارا ورم زائل
ہوچکا تھا۔ ٹانگ کے اندر سے سارا زہریلا مواد خارج ہوچکا تھا۔ ہڈی کا پیسہ بھر سوراخ غائب تھا۔ تمام پٹھے نئے موجود تھے۔
اور ایڑی بھی بلا تکان زمین پر رکھی گئی ہے۔ حضرات معصومین علیہ السلام کا یہ معجزہ اسی زمانے میں رسالۂ اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں
شائع ہوچکا ہے۔ تندرست ہونے کے بعد پہلی مرتبہ اسی سال زیارات مشہد و عراق سے شرفیاب ہوئے بعد ازاں کئی دفعہ اور
آخری مرتبہ امسال صفر سنہ ۱۳۹۱ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۷۱ء میں براہ کابل۔ مشہد مقدس نجف اشرف اور کاظمین و سامرہ و شام کی
زیارات سے شرفیاب ہوکر اسی راستے واپس اپنے مسکن کراچی پہنچے۔ کھجوہ ضلع سارن میں مجالس پڑھنے کے لئے بلائے جاتے تھے۔

مجالس نہایت شاندار ہوتی تھیں اہل علم کا مجمع ہوتا تھا۔ اور اب پاکستان میں مجالس پڑھنے کے لئے طلب کئے جاتے ہیں۔ اور کامیاب مجالس پڑھتے ہیں۔ آپ بمبئی میں سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء سے سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق سنہ ۱۹۴۲ء تک مقیم رہکر ذکر سید الشہداء علیہ السلام اور تبلیغ دین کرتے رہے۔ جس کے بعد اپنے منفرد اور مخصوص عقائد اور دعاوی کی بنا پر نقض امن کے اندیشوں کے مدنظر حکومت بمبئی نے آپ کا داخلہ بند کر دیا تھا۔ اس حقیر صغیر مولف کتاب ہذا کو آپ کے کسی خصوصی روحانی منصب پر منجانب اللہ فائز ہونے کا ادنی ساشبہ بھی نہیں ہے جس کی صراحت اور بحث موضوع کتاب سے خارج ہے۔ کراچی میں جوان العمر لوگوں کی خاصی جماعت آپ سے متاثر ہے آپ ایک اچھے ذاکر اور مقرر ہیں۔ نہایت سادہ مزاج اور متواضع ہیں۔ پسندیدہ اخلاق کے حامل ہیں۔ حافظ قرآن ہیں اور آیات قرآن کے بسط وکشاد پر غیر معمولی عبور رکھتے ہیں۔ آپ اکثر اہل خاندان اور دیگر مستحقین کی۔ دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے علانیہ نیز مخفی اعانت وامداد کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں آپ رنگارنگ حالات کے حامل ہیں۔ آپ یکم جمادی الآخر سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۲ر مارچ سنہ ۱۹۵۰ء کو پاکستان آکر کراچی میں اپنے ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون دختر سید ابو المحسنین ابن سید ابو القاسم دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد طالوت موجود ہے۔ (۴۶) سید محمد طالوت زوار ابن مولوی سید رضا القمان زوار۔ شکیل ووجیہہ۔ ولادت ۲۳ر جمادی الاول سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ر اگست سنہ ۱۹۳۶ء انگریزی میٹرک تک اور فارسی عربی مولوی فاضل تک حاصل کی ہے۔ ان زبانوں میں اہل زبان کے لب ولہجے میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ آپ یکم جمادی الآخر سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۲ر مارچ سنہ ۱۹۵۰ء کو پاکستان آئے آپ ایک دفعہ سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق سنہ ۱۹۵۳ء میں دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۷۴ھ مطابق سنہ ۱۹۵۴ء میں زیارات مشہد کربلا و کاظمین وسامرہ سے شرفیاب ہوئے اور پھر ایک دفعہ سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق سنہ ۱۹۶۶ء میں اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق سنہ ۱۹۶۷ء میں فقط زیارت شاہ خراسان سے مشرف ہوئے۔ نیز سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق سنہ ۱۹۶۸ء میں ملک افغانستان کی سیاحی کی۔ اب کراچی میں فارسی عربی کے مدرس ہیں۔ آپ کا عقد ذکیہ خاتون دختر سید محمد یوسف ابن سید ابو المحسنین دانشمند ماموں کی دختر سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ فاطمۃ البشریٰ ۲۔ فاطمۃ المُنتبشرہ اور دو پسر ۱۔ سید نسیم عباس عرف محمد ہاروت۔ ۳۰ر ربیع الآخر سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ر ستمبر سنہ ۱۹۶۲ء کو ۲۔ سید تسنیم عباس عرف محمد ماروت ۳ر شعبان سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ر دسمبر سنہ ۱۹۶۳ء کو تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم ہیں (۴۵) سید نبی رضا ابن سید معجز حسین ولادت تقریباً ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء۔ نیک چلن۔ دستکار۔ فن رنگ ریزی کے ماہر۔ آپ سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق سنہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے۔ آپ کا عقد کاظمہ خاتون دختر سید شاکر حسین ابن سید صابر حسین دانشمند سے ہوا تھا۔ لاولد رہے اور ۸ر جمادالثانی ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۲ر اگست سنہ ۱۹۷۰ء کو فوت ہوئے۔ (۴۴) سید برجیس حسن برجیس ابن سید سجاد حسین شمیم۔ ولادت ۱۰ر محرم سنہ ۱۲۹۴ھ مطابق ۲۵ر جنوری سنہ ۱۸۷۷ء۔ خوش جمال۔ خوش اخلاق۔ بہتر مرثیہ گو۔ اعلیٰ مرثیہ خوان۔ عربی ادب میں حریری وغیرہ تک پڑھا تھا۔ مرثیہ گوئی خاص شغل تھا۔ کم وبیش گیارہ طویل مرثئے تصنیف کئے۔ آپ کا عقد سیدہ خاتون دختر سید ذکی حسن ابن سید محمد نذر دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید قائم رضا۔ ۲۔ سید صائم رضا تولد ہوئے۔ دختر مہر بانو کا عقد سید منظور حسین ابن سید معجز حسین تایا کے پسر سے ہوا۔ آپ ۲۸ر شوال سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء کو فوت ہوئے (۴۵) مولوی سید قائم رضا نسیم ابن سید برجیس حسن برجیس۔ ولادت ۷ر رجب سنہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۴ر اگست سنہ ۱۹۰۹ء۔ آپ نے بقلم خود تحریر فرمایا ہے کہ مدرسہ منصبیہ میرٹھ اور لکھنؤ کے مدرسہ ناظمیہ، ومدرسۃ الواعظین کے تعلیم یافتہ ہیں۔ فاضل عربی (فقہ وادب) کی سند الہ آباد یونیورسٹی سے حاصل کی ہے۔ آپ ایک نامور اور مشہور شاعر ہیں۔ غزل، قصیدہ

مسدس وغیرہ تمام اصناف سخن میں دستگاہ ہے۔ آپ کا مسدس برق باراں مولانا حالی پانی پتی کی بحر میں بہت مشہور اور زبان زد عوام رہا ہے۔ مرثیہ پڑھنے میں منفرد ہیں۔ مرثیہ گوئی میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ بہت زود گو اور قادر الکلام ہیں۔ اعلیٰ معیار کے ایک سو بتیس مرثیے تصنیف کر چکے ہیں۔ گیارہ تلامذہ ہند و پاکستان میں مستقل مرثیہ گو ہیں۔ آپ ایک بلند پایہ ادیب ہیں۔ ہند و پاکستان میں مختلف موضوعاتِ ادبی کی اکثر کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں۔ نسیم اللغات آپ کی مقبولِ عام تصنیف ہے۔ علاوہ ازیں آپ بوقلمون اور گوناگوں حالات کے حامل ہیں۔ آپ سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر خیرپور میں مقیم ہوئے۔ سہ روزہ اخبار مراد جاری کیا بعدش کراچی میں ذاتی مکان بنا کر سکونت اختیار کر لی ہے۔ فی الحال سنٹرل گورنمنٹ کے اردو بورڈ کی ڈکشنری کے مدیر ہیں یہ ڈکشنری آکسفورڈ ڈکشنری کے اصول پر گیارہ بارہ جلدوں میں تیار ہو رہی ہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد عابدہ خاتون دختر سید ریاض الحسن ابن سید محمد کاظم نقوی مقیم محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ کہ اس زوجہ سے ایک پسر تولد ہو کر کم سن فوت ہو گیا۔ دوسرا عقد کنیزہ خاتون دختر سید زاہد حسین ابن سید بندہ علی ساکن محلہ گندری سے ہوا۔ کہ اس زوجہ سے دو دختر اور چار پسر ۱۔ سید شمیم حیدر ۲۔ سید نسیم حیدر ۳۔ سید قسیم حیدر ۴۔ سید وسیم حیدر تولد ہوئے۔ ایک دختر قائمہ خاتون کا عقد سید نواب حسن ابن سید استجاب حسن ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ دوسری دختر شمیم بانو کم سن فوت ہو گئی۔ (۴۹) **سید شمیم حیدر** ابن مولوی سید قائم رضا نسیم۔ ولادت شوال سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء۔ آپ ان کے ہمراہ ۹ شعبان سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۶ مئی سنہ ۱۹۵۱ء کو پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ میٹرک پاس کر کے این۔ ای۔ ڈی کالج کراچی سے الکٹریشن کا کورس کیا۔ بجلی کا کام کرتے ہیں۔ آپ کا عقد سنجیدہ خاتون دختر سید ہادی حسن ابن سید مہدی حسن محلہ جٹو دیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید نعیم رضا تقریباً سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق سنہ ۱۹۶۵ء کو ۲۔ سید حیدر رضا تقریباً سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق سنہ ۱۹۶۸ء کو تولد ہوا دونوں زیر تعلیم ہیں (۴۶) **سید نسیم حیدر** ابن مولوی سید قائم رضا نسیم۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق سنہ ۱۹۳۸ء۔ بی۔ اے میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ دماغی توازن جاتا رہا۔ سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء سے دماغی اسپتال میں داخل ہیں (۴۶) **سید قسیم حیدر** ابن مولوی سید قائم رضا نسیم۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق سنہ ۱۹۴۵ء والدین کے ہمراہ پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ انگریزی تعلیم کے بعد پولی ٹیکنیک اسکول کراچی سے انجینئر کا ڈپلومہ لیا۔ آپ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن میں فورمین ہیں۔ (۴۶) **سید وسیم حیدر** ابن مولوی سید قائم رضا نسیم ولادت سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ ۱۹۵۱ء زیر تعلیم ہیں۔ (۴۵) **سید صائم رضا** ابن سید برجیس حسن برجیس ولادت ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۱ مئی سنہ ۱۹۱۱ء۔ ملنسار و نیک عمل نور المدارس دانشمندیں میں پڑھ کر منصبیہ کالج میرٹھ میں مولوی کے درجے تک پڑھتے رہے۔ سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء میں رام پور پاور ہاؤس میں بجلی کا کام سیکھا۔ سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق سنہ ۱۹۳۱ء میں پشاور ایم۔ ای۔ ایس۔ میں الکٹریشن مقرر ہوئے۔ چودہ سال صوبہ سرحد میں رہے۔ سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء میں پرائیویٹ میٹرک پاس کیا۔ سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق سنہ ۱۹۴۴ء میں سپرنٹنڈنٹ الکٹریکل مکینیکل ہوئے۔ اسی سال جنگ عظیم میں اکسس روڈ آسام میں شامل ہوئے۔ واپسی پر دو سال شملے رہے۔ ۲۵ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۲ اگست سنہ ۱۹۴۷ء لاہور آئے اور ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء سے گورنمنٹ پاکستان کے ملازم شمار ہوئے۔ محکمہ ایم۔ ای۔ ایس میں سپرنٹنڈنٹ ہوئے۔ سنہ ۱۳۷۴ھ مطابق سنہ ۱۹۵۴ء میں اسٹیونسن الکٹریکل انسٹی ٹیوٹ سے ایس ڈی۔ او۔ کا امتحان پاس کیا۔ ڈپلومہ لیا۔ سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۵ء میں بحیثیت ایس۔ ڈی۔ او۔ کوئٹہ، جہلم، راولپنڈی کے بعد سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق

سنہ ۱۹۵۹ء سے چیف انجینئر نیوی کراچی کے دفتر میں ایس ڈی او رہے۔ آخر ماہ رجب سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۶۸ء کو پنشن یاب ہوئے۔ لاہور کے دوران قیام انجمن سادات امروہہ قائم کی۔ کوئٹہ کے دوران قیام انجمن ناصر العزا کے بانیان میں سے ہیں۔ امام باڑہ ناصر العزا کی تعمیر میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ آپ کا عقد شاہدہ خاتون دختر سید اختر حسن ابن سید محمد جواد عرف چاندے ساکن محلہ بچدرہ خالہ کی دختر سے ہوا۔ دو فرزند تولد ہو کر فوت ہو گئے پانچ دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر نعیم بانو کا عقد سید آل حسن ابن سید مہدی حسن ساکن محلہ جڑ و دیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسری دختر عظیم بانو کا عقد اول سید منیر احمد ابن مولوی سید سعید حسن محلہ حقانی سے ہوا تھا کہ شوہر نو عروسی میں جوان مرگ ہوئے تب عقد ثانی سید طاہر حسن ابن سید محمد علی جعفری ساکن سونی پت سے ہوا۔ تیسری دختر صائمہ خاتون کا عقد سید حیدر عباس ابن سید گل حسن ساکن محلہ مچھر ٹہ سے ہوا۔ چوتھی دختر مبارکہ خاتون۔ پانچویں رضیہ خاتون زیر تعلیم ہیں۔ آپ کراچی میں ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ (۴۴) مولوی سید سکندر حسین فہیم ابن سید جواد حسین نجیم ولادت تقریباً سنہ ۱۳۲۸ھ مطابق سنہ ۱۹۱۰ء ذی علم، ہوشیار تیز طبع شاعر مقام گلبرگہ حیدر آباد دکن میں مدرس ہیں۔ علم اخلاق پر ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ آپ کا عقد رضویہ خاتون دختر سید انوار حسن خاں ابن سید مستحسن خاں دانشمند سے ہوا۔ تین پسر ۱۔ سید ریاض شمیم ۲۔ سید جواد حسن ۳۔ سید غلام عباس تولد ہوئے۔ مزید کچھ نہ معلوم ہوا۔ (۴۱) سید غلام حسین ابن سید احمد رضا۔ حلیم و کریم۔ با مروت و سخاوت۔ علم فقہ و اصول میں ذی استعداد۔ حجاج بیت اللہ و زائرین آئمہ عظام کے معاون متقی پرہیزگار۔ عابد شب زندہ دار۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر مولوی سید نجیب الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید محمد بخش خاں ابن سید کریم بخش خاں دانشمند سے ہوا۔ تیسرا عقد سراج النساء دختر سید مراد علی ابن سید احسان علی دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ لاولد رہیں۔ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید صادق حسین اور تیسری زوجہ سے دو دختر اور ایک پسر سید زوار حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر زاہدہ خاتون کا عقد سید ضامن حسن ابن مولوی سید ابو الحسن ساکن محلہ لکڑیاں سے ہوا۔ دوسری دختر علیمہ خاتون کا عقد سید صفدر نذر ابن حکیم سید علی نذر دانشمند سے ہوا۔ آپ نے سنہ ۱۲۸۶ھ مطابق سنہ ۱۸۶۹ء میں رحلت کی۔ تاریخ وفات۔ از سید اکبر حسین عبرت "بفردوس برین رفت" ہے جس سے سنہ ۱۲۸۶ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ (۴۳) حاجی سید صادق حسین ابن سید غلام حسین۔ صاحب علم و عقل، ہوشیار و فہیم، امانت دار نیک کردار، اردو فارسی میں ذی استعداد۔ علم مساحت کے ماہر۔ عزائے حسین علیہ السلام کے دلدادہ۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید غلام نبی ابن سید غلام علی دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر تولد ہوا تھا کہ مادر و پسر دونوں فوت ہو گئے۔ دوسرا عقد معصوم النسا عم اخیافی (سوتیلے چچا) حاجی سید منور حسین کی دختر معصوم النسا سے ہوا۔ جبکہ سید منور حسین کی زوجہ سید امیر علی ابن سید غضنفر علی دہلوی مقیم محلہ دانشمندان کی زوجہ غیر کفو مجہول النسب کی دختر تھیں۔ اور یہ سید منور حسین ورثہ پدری سے اپنے بھائیوں (سید خادم حسین۔ سید غلام حسین اور حاجی سید قربان حسین) کی برابر کی جائیداد کے مالک تھے۔ تب معصوم النسا جو اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں تمام ورثہ پدری پر قابض ہو کر تمام جائیداد اپنے شوہر کے گھر ساتھ لائیں۔ الغرض ان معصوم النسا کے بطن سے دو دختر اور تین پسر ۱۔ سید ماجد حسین ۲۔ سید ناطق حسین ۳۔ مجاور حسین (کم سن فوت) تولد ہوئے۔ ایک دختر بلیغ النسا کا عقد حاجی سید مستحسن علی ابن سید محسن علی عرف ملو دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کم سن فوت ہو گئی۔ پسر اوسط سید ناطق حسین۔ حسن و جمال میں بے مثال قمر طلعت زیبا صورت قریب بلوغ ہی عقل سلیم و طبع مستقیم رکھتے تھے۔ والد بزرگوار کو بہت محبوب تھے۔ وبائے تپ دلرزہ سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق سنہ ۱۸۷۸ء میں فوت ہو گئے۔ والد بزرگوار نے مرحوم کی قبر پر ایک امام باڑہ تعمیر کیا۔ اور ہر مہینے

ان کے مرنے کی تاریخ پر مجلس مقرر کر دی۔ آپ تین سال بعد ذالحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں اپنے داماد سید متحس علی اور خسر سید منور حسین کے ساتھ حج کو گئے بعد طوافِ حرم محترم عرفات کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو مرض قواق (ہچکی) میں مبتلا ہو کر دہیں ذالحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات از سید اکبر حسین عبرت ۔ ز حرم رفت بگلزار جناں۔ جس سے ۱۲۹۹ھ کے اعداد نکلتے ہیں۔ پس حاجی سید متحس علی اور حاجی سید منور حسین وطن واپس آئے۔ (۴۳) سید ماجد حسین ابن حاجی سید صادق حسین۔ عقیل و فہیم۔ ذکی و خوش جمال۔ صاحب ثروت و مال علم فارسی میں ماہر اور صرف و نحو اور کچھ انگریزی سے واقف۔ ترکہ پدری و مادری و قبضہ جائیداد خسر سے بڑے مالدار تھے۔ بہ عیش و تمول زندگی گذاری۔ میر محمد متخلص بہ سلیس لکھنوی کی شاگردی کر کے منبر پر مراثی تحت اللفظ پڑھا کرتے تھے۔ متلون مزاج تھے۔ دادا اور والد کے نیک طریقے پر عامل ہو کر ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء میں بہ تحریک و تحریص، الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین طاب ثراہ و سید زوار حسین و سید نور الحسن و سید علی نذر و جناب شمس العلماء نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ و حکیم امجد علی خاں و دیگر عمائد شہر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اور مدرسۂ امامیہ نام رکھا۔ سید زوار حسین خازن مقرر ہوئے۔ طلبائے ذی استعداد اہل محلہ و شہر داخل ہو کر علم دین حاصل کرنے لگے۔ تین سال تک یہ مدرسہ چلتا رہا مگر بعد میں باوجودیکہ ان کے خسر سید غلام حسنین خاں کی نو سو روپے سال کی آمدنی کی جائیداد موقوفہ کی رقم بھی اسی لئے تھی اور حکیم امجد علی خاں نے بھی رقم چندہ بھیجی تھی وہ سب رقم مدرسہ کو نہ دی تب باقی زرچندہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوا تو مدرسین نے چھ ماہ کا انتظار کر کے پڑھانا بند کر دیا۔ الحاصل مدرسہ بند ہو گیا۔ آپ کا عقد وحید النساء دختر زوجۂ ثانیہ سید غلام حسنین خاں ابن سید محمد بخش خاں عرف میر کلو دانشمند سے ہوا جو ورثہ پدری اپنے ساتھ لائیں۔ دو دختر اور ایک پسر سید محمد اختر حسنین تولد ہوئے۔ جو سید غلام حسنین کا نواسہ ہونے کی وجہ سے سید اختر حسنین خاں مشہور ہوئے۔ ایک دختر مطاہرہ خاتون کا عقد سید جرار حسین ابن سید زوار حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر طاہرہ خاتون عرف تارا کا عقد سید محمد یونس ابن حاجی سید متحس علی دانشمند سے ہوا۔ (۴۴) سید اختر حسنین، ابن سید ماجد حسین ولادت ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء ذی علم ذی فہم، دولت مند۔ تاریخ ولادت از سید اکبر حسین عبرت ۔ گلِ شگفتہ از شاخ ہمایوں ۔ ترکہ پدری و مادری سے خوشحال اور فارغ البال تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید عابد حسین ابن سید جعفر حسین ساکن محلہ جعفری (بھبوکا) سے ہوا۔ کہ زوجہ لاولد فوت ہو گئی۔ دوسرا عقد مخدومہ خاتون دختر حاجی سید ارتضیٰ علی ابن سید رضا علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر اور پانچ پسر ۱ سید آل حسنین ۲ سید عبد حسنین ۳ سید ابن حسنین ۴ سید سبط حسنین ۵ سید نواب حسنین تولد ہوئے۔ سید نواب حسنین اور ایک دختر کمسن فوت ہوئی۔ دوسری دختر مشاہدہ خاتون کا عقد سید زہیر قین ابن حاجی سید حسن ضیاء ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ ایک دفعہ زیارات کے قصد سے پاکستان آئے تھے واپس امروہہ جا کر ۱۴ رجب ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۵۵ء کو فوت ہوئے۔ (۴۵) سید آل حسنین ابن سید اختر حسنین خاں۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء شکیل۔ حلیم۔ مطیع۔ رتبہ شناس۔ آپ کا عقد عطیہ زینب دختر سید عرفان حسن خاں ابن سید مہربان حسن خاں ساکن محلہ جھبوڑہ سے ہوا۔ دو دختر ۱ عزادارہ بانو ۲ علمدارہ بانو اور ایک پسر سید غلام عباس تقریباً ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں تولد ہوا۔ آپ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۵) سید عبد حسنین ابن سید اختر حسنین خاں۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء آپ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں۔ بھارت کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد حسین فاطمہ دختر حاجی مولوی سید لقا علی ابن حاجی سید ارتضیٰ علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر ۱ نشاط اختر ۲ نامعلوم الاسم اور پانچ پسر تولد ہوئے ۱ سید ارشاد عباس

تقریباً ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں ۲ سید سجاد عباس تقریباً ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں ۳ سید قمر عباس تقریباً ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں ۴ سید ثمر عباس تقریباً ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء ۵ سید علی عرب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں تولد ہوئے۔ سب بچے زیر تعلیم امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۵) **سید ابن حسنین** ابن سید اختر حسنین خاں ولادت تقریباً ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء۔ آپ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں۔ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ پاسپورٹ آفس کراچی میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد مبشرہ خاتون دختر سید جرار حسین ابن سید زوار حسین دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱ شمع فاطمہ ۲ شمع زہرا اور دو پسر ۱ سید غلام ثقلین ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں ۲ سید غلام کاظمین ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں تولد ہو کر فوت ہوئے۔ (۴۵) **سید سبط حسنین** ابن سید اختر حسنین خاں۔ ولادت ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء۔ آپ کی استعداد علم انگریزی اچھی ہے۔ بی۔ اے پاس ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں ذاتی مکان میں مقیم ہیں محکمہ اکسائز اینڈ انٹیلیجنس میں ملازم ہیں۔ بفراغت و راحت ہیں۔ آپ کا عقد حسن فاطمہ دختر سید محمد یونس ابن حاجی سید محسن علی دانشمند سے ہوا۔ چار دختر ۱ نشاط اختر منکوحہ سید ذاکر حسین ابن سید غضنفر حسین رضوی دہلوی ۲ شہاب اختر ۳ روحی بتول ۴ راحی بتول اور چار پسر ۱ نصرت جاوید جمادی الآخر ۱۳۶۶ھ مطابق اپریل ۱۹۴۷ء کو تولد ہوا۔ پولی ٹیکنیک اسکول کراچی سے ایرکنڈیشن اینڈ ریفریجریشن کا تین سالہ کورس کر کے ڈپلومہ لیا ہے۔ کسی کمپنی میں انجینئر ہیں۔ ۲ سید اختر جاوید شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق جنوری ۱۹۶۲ء میں ۳ سید عارف عباس محرم ۱۳۸۳ھ مطابق مئی ۱۹۶۳ء میں ۴ سید شاہد عباس جمادی الآخر ۱۳۸۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۷ء میں تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۲) **سید زوار حسین** ابن سید غلام حسین۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء۔ صالح الاعمال۔ صادق القول۔ جزرس۔ محتاط۔ امین عابد متقی پرہیزگار با مروت و سطوت۔ علم فارسی صرف و نحو معقول و منقول میں دستگاہ رکھتے تھے۔ علم ریاضی میں ماہر یکتا تھے۔ آپ جائیداد متروکہ پدری سے خوشحال اور اپنی قابلیت انتظام کی وجہ سے مزید خرید جائیداد سے مرفہ الحال تھے۔ آپ طبعاً نہایت درجہ سنجیدہ و متین اور بدرجۂ غایت محتاط و امین واقع ہوئے تھے۔ سارے خاندان کو آپ کی امانتداری پر پورا پورا اعتماد حاصل تھا۔ یہاں تک کہ اشرف المساجد کی اراضی موقوفہ موضع منجھولی اور دھنو پورہ عرف حاجی پور کی تولیت بھی ان کے سپرد ہوئی۔ آپ نے اپنے حسنِ انتظام سے اس جائیداد کی آمدنی و نیز اپنی جیب سے مسجد کے برابر والا کتب خانہ تعمیر کرایا۔ نیز ۵ ذالحجہ سے ۹ محرم تک کتب خانے میں علی الصباح مجالس اور تقسیم اور رمضان کی شب قدر کے مصارف نہایت احتیاط و اہتمام سے کرتے تھے۔ نیز آپ ہی مسجد کی سالانہ مرمت بھی اسی جائیداد کی آمدنی سے کرایا کرتے تھے۔ الغرض آپ نہایت معتبر اور متدین بزرگ تھے۔ آپ اہل خاندان اور مستحق لوگوں کی ہر طرح خفیہ اور پوشیدہ طور پر امداد کرتے رہتے تھے۔ آپ کا عقد میمونہ خاتون دختر حاجی سید قربان حسین ابن سید احمد رضا دانشمند چچا کی دختر سے ہوا۔ ایک پسر سید جرار حسین عقب رہے۔ آپ نے ۱۱ شوال ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۴۰ء کو مرادآباد کے ہسپتال میں رحلت کی اور امروہہ آکر دفن ہوگئے۔ (۴۳) **سید جرار حسین** ابن سید زوار حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء ذی علم، ذی [illegible] کم گو تھے۔ بعض حرکات و سکنات میں مثل والد بزرگوار کے تھے۔ انگریزی بھی جانتے تھے۔ علم نجوم و جفر و رمل میں مہارت رکھتے تھے بعد وفات والد بزرگوار کل جائیداد پر قابض اور جائیداد موقوفہ کے متولی ہوئے۔ پاکستان آتے وقت اس جائیداد موقوفہ کا تولیت نامہ مولانا سید محمد عبادت صاحب قبلہ امام جمعہ و جماعت اشرف المساجد (جامع مسجد) شفاعت پوتہ کے نام تحریر کر کے ۱۳۷۷ھ مطابق

سنہ ۱۹۵۶ء میں اپنے پسران کے پاس پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہو گئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد مطاہرہ خاتون دختر سید ماجد حسین ابن حاجی سید صادق حسین دانشمند سے ہوا۔ بعد فوتیدگی زوجہ اول دوسرا عقد کنیزہ خاتون دختر سید مقداد حسن ابن سید ابوالحسن ساکن محلہ منڈی بڑا دربار سے ہوا جو لاولد رہیں۔ پہلی زوجہ سے چھ دختر اور تین پسر ۱۔ سید کرار حسین ۲۔ سید عمار حسین ۳۔ سید سراج حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر مطاہرہ خاتون کا عقد سید اشرف علی عرف دُنّا ابن سید سبط حسن عرف بیچا ساکن محلہ ڈگیاں سے ہوا۔ دوسری دختر معزورہ خاتون کا عقد سید محمد مسکین ابن سید محمد حسین دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر عسکری بانو کا عقد سید محمد حسین ابن حکیم سید عنایت حسین دانشمند سے ہوا۔ چوتھی دختر منورہ خاتون کا عقد سید حیدر حسن ابن سید سراج حسن ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ پانچویں دختر معطرہ خاتون کم سن فوت ہوئی۔ چھٹی دختر مبشرہ خاتون عرف بلیا کا عقد سید ابن حسنین ابن سید اختر حسنین خاں دانشمند سے ہوا۔ آپ نے ۱۴؍ جمادی الاول سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۰؍ اگست سنہ ۱۹۶۷ء کو کراچی میں رحلت کی۔ (۴۴)

سید کرار حسین ابن سید جرار حسین ولادت ۲؍ ذیقعد سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۴؍ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء۔ صالح و نیک چلن۔ کاروبار زمینداری میں ماہر۔ دادا صاحب کے اکثر کاروبار زمینداری آپ ہی انجام دیتے رہتے تھے۔ آپ ذیقعد ۱۳۶۷ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ مکان بنا لیا۔ خانہ نشین ہیں۔ آپ کا عقد مشرفہ خاتون دختر سید ابواحمد ابن سید ہزبر علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چھ دختر اور چار پسر ۱۔ سید صبار حیدر ۲۔ سید غفار حیدر ۳۔ سید لبشار حیدر ۴۔ سید نفار حیدر تولد ہوئے۔ ایک دختر مدثرہ خاتون کا عقد سید امام رضا ابن سید صفی رضا ساکن محلہ بقر قصابان سے ہوا۔ دوسری دختر مزملہ خاتون کا عقد سید علی بن قاسم ابن سید کاظم حسین ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ تیسری دختر محدثہ خاتون کا عقد مولوی سید محمد شاکر ابن حاجی سید احمد ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چوتھی دختر معززہ خاتون کا عقد سید قیدار حسین ابن سید سردار حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ پانچویں دختر کونین بانو کا عقد سید حسنین نذر ابن سید حمید نذر ساکن محلہ منڈی بڑا دربار سے ہوا۔ چھٹی دختر کاظمین بانو کا عقد سید شان محمد ابن سید محفوظ حسین ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ آپ ۲۷؍ محرم سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۴؍ مارچ سنہ ۱۹۷۲ء کو فوت ہوئے ——— (۴۵)

سید صبار حیدر ابن سید کرار حسین ولادت سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق سنہ ۱۹۲۳ء۔ نیک خصلت نیک طبیعت۔ انٹر تک تعلیم ہے۔ سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے فوڈ منسٹری میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد نہال فاطمہ دختر سید ولایت حسن ابن سید نجابت علی ساکن نگینہ ضلع بجنور سے ہوا۔ ایک دختر کنیز رضا اور تین پسر ۱۔ سید محمد عطا عباس ۸؍ جمادی الاول سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۸؍ اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء کو ۲۔ سید محمد رضا عباس ۲۹؍ جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۴؍ اکتوبر سنہ ۱۹۶۵ء کو ۳۔ سید محمد حید عباس ۱۲؍ صفر سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۰؍ مئی سنہ ۱۹۶۸ء کو تولد ہوئے سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۵) سید غفار حیدر ابن سید کرار حسین ولادت سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق سنہ ۱۹۲۵ء نیک کردار، نیک عمل۔ ہونہار۔ میٹرک پاس۔ آپ سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے تھے۔ سکریٹریٹ میں ملازم تھے۔ آپ کا عقد حسین فاطمہ دختر سید سبط محمد ابن سید محمد باقر ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ ایک دختر تبسم [illegible] زیر تعلیم ہے۔ چار پسر تولد ہوئے۔ ۱۔ سید حید رسلطان سنہ ۱۳۶۸ھ مطابق سنہ ۱۹۴۹ء میں ۲۔ سید ارشد مرتضیٰ [illegible] ذیشان حیدر سنہ ۱۳۷۷ھ مطابق سنہ ۱۹۵۷ء میں ۳۔ سید رضا علی سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق سنہ ۱۹۵۹ء میں ۴۔ سید رضا مسعود سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق سنہ ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا۔ آپ کی ۱۴؍ شعبان سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۰؍ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء کو اچانک حرکت قلب بند ہوئی اور والد کو داغ جدائی دے گئے۔ (۴۵) سید لبشار حیدر ابن سید کرار حسین۔ ولادت سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق سنہ ۱۹۲۸ء نیک معاش نیک خصلت بی۔ اے پاس ہیں۔ آپ سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق سنہ ۱۹۵۶ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ آپ کا عقد

اسمان بانو دختر سید عجائب الحسن ابن حافظ سید ارتضیٰ حسن ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ ایک دختر یاد صبا زیر تعلیم اور دو پسر ۱۔ سید شاد حیدر رضا ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں ۲۔ سید مراد حیدر رضا ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم ہیں (۴۵) سید نصار حیدر ابن سید کرار حسین۔ ولادت ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے۔ ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے کے ڈی اے میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد معینہ خاتون دختر سید عمار حسین چچا کی دختر سے ہوا۔ ایک دختر ذکیہ زہرا اور ایک پسر سید محسن عباس ۸ر صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۵ر اپریل ۱۹۷۱ء کو تولد ہوا دختر زیر تعلیم ہے۔ (۴۴) سید عمار حسین ابن سید جرار حسین۔ ولادت ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء انٹر تک تعلیم یافتہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے۔ فوڈ منسٹری میں ملازم رہے آپ کا عقد ناظرہ خاتون عرف دُھنّو دختر سید سبط حسن عرف بیچا۔ ابن سید اصغر حسین ساکن محلہ لوگیاں سے ہوا۔ چار دختر اور چار پسر ۱۔ سید نظار حسین ۲۔ سید ایثار حسین ۳۔ سید ذخار حسین ۴۔ سید ابصار حسین تولد ہوئے۔ ذخار حسین نو عمر فوت ہوئے سید ابصار حسین زیر تعلیم ہے۔ ایک دختر مزینہ خاتون کا عقد سید ضیا حیدر ابن سید امیر باقر ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسری دختر مبینہ خاتون کا عقد سید مناقب حسین ابن سید عجائب حسین ساکن محلہ لوگیاں سے ہوا۔ تیسری دختر معینہ خاتون کا عقد سید نصار حیدر ابن سید کرار حسین تایا کے پسر سے ہوا۔ چوتھی دختر مبینہ خاتون زیر تعلیم ہے آپ نے ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹ر اگست ۱۹۶۷ء کو انتقال کیا۔ (۴۵) سید نظار حسین ابن سید عمار حسین ولادت تقریباً ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء بقدر ضرورت اُردو انگریزی خواندہ ہیں ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں والدین کے ساتھ پاکستان آئے۔ آپ نقشہ نویسی کا کام کرتے ہیں آپ کا عقد سجیلہ خاتون دختر سید اعزاز علی ابن سید امتیاز علی وکیل ساکن محلہ منڈی بڑا دربار سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ نصرت بانو ۲۔ عصمت بانو اور دو پسر ۱۔ سید باقر رضا ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں ۲۔ سید محمود رضا ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۵) سید ایثار حسین ابن سید عمار حسین ولادت ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء اردو انگریزی خواندہ والدین کے ہمراہ پاکستان آئے۔ پریس میں کام کرتے ہیں۔ آپ کا عقد تسنیم زہرا دختر سید مہتاب حسن ابن سید مبارک ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ ربینہ خاتون ۲۔ مبینہ خاتون اور دو پسر ۱۔ سید طاہر رضا ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۳ء ۲۔ سید عامر رضا ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) سید سراج حسین ابن سید جرار حسین۔ ولادت ۴ر ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۱۹۱۹ء۔ ہوشیار۔ سمجھدار۔ نیک عادت نیک خصلت بی اے پاس ہیں۔ آپ جمادی الآخر ۱۳۶۷ھ مطابق اپریل ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ منسٹری آف انفارمیشن میں اچھے عہدے پر فائز ہیں۔ آپ کا عقد اکبری خاتون دختر سید ناصر حسین ابن سید ذاکر حسین ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ تین دختر ۱۔ اقبال فاطمہ ۲۔ تنویر فاطمہ ۳۔ سعید فاطمہ اور ایک پسر سید حسن عباس ۱۲ر جمادی الآخر ۱۳۷۴ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۵۵ء کو تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ دختر اقبال فاطمہ کا عقد سید جعفر عباس صفوی پسر حسن عسکری سے ہوا۔

حاجی سید قربان حسین ابن سید احمد رضا۔ ولادت ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء۔ مومن، دیندار، شیعہ حیدر کرار۔ بزرگ خاندان خیر خواہ مومنان۔ زینت ظاہری سے دستبردار۔ خلوص باطن سے سرگرم عبادت غفار۔ معقول جائیداد پدری پر ذی اختیار تھے۔ آپ اپنے پسر مولوی سید مرتضیٰ حسین کے ہمراہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء میں حج بیت اللہ و زیارات عتبات عالیات مدینہ منورہ۔ نجف اشرف کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد دختر سید کلیم الدین

ابن سید غلام قادر دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد خاتون دولت دختر زوجۂ اول سید محمد حسن خاں ابن سید ولی بخش خاں دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید کاظم حسین دوسری زوجہ سے تین دختر اور ایک پسر سید مرتضیٰ حسین تولد ہوئے دونوں ازواج ان کی زندگی ہی میں فوت ہوئیں۔ ایک دختر مسیح النسا کا عقد سید جواد حسین شمیم ابن سید حیدر حسین یکتا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر فصیح النسا کا عقد سید مستحسن خاں ابن سید محسن خاں دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر میمونہ خاتون کا عقد سید زوار حسین ابن سید غلام حسین دانشمند سے ہوا۔ آپ نے سنہ ۱۳۰۵ھ مطابق سنہ ۱۸۸۷ء میں رحلت کی تاریخ وفات سید اکبر حسین عبرت؎ یافتہ وادئے سلام حاج بیت کبریا؛ جس سے سنہ ۱۳۰۵ھ کے عدد برآمد ہوتے ہیں۔ (۴۲) **سید کاظم حسین** ابن حاجی سید قربان حسین۔ مدبر و فہیم۔ آپ کا عقد دختر حاجی سید شمس الدین ابن سید کریم الدین دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور ایک پسر سید ضامن حسین کو چھوڑ کر اپنے والد بزرگوار کو داغ جدائی دیا۔ دختر مومنہ خاتون کا عقد سید ابن حسن ابن سید محمد تقی دانشمند سے ہوا۔ (۴۳) **سید ضامن حسین** ابن سید کاظم حسین۔ نیک عمل، سادہ مزاج حیادار علم کے طلب گار۔ آپ کا عقد دختر سید کرامت اللہ مفقود الخبر ابن سید سعادت اللہ ساکن محلہ بنگلہ مقیم سرائے کہنہ سے ہوا ـــــ ایک دختر اور دو پسر سید صابر حسین و سید شاکر حسین عرف ایوب حسین تولد ہوئے۔ ایوب حسین کم سن فوت ہوئے۔ آپ سنہ ۱۲۹۴ھ مطابق سنہ ۱۸۷۷ء میں عالم جوانی میں حیات پدر میں فوت ہوئے۔ دختر نقیہ خاتون کا عقد سند العلما مولانا سید یوسف حسین ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین سے ہوا۔ (۴۴) **سید صابر حسین** ابن سید ضامن حسین۔ ولادت سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء۔ نیک دل۔ نیک خصلت حلیم و بامروّت ہر دلعزیز، سنجیدہ و متین۔ ذاکر آئمہ معصومین۔ آپ فارسی عربی سے واقف تھے کافیہ تک پڑھا تھا بعزت تمام زندگی بسر کی۔ سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء میں الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین کے ہمراہ زیارات نجف و کربلا و کاظمین سامرہ سے شرفیاب ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں کسی مرض کے علاج کے لئے دہلی کے کسی بڑے ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ جب ہندو اور سکھ مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہے تھے مسلمانوں کے کروڑوں روپیوں کا مال و اسباب لوٹ رہے تھے سینکڑوں عورتیں اغوا ہو رہی تھیں اور ہسپتالوں میں بھی بیمار مسلمانوں کو قتل کر رہے تھے تو یہ اسی حالت بیماری میں اپنی جان بچا کر چھپتے چھپاتے کسی نہ کسی طرح سید سرکار حسن کے مکان پر پہنچ گئے تھے۔ اور وہیں، ۲۷ ذیقعد سنہ ۱۳۶۶ھ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء کو انتقال کیا۔ سید ذاکر حسین عرف حسینی ان کے فرزند اپنے والد کو لینے کے لئے پاکستان سے انڈیا گئے تھے اور دہلی میں ہوائی جہاز سے اتر کر اتفاقاً سید سرکار حسن کے مکان پر اپنے والد کے دفن سے چند لمحہ پیشتر پہنچ گئے تو ان کے دفن میں شریک ہوئے۔ ان نامساعد حالات میں سید سرکار حسن نے بصد مشکل و تکلیف تجہیز و تکفین کی۔ آپ کا عقد زمانۂ نابالغی میں دختر سید امیر حسن ابن سید علی احمد دانشمند سے ہوا تھا کہ قبل رخصتی فوت ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار عین عالم جوانی میں آپ کو دو برس کے سن میں چھوڑ کر اپنے والد بزرگوار کے روبرو فوت ہو گئے تھے۔ آپ کی پرورش و تعلیم و تربیت الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین نے کی اور از راہ شفقت اپنی دختر حسنیہ خاتون کا عقد آپ سے کر دیا۔ آپ کے چار دختر اور پانچ پسر ۱ سید شاکر حسین ۲ سید ذاکر حسین عرف حسینی ۳ سید باقر حسین ۴ سید ناصر حسین ۵ سید ماہر حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر اعجاز فاطمہ کا عقد سید فرزند حسن ابن سید سبط حسن دانشمند سے ہوا جو لاولد رہی دوسری دختر بنت فاطمہ کا عقد سید ہیر رضا عرف رضا القمان ابن سید معز حسین دانشمند سے ہوا تھا کہ قبل رخصتی فوت ہو گئی۔ تیسری دختر جہاں خاتون کا عقد سید نہال محمد ابن سید بدر الحسن ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا۔ چوتھی دختر کم سن فوت ہوئی (۴۵) **سید شاکر حسین** ابن سید صابر حسین۔ ولادت ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۹ فروری سنہ ۱۸۹۹ء۔ ذی علم۔ بذلہ سنج۔ با اخلاق۔ باتمیز۔ آپ

آپ

میٹرک۔ منشی اور مولوی کا امتحان پاس کرکے غازی آباد کے شمبھو دیال کالج میں فارسی کے مدرس مقرر ہوئے۔ (۲۳) تیئس برس
ملازمت کرکے سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں کے قتل و خون سے بچکر ملازمت چھوڑ کر خانہ نشین ہوگئے۔ والد بزرگوار
فوت ہوگئے تھے سب بھائی پاکستان چلے گئے تھے۔ ہندو جذبۂ انتقام میں مبتلا تھے پس تمام جائیداد کسٹوڈین کے قبضے میں چلی گئی اور
یہ بالکل بے دست و پا رہ گئے آخر امروہہ محلہ کالی پگڑی کے ایک لائق ہندو وکیل راجندر سرن عرف للّو بابو نے از راہِ انسانی ہمدردی
دامے۔ درمے۔ قدمے ان کی مدد کی اور کسٹوڈین سے مقدمہ لڑکر آپ کی حق رسی کرائی تب یہ ورثۂ آبائی پر متصرف ہوے۔ آپکا عقد
کنیز فاطمہ دختر سید سبط حسن ابن سید ابن حسن دانشمندے سے ہوا چار دختر اور پانچ پسر تولد ہوئے ۱ قرۃ العین عرف غریب حسین
۲ سید ضیاالعین (کم سن فوت) ۳ سید ناظر حسین (کم سن فوت) ۴ سید نقی رضا (کم سن فوت) ۵ سید شان رضا تولد ہوئے۔
ایک دختر کاظمہ خاتون کا عقد سید نبی رضا ابن سید معجز حسین دانشمندے سے ہوا۔ دوسری دختر ناظمہ خاتون کا عقد سید محمد حسن ابن
سید مہدی حسن ساکن محلہ جڑودیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ تیسری دختر نادرہ خاتون کا عقد سید منظور حسین ابن سید معجز حسین دانشمندے
سے ہوا۔ چوتھی دختر شان فاطمہ کا عقد سید عطا حسین ابن سید مبارک حسین ساکن محلہ منڈی بڑا دربار سے ہوا آپ امروہہ میں
مقیم ہیں۔ (۴۴) **سید قرۃ العین** عرف سید غریب حسین ابن سید شاکر حسین۔ ولادت سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء آپ
مڈل پاس ہیں۔ اول فوج میں ملازمت کی تھی جو چھوڑ دی۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق جنوری سنہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے۔
پولیس میں ملازم ہیں۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد شاد بانو دختر سید حشمت علی ابن سید محب علی ساکن محلہ کالی پگڑی سے ہوا۔
دوسرا عقد کنیز فاطمہ بیوہ دختر ہاشم حسین ساکن باندہ سے کیا جس سے کوئی اولاد نہیں۔ پہلی زوجہ سے چار دختر اور تین پسر ۱
سید قمر عباس ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۳ جنوری سنہ ۱۹۵۵ء کو ۲ سید جوہر عباس تولد ہوکر کم سن فوت ہوا ۳ سید گوہر عباس
۱۴ رمضان سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۷ جنوری سنہ ۱۹۶۵ء کو تولد ہوا۔ دختران شمیم اختر ۲ نعیم اختر ۳ نسیم اختر ۴ ثریا جاوید تولد ہوئی۔
شمیم اختر کا عقد سید حسن عباس ابن سید معصوم احمد ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۶) **سید شان رضا ابن
سید شاکر حسین**۔ ولادت سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق سنہ ۱۹۳۵ء۔ ادیب۔ منشی اور انٹر انگریزی پاس ہیں۔ فائر بریگیڈ کی تربیت حاصل
کرکے محکمۂ فائر بریگیڈ میں ملازم ہیں امروہہ میں مقیم ہیں آپ کا عقد نسیم زہرا دختر مولوی سید ابو طالب ابن مولوی سید نسیم حسن
ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ (۴۵) **سید ذاکر حسین** عرف حسینی ابن سید صابر حسین۔ ولادت سنہ ۱۳۲۱ھ مطابق سنہ ۱۹۰۳ء
حلیم الطبع، نیک طبیعت، نیک خصلت، نیک عادت۔ آپ نے بی کام۔ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ وزارت زراعت میں ملازم
تھے۔ ۷ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو پاکستان تبادلہ ہوا۔ یہاں بھی اسی محکمہ میں معزز عہدے پر متعین رہے
۱۴ شوال سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کو پنشن یاب ہوئے۔ رضویہ سوسائٹی کراچی میں عالیشان مکان بنایا ہے چند سال
اس سوسائٹی کے سکریٹری رہے۔ مشہور و معروف امام باڑہ ان ہی کی سکریٹریٹ کے زمانے میں تعمیر ہوا۔ آپ تاحیات شاہ کربلا ٹرسٹ
کے ٹرسٹی تھے۔ آپ کا عقد طاہرہ خاتون عرف تارا دختر سید مظہر حسن ابن سید نذر علی دانشمندے سے ہوا۔ دو دختر اور پانچ پسر ۱
سید حیدر رضا عرف مہ لقا ۲ سید صفدر رضا عرف غلام رضا ۳ سید تقی رضا عرف تقن ۴ سید جعفر رضا عرف جعفن ۵
سید عابد رضا تولد ہوئے۔ ایک دختر باقرہ خاتون کا عقد سید کاظمین محمد ابن سید حسین محمد ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔
دوسری دختر سعیدہ بانو عرف ستارا کا عقد سید محمد جرار ابن سید مطیع الحسنین دانشمندے سے ہوا۔ آپ ۷ ذلیقعد سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق
۲۶ جنوری سنہ ۱۹۶۹ء کو فوت ہوگئے۔ (۴۶) **سید حیدر رضا** عرف مہ لقا ابن سید ذاکر حسین۔ ولادت ۸ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ

مطابق ۱۲ر مئی سنہ ۱۹۳۲ء ۔ لائق ہوشیار ۔ خلیق و متین و سنجیدہ سادہ مزاج ۔ امروہہ میں میٹرک پاس کیا ۔ سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق
سنہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے ۔ کراچی میں ایم ۔ اے اکنامکس کی ڈگری لی ۔ وزارت زراعت میں ریسرچ افسر ہیں ۔ آپ کا عقد مبارکہ خاتون
دختر مولوی سید محمد نبی ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا ۔ دو دختر تولد ہو کر کم سن فوت ہوئیں ۔ چار پسر تولد ہوئے
۱ سید اختر رضا ۱ر صفر سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۷ر اگست سنہ ۱۹۵۸ء کو ۔ ۲ سید سعید اختر ۲ر جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۱ر نومبر
سنہ ۱۹۶۱ء کو تولد ہو کر فوت ہو گیا ۔ ۳ سید مظہر رضا ۱۰ر جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۴ء کو ۔ ۴ سید صابر رضا
۲۵ر رمضان سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۶ر دسمبر سنہ ۱۹۶۸ء کو تولد ہو کر ۱۲ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۹۶۹ء کو فوت ہوا ۔
سب بچے زیر تعلیم ہیں ۔ (۴۶) سید صفدر رضا عرف سید غلام رضا ثانی ابن سید ذاکر حسین ۔ ولادت ۱۷ر رجب سنہ ۱۳۵۶ھ
مطابق ۲۳ر ستمبر سنہ ۱۹۳۷ء ۔ لائق ہوشیار ۔ ملنسار عقلمند ۔ ۱۰ر صفر سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۴ر دسمبر سنہ ۱۹۴۷ء کو پاکستان آئے ۔
پاس کر کے این ۔ ای ۔ ڈی کالج کراچی سے ربیع الاول سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء میں سول انجنیئر کا ڈپلومہ
لیا ۔ محکمۂ تعمیرات عامہ پاکستان میں اورسیر ملازم ہوئے ۔ بہترین کارکردگی پر انعام حاصل کیا اب پاکستان انٹرنیشنل ایرویز میں تعینات ہیں
۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں زیارات عراق و ایران سے مشرف ہوئے —— آپ کا عقد نسیم زہرا دختر مولوی سید امتیاز علی ابن سید
ممتاز علی ساکن نور پور پرگنہ امروہہ سے ہوا ۔ دو پسر ۱ سید محمد مجتبےٰ ۱۲ر شوال سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۶۷ء
کو ۔ ۲ سید محمد مرتضیٰ ۳ر شعبان سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۸ء کو تولد ہوا ۔ (۴۶) سید تقی رضا عرف تقن ابن
سید ذاکر حسین عرف حسینی ۔ ولادت ۹ر ربیع الاول سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۶ر مارچ سنہ ۱۹۴۳ء ۔ ہوشیار ۔ ذی علم ۔ آپ ۱۰ر صفر سنہ ۱۳۶۷ھ
مطابق ۲۴ر دسمبر سنہ ۱۹۴۷ء کو پاکستان آئے ۔ کراچی میں میٹرک اور بی ایس سی پاس کیا ہے ۔ آپ حبیب شوگر مل نواب شاہ میں
بعہدہ کیمسٹ ملازم ہیں آپ کا عقد حدیث فاطمہ دختر سید محمد مختار ابن ڈاکٹر سید محمد عوض زیدی ساکن محلہ جاہ بقا گذری سے ہوا
(۴۶) سید جعفر رضا عرف جعفن ابن سید ذاکر حسین عرف حسینی ولادت تقریباً سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق سنہ ۱۹۴۴ء آپ سنہ ۱۳۶۷ھ
مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے زیر تعلیم ہیں آپ کا عقد نگہت جبین دختر سید ناصر حسین ابن سید صابر حسین چچا کی دختر سے ہوا ۔
(۴۶) سید عابد رضا ابن سید ذاکر حسین عرف حسینی ۔ ولادت رمضان سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق اگست سنہ ۱۹۴۶ء آپ سنہ ۱۳۶۷ھ
مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے ۔ کراچی میں تعلیم پائی ۔ بی کام میں پڑھ رہے ہیں ۔ (۴۵) سید باقر حسین ابن سید صابر حسین
ولادت تقریباً سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق سنہ ۱۹۱۳ء ۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا ۔ صفر سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان
آئے ۔ ویسٹ پاکستان ریلوے میں ہیڈ اکونٹنٹ ہیں ۔ آپ کا عقد مومنہ خاتون دختر مولوی سید محمد احمد ابن حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین
دانشمند سے ہوا ۔ تین دختر اور چار پسر ۱ سید محمد نصیر ۲ سید محمد بصیر ۳ سید محمد امیر ۴ سید محمد صغیر تولد ہوئے ۔ ایک دختر
ناصرہ خاتون کا عقد سید ذوالفقار حیدر ابن سید تصور حسین محلہ قاضی زادہ سے ہوا ۔ دوسری دختر جعفرہ بانو عرف قیصر بانو کا
عقد سید سبط حسنین ابن سید سبط نجف ساکن محلہ گذری سے ہوا تھا ۔ کہ بوجوہات صیغۂ طلاق جاری ہوا ۔ تیسری دختر حسن بانو
عرف پروین زیر تعلیم ہے ۔ (۴۶) سید محمد نصیر ابن سید باقر حسین ولادت سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق سنہ ۱۹۳۷ء ۔ ہوشیار
نیک کردار نیک اطوار ۔ آپ صفر سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے ۔ کراچی پولی ٹیکنیک اسکول سے الیکٹرک
انجینئرنگ کا ڈپلومہ کیا ۔ کچھ عرصہ کے آر ٹی سی میں سپروائزر رہے ۔ اب ٹیلی فون انڈسٹری میں اسسٹنٹ الیکٹریکل انجینئر ہیں
آپ کا عقد فاخرہ خاتون دختر مولانا سید محمد محسن ابن مولانا سید محمد کاظم دانشمند سے ہوا ۔ ایک دختر ثروت بانو اور ایک پسر

سید شاہد رضا ۶ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۶۷ء کو تولد ہوا۔ (۴۶) سید محمد بصیر ابن سید باقر حسین
ولادت ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء آپ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے۔ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں
میٹرک پاس کیا پھر لاہور میں بی۔ ایس۔ سی کیا اب سروے آف پاکستان میں ٹیکنیکل اسسٹنٹ ہیں۔ آپ کا عقد سرتاج سیدہ دختر
سید آفتاب احمد مسلم ابن مولوی سید محمد احمد دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید ساجد رضا ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶ جولائی
۱۹۶۸ء کو تولد ہوا۔ (۴۶) سید محمد امیر ابن سید باقر حسین ولادت ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء آپ ۱۳۶۷ھ مطابق
۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے۔ زیر تعلیم ہیں۔ (۴۶) سید محمد صغیر ابن سید باقر حسین ولادت ذالحجہ ۱۳۶۶ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۷ء
پاکستان ہی میں تولد ہوئے۔ بی۔ ایس۔ سی تک تعلیم ہے۔ مزید تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ (۴۵) سید ناصر حسین ابن سید صابر حسین
ولادت ذیقعد ۱۳۳۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۵ء۔ ہوشیار، نیک عمل۔ بی اے۔ سی۔ ٹی تک تعلیم ہے۔ محکمۂ ڈاک میں ملازم ہیں
آپ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ پوسٹ آفس کے صیغۂ ڈائرکٹریٹ میں اسسٹنٹ
انچارج ہیں۔ آپ کا عقد طیبہ خاتون عرف مہ جبین فاطمہ دختر مولوی سید محمد نبی ابن حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔
تین دختر اور چار پسر ۱۔ سید محمد اشرف ۲۴ ذیقعد ۱۳۷۲ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۵۳ء کو ۲۔ سید محمد ارشد ۹ صفر ۱۳۷۶ھ مطابق
۱۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کو ۳۔ سید محمد کوثر ۲ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۵۸ء کو ۴۔ سید محمد قیصر ۷ رمضان ۱۳۸۴ھ
مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۶۵ء کو تولد ہوا۔ ایک دختر زہرا جبین کا عقد سید غلام الثقلین ابن سید علی عرف ابن محمد ساکن محلہ شفاعت پوتہ
سے ہوا۔ دوسری دختر قادرہ خاتون کا عقد سید نور عین ابن سید علی عرف ابن محمد ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ تیسری دختر نگہت جبین
کا عقد سید جعفر رضا عرف جعفن ابن سید ذاکر حسین عرف حسینی سے ہوا۔ (۴۵) سید باصر حسین ابن سید صابر حسین ولادت تقریباً
۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء۔ ہوشیار ملنسار میٹرک تک تعلیم ہے۔ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔
کچھ عرصہ کراچی کارپوریشن میں ملازم رہے۔ پھر ادارۂ ترقیات کراچی میں بلڈنگ انسپکٹر رہے۔ اب تجارت کرتے ہیں۔ آپ کا عقد شان زہرا
دختر مولوی سید محمد ابن سید آل مرتضیٰ ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ ایک دختر تسنیم زہرا اور پانچ پسر ۱۔ سید نذر عباس تقریباً ۱۳۷۷ھ
مطابق ۱۹۵۷ء میں ۲۔ سید باقر عباس تقریباً ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں ۳۔ سید اطہر عباس تقریباً ۱۳۸۵ھ مطابق
۱۹۶۵ء میں ۴۔ سید ظفر عباس تقریباً ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) الحاج مولوی
سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین ولادت تقریباً ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء عالم علم دین استاد الافاضل۔
گراں گوش۔ محرور المزاج۔ ابتدائے عمر سے ہی طبیعت اعمال صالحہ کی طرف مائل تھی۔ سن شعور کو پہنچ کر تحصیل علم کی طرف راغب
ہوئے۔ انگریزی مڈل پاس کیا۔ علم دین کی طرف متوجہ ہوئی تو فارسی عربی پڑھنے لگے۔ کچھ عرصہ مولوی محمد امین صاحب سے پڑھا۔
پھر از خود کتب علمیہ کا مطالعہ کرتے رہے۔ اسی زمانے میں اہل خاندان نے بہ معیت حاجی سید اشرف علی عظیم آبادی محلہ دانشمندوں میں
ایک مدرسہ بنام اشرف المدارس قائم کیا۔ اول مولانا سید فرمان علی صاحب طاب ثراہ پھر مولانا سید محمد ہارون صاحب طاب ثراہ اس
کے صدر مدرس رہے۔ آپ نے ان دونوں صاحبان سے صرف نحو۔ اصول و فقہ و معانی و کلام و ادب میں استفادہ کیا۔ نیز اپنی ذاتی محنت
اور پیہم مطالعہ سے ان علوم میں مہارت حاصل کی۔ یہاں تک کہ درس دینا شروع کر دیا۔ اور خود کو تعلیم کے لئے وقف کر دیا۔ عالم جوانی
میں ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا۔ والد بزرگوار کو بیٹے سے انتہائی محبت تھی۔ لائق بیٹے کی مفارقت گوارا نہ
تھی۔ مانع ہوئے۔ یہ محرور المزاج تھے۔ علماء مجتہدین سے اس صورت حال کے بارے میں فتوے حاصل کئے بالآخر صلاح کار یہ ٹھہری کہ

والد بزرگوار کو بھی ہمراہ لے جائیں۔ الغرض والد بھی ہمراہ ہوئے۔ سید اصغر حسین ابن سید سجاد علی دانشمند اور سید نذیر علی ابن سید وزیر علی کو اپنے ہمراہ لیا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ اور زیارات مدینہ منورہ نجف اشرف کربلا کاظمین وسامرہ سے شرفیاب ہوکر وطن واپس ہوئے۔ پھر دوبارہ ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں اپنے قبیلے کو ہمراہ لیکر حج کا قصد کیا۔ سید نور الحسن ابن سید نذر علی دانشمند و سید امتیاز حسن ابن سید رحمت علی دانشمند و سید افضل حسین ابن سید مظفر حسین دانشمند و سید محمد تحسین ابن حکیم سید عنایت حسین دانشمند و سید قربان علی ابن سید امان علی دانشمند اور ان کے نو داماد سید صابر حسین ابن سید ضامن حسین دانشمندان کے ہمراہ تھے۔ مگر بوجہ بد معاملگی اہل جہاز طواف حرم محترم و زیارات مدینہ منورہ سے محروم رہے۔ محض زیارات نجف اشرف کربلا کاظمین وسامرہ سے شرفیاب ہوکر وطن واپس ہوئے۔ پھر تیسری مرتبہ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۰۱ء میں سید امیر حسن ابن سید مظہر علی دانشمند گورنمنٹ کے مقرر کردہ منتظم زوار ان مشہد مقدس مقیم کوئٹہ کی تحریک تحریص پر زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام و زیارات عراق کا ارادہ کیا۔ سید فیاض حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند معہ ان کی اہلیہ سیدہ خاتون۔ سید انوار حسن خاں ابن سید محسن خاں معہ ان کی والدہ فصیح النسا دانشمند و سید رئیس الحسن ابن سید مظہر حسن دانشمند و مدینہ خاتون دختر سید جواد حسین شمیم دانشمند زوجہ سید زائر حسن مقیم دانشمند (جو اس قافلہ میں تنہا فارسی دان تھیں) و سید اکبر نذر ابن سید اظہر علی نقوی مقیم دانشمندان و معصوم النساء دختر سید سلامت علی ابن سید جوہر علی زوجہ سید ابوالحسن ابن قاضی سید غفور بخش مقیم دانشمندان ہمراہ ہوئے۔ کوئٹہ بلوچستان پہنچے۔ راقم الحروف کی عمر آٹھ برس کی تھی مگر آپ کی کوئٹہ تشریف آوری اب تک قدرے قلیل یاد ہے۔

اس لئے کہ حاجی صاحب مرحوم گاہے گاہے اس حقیر کو دیکھ کر اس سفر کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ الغرض کچھ دن کوئٹہ میں قیام فرمایا۔ اس حقیر مولف کے والد بزرگوار کو عزت میزبانی سے سرفراز فرمایا۔ حاجی سید ظل حسین جو پہلے سے کوئٹہ میں موجود تھے یہاں اس قافلہ میں شریک ہوئے بعدش حاجی سید ظل حسین کے والد بزرگوار سید نثار حسین دانشمند بھی کوئٹہ آکر قافلہ میں شریک ہوگئے۔ الحاصل جب سید امیر حسن دانشمند نے عماریاں کجاوے۔ اونٹ اور سانڈنیوں کا انتظام خاطر خواہ کر دیا اور دیگر مشتاقان زیارت بھی جمع ہوگئے تو اس بڑے قافلے کا کوئٹہ سے ایران کی طرف سفر شروع ہوا۔ ان دنوں کوئٹہ سے ایران کا سفر کرنے کی دشواریاں آج فہم و قیاس میں بھی نہیں آسکتیں۔ جنگل بیابان طویل میدان۔ سر بفلک پہاڑ۔ راتوں کا سفر۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا خوف۔ کئی کئی منزل تک پانی نایاب تھا۔ کھالوں میں اونٹوں پر پانی ہمراہ رکھنا پڑتا تھا۔ پگڈنڈی کے طریقے پر کچا راستہ تھا۔ عجیب جان جوکھوں کا سفر تھا۔ جناب حاجی صاحب نے ایک واقعہ بلکہ ایک معجزے کا ذکر بھی بیان فرمایا جو یہ تھا کہ اثنائے سفر میں ایک سنسان جگہ پر اچانک بندوقوں کی فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ اگرچہ قافلہ بڑا تھا اور زوار کثیر تعداد میں ہم سفر تھے پھر بھی یہ لوگ گھبرا گئے۔ یکایک دو سوار نقاب پوش عربی لباس میں نمودار ہوئے۔ اور ان سواروں نے اردو زبان میں حاجی صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ مرتضیٰ حسین تم لوگ یہیں ٹھہر جاؤ اور کسی طرف مت جاؤ اہل قافلہ میں باہمدگر سرگوشی ہونے لگی تو ان سواروں نے تحکم آمیز لہجے میں یہیں ٹھہر جانے کی تاکید کی اور اچانک نظروں سے غائب ہوگئے۔ تب یہ لوگ بہت روئے پیٹے پچھتائے اور افسوس کیا کہ یہ تو معجزے سے کوئی بزرگ آئے تھے۔ ہائے ہم نہ پہچانے اور ہم نے ان سے کچھ کیوں نہ مانگا۔ اس پہاڑ سے اترنے کے بعد مدینہ خاتون کے ایک لڑکی علویہ خاتون تولد ہوکر فوت ہوئی تو اثنائے راہ میں باغ سو سو حضرت امام رضا علیہ السلام میں اس کو دفن کرکے اپنا سفر جاری رکھا۔ الغرض بڑی بڑی تکالیف اور زحمت اٹھاکر مشہد مقدس پہنچ کر شرف زیارت حاصل کیا۔ خدا غریق رحمت کرے۔ اور زائرین میں شمار فرمائے۔ سید نثار حسین و سید اکبر نذر و سید رئیس الحسن نے اس سفر میں سفر آخرت اختیار کیا۔ بعد ازاں قم۔ عبد العظیم وغیرہ مقامات متبرکہ کی زیارات کرتے ہوئے۔ زیارات نجف اشرف

کربلا کاظمین سامرہ سے مشرف ہو کر ۱۲ صفر ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۰۲ء کو وطن مالوف واپس پہنچے۔ جب سید نورالحسن نوادا ابن سید نذر علی دانشمند نے چھ ہزار روپئے سال کی آمدنی کی جائیداد ان کی اور جناب مستطاب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن اعلی اللہ مقامہ اور سید محمد حسین صاحب دانشمند وغیرہ کی تحریک سے ۲۰ شوال ۱۳۲۲ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء کو مدرسہ اشرف المدارس کے نام وقف کی اور مدرسہ کا نام نورالمدارس ہوگیا۔ اور کوٹھی لب سڑک معمرہ سید ولایت حسن ابن سید نذر علی میں قائم ہوگیا تو حاجی صاحب اس مدرسے کے صدر مدرس اور منتظم مقرر ہوئے۔ آپ نے اس مدرسہ کو بام ترقی پر پہنچا دیا۔ نہ صرف امروہہ بلکہ بیرونجات میں بھی اس مدرسے کی بڑی شہرت ہوئی اور طلباء کی کثیر تعداد نے اس مدرسے میں تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ قابلیت واستعداد حاصل کی اور فیضیاب ہوئے۔ مگر جب نورالحسن صاحب کا انتقال ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء میں ہوگیا۔ تو ان کے ورثا نے مدرسے کے انتظام میں خلل اندازی کی۔ تب حاجی صاحب نے مدرسے سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور اپنے مکان پر ہی طلباء کو درس دینا شروع کردیا۔ آپ مطالعہ وتدریس کے بڑے شوقین تھے۔ آپ کو منطق فلسفہ اور عربی ادب میں خاص ذوق حاصل تھا۔ اعلیٰ تعلیم کے طلباء کو تو پڑھاتے ہی تھے مگر ابتدائی تعلیم والے بچوں کے پڑھانے میں بھی عار نہ سمجھتے تھے۔ اس حقیر صغیر مولف کتاب ہذا کو بھی نہایت شفقت سے زیر نگاہ رکھتے تھے اور خوب خوب زجر وتوبیخ کیا کرتے تھے۔ اور ہر طرح کی امداد دیکر پڑھانے کے کوشاں تھے۔ آپ نماز شب میں بھی طلباء کی کامیابی کے لئے رو رو کر بلند آواز سے دعائیں کیا کرتے تھے۔ خود تو آہستہ بولتے تھے۔ مگر گرانی گوش کی وجہ سے طلباء کی اچھی خاصی ورزش ہوجاتی تھی۔ آپ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ باوجود مربیانہ شفقت و محبت کے طلباء پر ان کی ہیبت اور رعب طاری رہتا تھا۔ اپنے اور غیر سب ہی ان کے علم وفیض کے معترف تھے۔ چنانچہ محمود احمد عباسی مولف کتاب معاویہ ویزید جیسے متعصب شخص نے اپنی تصنیف تذکرۃ الکرام میں حاجی صاحب کا ذکر بدیں الفاظ کیا ہے (حاجی مولوی سید مرتضیٰ حسین کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی اور قویٰ بھی ضعیف ہوگئے تھے مگر اپنے مکان پر اب تک درس دیتے رہے۔ موزوں طبع بھی تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ جو زیادہ تر مناجات۔ حمد ونعت ومنقبت میں ہیں۔ تذکرۃ الکرام کی دوران کتابت ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۳۱ء کو انتقال فرمایا۔ اوائل عمر میں نہایت خوش الحانی سے مواعظ حسنہ ومجالس عزا پڑھا کرتے تھے۔)

آپ کی سب سے پہلی تصنیف عقائد مرتضوی فقہ واصول خصوصاً شرح باب حادی عشر مصنفہ ملا ابوالفتح حسینی علیہ الرحمہ وشرح باب مذکور مصنفہ فاضل مقداد علیہ الرحمہ پر مبنی تھی۔ پھر ایک رسالہ مصطلحات منطق وفلسفہ کی وضاحت میں حسب فرمائش الحاج مولانا سید اعجاز حسن صاحب طاب ثراہ ساکن محلہ گذری تحریر فرمایا۔ آخر عمر میں چہل حدیث اور چہل سورہ ہائے توریت کا ترجمہ کر کے شائع اور تقسیم کیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حاجی صاحب امروہہ میں ایک بلند منارۂ علم تھے۔ جس کی روشنی سے نہ صرف سادات امروہہ بلکہ دور دور کے تشنگان علم فیضیاب ہوئے۔ آپ کے طلباء کی فہرست بہت طویل ہے جو اس حقیر مولف کے شمار میں ہی نہیں آسکتی۔ الغرض آپ کا دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد سیدہ خاتون دختر سید نذر علی ابن سید حسن رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد حسینہ خاتون دختر سید محمد محسن خاں ابن سید محمد حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے تین دختر اور چار پسر ۱۔ سید یوسف حسین ۲۔ سید محمد احمد ۳۔ سید حسن مجتبےٰ ۴۔ سید محمد نبی تولد ہوئے۔ دختر کلاں حسنیہ خاتون کا عقد سید صابر حسین ابن سید ضامن حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر نجفیہ خاتون کا عقد سید غلام اکبر ابن اکبر حسین ساکن محلہ صابون گران (بھوکا) سے ہوا۔ تیسری دختر سکینہ خاتون کا عقد ڈاکٹر سید محمد عیوض ابن سید فتح حسین زیدی ساکن محلہ چاہ بقا گذری سے ہوا تھا کہ قبل رخصتی فوت ہوگئی۔ دوسری زوجہ حسینہ خاتون سے دو دختر اور تین پسر

ع۱ سید محمد رضا ع۲ سید تجمل حسین ع۳ سید نور عین تولد ہوئے۔ ایک دختر زائرہ خاتون کا عقد سید ذکی حسن ابن سید مبارک سید ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ دوسری دختر مبینہ خاتون کا عقد سید رضی حسن عرف میاں جان ابن سید ذکی حسن دانشمند سے ہوا تھا کہ شوہر کا انتقال زمانۂ نو عروسی میں ہو گیا۔ تب عقد ثانی مولوی سید علی حسن عرف دہنا ابن سید ذکی حسن مذکور سے ہوا۔ آپ نے ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۱۹۳۱ء کو رحلت فرمائی۔ (۴۳) سند العلما مولانا سید یوسف حسین نجفی طاب ثراہ ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء۔ عالم باعمل۔ مجتہد العصر۔ خوش اخلاق۔ منکسر المزاج درسیات صرف و نحو۔ منطق و فلسفہ فقہ و اصول فقہ اپنے پدر عالی قدر سے پڑھ کر بہمراہی اپنے ہم سبق مولانا سید سبط نبی صاحب نوگانوی بغرض تکمیل علوم دینیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں سفر عراق اختیار کیا۔ تقریباً نو سال عراق میں مقیم رہے۔ علمائے جید سے استفادہ کیا۔ بعد تکمیل درس کتب متداولہ دو تین سال درس خارج حجۃ الاسلام سید محمد کاظم طباطبائی اعلیٰ اللہ مقامہٗ و آقا سید ابو الحسن صاحب اصفہانی اعلیٰ اللہ مقامہ میں شریک رہکر اجازہ ہائے اجتہاد حاصل کئے اور تقریباً ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء میں وطن مالوف امروہہ تشریف لائے۔ آپ نہایت خلیق و ملنسار تھے۔ عراق میں بھی اہل وطن سے ملکر بہت خوش ہوتے تھے اور حتی الامکان محبت و یگانگت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرتے تھے۔ چنانچہ اس حقیر صغیر مولف کتاب ہذا کو خوب یاد ہے کہ جب شوال ۱۳۲۳ھ مطابق دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنے والد محترم سید امیر حسن اور والدۂ معظمہ لطافت النسا مرحومہ اور ہمشیرہ عزیزہ حمیدہ خاتون کے ہمراہ زیارات مشہد مقدس کے بعد ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں نجف اشرف پہنچے تھے تو یہ دونوں صاحبان وہاں موجود تھے اور نہایت شوق و محبت کے ساتھ ملنے آئے تھے اور پھر قیام کربلا تک برابر آمد و رفت جاری رہی۔ صاحب شجرات سادات امروہہ نے اپنی کتاب میں اور کسی تاریخ داں نے رسالہ مجلہ کراچی میں ان جناب کا عراق جانا ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں لکھا ہے اور واپسی ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں لکھی ہے۔ حالانکہ یہ حقیر صغیر چشم دید گواہ ہے کہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں وہ دونوں صاحبان عراق میں موجود تھے۔ چنانچہ جب یہ حضرات عراق سے تشریف لائے تو ایک بزرگ سید محمد علی زائر رضوی تقوی زیدپوری جن سے عراق میں تعلقات تھے مبارکباد کے لئے امروہہ تشریف لائے اور کامل دو مہینے مولانا کے دولت کدے پر قیام کر کے کتاب زیدیہ مولوی سید اکبر حسین عبرت دانشمند کی نقل اور حالات ساکنان محلہ دانشمندان کا مزید اضافہ کر کے ۸ر شعبان ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۲ر جولائی ۱۹۱۴ء کو واپس زیدپور گئے۔ کتاب کی نقل سید ظہور الحسین فروغ سیتاپوری کو دی۔ جس کو جناب فروغ نے مولوی سید بدر الحسن دانشمند رضوی تقوی امروہوی تحصیلدار بھنڈیہ ریاست محمود آباد سے مزید تصحیح کرا کر اپنی کتاب شجرات طیبات میں ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں شامل کر کے طبع کرایا۔ کتاب موجود ہے۔ الغرض امروہہ آکر جناب سند العلما نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور جناب الحاج مولانا سید محمد عبادت صاحب امام جمعہ و جماعت جامع اشرف المساجد کی نابالغی کے زمانے میں نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔ آپ کچھ عرصہ مدرسۂ نور المدارس کے پرنسپل رہے۔ جب مدرسہ خاندانی نزاعات کا آماجگاہ بن گیا تو آپ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں سید محمد حسین صاحب شوق ڈپٹی کلکٹر سکریٹری ڈ[illegible] منصبیہ میرٹھ کے اصرار پر میرٹھ جاکر اس مدرسے کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ مولانا کا قیام اس مدرسے میں صرف چند سال رہا۔ مگر اس مدت میں مدرسے کے نظم و نسق میں بہت بہتری ہوئی۔ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں جناب مولانا سید عباس حسین صاحب طاب ثراہ شیعہ ڈین مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے انتقال کے بعد ان جناب کا تقرر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں بحیثیت شیعہ ڈین ہوا۔ اور آپ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء زمانۂ فوتیدگی تک اسی خدمت پر فائز رہے۔ مولانائے موصوف

یونیورسٹی اکیڈمک کونسل کے ممبر تھے۔ آپ کو صاحبزادہ آفتاب احمد خاں۔ نواب سر مزمل اللہ خاں سر شاہ محمد سلیمان اور سر راس مسعود
کا یکساں اعتماد حاصل تھا۔ مولانا اپنی خوش اخلاقی کی بنا پر یونیورسٹی میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ چنانچہ آپ سنی دینیات کمیٹی کے بھی ممبر تھے۔
(حسب تحریر سفرنامہ خضر راہ مرتبہ جناب سید سردار مہدی الرضوی زید پوری ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۵ء،) مطبوعہ شیعہ کالج میگزین
لکھنؤ۔ آپ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں زیارات عتبات عالیات عراق سے فارغ ہوکر زیارات مشہد مقدس سے شرفیاب ہوئے
اور ۵ر ربیع الاول ۱۳۵۱ھ مطابق ۸ر جولائی ۱۹۳۲ء کو مشہد سے روانہ ہوکر اپنے مسکن پر واپس آئے۔ مگر واپسی پر مولانا کی طبیعت اور
صحت خراب ہوگئی اور تپ دق میں مبتلا ہوگئے۔ پس امروہہ آگئے۔ آخر ۲۸ر شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو یہ آفتاب علم
غروب ہوگیا اور امام باڑہ وزیر النسا محلہ دانشمندان کی شہ نشین میں دفن ہوئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد تقیہ خاتون دختر
سید عباس حسین ابن سید کاظم حسین دانشمند سے ہوا۔ کلا ولد رہیں۔ دوسرا عقد محامدہ خاتون دختر سید حسن جعفر عرف پیارے جان
ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید شبیہ الحسن عرف سید ہاشم رضا ۲۔ سید قا[illegible]
ہوئے۔ بڑی دختر مجتہدیہ خاتون کا عقد سید محفوظ حسن ابن سید مسعود الحسن عرف جوکھا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کمسن فوت ہوئی
تیسری دختر مصطفائی خاتون کا عقد سید کمی حسن ابن قاضی سید علی حسن ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ (۴۴) سید شبیہ الحسن عرف
سید ہاشم رضا ابن مولانا سید یوسف حسین مجتہد۔ ولادت ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق اگست ۱۹۲۸ء۔ لائق و فائق۔ ہوشیار
تابعدار۔ آپ نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ آپ ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے نیشنل بنک آف پاکستان
میں ملازم ہیں۔ آپ کا عقد شباب فاطمہ دختر سرکار حسن ابن سید انجم حسن دانشمند سے ہوا۔ جو علاوہ اور دیگر سامان جہیز کے ایک مکان
بھی جہیز میں لائی۔ ایک دختر فاطمہ یوسف اور دو پسر ۱۔ سید رضا یوسف ۱۸ر رجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۶۵ء کو۔ دوسرا
حسین یوسف ۸ر جمادی الاول ۱۳۹۱ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۷۱ء کو تولد ہوا۔ (۴۴) سید قاسم رضا ابن مولانا سید
یوسف حسین مجتہد۔ ولادت ۵ر ذالحجہ ۱۳۵۱ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۳۳ء۔ لائق ہوشیار۔ انگریزی مڈل تک پڑھ کر ادیب اور
ادیب ماہر کے امتحانات پاس کئے۔ ہمدرد دواخانہ دہلی میں ملازم ہیں۔ مستقل سکونت امروہہ میں ہے۔ آپ کا عقد تصویر فاطمہ دختر
سید وحید الدین ابن سید ظہیر الدین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر یوسفیہ خاتون اور مرتضویہ خاتون تولد ہوئیں زیر تعلیم ہیں۔
(۴۴) مولوی سید محمد رضا ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ولادت ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ء۔ قطعہ تاریخ ولادت
از مولوی سید اکبر حسین عبرت: از شاخ نو میوۂ دل بر آمد۔ جس سے ۱۳۰۷ھ کے عدد بر آمد ہوتے ہیں۔ لائق ہوشیار آپ نے
الہ آباد یونیورسٹی سے ملا کا امتحان پاس کیا۔ محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔ آپ کا عقد ذہینہ خاتون دختر زوجہ اول سید ذکی حسن ابن
سید مبارک سعید ساکن محلہ سدو سے ہو۔ تین دختر اور تین پسر ۱۔ سید احمد رضا ۲۔ سید رضا احمد عرف منا ۳۔ سید علی رضا تولد
ہوئے۔ ایک دختر حاذقہ خاتون کا عقد سید عزادار حسین عرف اچھے جان ابن سید مہدی علی دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر
ناطقہ خاتون کا عقد سید علی احمد ابن سید نبی حسین گولی والے ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسری دختر بارقہ خاتون کا عقد سید
حسن احمد ابن سید نبی حسین گولی والے ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ آپ نے ۲۹ر شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۵ر اپریل ۱۹۲۴ء
کو رحلت کی (۴۴) سید احمد رضا ابن مولوی سید محمد رضا ولادت تقریباً ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء۔ ذی علم جفاکش
آپ کا عقد سکینہ خاتون دختر سید نبی حسین ابن سید امداد علی گولی والے ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ ایک دختر شاہ نواز بانو
اور تین پسر ۱۔ سید کاظم رضا تقریباً ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں ۲۔ سید ناظم رضا تقریباً ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں

ع۳ سید عالم رضا تقریباً ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۴) سید رضا احمد عرف منّا ابن مولوی سید محمد رضا۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء۔ محنتی، جفاکش، نیک چلن۔ آپ کا عقد عاشقہ خاتون دختر بطن زوجہ اول حکیم سید محمد مہدی عرف نور نظر ابن سید صفدر نذر دانشمند بیوہ برادر متوفی سید علی رضا سے ہوا۔ دو پسر ع۱ سید رضا علی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں ع۲ سید رضا حسن ۲ رمضان ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۶۲ء کو تولد ہوا۔ آپ اور بچے امروہہ میں مقیم ہیں بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) سید علی رضا ابن مولوی سید محمد رضا۔ ولادت تقریباً ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۲ء۔ لایق و ہونہار۔ میٹرک پاس کرکے اس حقیر صغیر مولف کتاب ہذا کے پاس دہلی چلے گئے۔ کچھ دنوں میں ان کو محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ میں ملازم کرا دیا۔ جب ۷ ماہ رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی تو آپ کا تبادلہ پاکستان مقام لاہور ہوگیا۔ مگر بیمار ہوگئے اور تپ دق میں مبتلا ہوگئے۔ آپ کا عقد عاشقہ خاتون عرف نور زہرا دختر بطن زوجہ اول سید [illegible] عرف نور نظر ابن حکیم سید صفدر نذر دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر سکندر شمیم عرف روح زہرا تولد ہوئی جس کا عقد سید محمد ابوطالب ابن سید معروف حسن خاں ساکن محلہ چھبوترہ سے ہوا۔ آپ نے لاہور میں ۸ محرم ۱۳۶۸ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۴۸ء کو رحلت کی۔ نوجوان بیوہ اور شیر خوار دختر روح زہرا باقی رہی۔ (۴۳) مولوی سید محمد احمد ابن الحاج سید مرتضیٰ حسین۔ ولادت ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء نیک خصلت نیک افعال، صالح الاعمال، ذی علم، سادہ مزاج نور المدارس دانشمندان میں والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کی۔ الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل ادب کا امتحان پاس کیا محکمۂ تعلیم میں اردو فارسی کے مدرس مقرر ہوئے۔ آخر حسین آباد ہائی اسکول لکھنؤ سے ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں پنشن یاب ہوئے۔ لکھنؤ میں مقیم رہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد تقیہ خاتون دختر جناب نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب طاب ثراہ دانشمند سے ہوا بعدہٗ توفیٔ زوجۂ اول دوسرا عقد مہ جبین دختر سید محمد ذہین ابن محمد حسین دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے پانچ دختر اور ایک پسر سید آفتاب احمد مسلم تولد ہوئے ایک دختر مومنہ خاتون کا عقد سید باقر حسین ابن سید صابر حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر خاتون دولت کا عقد مولانا سید محمد محسن ابن مولانا محمد کاظم دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر فاضلہ خاتون کا عقد سید مسعود الحسن ابن مولوی سید بشیر حسن ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ چوتھی دختر عادلہ خاتون کا عقد اول سید آل مرتضیٰ ابن سید ذاکر حسین ابن مولوی سید جواد حسین زیدی ساکن محلہ لوگیان مقیم محلہ تختشی سے ہوا تھا کہ دو سال بعد ہی شوہر کا انتقال ہوگیا تب عقد ثانی سید علی کاظم ابن سید محمد کاظم دانشمند سے ہوا۔ پانچویں دختر رضیہ خاتون کا عقد سید محمد عالم ابن سید علی کاظم دانشمند سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے دو دختر قیصر بیگم اور گوہر بیگم جو زیر تعلیم ہیں اور پانچ پسر ع۱ سید سلطان احمد ع۲ سید شہنشاہ احمد ع۳ سید خورشید احمد ع۴ سید ذہین احمد ع۵ سید شہزاد احمد تولد ہوئے۔ آپ نے ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں بمقام لکھنؤ رحلت کی (۴۴) سید آفتاب احمد مسلم ابن مولوی سید محمد احمد۔ ولادت ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء۔ باتمیز۔ بامروت۔ ذی عزت۔ سیاست داں۔ قومی لیڈر۔ آپ نے نور المدارس دانشمند اور لکھیم پور کھیری میں تعلیم پاکر لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے تک تعلیم پائی۔ محکمۂ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف میں ملازم ہوئے۔ ۷ رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کو تبادلہ ہوکر لاہور میں تعینات ہوئے۔ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں انجینئرنگ سپروائزر ٹیلیگراف مقرر ہوئے۔ اب محکمہ ٹیلیفون کراچی میں اگزیکٹیو انجینئر ہیں فرسٹ کلاس گزیٹیڈ افسر ہیں۔ آپ اسکول۔ کالج اور یونیورسٹی کی زندگی میں ہمیشہ ممتاز اسپورٹسمین کی حیثیت سے رہے۔ لکھیم پور کھیری میں جہاں اسکول کی زندگی گذاری وہاں کرکٹ کے کپتان رہے۔ شیعہ کالج میں ہاکی ٹیم کے کپتان رہے۔ یونیورسٹی میں فٹ بال اور ہاکی ٹیم کے ممتاز رکن رہے۔ لکھنؤ ڈسٹرکٹ ٹیم کے ممبر رہے۔ مسلم ینگ میں لکھنؤ کی ہاکی ٹیم کے کپتان رہے۔ اس طرح بیک وقت

دانشمند ۲ منکوحہ سید حسین علی ابن سید غلام علی دانشمند ۳ منکوحہ مولوی سید احمد علی ابن سید امانت علی دانشمند تولد ہوئیں۔
دوسری زوجہ سے ایک دختر منکوحہ سید کریم الدین ابن سید غلام قادر دانشمند اور ایک پسر سید قاسم علی تولد ہوئے۔ تیسری زوجہ
سے ایک دختر منکوحہ سید قوام علی خاں ابن سید فرزند علی خاں ساکن محلہ شفاعت پوتہ تولد ہوئیں۔ (۴۰) **سید قاسم علی** زوار
ابن سید دوست علی۔ آپ زیارات نجف کربلا کاظمین و سامرہ سے شرف یاب تھے۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد نعیم النسا دختر
سید رحیم رضا ابن سید علی رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد سفر زیارات میں ایک زن غیر کفو مجہول النسب سے کیا۔ جو حجن کے نام
سے مشہور تھیں۔ تیسرا عقد دختر سید امیر علی ابن سید عنایت محی الدین محلہ متولیان چاہ شور بچدرہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے بوجہ
اختلاف طبع کوئی اولاد نہیں ہوئی دوسری زوجہ حجن سے دو دختر ۱ منکوحہ سید ذوالفقار علی ساکن محلہ جعفری (بھوکا) ۲ منکوحہ
سید رحیم علی ابن سید حسین علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ۔ تیسری زوجہ کی دختر بتول دولت عرف جیونی منکوحہ حاجی سید مظہر احمد
ابن حاجی سید شمس الدین دانشمند تولد ہوئیں۔ آپ کے اولاد نرینہ نہیں ہوئی (۳۹) **سید امانت علی** ابن سید حسین رعنا۔
مومن خوش عقیدہ، نیک طبیعت نیک طینت تھے تقریباً اسی (۸۰) سال زندہ رہے۔ تمام عمر تلاوت کلام پاک میں گذاری۔ دو دن میں
ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ اور بہت سے اطفال خورد سال کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید رحیم بخش ابن سید غلام مرتضیٰ
دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور ایک پسر سید احمد علی تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید محمود علی ابن سید امیر علی ساکن محلہ گندری سے ہوا۔
(۳۰) مولوی **سید احمد علی** ابن سید امانت علی۔ مومن بے ریا۔ محب آل عبا۔ نیک عمل نیک معاش۔ علم فارسی میں بے مثل و بہمتا۔
لائق فائق۔ فن عروض کے ماہر۔ شاعر ذی استعداد۔ مالک فکر رسا۔ لغات۔ انشا۔ قواعد و عروض وغیرہم کی بہت سی کتابیں ان کے پاس
موجود تھیں۔ شہر میں مشہور و معروف تھے۔ اکثر نوجوان سبق و اصلاح لینے آیا کرتے تھے اور نکات دقیقہ معلوم کر جاتے تھے۔ جائیداد
متروکہ بقدر ضرورت رہ گئی تھی۔ پس نواح دہلی میں مواضعات کا ٹھیکہ لینے لگے مگر اس میں بھی نقصان ہوا۔ اپنی بقیہ جائیداد بھی جاتی
رہی۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید دوست علی چچای دختر سے ہوا جو لاولد رہیں۔ دوسرا عقد دختر سید منور علی ابن
سید غلام محی الدین ساکن محلہ کوٹ سے ہوا۔ اس زوجہ سے چار دختر اور ایک پسر سید مبارک حسن عرف منگا تولد ہوئے۔ ایک دختر
وحید النسا کا عقد سید ظہور حسن ابن سید اعظم علی ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسری دختر زہرا خاتون کا عقد سید نثار حسین ابن سید
مہربان علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید اشرف علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ چوتھی دختر کبریٰ خاتون کا عقد
سید محمد عباس ابن سید علی احمد دانشمند سے ہوا۔ (۴۱) **سید مبارک حسن** عرف مولوی منگا۔ ابن مولوی سید احمد علی۔
بقدر ضرورت تعلیم پائی۔ کچھ عرصہ ریلوے پولیس میں ملازم رہ کر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد ؟ النسا
دختر سید محمد نذر ابن سید منور علی ماموں کی دختر ساکن محلہ کوٹ سے ہوا۔ دو پسر تولد ہو کر مادر و پسر تینوں فوت ہو گئے دوسرا عقد
رزینہ خاتون دختر سید احسن علی ابن سید علمدار علی دانشمند سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱ کم سن فوت ۲ سید اشفاق حسین تولد
ہوئے۔ ایک دختر فاطمہ خاتون کا عقد مولانا سید مسرور حسن ابن سید معجز حسین دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر ؟ خاتون کا عقد سید
منور علی ابن سید انظار حسین ساکن محلہ گندری سے ہوا تھا کہ شوہر جوان مرگ ہو گئے اور یہ بحالت بیوگی ؟ اپنی لڑکیوں کے محلہ
دانشمندان میں مقیم رہیں۔ اب پاکستان کراچی میں اپنی لڑکیوں کے پاس مقیم ہیں۔ موصوف الصدر نے ۱۰ محرم ۱۳۲۹ھ مطابق
۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو رحلت کی۔ (۴۲) **سید اشفاق حسین** بیگس ابن سید مبارک حسن عرف مولوی منگا۔ ولادت
۱۴ رجب ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء۔ ہوشیار۔ عقلمند۔ سیاست داں۔ سوشل ورکر والد بزرگوار نو سال کی عمر

میں چھوڑ کر فوت ہوگئے تو آپ لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں پڑھتے بھی رہے۔ اور فن نجاری حاصل کیا۔ ربیع الآخر ۱۳۵۵ھ مطابق
جون ۱۹۳۶ء میں اپنی ہمشیرہ کو معہ بچوں کے پہنچانے مولانا سید سرور حسن کے طلبیدہ۔ ٹنگانیکا افریقہ چلے گئے وہاں ذاتی مطالعہ میں
مشغول رہے۔ کافی عرصہ افریقہ میں رہے۔ آخر افریقہ سے واپس آکر سی۔ او۔ ڈی دہلی میں ملازم ہوئے اور ڈپلومہ لیا۔ دوران ملازمت جب
مزدوروں کی یونین بن گئی تو آپ اس کے صدر منتخب ہوئے۔ یونین نے اپنے مطالبات کے سلسلے میں آل انڈیا ہڑتال کی تو یہ بھی جیل چلے گئے
جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ء میں جیل سے رہا ہو کر ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی پیر الٰہی بخش
کالونی میں قیام کرکے دودھ کا کاروبار کرنے لگے۔ بحیثیت سوشل ورکر بہت مقبول رہے۔ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء کے انتخابات میں
اس حلقے سے بیسک ڈیماکریسی کے ممبر منتخب ہوئے۔ آپ کا تخلص بیکس ہے۔ کلام سننے اور دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ سید آفتاب احمد
مسلم دانشمند کے رسالۂ مجلے کے ایڈیٹر پرنٹر پبلشر رہے۔ سرفراز۔ رضاکار۔ نظارہ لکھنؤ میں مضامین شائع ہوتے رہے۔ آپ کا عقد
جناب بانو دختر ماسٹر سید سراج الحسن ابن سید ریاض الحسن مقیم محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تین دختر ۱۔ حسین فاطمہ منکوحہ سید تقی حیدر
ابن سید علی حیدر نقوی مقیم دانشمندان ۲۔ مہ جبین فاطمہ منکوحہ سید شبیہ الحسن ابن ماسٹر سید معراج الحسن چنوں والے ساکن محلہ قاضی زادہ
۳۔ شہناز فاطمہ زیر تعلیم اور چار پسر ۱۔ سید حبیب السیدین عرف ارمانی ۲۔ سید آفاق حسین عرف فرمانی ۳۔ سید وقار حیدر
۴۔ سید نسیم حیدر تولد ہوئے۔ آپ نے فیڈرل بی ایریا امروہہ کالونی میں ایک مکان (۲/۲ بلاک) بنا لیا ہے۔ اسی مکان کی دکان میں (دانشمند
ہارڈ ویئر) کے نام سے کاروبار کر رہے ہیں (۴۳) سید حبیب السیدین عرف ارمانی ابن سید اشفاق حسین بیکس۔ ولادت
۱۰ محرم ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء آپ والدین کے ہمراہ پاکستان آئے۔ انٹر تک تعلیم حاصل کی۔ کراچی پولی ٹیکنیک سے اوورسیر
کا ڈپلومہ لیکر کراچی میونسپل کارپوریشن میں اوورسیر ہیں۔ آپ کا عقد پروین اختر دختر سید رضی حسن ابن سید ریاض الحسن ساکن
محلہ قاضی زادہ سے ہوا کہ دو پسر سید مبارک سیدین عرف شہزاد ۱۱ شوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۷۰ء کو تولد ہوا۔
اور دوسرا پسر سید اشفاق سیدین ۱۳ رجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۷۲ء کو تولد ہوا۔

(۴۳) سید آفاق حسین عرف فرمانی ابن سید اشفاق حسین بیکس۔ ولادت ۲۸ رجب ۱۳۶۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۴۸ء
بی اے میں زیر تعلیم ہیں کارپوریشن میں ملازم بھی ہیں۔ آپ کا عقد [illegible] یاسمین فاطمہ دختر سید آفتاب احمد مسلم ابن مولوی سید
محمد احمد دانشمند سے ہوا۔ (۴۳) سید وقار حیدر ابن سید اشفاق حسین بیکس ولادت ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء میٹرک
میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ (۴۳) سید نسیم حیدر ابن سید اشفاق حسین بیکس ولادت ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۴ء
زیر تعلیم ہیں۔ (۳۹) سید کرامت علی ابن سید حسین رضا۔ آپ کا عقد آپ کے چچا سید رحیم رضا کی دختر فہیم النساء سے ہوا۔
آپ کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ان کی زوجہ بحالت بیوگی اپنے باپ کے گھر قیام پذیر ہوگئی۔ (۳۸) سید کریم رضا ابن سید
علی رضا خاں۔ عالم دیندار باوقار تھے۔ آپ کا عقد دختر سید روشن دل ابن قاضی سید محمد فیاض سے ہوا۔ تین دختر تولد ہوئیں
ایک دختر کا عقد سید حسن رضا ابن سید حکیم رضا دانشمند سے ہوا دوسری دختر کا عقد سید دوست علی ابن سید حسین رضا دانشمند سے
ہوا۔ تیسری دختر زیب النساء کا عقد سید کبیر رضا ابن سید محمد رضا عرف مینگھا دانشمند سے ہوا۔ کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ آپ نے
سب سے بڑا کارنامہ یہ انجام دیا۔ بعد صعوبات سفر و اخراجات کثیر بذات خود زید پور تشریف لے گئے اور وہاں سے اصل کتاب زیدیہ
موروثی کی نقل کرلائے۔ بنا بر آں مولوی سید اکبر حسین عبرت دانشمند نے سادات نقوی دانشمندان کے حالات کا اضافہ کرکے
کتاب زیدیہ ترتیب دی۔ جو ایک معتبر اور مستند کتاب ہے اور جو آنے والی نسلوں کے لئے باعث آگاہی خاندانی حسب نسب حالات
ہوئی۔ (۳۸) سید رحیم رضا ابن سید علی رضا خاں۔ عالم و فاضل۔ دیندار ذی وقار جائیداد کثیر پر متصرف اور خوشحال

مرفہ الحال تھے۔ آپ کا عقد دختر سید اکرم علی ابن سید مجتبےٰ علی عرف چاند ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ اولاد نرینہ نہیں ہوئی تین دختر عقب رہیں ۱ فہیم النسا کا عقد سید کرامت علی ابن سید حسین رضا دانشمند سے ہوا۔ ۲ نعیم النسا کا عقد سید قاسم علی ابن سید دوست علی دانشمند سے ہوا کہ بوجہ اختلافِ طبع شوہر اولاد نہ ہوئی اور یہ دونوں بہنیں لاولد رہیں۔ تیسری دختر خیرالنسا عرف خیرن کا عقد سید نظام الدین عرف غلامی ابن سید مصطفےٰ علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ جن سے ایک دختر مسماۃ زینب زوجۂ سید افضل علی ابن سید فضل علی عرف گھو ساکن محلہ گذری تھیں۔ جنہوں نے ایک مسجد و چاہ محلہ گذری میں تعمیر کی اور مسماۃ خیرن اپنی دختر مسماۃ زینب ہی کے پاس رہتی تھیں۔ ان مسماۃ خیرن نے ہی امام باڑہ موسومہ امام باڑہ خیرن محلہ گذری میں اپنے ترکۂ پدری سے تعمیر کرایا اور اس کا متولی سید خادم حسین ابن سید ذاکر علی ساکن محلہ گذری کو مقرر کیا۔ مسماۃ فہیم النسا بیوہ ہو کر اپنے والد کے مکان مسکونہ میں سکونت پذیر ہوئیں اور اپنی بہن نعیم النسا زوجہ سید قاسم علی ابن سید دوست علی کو (جو اگرچہ بیوہ نہ تھیں مگر بوجہ مفارقت شوہر بیوہ مشہور و موسوم ہو گئی تھیں) اپنے پاس ہی بلا لیا۔ چونکہ ان دونوں بہنوں کے قبضے میں دو ثلث جائیداد ترکہ پدری تھی اور یہ دونوں بہنیں مکان متروکۂ پدری میں رہتی تھیں۔ تب ان دونوں نے اپنی تمام جائیداد تعزیتِ شہدائے کربلا علیہم السلام کے واسطے وقف کر کے حاجی سید شمس الدین ابن سید کریم الدین کو متولی قرار دیا اور اپنے مکانِ مسکونۂ موروثی کو امام باڑے کے نام سے موسوم کیا۔ متولی مذکور نے اس مکان مسکونہ کو منہدم کر کے از سرِ نو عمارت بہ طریق امام باڑہ تعمیر کی اور یہ رانڈوں کا امام باڑہ مشہور ہوا۔ اور اخراجات امام باڑے کے واسطے جائیداد زرعی وقف کی۔ اسی آمدنی سے اخراجات مجلس و امام باڑہ ہوتے تھے۔ فی الحال یہ امام باڑہ ورثاءؒ سید حکیم رضا و سید امام رضا پسران سید غلام موسیٰ رضا (جو سید علی احمد ابن سید شمس الدین کے نواسے ہیں) زیرِ تولیت و انتظام ہے۔ مگر فی الوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی وقف ہے ہی نہیں۔

(۳۷) سید محمد رضا عرف مینگھا ابن سید احمد رضا خاں۔ حسب فہرست منصبداران (جو مولانا حاجی سید اعجاز حسن صاحب طاب ثراہ کے پاس سے برآمد ہوئی اور جس کی نقل کتاب واسطیہ کے صفحہ ۵۶۲ پر درج ہے) آپ منصبداد داخل چوکی تھے۔ ان کے نام کے نیچے بیس ہزار دام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ اپنے بڑے بھائی سید علی رضا کی برابر صاحب حشمت و دولت تھے اور حسب تحریر زیدیہ صفحہ ۱۷ ان دونوں بھائیوں نے مثل صاحبزادگان دولت و حشمت بہت ناز و نعم سے پرورش پائی تھی۔ مگر آپس میں چشمک رکھتے تھے۔ اور حسب تحریر زیدیہ صفحہ ۱۹ سید محمد رضا غیر اعتدالی دماغ رکھتے تھے آپ کا عقد زوجۂ اول سید حیات اللہ ابن سید حمد اللہ دانشمند سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید کبیر رضا ۲ سید منظور علی تولد ہوئے۔ دختران کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ (۳۸) سید کبیر رضا ابن سید محمد رضا عرف مینگھا۔ شیعہ پاک حیدر کرار اور اعلان و مشتہر کرنے والے مذہب آئمہ اطہار کے تھے۔ آپ کا عقد وزیر النسا دختر سید کریم رضا ابن سید علی رضا دانشمند سے ہوا ایک دختر تولد ہوئی تھیں جن کا عقد سید ولی بخش خاں عرف میتا ابن سید کریم بخش خاں سے ہوا۔ کہ ان کے شوہر سید ولی بخش خاں کا انتقال دوران سفر زیارات ہو گیا اور یہ لاولد رہیں۔ یہ مسماۃ وزیر النسا ثلث ترکہ پدری پر اور ورثہ شوہری پر قابض تھیں۔ پس انہوں نے ایک امام باڑہ اور اس کے صحن میں مسجد و چاہ پختہ اپنے مال سے تعمیر کرائی اور تا زیست اپنی جائیداد متروکہ کی مخصوص آمدنی مجالس تعزیہ داری نذر۔ نیاز۔ مہمانداری و تواضع ذاکرین و مومنین و زائرین پر صرف کرتی رہیں اور وقت انتقال تمام جائیدادِ مقبوضہ کو امام باڑے کے لئے وقف کر کے اس کی تولیت اپنے ہمشیرزادے سید بندہ علی ابن حسن رضا دانشمند

کے نام پر کردی اور یہ امام باڑہ ان وزیر النسا کے نام سے منسوب ہے۔ متولی مذکور اپنے اہتمام سے اس عزا خانے کی آمدنی موقوفہ مصارف مجالس وغیرہ میں با امانت و دیانت کرتے رہے بلکہ بوقت ضرورت علاوہ آمدنی موقوفہ کے اپنے پاس سے بھی بہ طریق جمع کر کے خرچ کرتے رہے۔ نیز اولاد سید روشن دل دانشمند بھی اس تقریب میں شریک ہو کر مجالس عزا کی رونق افزائی کرتی تھی۔ ان کے بعد ان کے پسر سید محمد نقی متولی ہوئے مگر سید محمد نقی کے پسر سید ابن حسن جوان فوت ہو چکے تھے اور پوتے سید زائر حسن نوآموز اور ناتجربہ کار تھے تب کار تولیت سید نور الحسن ابن سید نذر علی کے سپرد ہوا اور یہ متولی قرار پائے۔ انہوں نے بھی کار تولیت نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ امام باڑے کی عمارت میں کچھ اضافہ کر کے پہلے سے شاندار بنایا۔ ان کے بعد سید مہدی رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند متولی ہوئے۔ انہوں نے سید نور الحسن کی تعمیر کردہ عمارت کو منہدم کرا کے پہلے سے زیادہ وسیع اور عالیشان بطرز جدید تعمیر کرایا جو اب تک تشنۂ تکمیل ہے اور جو سید مہدی رضا کے قتل کے بعد نامکمل اور ادھورا پڑا رہ گیا۔ یہ سید مہدی رضا بھی کار تولیت سرگرمی اور فراغ دلی سے کرتے رہے۔ مگر ان کے قتل کے بعد تمام خاندان سید نذر علی سے متعلق ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میں متولی ہو جاؤں۔ چونکہ اس وقف کی آمدنی کی تعداد ہزار بارہ روپیہ ہے لہذا اس خاندان سے متعلق ہر فرد دعویدار تولیت ہے مگر وقف بورڈ کے دعوے اور فیصلے کے مطابق فی الوقت یہ امام باڑہ وقف بورڈ کے زیر اہتمام ہے۔ اور مولوی سید محمد نبی ابن الحاج سید مرتضیٰ حسین دانشمند اس کے سکریٹری ہیں۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ لامتناہی جاری ہے۔ الغرض یہ امام باڑہ ایک عالیشان امام باڑہ ہے اور اس میں قابل یاد مجالس ہوتی تھیں۔ خداوند کریم بحق سید الشہدا علیہ السلام واقفہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ (۳۸) **سید منظور علی** ابن سید محمد رضا عرف مینگھا۔ آپ نے دو زوجہ سے عقد کیا۔ ایک عقد دختر سید روشن علی ابن سید غلام حسن ساکن محلہ مچھرہٹہ سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید فراست علی ابن سید محمد جعفر ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے تین دختر اور دوسری زوجہ سے چار دختر اور ایک پسر سید فضل حسین عقب ہے۔ پہلی زوجہ کی ایک دختر کا عقد سید کفایت علی ابن سید محمود رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید سعادت علی ابن سید مدد علی ساکن محلہ گندری سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد حاجی سید شمس الدین ابن سید کرم الدین دانشمند سے ہوا۔ دوسری زوجہ کی ایک دختر کا عقد سید فیروز علی ابن سید حسن رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید فتح علی عرف سید زین الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید ظہور علی ابن سید اکبر علی ساکن محلہ منڈی بڑا دربار سے ہوا۔ چوتھی دختر ہاجرہ خاتون کا عقد مولانا سید محمد عسکری طاب ثراہ ابن مولانا سید محمد سیادت طاب ثراہ ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ (۳۹) **سید فضل حسین** ابن سید منظور علی۔ عمدہ روزگار۔ پابند امر خالق دادار اور وجہ معیشت میں صاحب اعتبار و اقتدار۔ آپ نے دو زوجہ سے عقد کیا۔ ایک عقد دختر مولوی سید نجیب الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد بشیر النسا دختر سید غفور علی ابن سید وزیر احمد ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید ہادی حسین اور دوسری زوجہ سے ایک دختر اور دو پسر سید عابد حسین و سید ذکی حسین تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید ابن الحسن ابن مولوی سید حسین ابن مولانا سید محمد عسکری ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ (۴۰) **سید ہادی حسن** ابن سید فضل حسین اور بس لئیق و صاحب علم و ادب و فہم فراست امور معاشرت اور معاملات معیشت میں صالح الاعمال دو زوجہ ان کے عقد میں آئیں۔ ایک عقد دختر سید حسین علی ابن سید عطا حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا کہ ایک پسر تولد ہو کر مادر و پسر دونوں فوت ہو گئے بعد فوتیدگی زوجہ اول دوسرا عقد دختر سید محفوظ علی ابن سید غلام علی ساکن محلہ نیاریان سے کیا کہ یہ بھی لاولد رہیں۔ الغرض آپ نے روبرو والد بزرگوار کے بلا عقب رحلت کی۔ (۴۰) **سید عابد حسین** ابن سید فضل حسین اور ان کے بھائی سید ذکی حسین

کے متعلق مولوی سید اکبر حسین عبرت دانشمند مولف کتاب زیدیہ نے صفحہ ۲۲۰ پر تحریر فرمایا ہے کہ (آن بزرگوار (سید فضل حسین)
در مدت حیات خود اگرچہ دقیقہ از دقایق اغراس نہال تربیت تعلیم و تدریس در زمین بواطن ابنین معقبین مذکورین بہ آبیاری حراست و
زجر و توبیخ و صرف علی قدر حیثیت نا مرعی فرو نگذاشت۔ چونکہ مادۂ طینت آنہا قوتِ قابلیت نداشت نہال امراد بپائے استقامت
اصلا سر بنو انان برنا فراخت۔ فی الواقع برائے قبول تخم حسن تربیت در مزرعہ طینتِ انسان مادۂ قابلیت در کار است شعر سعدی

باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست ۔۔۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

الغرض اخوین مذکورین بالخصوص اکبر اخوین از دولت علم بہ گونہ کہ جوہر شرافت و لیاقت است و خلعت نجابت و غازۂ
جمال شاہد علو مرتبت خود را محروم داشتند و قدر نجابت و شرافت نشناختند بعد وفات پدر از بدمستی رحیق ذی اختیاری مدہوش
در جام شہوات نفسانی بادۂ جوانی و اغوائے شیطانی بجنبہ درگوش گشتند و بارتکاب افعال دنائت ۔۔۔ اکثر تعشق امارد و ھم فواحشہ کم قدر
بازاری و مجانست و مصاحبت مردمان اراذل وادانی بعدم حصول لطف تعیش زندگانی ہمدوش۔ الحاصل در چند
تمام متروکۂ پدری از مداخل وا ماکن بیاد تلف برباد دادند۔ در باب ملامت خلایق و ناخوشنودی خالق یزدی حائل خود را کشادند)
الغرض والد بزرگوار کی زندگی میں ان کا عقد دختر سید باقر علی ابن سید ولایت علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر
اور ایک پسر شاہد حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید ضیا علی ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید مرتضیٰ علی ساکن
محلہ بچدرہ سے ہوا۔ (۳۹) سید شاہد حسین ابن سید عابد حسین۔ بھائی کے لطف و کرم سے نیم دیوانہ۔ مجرّد و لاولد فوت
ہوئے۔ (۴۰) سید ذکی حسین ابن سید فضل حسین۔ آپ کا عقد دختر سید امام علی ابن سید کفایت علی دانشمند سے ہوا۔
کتاب زیدیہ کے صفحہ ۱۳۱ پر یہ تحریر ہے (کہ اگرچہ حرف شناس است مگر در اعمال قبیحہ و افعالِ نامرضیہ بقدر تفاوت سن پس
قدم برادر بزرگ رہ گرا۔ ذکر نکاحش با دختر سید امام علی ابن سید کفایت علی در صدر بضبطِ قلم در آمد۔ زوجہ اش از ترکہ آبائی آنچہ
کہ با و رسیدہ علیٰ قدر قدرت قسمت خود کفایت و اعانتِ لباس و طعام و دیگر رفع حوائج ضروری شوہر مینماید چہ مداخل واکثر
باتمین ذاتی متروکۂ پدری او بتمامہ در مصارف قبیحہ و افعال مستہجنہ غیر مستحسنہ بادکف برباد رفتہ۔ و چیزے ازاں باقی نماندہ الغرض
بیک پسر سید سعید حسن معقب است) الغرض ایک پسر سید سعید حسن عقب رہے۔ (۴۱) سید سعید حسن ابن سید ذکی حسن۔
ولادت تقریباً ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء۔ بقدر ضرورت خواندہ۔ فہیم و ذکی۔ معاملات و مقدمات میں دست وسیع رکھتے
تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید محمد باقر ابن سید ناصر علی ساکن محلہ بچدرہ سے ہوا۔ دوسرا عقد مومنہ خاتون
دختر سید ریاض حسن خاں ابن سید محمد محسن خاں دانشمند سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید محمد جعفر تولد ہوئے۔ دوسری
زوجہ سے دو دختر اور ایک پسر سید منصف حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر فاطمہ کبریٰ کا عقد سید دلدار حسین عرف شہزادہ ابن
سید عزادار حسین عرف اچھے جان دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر فاطمہ صغرا کا عقد سید سلطان حسن ابن سید احسان حسن خاں
دانشمند سے ہوا۔ آپ نے تقریباً ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں وفات پائی۔ (۴۲) سید محمد جعفر ابن سید سعید حسن
تاریخی نام منظور احسان ولادت ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ مطابق مارچ ۱۸۹۸ء۔ ذکی۔ ہوشیار۔ صاحب تدبیر۔ نور المدارس
دانشمند اور اورنٹل کالج رام پور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ منشی۔ منشی عالم کے امتحانات پاس کئے۔ ہائی سکول ٹرینڈ ہیں
مڈل اینگلو ورنیکلر انسٹیٹیوٹ الہ آباد کے سند یافتہ ہیں۔ انجمن وظیفہ سادات و شیعہ کانفرنس نور المدارس اور آل احمد گرلز سکول کی مینیجنگ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ فارسی جدید کی
ڈکشنری تیار کی ہے۔ فارسی جدید کے ماہر ہیں۔ اردو کا ایک ایسا قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ ایک ماہ میں اردو لکھنی پڑھنی آجاتی ہے۔ اردو ورڈ بلڈنگ

ایسا بنایا ہے کہ جس سے ہر لفظ اردو نستعلیق میں بن جاتا ہے۔ سنہ ۱۳۳۶ھ مطابق سنہ ۱۹۱۸ء میں محکمۂ تعلیم میں مدرس مقرر ہوئے۔
اور اسسٹنٹ ماسٹر رہے۔ اور سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق سنہ ۱۹۵۳ء میں پنشن یاب ہوئے۔ اب قیمتی پتھر۔ ہاتھی دانت۔ چوب عماری کی تجارت
کرتے ہیں۔ سنہ ۱۳۵۷ھ مطابق سنہ ۱۹۳۸ء سے کہروبیتی علاج شمسی کے معالج ہیں اور ادویہ مفت تقسیم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بوقلموں حالات
کے حامل ہیں۔ آپ کا عقد اقبال دولت دختر سید احمد مدد ابن سید محمد مدد ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تین دختر اور تین پسر
۱۔ سید فرزند رضا ۲۔ سید ہمایوں رضا ۳۔ سید انور رضا تولد ہوئے۔ ایک دختر تسنیم بانو کا عقد سید اکبر مدد ابن سید یاور مدد
ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسری دختر نیلوفر بی اے میں ہے۔ اور تیسری دختر نکہت بانو مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں زیر تعلیم ہے
آپ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۳) حاجی سید فرزند رضا ابن سید محمد جعفر۔ ولادت ذالحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق جون سنہ ۱۹۲۶ء صاحب
علم۔ ذی وجاہت۔ ذی عزت۔ ذی استعداد۔ ذی حکمت۔ عاقل و فرزانہ۔ مبلغ دین اثنا عشری۔ امام المدارس امروہہ سے میٹرک
کیا۔ بعد میں بی۔ ایس۔ سی آنرز کی ڈگری لی۔ پاکستان آکر محکمۂ ہوائی جہاز میں معزز عہدے پر ممتاز ہیں۔ ۱۸ ر شوال سنہ ۱۳۸۶ھ
مطابق ۲۹ ر جنوری سنہ ۱۹۶۷ء کو زیارات عتبات عالیات نجف، کربلا۔ کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ ذالحجہ سنہ ۱۳۸۶ھ مارچ
سنہ ۱۹۶۷ء میں حج بیت اللہ و زیارات مدینۂ منورہ سے شرفیاب ہوئے۔ اسی سفر میں جرمنی۔ برلن۔ ہمبرگ۔ سٹاک ہوم۔ کل جزائر
برطانیہ۔ اور استنبول کی سیاحت کر کے واپسی میں دوبارہ زیارات عراق سے مشرف ہوئے۔ واپسی میں ۷ ر ربیع الاول سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق
۵ ر جولائی سنہ ۱۹۶۷ء کو زیارت امام ضامن حضرت امام رضا علیہ السلام سے مشہد مقدس میں شرفیاب ہوئے۔ ۲ ر ربیع الآخر سنہ ۱۳۸۷ھ
مطابق ۱۰ ر جولائی سنہ ۱۹۶۷ء کو جائے قیام پر مراجعت کی۔ آپ تقریباً چالیس کتابوں کے مولف ہیں۔ آپ کا عقد ناطقہ خاتون دختر
سید ناظم حسین ابن سید ریاض الحسن عرف کالے ماموں مقیم محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ سات پسر تولد ہوئے ۱۔ سید ناصر رضا
سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں ۲۔ سید عارف رضا سنہ ۱۳۷۴ھ مطابق سنہ ۱۹۵۴ء میں ۳۔ سید عابد رضا سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق
سنہ ۱۹۵۵ء میں ۴۔ سید علی دانش سنہ ۱۳۷۷ھ مطابق سنہ ۱۹۵۷ء میں ۵۔ سید جمال رضا سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق سنہ ۱۹۶۰ء میں ۶۔
سید کمال رضا سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق سنہ ۱۹۶۱ء میں ۷۔ سید شرف الدین رضا سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق سنہ ۱۹۶۳ء میں تولد ہوا سب بچے
زیر تعلیم ہیں۔ کوشش بلیغ کے بعد یہ حالات معلوم ہوئے۔ اور کچھ نہ معلوم ہوا۔ (۴۳) سید ہمایوں رضا ابن سید محمد جعفر۔
ولادت جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء۔ ایم اے ایل ایل بی ایڈ کی ڈگری لیکر انٹر کالج مرادآباد میں لکچرر ہیں
ریڈیو مکینک کی تعلیم امریکہ سے بذریعہ ڈاک کی ہے۔ طریقۂ تعلیم کی ریسرچ میں مشغول ہیں۔ آپ کا عقد فاطمہ زہرا دختر سید
محمد طاہر رضوی ہیڈ آف جیوگرافی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید محمد اشرف رجب سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۶۲ء
میں ۲۔ سید سہیل رضا رمضان سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا دونوں زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔ (۴۳)
سید انور رضا ابن سید محمد جعفر۔ لائق۔ ہوشیار۔ ذی علم۔ ولادت سنہ ۱۳۵۲ھ مطابق سنہ ۱۹۳۳ء۔ بی۔ اے ٹیکیشن۔
ایم اے اکنامکس۔ اورل انسٹی ٹیوٹ جامعہ نگر دہلی میں لکچرر ہیں۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری اکنامکس کے لئے امریکہ گئے تھے۔ آپ کا
عقد صابرہ عباس دختر خان بہادر سید کلب عباس ساکن رائے بریلی سے ہوا ہے آپ امروہہ میں مقیم ہیں ——— (۴۲)
سید منصف حسین ابن سید سعید حسن۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۴ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء۔ اردو انگریزی خواندہ تقریباً
سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق سنہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے۔ محکمہ ریلوے میں انسپکٹر ہیں۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد مظاہرہ خاتون
دختر سید ذکی حسن ابن سید مبارک سعید ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید معطر رضا ۲۔ سید آصف رضا

تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید رضی حسن عرف اچھن ابن سید ریاض الحسن ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا تھا کہ بلا عقب جوان مرگ ہوئی۔ دوسری دختر ناکتخدا اجل کر فوت ہوگئی۔ تیسری دختر امروہہ میں مقیم ہے۔ مزید کچھ نہ معلوم ہوا۔ دوسرا عقد فہمیدہ خاتون دختر سید حمید نذر ابن سید محمد نذر ساکن محلہ منڈی بٹہ دربار سے ہوا۔ ایک دختر آٹھ سالہ تھی کہ جل کر فوت ہوگئی۔ تیسرا عقد محب زہرا دختر سید وصی حیدر ابن سید رضی حسن ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ ایک پسر سید سردار رضا ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں تولد ہوا اور ایک دختر موجود ہے۔ آپ کے ساتھ کوئٹہ بلوچستان میں شعبان ۱۳۷۰ھ مطابق مئی ۱۹۵۱ء میں ایک ناگوار حادثہ پیش آیا۔ کہ ان کی دوسری زوجہ فہمیدہ خاتون اور ایک دختر زوجہ اول اور ایک دختر زوجہ ثانیہ آتشبازی بناتے ہوئے بارود میں اچانک آگ لگنے سے جل کر خاک سیاہ ہوگئیں۔ بمشکل دفن ہو پائیں۔

(۳۶) **سید روشن دل** ابن قاضی سید محمد فیاض۔ عاقل و فرزانہ ممتاز اہل زمانہ۔ نیکوکار۔ ذی علم۔ والا تبار۔ ترکہ پدری سے مرفہ الحال ذی وقار تھے۔ آپ کا عقد دختر سید ابوالحسن عرف چھدا ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱۔ سید غلام قادر ۲۔ سید غوث علی تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید کریم رضا ابن سید علی رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید ابوالحسن مذکور کے خاندان میں کسی سید سے ہوا تھا کہ نام نہ معلوم ہو سکا۔ (۳۷) **سید غلام قادر** ابن سید روشن دل۔ ذی علم ذی وقار و اعتبار۔ یہ دولت دین و دنیا سے مالدار تھے۔ آپ کا عقد دختر سید محمد آیات ابن سید محمد اسحاق ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید وجیہہ الدین ۲۔ سید کریم الدین تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید احمد رضا ابن سید حکیم رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد مولوی سید نجیب الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید امان علی ابن سید غلام اشرف ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ (۳۸) **سید وجیہہ الدین** ابن سید غلام قادر محتشم خاندان۔ مصلح معاملات اخوان تھے۔ آپ کا عقد دختر سید غلام علی ابن سید محمد آیات ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ ایک دختر اور ایک پسر سید قمرالدین تولد ہوئے۔ دختر کا عقد حکیم سید عنایت حسین ابن مولوی سید نجیب الدین دانشمند سے ہوا۔

(۳۹) **سید قمرالدین** ابن سید وجیہہ الدین۔ جوان قوی۔ باحسن و وجاہت و شان و شوکت و زور و قوت مرثیہ خوانی پڑھنے میں شہر میں مشہور تھے۔ متروکہ پدری سے باوسعت زندگی بسر کی۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید امان علی ابن سید غلام اشرف ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر مولوی سید نجیب الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا جو لاولد۔ فوت ہوئی۔ پہلی زوجہ سے دو دختر اور دو پسر ۱۔ سید علی الدین ۲۔ سید سعید الدین تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید حسنین علی خاں ابن سید مہربان علی پہلوان ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید غفور بخش ابن سید ہدایت بخش ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ (۴۰) **سید علی الدین** ابن سید قمرالدین۔ جوان بلند و بالا۔ کوہ پیکر۔ قوی ہیکل زیبا شمائل۔ نیک خصائل۔ قوت و توانائی میں بے مثال تھے۔ مرادآباد میں تین من وزنی کلا پہلوان کے مگدر کے ہاتھ نکال کر ناظرین کو محو حیرت کر دیا اور کلا پہلوان کو نادم و شرمندہ کیا۔ اسی طرح قلعہ آگرہ کی سیر کے [illegible] میں سنگ سرخ کی بنی ہوئی پانچ من کی توپ کو اٹھا لیا۔ الغرض بہت تندرست اور قوت ور تھے۔ علم فارسی کے ماہر تھے۔ خوشنویسی میں بے مثال۔ مرثیہ پڑھنے میں لاثانی تھے۔ حیف صد حیف کہ عین شباب و جوانی اور عروج قوت جسمانی میں امراض مختلفہ میں بیمار ہو کر رحلت فرمائی۔ بحالت تندرستی آپ کا عقد مسماۃ ننھو دختر سید ارشاد علی ابن سید غلام اشرف ساکن محلہ چھیوڑہ سے ہوا

ایک دختر کنیز فضہ تولد ہوئی جس کا عقد سید علی حسن خاں ابن سید محمد حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ اور تمام متروکہ پدری پر متصرف ہوئی۔ الغرض آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ (۴۰) سید سعید الدین۔ ابن سید قمر الدین۔ جوان۔ خوشکیل۔ حلیم۔ شخیم۔ والد بزرگوار کے ساتھ مرثیہ پڑھا کرتے تھے۔ سخن فہم و سخن شناس تھے۔ آپ کا عقد دختر سید اکرم علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور دو پسر ۱۔ سید ابراہیم علی الدین ۲۔ سید ابوالحسنین عرف سید ابوالحسن تولد ہوئے ایک دختر کنیز رقیہ کا عقد سید ولایت حسن ابن سید نذر علی دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید ابوالحسن عرف حسن ابن سید غفور بخش ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید مجتبےٰ حسن خاں ابن سید مرتضیٰ حسن خاں ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ چوتھی دختر کا عقد سید عاطر حسین ابن سید سجاد حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ ان کے فرزند سید ابراہیم علی الدین نے عین جوانی میں پدر بزرگوار کو داغ مفارقت دیا تو آپ نے اسی صدمے میں انتقال کیا۔ قطعہ تاریخ از مولوی اکبر حسین عبرت۔

سعید شیعۂ دیندار زیبِ بزم عزا   فدائے نام علی و حسین از جاں بود
بماتمِ پسرِ نوجوان زجان بگذشت   بباغِ خلد زنور بصرِ وصال نمود
نوشت خامۂ عبرت سنش بفرق الم   زجستجوئے پسر گلشنِ جناں پیمود

الغرض آپ سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئے۔ (۴۱) سید ابراہیم علی الدین ابن سید سعید الدین عین عنفوان شباب میں ذوقِ عبادت میں سرشار۔ فریبِ زمانۂ غدار سے برکنار۔ پابند جمعہ و جماعت پرہیزگار تھے آپ کا عقد دختر قاضی سید غفور بخش ابن سید ہدایت بخش ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ ایک دختر تولد ہوکر جوان مرگ ہوئی اور کوئی عقب نہ رہا۔ قطعہ تاریخ وفات از مولوی سید اکبر حسین عبرت۔

فرزند سعید عابد آن ابراہیم   زین عالم بے ثبات رحلت فرمود
بردار دل از جان پئے سالش عبرت   در عہد شباب راہ جنت پیمود

آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو سنہ ۱۳۰۹ھ مطابق سنہ ۱۸۹۱ء میں داغ جدائی دیا۔ (۴۱) سید ابوالحسنین عرف سید ابوالحسن ابن سید سعید الدین۔ کچھ عرصہ محکمۂ پولیس انگریزی میں ملازم رہے۔ تا اینکہ نواب حامد علی خاں والئے رام پور کو نوادرات جمع کرنے کا شوق ہوا ان کے والد کا جمع کردہ کثیر ذخیرہ تھا۔ نواب صاحب کی خواہش پر انہوں نے نواب صاحب کو دے ڈالا۔ نواب صاحب نے معاوضہ دینا چاہا۔ یہ بڑے زر رنگ اور نطاق شخص تھے۔ معاوضہ لینے سے انکار کرتے ہوئے یہ کہا کہ سرکار حسن سلوک کا ارادہ رکھتے ہیں تو مستقل سلسلہ قائم فرمائیں۔ رامپور کا تھانیدار کر دیں۔ نواب صاحب نے بخوشی منظور کر لیا۔ نواب صاحب ان کے لباس کے اہتمام اور زینت پر طنز کرتے ہوئے مزاحاً ان کو بے تھیم کہتے تھے۔ جو بعد میں اکثر زبانوں پر چڑھ گیا تھا۔ بعد انتقال نواب حامد علی خاں والئے رامپور وہاں سے علیحدہ ہوکر امروہہ میں مقیم ہو گئے۔ تلاوت کلام مجید و [illegible] میں ہر وقت مصروف رہنے لگے۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید زاہد حسین ابن سید ارشاد علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر مرزا آغا حسن لکھنوی سے ہوا تیسرا عقد دختر سید محمد حسن عرف میر سرپانا ابن سید اشرف علی ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ پہلی زوجہ لاولد رہیں۔ دوسری زوجہ سے دو پسر ۱۔ سید وجیہہ الدین ثانی ۲۔ سید قمر الدین ثانی تولد ہوئے۔ زوجہ ثالثہ لاولد رہیں۔ (۴۲) سید وجیہہ الدین ابن سید ابوالحسن۔ امور خانہ داری میں

میں والد بزرگوار سے بہتر۔ آپ کا عقد دختر نادر مرزا لکھنوی سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱۔ سید محمد ہادی ۲۔ سید محمد تقی تولد ہوئے ان ۔ کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ (۳۷) سید قمر الدین ابن سید ابو الحسن۔ مرض ضیق النفس میں مبتلا رہتے تھے کچھ عرصہ دکان کے ذریعے اکل حلال حاصل کرتے رہے۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید عاظر حسین ابن سید سجاد حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید ابو القاسم ابن سید ارشاد علی ساکن چاہ غوری سے ہوا۔ تیسرا عقد دختر سید احمد الدین محلہ شفاعت پورہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید محمد عباس تولد ہوئے۔ یہ سید محمد عباس رامپور میں ملازم ہیں اور کچھ نہ معلوم ہوا۔ دوسری زوجہ سے ایک پسر سید حیدر عباس تولد ہوا۔ اس کا بھی کچھ حال معلوم نہیں۔ تیسری زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر تولد ہوا۔ اور کچھ نہ معلوم ہوا۔ (۳۸) سید کریم الدین ابن سید غلام قادر۔ مومن خالص الاعتقاد۔ شیعہ پاک نہاد حقوق خلائق [illegible] امین۔ آپ کا عقد دختر سید دوست علی ابن سید حسن رضا دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور ایک پسر سید شمس الدین تولد ہوئے۔ دو دختر کا عقد یکے بعد دیگرے سید نذر علی ابن سید حسن رضا دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد حاجی سید قربان حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے ہوا۔ (۳۹) حاجی سید شمس الدین ابن سید کریم الدین۔ حاجی حرمین زائر و محب آل رسولؐ صادق الاقرار۔ سیر چشم۔ صاحب مروت۔ آپ کا عقد دختر سید منظور علی ابن سید محمد رضا دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید علی احمد ۲۔ سید منظر احمد تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید کاظم حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند سے ہوا تھا کہ قبل رخصتی فوت ہو گئی۔ آپ ترکۂ موروثی سے خوشحال تھے۔ اور علاوہ جائیداد موروثی کے جائیداد موقوفۂ فہیم النسا زوجہ سید کرامت علی ابن سید حسین رضا دانشمند اور مسماۃ نعیم النسا زوجہ سید قاسم علی ابن سید دوست علی دانشمند دختران سید رحیم رضا دانشمند کے متولی بھی تھے۔ مکان مسکونہ سید رحیم رضا کو منہدم کرا کر بصورت امام باڑہ تعمیر کرایا۔ اور فرش فروش و آلات شیشہ جھاڑ فانوس سے مزین کیا۔ یہ امام باڑہ رانڈوں کا امام باڑہ مشہور ہوا اور اس میں موقوفہ کی جائیداد زرعی کی آمدنی سے مجالس ماہ محرم و دیگر مجالس ہوتی تھیں بعد ان کے فرزند سید علی احمد متولی ہوئے اور چونکہ سید علی احمد کے اولاد نرینہ نہ تھی۔ لہذا بعدش ان کے نواسے سید حکیم رضا اور سید امام رضا متولی ہوئے۔ (۴۰) سید علی احمد ابن حاجی سید شمس الدین۔ ولادت تقریباً ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۸ء علم معقول و منقول میں ذی استعداد۔ علم مناظرہ میں دستگاہ رکھتے تھے۔ علم موسیقی سے واقف تھے۔ مرثیہ سوزخوانی کے شوقین تھے۔ جائیداد متروکہ پدری اور موقوفہ پر قابض رہے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید خادم حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید سعادت علی ابن سید مدد علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید محمد عباس اور دوسری زوجہ سے چار دختر اور ایک پسر سید امیر حسن تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید معشوق حسین ابن سید محمد تقی ساکن محلہ کنگو ئی سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید غلام موسیٰ رضا ابن سید محمد عسکری دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر معصومہ خاتون عرف منو کا عقد اول سید آل حسن ابن سید اکبر حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا تھا۔ کہ بحالت نوعروسی شوہر فوت ہو گئے۔ تب دوسرا عقد سید غلام [illegible] رضا ابن سید محمد عسکری دانشمند سے ہوا۔ چوتھی دختر کا عقد سید علی تقی خاں ابن سید علی منتظم خاں گھڑیال والے محلہ گذری سے (حنفی العقیدہ) ہوا۔ الغرض آپ نے تقریباً ~~۱۳۲۷ھ~~ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں رحلت کی۔ (۴۱) سید محمد عباس ابن سید علی احمد۔ آپ کا عقد جوانی میں کبریٰ خاتون دختر مولوی سید احمد علی ابن سید امانت علی

دانشمند سے ہوا۔ دو دختر تولد ہوئی تھیں۔ کہ موصوف مرض جنون میں مبتلا ہو کر حواس خمسہ کھو بیٹھے۔ ایک دختر ساجدہ خاتون کا عقد نکاح سید الطاف حسین ابن مولوی سید ابرار حسین دانشمند سے ہوا تھا کہ قبل رخصتی اول شوہر بعدش یہ فوت ہو گئیں۔ انکی تاریخ وفات از مولوی سید اکبر حسین عبرت: بر سر جنازہ از عبرت: کرد مشاطۂ اجل پر سفت: دوسری دختر طاہرہ خاتون عرف تارا کا عقد سید معجز حسین ابن سید جواد حسین شمیم دانشمند سے ہوا۔ (۴۱) سید امیر حسن ابن سید علی احمد طبع سلیم فہم مستقیم رکھتے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید امام علی ابن سید کفایت علی دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر تولد ہو کر فوت ہو گیا۔ تین دختر تولد ہوئیں ایک دختر کا عقد قبل بلوغ سید صابر حسین ابن سید ضامن حسین دانشمند سے ہوا تھا کہ قبل خلوت صحیحہ فوت ہو گئی دوسری دختر کا عقد سید مومن حسن خاں ابن سید محمد حسین خاں ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ کہ چند روز بعد وہ بھی فوت ہو گئی۔ تیسری دختر نا کتخدا فوت ہوئی۔ الغرض آپ نے عالم [illegible] میں روبرو والدین وفات پائی۔ بلا عقب رہے۔ (۴۰) حاجی سید مظہر احمد ابن سید [illegible]۔ شیعہ پاک باز۔ مرثیہ خوانی میں شریک برادر بزرگ۔ آپ کا عقد بتول دولت عرف جیونی دختر سید قاسم علی ابن سید دوست علی دانشمند سے ہوا۔ آپ شرف حج و زیارات سے شرفیاب تھے کوئی اولاد نہ ہوئی سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء میں لاولد فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ از مولوی سید اکبر حسین عبرت: حاجیے حرم قیام در جنت کرد: سنہ ۱۳۰۲ھ وفات ہے۔ آپ کی زوجہ بتول دولت عرف جیونی نے اپنے مکان مسکونہ کو جو ان کے ترکۂ پدری سے ملا تھا وقف کر کے امام باڑہ موسوم کیا۔ اس امام باڑے میں اب بھی مجالس ہوتی ہیں۔ (۳۷) سید غوث علی ابن سید روشن دل۔ ذی علم۔ ذی مقدرت۔ صاحب جاگیر و حیثیت و عزت محترم خاندان۔ محتشم اعزا۔ آپ کے خاندان میں تقریباً دو سو برس تک علم دین و علمائے دین کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی لئے ان کا خاندان مولویوں کا خاندان مشہور و معروف ہے۔ آپ کا عقد دختر سید غلام مرتضیٰ ابن سید غلام احمد خاں دانشمند سے ہوا۔ تین پسر ۱ سید نجیب الدین ۲ سید امین الدین ۳ سید زین الدین عرف سید فتح علی تولد ہوئے۔ (۳۸) مولوی سید نجیب الدین ابن سید غوث علی۔ عالم۔ دیندار۔ مومن پرہیزگار۔ شیعۂ آئمہ اطہار صاحب حشمت و اقتدار۔ آپ کا عقد دختر سید غلام قادر ابن سید روشن دل چچا کی دختر سے ہوا۔ چار دختر اور دو پسر ۱ سید عنایت حسین ۲ سید تجمل حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید غلام حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید فضل حسین ابن سید منظور علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید قوت علی ابن سید نصرت علی ساکن محلہ گندری سے ہوا۔ چوتھی دختر کمسن فوت ہوئی۔ (۳۹) حکیم سید عنایت حسین ابن مولوی سید نجیب الدین۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۲۱۶ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء۔ عالم دین۔ ماہر علم طب۔ مومن خالص۔ ذاکر آئمہ معصومین۔ علم مناظرہ میں ماہر۔ علم طب میں کامل۔ امیر و غریب کے یکساں معالج و ہمدرد۔ آپ کا دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر سید وجیہ الدین ابن سید غلام قادر دانشمند سے ہوا۔ کہ اس زوجہ کے بطن سے ایک پسر سید باقر حسین اور چار دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر سلیم النسا کا عقد سید اکبر حسین ابن سید قوت علی ساکن محلہ گندری سے دوسری دختر کا عقد سید امام علی ابن سید کفایت علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید محسن علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ چوتھی دختر کا عقد سید اصغر حسین ابن سید سعادت علی دانشمند سے ہوا۔ سید باقر حسین کے عالم جوانی میں فوت ہونے کے بعد اولاد نرینہ نہ رہی تو ستر سال کی عمر میں دوسرا عقد دختر کبیر علی ابن سید وزیر علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے کیا۔ اس زوجہ کے بطن سے ایک دختر اور ایک پسر سید محمد حسین تولد ہوئے۔ دختر راضیہ خاتون کا عقد سید منور حسن خاں ابن سید محمد تقی خاں ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ آپ نے اپنے فرزند سید محمد حسین کو دو سال کی عمر کا چھوڑ کر

سنہ ۱۲۸۶ھ مطابق سنہ ۱۸۶۹ء میں رحلت کی۔ (۳۰) سید باقر حسین ابن حکیم سید عنایت حسین۔ ذی علم۔ باادب۔ بالیاقت۔ آپ کا عقد دختر سید غلام نبی ابن سید غلام علی دانشمند سے ہوا۔ عین عالم شباب میں پدر نامدار کو داغ جدائی دیا۔ بیوہ نے تمام عمر بیوگی میں گذاری اور یہ لاولد رہے۔ (۴۰) سید محمد حسین نواز ابن حکیم سید عنایت حسین۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۲۸۴ھ مطابق سنہ ۱۸۶۷ء دو سال کی عمر میں یتیم ہوگئے اور نیک عمل رہے۔ علم فارسی صرف و نحو میں ذی استعداد۔ لئیق و خلیق۔ منکسر المزاج۔ صالح الاعمال۔ ترکہ پدری سے مرفہ الحال۔ خوش اقبال رہے۔ آپ نے الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین طاب ثراہ دانشمند کے ہمراہ بارادہ حج بیت اللہ سفر اختیار کیا۔ مگر بوجہ بد معاملگی اہل جہاز شرف حج سے محروم رہے۔ فقط زیارات نجف اشرف کربلا۔ کاظمین و سامرہ سے سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء میں شرفیاب ہو کر امروہہ میں بڑی عزت و آبرو کے ساتھ رہے۔ حکام حکومت بھی عزت کرتے تھے۔ امروہہ میونسپلٹی کے کئی سال میونسپل کمشنر رہے۔ تقریباً بیس سال آنریری مجسٹریٹ رہے۔ یہ حقیر صغیر مولف کتاب ہذا اور ان کے پسر سید محمد ذہین ہم سبق رہے۔ اس لئے دونوں کی طرف یکساں اور غیر معمولی توجہ رکھتے تھے علاوہ مدرسے کے ہمہ وقت ان کے روبرو رہنا پڑتا تھا۔ پڑھنا لکھنا سب کچھ ان کے سامنے ہی ہوتا تھا۔ مغرب کی نماز کیلئے مسجد میں ساتھ لے جاتے تھے بعد نماز مغرب گھر جانے کی اجازت ملتی تھی۔ کبھی کبھی بطور تعلیمی انعام مالی کفالت بھی کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ بفضل ایزدی اس حقیر کی زندگی کو حقیر کی مادر گرامی کی پرورش کے علاوہ ان کی تربیت نے سنوار دیا۔ اور یتیم بچہ غلط روی سے بچا رہا۔ خدا مغفرت کرے بڑی محبت شفقت و عنایت رکھتے تھے۔ یہ حقیر ہوش سنبھالنے پر بھی ان سے مرعوب رہتا اور لحاظ و ادب ملحوظ رکھتا تھا۔ آپ ننگے سر دیکھکر بہت منغض ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ننگے سر بڑوں کے سامنے آنا بدبختی اور بدتمیزی اور سر ڈھک کر آنا نیک بختی اور سعادت مندی کی نشانی ہے۔ الغرض آپ کے تین عقد ہوئے ایک عقد زاہدہ خاتون دختر سید آل محمد ابن سید علی محمد ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسرا عقد عسکری بانو عرف حسن بانو دختر سید جرار حسین ابن سید زوار حسین دانشمند سے ہوا۔ تیسرا عقد حسن فاطمہ دختر سید مقبول احمد عرف جلا ابن سید آل محمد ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو دختر اور تین پسر ۱۔ سید محمد متین ۲۔ سید محمد ذہین ۳۔ سید محمد مکین تولد ہوئے۔ ایک دختر کربلائی خاتون کا عقد سید مہدی رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند سے ہوا تھا۔ قبل رخصتی فوت ہوئی۔ دوسری دختر ذہینہ خاتون کا عقد سید احمد حسین ابن حاجی مولوی سید اعجاز حسن محلہ گذری سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے یک پسر سید محمد تصویر تولد ہوئے۔ تیسری زوجہ سے ایک دختر اور تین پسر ۱۔ سید محمد تحسین ۲۔ سید محمد تزئین ۳۔ سید محمد آفرین تولد ہوئے۔ دختر معراج فاطمہ کا عقد سید نثار آغا ابن سید منظور مہدی نقوی ساکن عبداللہ پور سے ہوا۔ آپ نے ۲۴ر شعبان سنہ ۱۳۶۸ھ مطابق ۲۱ر جون سنہ ۱۹۴۹ء کو رحلت کی۔

(۴۱) سید محمد متین ابن سید محمد حسین۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق سنہ ۱۸۸۸ء باتمیز و باعقل۔ غیرت دار و غیور۔ آپ کا عقد صغیرہ خاتون دختر سید جواد حسین شمیم ابن مولوی سید حیدر حسین یکتا دانشمند سے ہوا۔ کرکسی معاملہ حرمت ناموس خلاف طبع میں اچانک چند ساعت میں سانحہ موت واقع ہوگیا اور والدین کو غمدیدہ کرکے بلا عقب فوت ہوئی۔ (۴۱) سید محمد ذہین ابن سید محمد حسین ولادت تقریباً سنہ ۱۳۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۹۵ھ باتمیز و عقل۔ رئیس منش۔ خوش لباس خوش وضع ملنسار۔ آپ کا عقد کنیز فضہ دختر سید ابو احمد ابن سید ببر علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید علی بن ذہین عرف بابو ۲۔ سید حسن بن ذہین عرف کلن تولد ہوئے۔ دختر مہ جبین کا عقد مولوی سید محمد احمد ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ تقریباً سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق سنہ ۱۹۳۰ء میں فوت ہوئے۔ (۴۲) سید علی بن ذہین عرف بابو ولادت تقریباً سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء خوبصورت

خوب سیرت، خوش مزاج، مہذب نہایت دلچسپ مزاج کے عادی۔ علم انگریزی میں ذی استعداد۔ سکریٹریٹ لکھنؤ میں سپرنٹنڈنٹ
تھے۔ کہ سانحہ روح فرسا پیش آیا کہ دفتر سے سکوٹر پر سوار ہو کر مکان کے دروازے پر اتر رہے تھے کہ اچانک حرکت قلب بند ہو گئی اور
وہیں ڈھیر ہو گئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد شاکرہ خاتون دختر سید وصی حیدر ابن سید علی حیدر وکیل ساکن محلہ گھیر کرم علیخاں۔
سے ہوا۔ جس سے ایک دختر قمر فاطمہ منکوحہ
تولد ہوئی۔ دوسرا عقد معروف شدن
دختر سید سلطان حسین ابن سید خورشید حسن (بیوہ سید محمد جعفر حیات) ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ اس زوجہ سے تین پسر ۱۔ سید محمد عظیم
۲۔ سید محمد جاوید ۳۔ سید محمد پرویز تولد ہوئے۔ سب بچے زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔ آپ نے ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں لکھنؤ میں
وفات پائی۔ (۴۴) سید حسن بن ذہین عرف کلی ابن سید محمد ذہین۔ ولادت تقریباً ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء بہت باتدبیر
اور فرلیس ہیں۔ آپ کے عقد وغیرہ کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ مگر خارجاً سننے میں آیا ہے کہ کی اعمال تند باصلاح ہیں۔ اور اعمال نیک کی طرف
متوجہ ہیں۔ بھائی کی بیوہ اور بچوں کے سرپرست ہیں۔ چنانچہ اپنی بھتیجی قمر فاطمہ کی شادی امروہہ میں بڑی شان سے کی۔ آپ امروہہ میں
مقیم ہیں۔ (۴۱) سید محمد مکین ابن سید محمد حسین۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء۔ خوش رو، خوش جمال، عقلمند
ہوشیار۔ ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر۔ آپ کا عقد مرزدہ خاتون دختر سید جرار حسین ابن سید زوار حسین دانشمند سے ہوا۔ چار دختر اور
تین پسر ۱۔ سید محمد تسکین ۲۔ سید محمد تمکین ۳۔ سید محمد شمیم تولد ہوئے۔ ایک دختر سکینہ خاتون کا عقد سید محمد سبطین ابن سید محمد یونس
دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر مکینہ خاتون کا عقد سید اطیب حسن ابن سید عاقل حسین ساکن محلہ منڈی دربار کلاں سے ہوا۔ تیسری
دختر درِ نجف کا عقد سید محمد رضا ابن سید منشی حسن نقوی مقیم دانشمندان سے ہوا۔ چوتھی دختر ثمینہ خاتون کا عقد سید سبط مرسل ابن سبط مصطفیٰ
ساکن محلہ بھوئے والے قاضی زادہ سے ہوا۔ موصوف نے جمادی الآخر ۱۳۶۴ھ مطابق مئی ۱۹۴۵ء میں وفات پائی۔ (۴۴) سید محمد تسکین
ابن سید محمد مکین۔ ولادت ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء آپ میٹرک پاس ہیں۔ نہایت خلیق اور ملنسار ذہین
ذاتی تجربہ ہے کہ برادری اور کنبے کے افراد کے کاموں میں معین و مددگار رہتے ہیں۔ والد کی فوتیدگی کے بعد اپنی والدہ اور بھائیوں
کے سرپرست ہیں۔ بھائیوں کی پڑھائی لکھائی اور تعلیم و تربیت بدرجہ احسن کی۔ سلسلہ ملازمت میں بھی بارسوخ و باعزت ہیں۔ ۱۳۶۶ھ
مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ محکمہ ترقیات کراچی (K.D.A) کے۔ ڈی۔ اے۔ میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہیں۔
آپ کا عقد حسن زہرا دختر سید فرخ حیدر ابن محمد میر مجتبیٰ ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ چار دختر ۱۔ جلال فاطمہ ۲۔ ہلال فاطمہ ۳۔ جمال فاطمہ ۴۔
کمال فاطمہ اور دو پسر ۱۔ سید ماہ کامل جمادی الآخر ۱۳۷۵ھ مطابق جنوری ۱۹۵۶ء میں ۲۔ حسن کامل رجب ۱۳۹۰ھ مطابق
۱۹۷۰ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۲) سید محمد تمکین ابن سید محمد مکین۔ ولادت ۹ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق
۳ دسمبر ۱۹۳۶ء۔ ہوشیار، عقلمند، نیک عمل، نیک کردار۔ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ مطابق مارچ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں
مقیم ہیں۔ محکمہ پاکستان تعمیرات عامہ میں خزانچی ہیں۔ آپ کا عقد معصوم فاطمہ عرف مشہدی دختر سید سبط عباس ابن سید سبط حسین
ساکن محلہ قاضی زادہ (بھوئے والے) سے ہوا ایک دختر پروین فاطمہ اور چار پسر ۱۔ سید محمد ندیم ۲ رجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ دسمبر
۱۹۶۰ء کو۔ ۲۔ سید محمد فہیم ۱۱ شوال ۱۳۸۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۶۳ء ۳۔ سید محمد عظیم ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۵ اگست
۱۹۶۵ء کو ۴۔ سید محمد نعیم ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۷ جون ۱۹۶۹ء کو تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) سید
محمد شمیم ابن سید محمد مکین۔ ولادت ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء آپ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں پاکستان آکر کراچی میں
مقیم ہیں۔ میٹرک پاس کیا ہے۔ جرمن ہسپتال کراچی میں ملازم ہیں۔ ہنوز مجرد ہیں۔ (۴۱) سید محمد تصویر ابن سید محمد حسین ولادت

۱۵ رجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۲۸ء۔ لائق۔ ہوشیار۔ نیک عمل۔ نیک چلن۔ ملنسار۔ ہمدرد خاندان۔ امروہہ میں سکنڈ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا۔ ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں اسٹیٹ آفس انڈیا میں ملازم ہوئے۔ ۷ رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان تبادلہ ہوا۔ سٹیٹ آفس کراچی میں تعینات ہوئے اور اب ترقی کرکے اسسٹنٹ سٹیٹ افسر ہیں۔ گزیٹڈ افسر ہیں۔ آپ کا عقد ماہ بانو دختر سید حیدر حسن ابن سید سراج حسن ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ تین دختر شاہ بانو۔ بہار بانو۔ نگار بانو تولد ہو کر زیر تعلیم ہیں اور دو پسر ۱۔ سید حسین عباس ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء میں ۲۔ سید معین عباس ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۳۱) **سید محمد تحسین** ابن سید محمد حسین ولادت ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء۔ صاحب عقل سلیم۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے۔ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوئے۔ اس وقت وزارت امور داخلہ میں اکونٹنٹ ہیں۔ باعزت ہیں۔ آپ کا عقد اول طاہرہ خاتون دختر سید علی اختر ابن سید مختار احمد ساکن محلہ بنگلہ سے ہوا تھا کہ بوجوہات صیغۂ طلاق جاری ہوا تب عقد ثانی تصویر فاطمہ دختر سید ناطق حسین ابن سید عاشق حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ ایک دختر الماس بانو اور تین پسر ۱۔ سید تنویر عالم ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۰ء ۲۔ سید منیر عالم ۲۶ محرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۶۲ء کو ۳۔ سید [illegible] عالم ۸ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۳۲) **سید محمد تزئین** ابن سید محمد حسین۔ ولادت ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء۔ آپ میٹرک پاس ہیں۔ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں پاکستان آئے۔ محکمۂ مردم شماری میں سینیر ڈرافٹمین ہیں۔ آپ کا عقد توقیر بانو دختر سید انیس حسن ابن سید نفیس حسن ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ روبی ۲۔ فرحت زیر تعلیم ہیں (۳۳) **سید محمد آفرین** ابن سید محمد حسین۔ ولادت ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء آپ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں پاکستان آئے۔ حیدرآباد میں ذاتی مکان میں سکونت پذیر ہیں۔ ٹاؤن پلاننگ خیرپور میں سینیر ڈرافٹمین ہیں۔ ابھی مجرد ہیں۔ (۳۹) مولوی **سید تجمل حسین** ابن مولوی سید نجیب الدین۔ مومن بے ریا۔ عالم باعمل۔ تعلیم صرف ونحو میں مدرس اکمل۔ طلباء کو تعلیم دینے میں بے مثال۔ آپ نے اپنی تمام زندگی زہد وعبادت وطاعت رب العزت میں گذاری۔ ہر وقت اتنی کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے کہ کمزور ہو گئے تھے۔ آپ کا دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر سید امین الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید ریاست علی ابن سید حشمت علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر نفیرہ خاتون تولد ہوئی۔ جس کا عقد سید جعفر حسین ابن سید فتح علی دانشمند سے ہوا۔ اور یہ اپنی ماں کے حصے کی جائیداد جو ان کو وراثتاً اپنے باپ سید امین الدین سے ملا تھا اپنے شوہر کے گھر لے گئیں۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید ابرار حسین تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید علی حیدر ابن سید بنیاد علی ساکن گھیر کرم علی خاں سے ہوا۔ (۴۰) مولوی **سید ابرار حسین** ابن مولوی سید تجمل حسین آپ علمائے جیدالاستعداد میں سے تھے۔ عالم دین۔ متقی پرہیزگار۔ عبادت گذار۔ خدا سے بہت ڈرنے والے۔ علم عروض سے واقف قواعد قوافی وردیف کے ماہر تھے۔ کتاب حملۂ حیدری مصنفۂ شیخ باذل زبان فارسی کا اردو نظم میں ترجمہ کیا۔ اچھے شاعر تھے۔ آپ کی طبیعت رشک وغیبت اور حسد وتہمت سے پاک تھی۔ آپ معرفت پروردگار کے شیدائی اور شیدائے حیدر کرار وآل اطہار تھے۔ آپ کا عقد حسین دولت دختر سید مظہر علی ابن سید جوہر علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ چار پسر ۱۔ سید الطاف حسین ۲۔ سید کاظم حسین عرف سید محمد کاظم ۳۔ سید ارتضیٰ حسین ۴۔ سید مصطفیٰ حسن تولد ہوئے۔ جائیداد پدری پر یکلخت تباہی آنے پر بہ تلاش روزگار سفر ریاست حیدرآباد اختیار کیا

سید کاظم حسین عرف سید محمد کاظم ان کے پسر اوسط ان کے ساتھ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ریاست جے پور میں قیام کیا۔ وہیں کسی مرضِ مہلک میں مبتلا ہو کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ تاریخ وفات از مولوی سید اکبر حسین عبرت۔

دیندار ذی شعور بعلمِ اصول دین — رہ رو براہِ ختمِ رُسل شاہ مشرقین
در حمد اہلبیت ز دارِ فنا گذشت — در گلشنِ جناں قدمے زد بزیب و زین
سال وفاتِ قلمِ عبرتِ حزیں — بر لوحِ روزگار نوشت از رہِ یقین
فرقِ امید چوں زحیاتِ جہاں برید — جام طہور یافتہ ابرار از حسین

آپ نے سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء کو جے پور میں وفات پائی۔ سید کاظم حسین نے حضرات شیعیان امروہہ کی مدد سے وہیں دفن کیا اور امروہے آگئے۔ (۴۱) **سید الطاف حسین** ابن مولوی سید ابرار حسین۔ جواں سلیم باعلم و ادب زمانۂ نابالغی میں ساجدہ خاتون دختر سید محمد عباس ابن سید علی احمد سے منعقد ہوئے تھے کہ ایک ہی سال میں اول شوہر بعد میں منکوحہ قبل عروسی جواں مرگ ہوئے۔ تاریخ وفات از مولوی سید اکبر حسین عبرت

جوان الطاف حسین [illegible] — برفتہ زیں جہاں بیت القدم یافت
بسال رحلتش از کلکِ عبرت — عجب مضمونِ غم سمتِ رقم یافت
زجاں شد بادلِ داغ عروسی — وصالِ نو عروسانِ ارم یافت

آپ سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء میں فوت ہوئے (۴۳) مولوی **سید کاظم حسین** عرف سید محمد کاظم۔ ابن مولوی سید ابرار حسین۔ ولادت سنہ ۱۲۸۷ھ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء۔ ذی علم۔ ذی فہم۔ نیک عمل نیک نیت۔ ذہین و متین۔ اردو، فارسی عربی کے ماہر۔ ذاتی جد و جہد اور عزم بالجزم سے حلال روزی کے حصول میں کوشاں رہے۔ کچھ عرصہ یونانی ادویات کی دکان کی۔ پھر مرادآباد میں وکلا و مختاروں کی محرری کر کے بہ عزت و آبرو فراغت زندگی بسر کی۔ معاملات و مقدمات کے کاموں میں مصروفیت کے باوجود مثالی دیانت و راستبازی کا نمونہ بنے رہے۔ آپ کا عقد کنیز زینب دختر سید اکبر حسین ابن سید صادق علی ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے ہوا۔ چار پسر ۱۔ سید محمد ہاشم ۲۔ سید علی کاظم عرف سید علی بن کاظم ۳۔ سید حسن کاظم عرف چھٹی ۴۔ سید حسین کاظم عرف بنی تولد ہوئے۔ آپ ۱۸ ذالحجہ سنہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء کو فوت ہوئے۔ (۴۲) **سید محمد ہاشم** ابن سید محمد کاظم۔ ولادت ۳ صفر سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق یکم جون سنہ ۱۹۰۰ء۔ صالح الاعمال۔ باہمہ۔ بے ہمہ۔ ماہر تعلیم۔ خوش اخلاق۔ ذکی الطبع۔ امروہہ میں میٹرک پاس کر کے صیغۂ تعلیم میں مدرس مقرر ہوئے مگر تمام عمر خود کو طالب علم ہی سمجھتے رہے۔ ملازمت بھی کرتے رہے۔ مطالعہ بھی جاری رکھا۔ پرائیویٹ امتحانات دیتے رہے۔ ایم اے۔ سی ٹی تک کے امتحانات میں نمایاں طور پر کامیاب ہوتے رہے آخر میں اسسٹنٹ ماسٹر۔ اسلامیہ انٹر کالج بریلی سے ایل ٹی گریڈ میں پنشن یاب ہوئے۔ کچھ عرصہ انجمن اصلاح معاشرت امروہہ کے سکریٹری رہے آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد ہاجرہ خاتون دختر سید انصار حسین ابن سید ابرار حسین نقوی مقیم دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد بنت فاطمہ دختر مولوی سید بشیر حسن ابن سید امیر حسن ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید علی۔ ۲۔ سید حسن تولد ہوئے۔ دختر سیدہ خاتون کا عقد سید نبی ہادی ابن سید ہادی حسن ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسری زوجہ سے چھ دختر اور چار پسر ۱۔ سید محمد عابد ۲۔ سید محمد تقی ۳۔ سید محمد باقر ۴۔ سید محمد جعفر تولد ہوئے۔ ایک دختر انور فاطمہ کا عقد سید قیصر نذر عرف منا ابن سید حسین نذر دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر قمر فاطمہ کا عقد سید سفیر رضا ابن سید نور رضا زیدی محلہ

چاہ لقا گذری سے ہوا۔ تیسری دختر تنویر فاطمہ کا عقد سید محمد تقی عرف سید آفتاب حسین ابن سید مشتاق حسن ساکن بریلی سے ہوا
چوتھی دختر پروین فاطمہ پانچویں ناہید فاطمہ چھٹی نرجس فاطمہ زیر تعلیم ہیں۔ آپ پاکستان آتے تو رہتے ہیں مگر مکان امروہہ میں ہے۔ (۴۳)
سید علی ابن سید محمد ہاشم۔ ولادت ۱۴ محرم ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۲۶ء لائق و فائق ہوشیار نیک کردار۔ انٹر تک
تعلیم یافتہ ہیں۔ ۱۵ ذلیقعد ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۴۸ء کو پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ دفتر ناظم تعلیمات مغربی پاکستان میں
ہیڈ کلرک ہیں۔ آپ کا عقد شافعہ خاتون دختر مولوی سید نسیم حسن ابن حاجی مولوی سید اعجاز حسن طاب ثراہ ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ چھ
دختر ۱۔ رافعہ خاتون ۲۔ طاہرہ خاتون ۳۔ شاہدہ خاتون ۴۔ صفیہ خاتون ۵۔ تقیہ خاتون ۶۔ نقیہ خاتون تولد ہوئیں۔ سب زیر
تعلیم ہیں۔ اور چار پسر ۱۔ سید شاہ زیب اقبال ۷ رجب ۱۳۷۱ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو ۲۔ سید عارف اقبال ۱۲ ذلیقعد
۱۳۷۹ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۶۰ء کو ۳۔ سید عسکری اقبال ۱۰ رمضان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ۴۔ سید محمد اقبال
۲۹ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۷۰ء کو تولد ہوئے۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید حسن ابن سید محمد ہاشم
ولادت ۱۸ شوال ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۳۰ء۔ لائق ہوشیار۔ ملنسار۔ خوش سلیقہ۔ خوش اخلاق۔ آپ ۸ رجب ۱۳۷۱ھ
مطابق یکم اپریل ۱۹۵۲ء کو پاکستان آکر کراچی میں ذاتی مکان میں مقیم ہیں۔ میٹرک تک تعلیم ہے۔ کوئنس کیمسٹ کراچی میں منیجر ہیں۔ آپ کا
عقد ام لیلےٰ دختر مولوی سید نسیم حسن ابن حاجی مولوی سید اعجاز حسن طاب ثراہ ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دو دختر ۱۔ ماجدہ خاتون ۲۔
ماجدہ جبیں اور دو پسر ۱۔ سید طاہر عباس ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۶۵ء ۲۔ سید علی عباس ۲۲ جمادی الاول ۱۳۹۱ھ
مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۷۱ء کو تولد ہوئے۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید محمد عابد ابن سید محمد ہاشم۔ ولادت ۸ شعبان ۱۳۶۲ھ
مطابق ۱۰ اگست ۱۹۴۳ء۔ نیک عمل۔ نیک کردار۔ ذی شعور۔ میٹرک تک تعلیم ہے۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنک اسکول بریلی سے انجینئرنگ
کا ڈپلومہ لیا ہے۔ محکمۂ نہر میں سپروائزر ہیں۔ آپ کا عقد انعامیہ خاتون دختر سید تنویر حسن ابن سید تصور حسن ساکن محلہ منڈی دربار کلاں
سے ہوا۔ ایک پسر سید محمد حسنین ۲۷ جمادی الآخر ۱۳۹۰ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۷۰ء کو تولد ہوا ہے۔ امروہہ میں مقیم ہیں۔ (۴۳)
سید محمد تقی ابن سید محمد ہاشم۔ ولادت ۵ رجب ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۴۵ء۔ ہوشیار باشعور۔ انٹر کامرس سائنس میں پاس
کیا۔ زیر تعلیم مقیم امروہہ ہیں۔ (۴۳) سید محمد باقر ابن سید محمد ہاشم ولادت ۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء عقلمند
ہوشیار۔ اسلامیہ کالج بریلی سے انٹر اور بریلی کالج سے بی کام پاس کیا۔ بحیثیت سٹینو گرافر محکمہ نہر میں ملازم ہیں (۴۳) سید محمد جعفر ابن
سید محمد ہاشم۔ ولادت ۹ رمضان ۱۳۷۴ھ مطابق یکم مئی ۱۹۵۵ء زیر تعلیم ہیں۔ (۴۲) مولوی سید علی کاظم عرف علی بن کاظم
ابن مولوی سید محمد کاظم۔ ولادت ۱۳ صفر ۱۳۲۲ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۰۴ء۔ جدید الذہن۔ سلیم العقل، بلند حوصلہ،
عالی ہمت، خود دار و خود اعتماد، اقران و امثال میں ممیز و ممتاز۔ سخن سنج و سخن فہم۔ علم تاریخ سے آگاہ، خاندانی ورثۂ علم سے
بہرہ مند۔ آپ ان ادبی اور مذہبی بزرگوں کی اس نسل سے ہیں جو اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کے ساتھ شرافت نفس سے بھی مالا مال
تھی۔ آپ کو دین و مذہب سے لگاؤ اور حصول علم کی طرف رجحان و لگن اور شرافت نفس ورثہ میں ملی ہے آپ تحقیقی معلومات
کے ساتھ اعلیٰ تنقیدی زاویہ نگاہ رکھتے ہیں اور اردو، فارسی، عربی، انگریزی کے نہ صرف ماہر ہیں بلکہ اہل زبان کے لب و لہجے
میں گفتگو پر بھی قادر ہیں۔ ہمہ وقت مشہور و معروف علماء و فضلائے کبار کی ہم نشینی و صحبت اور تعلیم و تربیت سے فیضیاب رہے
ابتدائی تعلیم کے بعد گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ، شیعہ کالج لکھنؤ میں پڑھ کر لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔ اے اور ایل ایل بی
کا سال اول پاس کیا۔ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں حیدر آباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان اعلیٰ

پیشن میں دیگر بلدۂ حیدرآباد میں وکالت شروع کر دی۔ دریں اثنا ANSON کی قانون معاہدہ اور KENNY کی اصول قانون فوجداری کی مشہور زمانہ انگریزی قانونی کتابوں کا (جس میں سے ہر کتاب آٹھ نو سو صفحات پر مشتمل ہے اور جامعۂ عثمانیہ کے ایل ایل بی کے نصاب میں شامل ہے۔) جامعۂ عثمانیہ کے اغراض و ضرورت کی بنا پر ترجمہ کیا۔ یہ تراجم بہ نظر استحسان دیکھے گئے اور جامعہ نے تراجم کا معاوضہ ادا کیا۔ علاوہ ازیں مختلف محکمہ جات کی فرمائش پر انگریزی مسودات کا اردو میں ترجمہ کیا۔ محکمہ وضع قوانین سرکار عالی میں مترجم کی جگہ کے لئے مقابلہ کا امتحان ہوا۔ (جس میں تقریباً پچاس ایل ایل بی حضرات شریک تھے) تو آپ سب سے اول آئے۔ اس محکمہ میں اسی عہدے پر تقرر کی پیشکش کی گئی۔ لیکن اس تقرر کے لئے حیدرآباد کے ملکی ہونے کا سارٹیفکیٹ ضروری تھا۔ جو اس زمانے میں ایک رسمی سی چیز ہو کر رہ گیا تھا اور بہ سہولت حاصل ہو جاتا تھا اور محض خانہ پری کے لئے داخل ہوتا تھا مگر عدالت کے سامنے کچھ ایسے امور حلفیہ بیان کرنے ہوتے تھے جو ہر شخص کے معاملے میں حقیقت پر مبنی نہ ہوتے تھے۔ یہی صورت ان کے معاملے میں بھی تھی۔ لہذا آپ نے جھوٹا حلف نہ اٹھایا اور جھوٹا سارٹیفکیٹ لینے سے انکار کر دیا۔ محکمۂ وضع قوانین نے صدر اعظم کو استثنیٰ کی سفارش لکھی تو وہ منظور نہ ہوئی پس سلسلۂ وکالت جاری رہا۔ کچھ عرصہ بعد علاقۂ پائگاہ کی منصفی پر تقرر ہوا اور یہ سلسلہ قیام حیدرآباد تک قائم رہا۔ ترک ملازمت کے بعد لاتور دکن میں جننگ فیکٹری قائم کی جو بہ لحاظ کارکردگی نمایاں اور بے مثال تھی۔ اس فیکٹری میں آئل مل قائم کرنے کے لئے قیمتی مشنری خریدی تھی۔ ہندوؤں کو یہ ترقی ناگوار گذری۔ اور از راہ روز افزوں تعصب رخنہ اندازی کرنے لگے۔ یہی نہیں بلکہ درپئے آزار ہو گئے تو آپ وہ تمام اثاثہ چھوڑ کر حیدرآباد سے رخصت ہوئے (وداع حیدرآباد کی تفصیل و اسباب درج ذیل ہیں) آپ ۱۳۷۳ھ مطابق آخر ۱۹۵۳ء میں پاکستان آ گئے۔ چونکہ تاریخ مقررہ یعنی ۳۰ جون ۱۹۵۲ء سے چند ماہ بعد وارد پاکستان ہوئے تھے۔ لہذا کوئی کلیم حکومت پاکستان سے اپنے نقصانات اور متروکہ جائیداد کا محض ملک کے قانون کے احترام میں ۳۰ جون ۱۹۵۲ء سے پہلے وارد پاکستان ہونے کے بحلف بیان دینے سے گریز کی بنا پر نہ کیا۔ اور جھوٹا حلف نہ اٹھانے کی وجہ سے کثیر نقصان برداشت کیا۔ مگر بنا بر تجربہ گورنمنٹ پاکستان نے فیروزہ (پنجاب) کی جننگ فیکٹری میں بارہ ہزار روپے سالانہ نقد آمدنی کا حصہ دیا۔ پھر رحیم یار خاں میں ایک جننگ فیکٹری بلا شرکت غیرے تین سال کے لئے تفویض ہوئی۔ جب میعاد ختم ہو گئی تو لاہور میں وکالت شروع کر دی جس کا سلسلہ ہنوز باقی ہے۔ آپ کے تین عقد ہوئے ایک عقد عالیہ بیگم دختر خورد حجۃ الاسلام نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہ ابن مولوی سید اکبر حسین عبرت دانشمند سے شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق جون ۱۹۲۲ء میں ہوا۔ اس زوجہ کے بطن سے ایک دختر حضور بیگم زوجۂ سید محسن حسن ابن سید شان حسن خاں ساکن محلہ چھیوڑہ اور ایک فرزند سید محمد عالم تولد ہوئے کہ یہ زوجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں روبرو والدین کے عین عالم شباب میں فوت ہو گئیں تب دوسرا عقد معصومہ خاتون دختر سید شاکر علی متوطن تھانہ بھون ضلع سہارنپور مقیم حیدرآباد دکن سے ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں کیا کہ تین سال بعد بوجہ اختلاف طبع صیغۂ طلاق جاری ہوا۔ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ تیسرا عقد عادلہ خاتون بیوہ دختر مولوی سید محمد احمد ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ دو دختر ۱- کنیز زہرا ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں ۲- کنیز بتول ۱۳۸۳ء مطابق ۱۹۶۳ء میں اور ایک فرزند سید مرتضیٰ عرف سید مہدی ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں تولد ہوا سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ یہ حقیر صغیر مولف کتاب ہذا آپ کی خصوصی علمی لیاقت و برتری کا دل و جان سے معترف ہے اور شکر گذار ہے کہ آپ نے اس کتاب کے اکثر حصوں پر نظر ثانی فرما کر۔ ترمیم۔ تنسیخ اور اصلاح فرما کر ممنون فرمایا۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ آپ بڑی بے سر و سامانی اور پریشان حالی میں حیدرآباد سے وداع ہوئے۔ تفصیل اسباب و علل کے بیان سے پہلے حیدرآباد کی قدیم سلطنت کے عروج و زوال کا پس منظر اور مختصر خاکہ جو سنایا گیا ہے۔

کہ مملکتِ حیدرآباد چھ سو سال سے۔ قطب شاہی۔ برید شاہی۔ مسلمان سلاطین کے اور گذشتہ دو سو سال سے آصف جاہی خاندان کے سلاطین
کے زیرِ اقتدار رہی تھی۔ آصف جاہی خاندان کے توسط سے دہلی کی شاہنشاہی شان کا پرتو بھی ملا۔ اور قدیم دکنی آن بان بھی رہی۔ نتیجتاً یہ سرزمین
بڑے دل آویز اندازِ زندگی تہذیب و معاشرت کی خوش آئند روش کا نمونہ بنی رہی عہدِ آصف جاہی میں عرصہ دراز سے ایسا پُرامن و سکون
ماحول رہا کہ ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء کی آزادیٔ ہند کی خوں ریز جنگ اور اقتدار کی عظیم کایا پلٹ میں بھی اس سلطنت میں کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی۔ وہاں دولت
و ثروت کی فراوانی قدیم جاگیروں اور مناصب کی برقراری۔ حتیٰ کہ حیدرآباد کے باثروت خاندانوں کو نہ بدلنے والے قوانینِ قدرت کی طرح اپنا
تمول اور خوشحالی نہ بدلنے والی حقیقت معلوم ہونے لگی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو مسلمان جاگیردار اور منصب دار دنیا و مافیہا سے بے خبر
عیش و آرام کے عادی ہوگئے۔ تن آسانی اور خوابِ غفلت کی بنا پر ان کو کشمکشِ حیات اور زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کے نشیب و فراز سے اجنبیت
سی ہوگئی۔ خصوصاً مسلمانوں کی اکثریت اور شرفا کا بیشتر طبقہ بے خبری اور نادانی میں علم کی طرف سے بھی بے پروا ہوگیا۔ اور اپنے ملک کے
بادشاہ۔ امرا۔ وزرا۔ کی شان و شوکت کے قصوں میں مست رہ کر دنیا کے حالات سے بھی بے خبر ہوگیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ برطانوی ہند
کے باشندوں کی جدوجہدِ آزادی سے بھی بے تعلق رہے۔ فقط چند مسلمان اور ہندو خاندانوں کے کچھ افراد برائے نام تعلیم پاکر اپنے
قدیمی وسائل و مدارج کی بنا پر معزز عہدوں پر فائز رہے۔ دریں اثنا شمالی ہند اور ایران وغیرہ سے جو لوگ طلبِ معاش میں یہاں
آنکلتے تو ان کے چست و چالاک اور عقیل و فہیم ہونے کی وجہ سے یہ لوگ احساسِ کمتری میں مبتلا ہوکر ان آنے والوں کا راستہ روکنے کی فکر
کرنے لگے اور ان کی ساری سیاست اسی امر پر مرکوز ہوکر رہ گئی کہ بیرونی عنصر ملک میں خصوصاً ملازمتوں میں داخل نہ ہونے پائے دریں اثنا
حضور نظام نے واپسیٔ برار کی تمنا میں مشہور و معروف مدبر اور عظیم المرتبہ بیرسٹر سر سید علی امام کو سلطنت کی مدار المہامی (وزارتِ عظمیٰ)
کی دعوت دیدی جو انہوں نے قبول کرلی۔ یہ زمانہ سر سید علی امام کی شہرت و ناموری کے شباب کا زمانہ تھا۔ ایسے میں ایک دیسی ریاست
کی مدار المہامی قبول کرنے پر برطانوی ہند میں عام طور پر اظہارِ تعجب کیا گیا۔ لیکن باخبر حلقوں کے ذکر اذکار سے معلوم ہوا کہ سر سید علی امام
نے مسلمانوں اور ایک مسلم ریاست کے جذبۂ خیرسگالی میں یہ عہدہ قبول کیا تھا۔ سر سید علی امام کی سیاسی بصیرت ان حالات کو عیاں طور پر دیکھ
تھی۔ کہ اس مملکت میں مسلمان خطرناک اقلیت میں ہیں۔ اور ان کی تعداد کو بڑھا کر کم از کم قابلِ لحاظ اور موثر اقلیت میں تبدیل کرنا ضروری ہے
ان کے نزدیک یہ مسئلہ برار کی واپسی سے بھی زیادہ اہم تھا چنانچہ انہوں نے اپنی تدبیر پر عمل پیرا ہونے کے لئے گرانبہا اور دور رس منصوبے
تیار کئے۔ وہ ان منصوبوں کو روبعمل لانا چاہتے تھے کہ دکن کے مسلمانوں کی حماقت آمیز خود پسندیوں کی بنیاد پر ایک خود غرض لیکن با اثر منسٹر
خلل انداز ہونے لگا اور ملکی غیر ملکی کے سوال پر کمینہ سازشوں اور جعل سازیوں کا ایک جال بچھا دیا۔ سر سید علی امام جیسی بلند پایہ
اور مدبر شخصیت نے نچلی سطح پر اتر کر کمینہ سازشوں اور احمقانہ تخیلات کے تدارک کے لئے حضور نظام سے اس بدسرشت منسٹر کو کیبنٹ
سے ہٹا دینے کی خواہش کی مگر نظام دکن نے لیت و لعل سے کام لیا۔ تب سر سید علی امام مستعفی ہوگئے اور اس سرزمین کے لئے جو
مقدر ہو چکا تھا وہ ہو کر رہا۔ جب ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں انگریز ہندوستان سے رخصت ہوا تو حکومتِ ہند نے جذبۂ
خیرسگالی۔ دوستی و باہمی اعتماد کے تحت سکندرآباد سے وہ فوجیں ہٹالیں جو انگریزوں کے طویل عہد میں ہیڈ کوارٹر بنا کر رہتی رہی
تھیں۔ حکومتِ ہند کی طرف سے حیدرآباد میں مسٹر منشی اور دہلی میں نظام دکن کی طرف سے سید زین الدین زین یار جنگ ہائی کمشنر معین ہوئے
یہ زین یار جنگ حکومتِ نظام کے خیرخواہ اور ذہین و باتدبیر سفیر تھے انہوں نے نہایت جفاکشی اور اپنے حسنِ تدبیر سے حیدرآباد کے مسئلہ پر
مسٹر راج گوپال اچاریہ گورنر جنرل حکومتِ ہند کی مدد سے ایک نہایت معقول اور باعزت فارمولا تیار کرنے میں کامیابی حاصل کی اور
وہ فارمولا لیکر حیدرآباد پہنچے۔ یہاں حیدرآباد میں اتحاد المسلمین کی رضاکار حکومت برسرِاقتدار تھی (جس کا سربراہ بطور حادثہ ایک معمولی

مخصوص ہوگیا تھا جو احمد رضا خاں بریلوی کے لفظ رضا کی مناسبت اور مرید ہونے کی وجہ سے خود کو رضوی لکھنے لگا تھا اور لوگوں نے لفظ رضوی دیکھ کر اس کو سید تصور کرلیا اور سید لکھنے لگے اور اس نے قبول فرمالیا۔ اور دعویدار سیادت ہوگیا) اس رضاکار حکومت نے نمائندے کو نہایت تمکنت و خشونت و حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور کسی طرح کوئی معقول تجویز ماننے پر اس لئے تیار نہ ہوئی کہ ذاتی بچۂ سقہ اقتدار خطرے میں پڑ جاتا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے نشۂ اقتدار میں اس حکومت نے ایسے اقدامات کئے کہ ملک میں افراتفری۔ ابتری اور بدامنی کا بازار گرم ہوگیا۔ اور شرفا کو اپنی عزت سنبھالنی مشکل پڑ گئی۔ یہاں تک کہ نظام دکن کی عزت کے لالے پڑ گئے۔ جرأت یہاں تک بڑھی کہ خود نظام دکن کو قید یا قتل کرنے کا منصوبہ و داعیہ ہونے لگا۔ جب حالات یہاں تک پہنچ گئے اور فضا انتہائی خراب ہوگئی تو مسلمانوں کے قدیم دشمن ہندو کو بہانہ مل گیا۔
حکومت ہند نے حضور نظام سے مطالبہ کر دیا کہ ہماری فوجوں کو اپنے قدیم مستقر سکندرآباد واپس آنے کی اجازت دی جائے ایسے میں نظام دکن کے لئے سوائے اس کے چارۂ کار نہ رہا کہ جا رہ ناچار بادل ناخواستہ ہندی افواج کو سکندرآباد میں کم از کم جانی و مالی نقصان کے ساتھ واپس آنے کی اجازت دیدیں۔ یہ اجازت کیا ملی کہ ہندو کی ازلی دشمنی بڑھنے کا راستہ حکومت ہند نے پولیس ایکشن کے نام سے پورے ملک پر بھی دھاوا بول دیا۔ اور اس آگ نے پورے ملک کو آناً فاناً پھونک کر رکھ دیا اور اس . صدیق دکن۔ مجاہد اعظم۔ مصنوعی سید کی غوغائی اور احمقانہ قیادت نے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجوادی۔ لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کروادیا۔ لاکھوں عصمتیں لوٹ لی گئیں ہزاروں باعصمت شریف زادیوں نے کنوؤں میں گر کر اپنی عصمتیں بچائیں۔ اور لقمۂ اجل ہوئیں۔ ہزاروں گھرانے بے چراغ ہوگئے۔ ہزاروں ہنستے کھیلتے جوان موت کے گھاٹ اتر گئے۔
اور جو اس قتل و غارت سے کسی طرح بچ نکلے وہ خوفزدہ اور بے سہارا ہو کر رہ گئے۔ اس ہندو حکومت نے۔ کوئی ظلم۔ کوئی تشدد۔ کوئی تعدی ایسی نہ تھی جو مسلمانوں پر روا نہ رکھی ہو۔ مسلمانوں کو صرف سیاسی غلامی کا شکار بنایا۔ بلکہ ان کی اقتصادی۔ علمی۔ جماعتی۔ ثقافتی اور ذہنی آزادی کو بھی فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ سب سے زیادہ وہ مسلمان طبقہ جو صدیوں آسودۂ خواب راحت و غفلت تھا۔ سراسیمہ اور بے آبرو ہو کر رہ گیا۔ جب تمام ریاستہائے ہند اور تمام مسلمانان ہند کا سرخیل نظام بالکل بے اثر اور بے دست و پا ہوگیا۔ تو اس کا اثر تمام ریاستوں کے سربراہوں خصوصاً ہندوستان کے تمام مسلمانوں پر پڑا۔ اور مسلمان ہر جگہ پست و بے آبرو ہو کر رہ گیا۔ اندریں حالات مولوی سید علی کاظم جیسے حساس خوددار۔ اور غیرت مند شخص حیدرآباد میں کیسے رہ سکتے تھے اور کیوں رہتے۔ بالآخر مجبوراً حیدرآباد کی سرزمین اور در و دیوار پر حسرت کی نظر کرتے سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق اواخر سنہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان آگئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار حیدرآباد کے اس المیہ سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ نادانیوں اور غفلتوں کے نتیجے میں کبھی کبھی کم حیثیت۔ کم ظرف اور چھوٹا آدمی بڑے دوررس اور عظیم نقصان کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔ (۳۴) سید محمد عالم ابن مولوی سید علی کاظم۔ ولادت تقریباً صفر سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق اگست سنہ ۱۹۲۵ء لائق و فائق۔ عاقل و فرزانہ، سنجیدہ و متین۔ با اخلاق و باتمیز والد کی طرح خوددار و معاملہ فہم، طلب علم کا شوق ورثہ میں ملا ہے آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی سے سنہ ۱۳۶۳ھ سنہ ۱۹۴۴ء میں میٹرک پاس کیا۔ اسی سال مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ اور سنہ ۱۳۶۹ھ سنہ ۱۹۴۹ء میں بی۔ ایس۔ سی کیا۔ اسی دوران میں ادیب ماہر کا امتحان بھی دیکر کامیاب ہوئے۔ تکمیل تعلیم کے بعد اپنے والد کے پاس لاتور ضلع عثمان آباد (دکن) پہنچے اور والد کی جننگ فیکٹری میں جس میں چالیس جننگ مشینیں تھیں منیجری کی حیثیت سے نہایت عمدگی سے فرائض انجام دیئے۔ جننگ مشین میں ایک ایسی اسکرین ایجاد کر کے لگوائی جس سے بنولہ اڑ کر روئی میں نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس کی ایسی شہرت ہوئی کہ لاتور کے تمام کارخانوں میں ان اسکرینوں کا اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۳۶۹ھ سنہ ۱۹۴۹ء سے سنہ ۱۳۷۳ھ سنہ ۱۹۵۳ء تک لاتور میں قیام رہا۔ مگر ہندوؤں کی مستقل ایذا رسانیوں اور کاروباری بائیکاٹ کے کئے جانے کی بنا پر لاتور چھوڑنا پڑا اور ربیع الاول سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق سنہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان آکر کراچی میں قیام کیا اور کسی جننگ فیکٹری کے الاٹمنٹ ملنے تک کے لئے عارضی طور پر ۲۸ شوال سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۳۰ جون سنہ ۱۹۵۴ء کو محکمہ تعلیم میں بحیثیت

سائنس ٹیچر مقرر ہوئے۔ ایک سال بعد محکمہ کی طرف سے بی۔ ٹی کی ٹریننگ میں بھیج دیئے گئے۔ اور سنہ ۱۳۷۶ھ سنہ ۱۹۵۷ء میں ٹریننگ مکمل
کرنے کے بعد واپس محکمہ تعلیم میں بھیجے گئے۔ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق سنہ ۱۹۶۱ء میں ایک حلقہ کی مردم شماری کے لئے مقرر کئے گئے۔ جہاں ایسا کام کیا۔
کہ حکومت کی جانب سے گولڈ میڈل ملا۔ ملازمت کے پہلے سال ہی سے اپنے مضمون حیاتیات کے میٹرک کے ممتحن مقرر کئے جانے لگے اور
پھر بورڈ کی سائنس کے سبجکٹ کمیٹیز کے متواتر ممبر مقرر کئے جاتے رہے۔ دو برس فزیالوجی ہائی جین کے ڈپٹی ہیڈ اگزامنر اور پھر اپنے
مضمون کے ڈپٹی اور ہیڈ اگزامنر رہے اور با اصول اور بادیانت ممتحن سمجھے جاتے رہے۔ گویا محکمے اور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اور
سکنڈری ایجوکیشن میں باوقار اور باعزت سمجھے جاتے ہیں۔ برادری میں بھی باعزت و وقعت ہیں۔ انجمن سادات دانشمندان جس کی بنا سید
آفتاب احمد مسلم نے سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق سنہ ۱۹۵۰ء میں ڈالی تھی اور افتتاح کے دن اور بعد میں تمام سادات دانشمندان کا چندہ رکھا گیا اس انجمن
کا مقصد اصلاحی کام کرنا تھا۔ اس انجمن کے ایک جلسہ میں سید محمد عالم نے سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق سنہ ۱۹۵۶ء میں جشنِ ولادت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
ہر سال ۱۰ رجب کو امروہہ کے بعد کراچی میں منعقد کرنے کی تحریک و ابتداء کی اور شاندار طریقہ پر اس کا آغاز کیا اور بحمد اللہ پندرہ سال سے یہ
جلسہ بڑی شان و شوکت سے ہوتا ہے۔ امروہہ کے واحد ترجمان رسالہ "مجلہ" کے ابتدائی پرچوں کے اجرا میں ان کی کوششوں کو بڑا دخل رہا
خود بھی لکھتے رہے اور اوروں سے بھی لکھواتے رہے اور پرچہ کی تدوین و ترتیب میں منہمک رہے۔ شجرہ نسب سادات تقوی دانشمندان
کی ترتیب اور تالیف تاریخ میں حقیر صغیر مولف کے دست راست اور قوت بازو ہیں۔ آپ اہل محلہ کے اتحاد و اتفاق کے خواہشمند اور اس
سلسلے میں معین رہتے ہیں۔ اور جہاں تک جس حد تک جس طرح کی مدد ممکن ہوتی ہے کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق سنہ ۱۹۶۰ء
کو ہومیو پیتھک ڈاکٹر کی حیثیت سے رجسٹرڈ ہوئے اور جب سے اب تک باقاعدہ مطب کر رہے ہیں اور اپنے اس کام کو دلچسپی اور دیانت کے
ساتھ انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ نے فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر ۲۰ میں مکان بنا لیا ہے اور مکان پر ہی مطب کرتے ہیں۔
اس آبادی میں پہنچنے کے بعد فلاحی اور مذہبی انجمن انجمن مرتضوی کو چند دوسرے حضرات کے اشتراک سے ایک ایکڑ زمین تعمیر مسجد کے لئے
الاٹ ہو چکی ہے۔ آپ اس انجمن کے نائب صدر رہیں۔ ایک پرائمری اسکول بنام نیو پرائمری اسکول کے جمنے اور چلانے میں تین برس سے
مسلسل جدوجہد کی۔ اب یہ اسکول بوتراب اسکول کے نام سے ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ الغرض آپ کا عقد رضیہ خاتون دختر مولوی
سید محمد احمد ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین دانشمند سے ہوا۔ ہنوز پانچ دختر اور ایک پسر سید محمد عباس ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۲ھ
مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۲ء کو تولد ہوا۔ دختران ۱۔ رباب باتول ۲۔ عذرا النسرین ۳۔ رعنا پروین ۴۔ خطیبہ زینب ۵۔ روحی صبیحہ
سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۳۴) سید حسن کاظم عرف سید حسن بن کاظم ابن مولوی سید محمد کاظم ولادت سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق سنہ ۱۹۰۸ء
نیک عمل نیک خصلت۔ نور المدارس امروہہ اور مدرسہ منصبیہ میرٹھ میں تعلیم پائی اور درجہ کامل کا امتحان الہ آباد یونیورسٹی سے
پاس کیا۔ اردو اور فارسی ادب میں دستگاہ تھی۔ عربی سے بھی حسب ضرورت مناسبت تھی۔ اردو میں شعر بہت اچھا کہتے تھے۔
فلک تخلص تھا کلام کی سلاست و برجستگی پختگی و لطافت ان کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز بنائی ہوئی تھی۔ بھرتی کے اشعار اور قافیہ پیمائیوں
سے ان کا کلام پاک تھا۔ کم کہتے تھے مگر جس قدر کہتا تھا وہ اثر پذیری اور اثر آفرینی کا نمونہ تھا چونکہ فطرت اور خمیر میں شاعری تھی۔
لطافت احساس تھی۔ با اصول ماحول میں آنکھ کھولی تھی لہذا ذریعۂ معاش کے حصول کی دوڑ میں کچھ آگے نہ جا سکے۔ زمانہ بھی ناموافق
تھا۔ نتیجے میں قبل تقسیم ملک کراچی آکر محکمہ تعلیم میں ملازم ہوئے۔ مدرس تھے اور مدرس ہی رہے سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۹ء
میں مرض سل میں مبتلا ہوئے چند سال علاج معالجے کے نتیجے میں کبھی تندرست نظر آتے کبھی نڈھال۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک
عقد ناظمیہ خاتون دختر سید مصطفےٰ احسن چچا کی دختر سے ہوا جس کے بطن سے ایک دختر صدیقہ خاتون منکوحہ سید سرور حسن ابن

سید تصور حسن چنوڑوالے ساکن محلہ قاضی زادہ تولد ہوئی کہ یہ زوجہ نوجوان فوت ہوگئی۔ تب دوسرا عقد حسین فاطمہ دختر سید حسن رضا
ابن سید قیام حسن خاں دانشمند سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک فرزند سید کاظم رضا تولد ہوا جو زیر تعلیم ہے۔ آپ نے رجب ۱۳۸۲ھ
مطابق نومبر ۱۹۶۲ء میں وفات پائی۔ (۴۰) سید حسین کاظم عرف سید حسین بن کاظم ابن مولوی سید محمد کاظم۔ ولادت ۱۳۳۱ھ
مطابق ۱۹۱۲ء نیک صالح خلیق ولیق ہر دلعزیز، خندہ پیشانی، گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ سے میٹرک میں کامیاب ہوئے کچھ عرصہ
بعد حیدرآباد دکن میں امتحان وکالت میں کامیابی حاصل کی اور وکالت کرنے لگے۔ طبیعت میں لطافت وخوش طبعی سنجیدگی اور مروت
کا بڑا جوہر ہے وکالت میں بھی تیزی سے ترقی کرتے جاتے تھے لیکن وطن سے دوری کا دل پر اثر تھا ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء کی جنگ کا
آغاز ہوچکا تھا۔ ملٹری انجینئرنگ سروس کے لئے امیدوار مطلوب تھے۔ آپ وطن آئے ہوئے تھے۔ کوشش کی اور سپروائزر ہوگئے ۱۳۶۶ھ
مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان تبادلہ ہوا۔ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں ایس ڈی او ہوئے اور ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں اسسٹنٹ
انجینئر ڈویژن پر ترقی پائی۔ آپ کا عقد معظمہ خاتون اپنے ماموں سید آل محمد ابن سید اکبر حسین کی دختر سے ہوا۔ ایک دختر پروین فاطمہ عرف
آدینہ اور ایک فرزند سید مہدی عرف پاشا تولد ہوئے۔ زیر تعلیم ہیں۔ (۴۱) **مولوی سید ارتضیٰ حسن** زوار ابن مولوی سید
ابرار حسین ولادت تقریباً ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء ابتداً امروہہ میں فاضل اساتذہ سے تحصیل علم کرتے رہے۔ جن میں جناب
مولوی سید اولاد حسن صاحب قبلہ طاب ثراہ محلہ شفاعت پوتہ کے علم اور دیگر محامد اوصاف سے بہت متاثر تھے فن خطاطی،
نیز بزی میں بھی مولانائے موصوف کے پرکار قلم کا عکس جھلکتا تھا۔ پھر لکھنؤ مدرسہ ناظمیہ میں سرکار نجم العلما طاب ثراہ سے استفادہ
کیا۔ طبیعت کا میلان حقائق ومعارف کی طرف زیادہ تھا۔ سطحی فنون اور رسمی علوم سے رفتہ رفتہ طبیعت کو فرار ہوگیا تھا مشاہیر
اہل علم کی شہرت اور ناموری علما کی ناموری سے قطعاً متاثر نہ ہوتے بلکہ ان کو صرف خوف خدا اور آثار تقویٰ کے پیمانوں میں تولتے
تھے اور اسی مقیاس کی رو سے صرف سرکار نجم العلما کے معترف تھے۔ خود اپنی شہرت کی خواہش تو کجا گوشۂ خمول کے
متلاشی رہتے تھے اور اپنے اوقات بلا کسی مزاحمت اور خلل کے ذکر الٰہی میں بسر کرنے کے متمنی رہتے تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے
پہلا عقد آمنہ خاتون دختر سید امتیاز حسن زوار ابن سید سخاوت علی دانشمند سے ہوا۔ جن کے بطن سے متعدد اولادیں ہوئیں
لیکن کوئی زندہ نہ رہی۔ کچھ عرصہ بعد زوجہ بھی فوت ہوگئیں۔ بعدہٗ موصوف نے سفر عراق اختیار کیا اور نجف اشرف اور
کربلائے معلیٰ میں مقیم رہے لیکن کسی مخصوص عالم کے درس فقہ واصول فقہ کے مباحث وتکرار میں حصہ نہ لیا۔ نہ مجتہد بنے۔
اور نہ فقیہوں کی حجت طرازیوں اور زیادہ گویوں کو خاطر میں لاتے۔ مشاہد مقدسہ کی غرض اقامت صرف جوار معصومین علیہ السلام
کا حصول اور چند با بصیرت اور صاحبان عرفان علما سے تبادلۂ خیال اور حقائق ومعارف تک رسائی کی جدوجہد تک محدود تھی۔
موصوف مذہب اہلبیت کو فقہ اور مناظرے میں محدود نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ سر الٰہی فی العالمین حضرت امیر المومنینؑ کے جذبۂ ولایت کے شیدائی
اور بقیۃ اللہ سرکار حجت علیہ السلام کی دل وجان سے غلامی میں سرشار تھے۔ محمدؐ و آل محمدؐ کے روحانی وباطنی فیوض سے استفادے کی
جدوجہد کو روح مذہب سمجھتے تھے۔ مولوی سید ارتضیٰ حسن طاب ثراہ کے راسخ عقیدوں اور ان کی زندگی میں ادنیٰ سا بھی تضاد نہ
تھا۔ پانچ سال جوار معصومین میں گذارنے کے بعد عالم خواب میں سید الشہدا علیہ السلام کی طرف سے ہدایت ہوئی کہ ارتضیٰ حسن تمہاری والدہ
تمہارے لئے بہت بے چین ہیں۔ تم ان کی خدمت میں پہنچو۔ بلا تاخیر تعمیل کی امروہہ آئے اور ان کی والدہ نے دوسری مرتبہ شادی کا
اہتمام کیا۔ ڈپٹی سید اولاد حسن ابن سید قدرت علی ساکن محلہ دربار کلاں کی دختر جلیلہ خاتون سے شادی ہوئی۔ اولاد ہوئی مگر
زندہ نہ رہی۔ چند سال کے اندر دوسری زوجہ بھی فوت ہوگئیں۔ کچھ مدت رامپور۔ موہنہ۔ اور پھر علی گڈھ کالج میں مولانا

سید عباس حسین طاب ثراہ پروفیسر شعبۂ دینیات کے (جو اس وقت بہت ضعیف اور معذور ہو چکے تھے معین و مددگار کی حیثیت سے شعبۂ دینیات کی مقررہ نصاب کے مطابق تعلیم دیتے رہے اور کالج سے مشاہرہ پاتے رہے تا آخر الامر سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق سنہ ۱۹۲۳ء میں کالج کی سہ ماہ تعطیلات گرما کے آغاز سے دو دن قبل مستعفی ہو گئے۔ مولانا سید عباس حسین طاب ثراہ نے روکنے کی بہت کوشش کی اور بالآخر یہ بھی کہا کہ اگر استعفیٰ دینا ہی ہے تو دو دن بعد طولانی سہ ماہی تعطیلات شروع ہو جائیں گی۔ تعطیلات گذرنے کے بعد استعفیٰ دیدیں تاکہ حسب قاعدہ ایام تعطیل کا مشاہرہ تو مل سکے۔ مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ موصوف کے برادرزادگان سید محمد ہاشم و سید علی کاظم نے جو موصوف سے ملنے گئے ہوئے تھے۔ مولانا سید عباس حسین طاب ثراہ کے ایما پر یہ ہی باتیں عرض کیں اور تعطیلات کے مشاہرے کا امر بھی ذکر میں لائے تو موصوف کی ناراضی برہمی تک پہنچ گئی۔ اور فرمایا۔ کہ افسوس۔ اب ہمارے بچے بھی اس طرح سوچنے لگے۔ کس قدر المناک بات ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اس کالج میں مسلمانوں کا پیسہ ہے۔ جب میں دست کش ہو جانے کا طے کر چکا تو ایام تعطیل کا مشاہرہ پانے کا شرعاً مستحق کب ہوں۔ افسوس افسوس۔ عرض کیا گیا کہ پھر دست کش ہی کیوں ہوتے ہیں جواباً فرمایا۔ کہ اگر میں اس کے لئے مامور ہوں تو!؟ یہ حکم محکم موصوف کے نزدیک حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا تھا جس کی تعمیل میں ادنیٰ سی تاخیر گوارہ نہ تھی۔ یہ تھا۔ انداز مولوی سید ارتضیٰ حسن کی زندگی کا۔ دنیا ایسے شخص کو نہیں سمجھتی اور ایسے فرزانوں کو دیوانہ۔ سنکی اور کھویا ہوا سمجھتی ہے۔ مولوی سید ارتضیٰ حسن کو بھی کھویا ہوا ہی سمجھا گیا۔ دنیا کیا کہتی اور کیا سمجھتی ہے۔ وہ اس سے قطعاً بے پرواہ اور بے نیاز تھے جس امر کا موصوف اپنے کو مامور سمجھتے تھے اس کی تعمیل و انصرام میں باقی ایام حیات بمبئی میں گزار دیئے۔ مولوی سید ارتضیٰ حسن مرحوم بھی بہت اہل قرابت اور اہل وطن کے نزدیک ناقابل فہم معمہ اور کھوئے ہوئے شخص تھے۔ لیکن چند بابصیرت و عرفان علماء کے نزدیک وہ بے مثل عاقل اور عارف مقام امامت و ولایت تھے۔ آپ نے سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق سنہ ۱۹۳۹ء میں بمبئی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ بمبئی ہی کی خاک کا پیوند ہوئے (۴۱) سید مصطفےٰ احسن ابن مولوی سید ابرار حسین۔ ولادت تقریباً سنہ ۱۲۹۸ھ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء۔ ہوشیار، نیک کردار، بقدر ضرورت اردو، فارسی، انگریزی میں استعداد رکھتے تھے۔ قبل تشکیل پاکستان کراچی آکر کچھ عرصہ ملازمت کی پھر خانہ نشین ہو گئے۔ آپ کا عقد عاطرہ خاتون دختر سید عاطر حسین ابن سید سجاد حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ تین دختر تولد ہوئیں اور ایک پسر سید اجتبےٰ احسن تولد ہو کر کم سن فوت ہو گیا۔ ایک دختر فاطمیہ خاتون کا عقد مولانا سید انیس الحسنین ابن سید ابوالقاسم دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر ناظمیہ خاتون کا عقد سید حسن بن کاظم عرف جھنی ابن سید محمد کاظم چچا کے پسر سے ہوا تھا کہ ایک دختر صدیقہ خاتون تولد ہوئی کہ موصوفہ انتقال کر گئیں۔ تیسری دختر جعفرہ خاتون کا عقد سید غلام عباس ابن سید حسین نذر دانشمند سے ہوا۔ آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہ رہی۔ آپ یکم رجب سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۶۸ء کو کراچی میں فوت ہوئے۔ (۳۸) سید امین الدین ابن سید غوث علی۔ صاحب علم و اقتدار اور خاندان میں ذی وقار تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر مولانا سید محمد عبادت ابن سید محمد شفاعت ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید منیر علی ابن سید نجابت اللہ عرف ہنگا دانشمند سے ہوا۔ کہ لاولد رہیں۔ پہلی زوجہ سے ایک دختر تولد ہوئی اس کا عقد مولوی سید تجمل حسین ابن مولوی سید نجیب الدین سے ہوا۔ چونکہ آپ کے اولاد نرینہ نہ تھی لہذا یہ دختر وارث جائیداد ہوئی اور جائیداد پدر اپنے شوہر کے گھر لے گئی۔

(۳۸) سید زین الدین عرف سید فتح علی نورا ابن سید غوث علی۔ نیک عمل۔ نیک کردار خوش اقبال تبار

آپ سید غلام ولی ابن تحلیسید تاج محمود ثالث دانشمند کے ہمراہ زیارات نجف، کربلا، کاظمین و سامرہ سے شرفیاب تھے۔ سفر سے واپسی پر آپ نے امروہہ میں انتقال کیا۔ آپ نے طمع اولاد میں متفرق اوقات میں چھ زوجہ سے عقد کیا۔ ایک عقد دختر سید محمد رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید رحیم بخش ابن سید غلام مرتضیٰ دانشمند سے کیا۔ تیسرا عقد دختر سید غلام علی ابن سید غلام بدیع الدین عرف گمانی دانشمند سے کیا۔ چوتھا عقد دختر سید دوست علی ابن سید حسین رضا دانشمند سے کیا پانچواں عقد دختر سید نثار علی ابن سید قمر الدین عرف بادن ساکن محلہ چھبوڑہ سے کیا۔ چھٹا عقد ایک زن بیوہ غیر سادات غیر کفو سے کیا مگر صرف زوجہ اوّل سے ایک پسر سید جعفر حسن عقب رہے۔ (۳۹) سید جعفر حسن ابن سید زین الدین عرف سید فتح علی صاحب دولت و ثروت۔ جاہ و حشم۔ حلم و مروّت۔ سیر چشم۔ مشہور دیار باوقار تھے۔ آپ کے فیض کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا ہوا تھا اور آپ کے جود و سخا کا ہاتھ ہر فقیر و مسکین حاجت مند کا معاون و مددگار تھا۔ غیروں، عزیزوں اور بھائیوں اور ہر شخص سے یکساں شفقت و محبت سے پیش آتے تھے اور کسی سے تکبّر۔ بالادستی بالانشینی اور خود نمائی نہ کرتے تھے۔ ہر شخص کے مربی و معاون تھے۔ اہل شہر۔ اہل محلہ اور اہل خاندان کے تنازعات کا بہ احسن وجوہ تصفیہ کرانے میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ تصفیہ کرانے میں اگر کوئی فریق خسارہ کی وجہ سے تامل کرتا تو آپ بلا تامل وہ خسارہ اپنی جیب خاص سے پورا کرکے فریقین کو راضی کرا دیتے تھے۔ آپ بدرجہ اتم سخی و جواد تھے۔ معاملاتِ شہر میں بھی ممتاز و ممیز تھے۔ چنانچہ جب امروہہ میں شیعہ جامع مسجد بنانے کا مرحلہ آیا تو آپ تعمیر مسجد کے سلسلے میں پیش پیش رہے یہاں تک کہ آپ اہالیانِ محلہ دانشمندان کی طرف سے تعمیر جامع مسجد بنام اشرف المساجد کی کمیٹی کے سرگرم ممبر رہے اور شیعہ جامع مسجد کی تعمیر میں دامے درمے قدمے ہر طرح معاونت و امداد کی۔ آپ کا عقد مولوی سید تجمل حسین ابن مولوی سید نجیب الدین دانشمند کی پہلی زوجہ کی دختر نصیرہ خاتون سے ہوا۔ اس زوجہ سے ایک دختر اور ایک پسر تولد ہو کر کم سن فوت ہوئے۔ ان کی زوجہ اپنی ماں کے ورثہ کی جائیداد (جائیداد سید امین الدین) اپنے ہمراہ لائیں تو گویا موصوف الصدر سید غوث علی کی دو ثلث جائیداد پر متصرف رہے یعنی ایک حصّہ پدری اور دوسرا حصّہ جائیداد سید امین الدین ان کے تحت تصرف رہا۔ اسی لئے خاندان میں ممتاز و متمول تھے۔ چونکہ زوجہ اپنی جائیداد کی مالک تھیں پس ان کی مرضی کو اپنی منشاء پر مقدم رکھتے تھے اور زوجہ کی مرضی کے خلاف کچھ نہ کرتے تھے۔ ان کی زوجہ نے اپنے مکان کو منحوس خیال کرکے منہدم کرا دیا اور پھر عمارت جدید تعمیر کرائی۔ اور زر کثیر خرچ کیا۔ نیز طمع اولاد میں تعویز گنڈوں پر بہت خرچ کیا جس کی وجہ سے قرض جائیداد سے زیادہ ہو گیا۔ غرض موصوف نے جاڑے بخار کی وبا ۱۲۹۶ھ مطابق سنہ ۱۸۷۸ء میں انتقال کیا اور کچھ دن بعد زوجہ بھی وفات پا گئیں۔ تمام جائیداد معہ جائیداد مولوی سید ابرار حسین جو ان کے قرضے میں مکفول تھی قرض خواہوں نے سستے داموں خرید لی۔ الغرض آپ بلا عقب رہے۔

(۳۵) **سید علی اشرف** ابن میران سید رحمت اللہ ولادت تقریباً ۱۰۸۱ھ مطابق سنہ ۱۶۷۰ء۔ عالم و ادیب، شجاع و دلیر۔ بڑے منصبداروں میں سے ایک منصبدار اور صاحب حشمت و اقتدار تھے۔ نو لاکھ دام جاگیر اورنگ زیب شاہنشاہِ دہلی سے حاصل کر کے بحصول راحت زندگی بسر کی۔ بہ معیت اپنے فرزند سید محمد علی۔ اورنگ زیب عالمگیر کے ہمراہ دکن کی مہم میں شریک ہوئے۔ پھر بمعیت اپنے فرزند سید سعادت اللہ ملقب سید علی نواز خاں معروف سید بیچا اس وقت کے رئیس قطب شاہ کے ہمراہ جنگ بلوچان میں شریک ہوئے۔ خارجاً سنا جاتا ہے کہ آپ کا مزار سید ابوالفضل ابن سید محمد میر عدل دربار کلاں کے ہم پہلو سیبی بلوچستان میں مرجع خلائق ہے واللہ اعلم بالصواب۔ آپ کی زوجہ و دختر کا تو کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ البتہ آٹھ پسر ۱۔ سید محمد بخش عرف سید محمد علی ۲۔ سید نادر علی ۳۔ سید شاہ علی ۴۔ سید سعادت اللہ ملقب سید علی نواز خاں معروف بیچا ۵۔ سید محمد منعم عرف گھونچا ۶۔ سید عبدالباقی عرف سونچا ۷۔ سید رعایت اللہ ۸۔ سید مصطفےٰ اعلیٰ تولد ہوئے۔ (۳۶) **سید محمد بخش** عرف سید محمد علی ابن سید علی اشرف۔ عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی میں جو یادداشت مرتب ہوئی اور جس کی نقل حاجی مولوی اعجاز حسن صاحب طاب ثراہ محلہ گذری کے پاس سے دستیاب ہوئی۔ اس سے ثابت ہے کہ سید علی اشرف کے کل بیٹے منصبدار جلو قدیم تھے اور ورثہ جدی و حصہ نو لاکھ دام جاگیر متروکہ پدری سے سید علی اشرف کا ہر بیٹا۔ معزز، موقر اور مرفہ الحال و خوشحال تھا۔ سید محمد علی اپنے والد کے ہمراہ شاہ عالمگیر اورنگ زیب کے لشکر میں شامل ہو کر دکن کی مہم میں شریک ہوئے تو پے در پے سفر کی وجہ سے راستہ میں بیمار ہو گئے۔ ان کو اسی حالت میں اثنائے سفر میں چھوڑ کر لشکر کوچ کر گیا۔ پھر ان کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ ترکہ بھائیوں میں تقسیم ہوا۔ (۳۶) **سید نادر علی** ابن سید علی اشرف۔ صاحب علم و ادب۔ عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی میں جو یادداشت مرتب ہوئی تھی اس میں یہ عبارت تحریر ہے کہ سید نادر علی وغیرہ پسران سید علی اشرف در جلو قدیم سادات امروہہ تینتیس ۳۳ ہزار دام۔ بہرحال آپ مرفہ الحال خوش حال تھے۔ زوجہ کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ مگر کوئی اولاد پسری نہیں ہوئی۔ تین دختر تولد ہوئیں۔ ایک دختر کا عقد سید امام رضا ابن سید علی رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید احسان علی ابن سید عبدالباقی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید عنایت رسول ابن قاضی سید عنایت محی الدین ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ یہ سب دختران ورثۂ پدری ساتھ لے گئیں۔ (۳۶) **سید شاہ علی** ابن سید علی اشرف۔ یہ بھی حسب یادداشت عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی منصبدار جلو قدیم تھے۔ اور ترکۂ جدی و پدری سے خوشحال تھے۔ ان کی زندگی کا عجیب سانحۂ روح فرسا عبرتناک واقع ہوا۔ معتبر اور مشہور روایات سے معلوم ہوا کہ ان کی نسبت محلہ گذری میں کسی سید کی دختر سے ہوئی تھی۔ شادی کے دن دولھا لباس عروسی سے مزین ہو کر مع عزیز و اقارب سسرال کو روانہ ہوا۔ جب بارات سسرال میں پہنچی تو آتشبازی چھوڑی گئی۔ اتفاق سے ایک ہوائی دولھا کے جسم پر آ لگی جس کے صدمے سے دولھا فوراً ہلاک ہو گیا اور خوشی غم سے بدل گئی۔ اسی حالت میں دلہن کا ڈولا آگے آگے اور دولھا کا جنازہ پیچھے پیچھے واپس ہوا۔ بیچاری دلہن نے اپنی ساری عمر اسی غم و یاس میں گزار دی۔ الغرض آپ لاعقب رہے۔ (۳۶) **سید سعادت اللہ** ملقب سید علی نواز خاں معروف بیچا ابن سید علی اشرف۔ ذی علم۔ ذی مقدرت۔ آپ حسب یادداشت عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی منصبدار جلو قدیم تھے اور پنجہ ہزار دو سو اکتیس دام کے جاگیردار تھے۔ اور ترکۂ جدی و پدری سے خوشحال مرفہ الحال تھے۔ شاہانِ وقت کی طرف سے آپ کو سید علی نواز خاں کا لقب ملا تھا۔ صاحب دولت و ثروت تھے اور صفتِ شجاعت و دلیری سے متصف تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اس وقت کے ایک امیر قطب شاہ کے ہمراہ جنگ بلوچان میں شجاعت و جوانمردی کے جوہر دکھا کر قتل ہوئے۔ خارجاً سنا گیا ہے کہ بلوچستان کے ضلع سیبی میں سید ابوالفضل ابن سید محمد میر عدل ساکن محلہ دربار کلاں اور اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مزار مرجع خلائق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپ کا مقام عقد اور دختران کا تو کچھ

ولادت سنہ ۱۱۰۶ھ ۱۷۰۲ء

حال نہ معلوم ہوا۔ مگر دو پسر ۱ سید نجابت اللہ عرف بھینگا ۲ سید امام بخش عرف درگاہی عقب رہے۔ (۳۷) سید نجابت اللہ عرف بھینگا ابن سید سعادت اللہ ملقب بہ سید علی نواز خاں عرف بیچا۔ اصل کتاب زیدیہ مولوی سید اکبر حسین عبرت مرحوم کے صفحہ ۲۴۹ و ۲۵۰ پر اور اس کتاب کی نقل مقبوضہ مولانا سید انیس الحنین صاحب قبلہ نبیرۂ مولوی سید اکبر حسین صاحب عبرت مصدقۂ جناب سرکار نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہٗ میں تحریر ہے کہ (سید نجابت اللہ عرف بھینگا ابن سید علی نواز خاں با دختر منکوحہ سید محمد منعم عم خود متاہل گشتہ۔ و بہ یکے از مملوکہ تصرف نمودہ۔ از بطن منکوحہ یک پسر سید منیر علی و یک دختر۔ و از بطن متصرفہ سہ دختر بعقب گذاشت۔ حال مزاوجت دختر بطن منکوحہ با سید رحیم بخش عرف ببنا (ابن سید غلام مرتضیٰ) در صدد بقید قلم در آمدہ۔ و از دختران بطن متصرفہ یکے در مناکحت سید دوست علی ابن سید حسین رضا در آمدہ و از بطنش ہیچ موجود بوجہ دنیا مدہ باقی نماندہ۔ دومی در حبالۂ نکاح سید کرم اللہ ابن سید حیات اللہ ابن سید حمد اللہ انعقاد گرفتہ۔ و سیومی با سید نور علی خاں ابن سید فرزند علی خاں ساکن محلہ شفاعت پوتہ منعقد گردیدہ لڑکا سید رسول بخش پائے لنگ فرزند بطنش بودہ) تشریح اس تحریر کی یہ ہے کہ سید نجابت اللہ کا عقد دختر بطن منکوحہ سید محمد منعم چچا کی دختر سے ہوا جس سے ایک پسر سید منیر علی و ایک دختر منکوحہ سید رحیم بخش عرف ببنا ابن سید غلام مرتضیٰ دانشمند تولد ہوئی۔ علاوہ بریں ان کے تصرف میں ایک غیر کفو زن مملوکہ بھی تھی جس کے بطن سے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ تین دختران تولد ہوئیں ایک دختر بطن متصرفہ سید دوست علی ابن سید حسین رضا دانشمند کی تیسری زوجہ تھیں جن کے بطن سے ایک دختر تولد ہوئی جس کا عقد سید قوام علی خاں ابن سید فرزند علی خاں ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ زن متصرفہ کی دوسری دختر کا عقد سید کرم اللہ ابن سید حیات اللہ دانشمند سے ہوا۔ اور زن متصرفہ کی تیسری دختر کا عقد سید نور علی خاں ابن سید فرزند علی خاں ابن سید علی قوام خاں ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا کہ جس کے بطن سے سید رسول بخش لنگ تولد ہوئے۔ چونکہ سید محمد منعم کے اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے موصوف کی زوجہ بطن منکوحہ سید محمد منعم نصف ترکہ پدری ساتھ لائیں اور نصف ترکہ پدری ان کی سوتیلی بہن فتح دولت دختر بطن غیر کفو سید محمد منعم زوجہ سید عنایت بخش عرف براتی۔ ابن سید رمضان علی ساکن محلہ صابون گران (بھوکا) اپنے ساتھ لے گئیں۔ کتاب شجرات طیبات میں ان کا ذکر کچھ مبہم الفاظ میں کیا گیا ہے۔ (۳۸) سید منیر علی ابن سید نجابت اللہ عرف بھینگا۔ ذی علم و عزت۔ آپ کا عقد صاحب دولت دختر بطن فتح دولت زوجہ سید عنایت بخش عرف براتی ابن سید رمضان علی (جد سید رحیم بخش مولف کتاب واسطیہ ساکن محلہ صابون گران (یعنی ان کے دادا سید محمد منعم کی نواسی) سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱ سید امیر علی ۲ سید وزیر علی تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید امین الدین ابن سید غوث علی دانشمند سے ہوا جو لاولد رہیں۔ دوسری دختر کا عقد سید حسین علی ابن سید امجد علی ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ (۳۹) سید امیر علی ابن سید منیر علی آپ کا عقد کبیر النساء دختر سید امام بخش ابن سید عنایت بخش عرف براتی ساکن محلہ صابون گران (بھوکا) سے ہوا۔ کوئی اولاد نہ ہوئی بلا عقب رہے۔ (۳۹) سید وزیر علی ابن سید منیر علی اپنی کوشش و دست و بازو سے روزی حاصل کرتے رہے۔ آپ کا عقد دختر سید غضنفر علی ابن سید احمدی ساکن محلہ گدڑی سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید مظفر علی ۲ سید مہدی علی عقب رہے۔ (۴۰) سید مظفر علی ابن سید وزیر علی [illegible] نام مظہر علی ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء آپ بہ توسط سید جعفر حسن ابن سید زین الدین عرف سید فتح علی عہدۂ پٹواری پر ملازم تھے اور بہ عزت تمام گذر اوقات کرتے رہے۔ بعد چند مدت ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی۔ تو اپنے فرزند اکبر سید امیر حسن کو اپنی جگہ پٹواری کی اسامی پر قائم مقام کر کے خود خانہ نشین ہو گئے اور حفظ و تلاوت کلام پاک میں مشغول رہ کر یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ آپ کا عقد کنیز بانو عرف گھگو دختر سید مہربان علی ابن سید امانت علی ساکن محلہ چاہ غوری سے ہوا۔ ایک دختر کنیز فضہ عرف منڈھو اور تین پسر

ولادت سنہ ۱۱۵۰ھ / ۱۷۳۸

وفات سنہ ۱۱۸۱ھ / ۱۷۶۷

وفات سنہ ۱۲۱۶ھ / ۱۸۰۱

۱ سید امیر حسن ۲ سید مرتضیٰ حسن ۳ سید شبیہ حسن تولد ہوئے۔ دختر کنیز فضہ عزت مینڈھو کا عقد سید افضل حسین زوار
ابن سید مظفر حسین وکیل دانشمند سے ہوا۔ بعد وفاتِ زوجۂ منکوحہ ایک عورت غیر سادات غیر کفو سے عقد کر لیا تھا۔ جب تک مرتے دم
تک ان کی خدمت کی اور لاولد فوت ہوئی۔ سید شبیہ حسن خورد سالگی میں فوت ہو گئے۔ آپ نے تقریباً ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں
وفات پائی۔ (۴) سید امیر حسن زوار ابن سید مظہر علی تاریخی نام نیر درضا۔ ولادت ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء فہیم و عقیل
حسین و جمیل۔ خوش قطع خوش وضع۔ جامہ زیب۔ نفاست پسند۔ نازک مزاج۔ معاشرتِ احباب میں منفرد اور موردِ تحسین رہے
زیب و زینت کی طرف زیادہ متوجہ رہتے تھے۔ اردو فارسی میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ کچھ عربی انگریزی سے بھی واقف تھے۔
والد بزرگوار کے نابینا ہونے کے بعد کچھ عرصہ عہدہ پٹواری پہ تعینات رہے مگر تنخواہ کی آمدنی ناکافی ہوئی تو کوئٹہ بلوچستان چلے
گئے اور دفتر پولیٹیکل ایجنٹ میں نقل نویس مقرر ہوئے اور حکام وقت میں معزز و معتمد رہے۔ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء
میں پسر اکبر سید ضمیر الحسن و زوجہ کو بھی وہیں بلا لیا۔ حکام سرکار کی طرف سے اکثر مقدمات ثالثی آپ کے سپرد ہوتے تھے جن کا باحسنِ
وجوہ ایسا فیصلہ کیا کرتے تھے کہ جس سے فریقین مطمئن ہو جاتے تھے۔ آپ کوئٹہ میں ہندوستانی طرز کی مجالس کے بانی تھے۔ ان کے
مکان کی مجالس بڑی شاندار اور مشہور تھیں۔ مجمع کثیر۔ اہل ہند۔ پنجابی قندھاری اور قوم ہزارہ کا ہوتا تھا۔ بعد مغرب مجالس ہوتی
تھیں پنجابی اور فارسی زبان کے بڑے بڑے ذاکرین پڑھتے تھے۔ مجلس کے آخر میں ان کے فرزند سید ضمیر حسن جناب فرزدق ہند سید
جواد حسین شمیم کے مراثی تحت اللفظ پڑھا کرتے تھے۔ بعد مجلس زنجیروں اور ہاتھوں سے اس زور کا ماتم ہوتا تھا کہ در و دیوار بھی
ہل جاتے تھے۔ کوئٹہ کے حسب رواج چار پانچ گھنٹے کی طویل مجلس کے درمیان وقفے وقفے سے اور ختم مجلس پر چائے سے مومنین کی تواضع
کی جاتی تھی۔ شب عاشور امروہہ کے طریقہ پر علم و ذوالجناح کا جلوس بر آمد ہو کر تمام شہر کے عظیم راستوں پر گشت کر کے قریب صبح
واپس ہوتا تھا۔ جناب الکومب صاحب سٹی مجسٹریٹ اور بی۔ ٹی صاحب پولیس کے افسر اعلیٰ معہ عمالِ و پولیس افسران جلوس
کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ اس زمانے میں کوئٹہ میں مجالس کرنا اور جلوس نکالنا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا۔ جو یہ نہایت
عقیدت سے کرتے تھے۔ علاوہ کارِ مفوضہ نقل نویسی آپ سرکارِ انگلشیہ کی طرف سے اعزازی منتظمِ زائرانِ مشہدِ مقدس بھی
تھے۔ کوئٹہ کے راستے ایران کو جانے والے تمام زائرین پنجابی ہندوستانی روسائے عظام و اودھ کے تعلقدارانِ کرام ان کے
مہمان رہ کر عزت افزائی کرتے رہتے تھے۔ اونٹوں پر سفر ہوا کرتا تھا۔ پٹنہ کے کسی رئیس کی آمد پر سانڈنیوں کے انتخاب
کے سلسلے میں سانڈنی پر سے گر کر پاؤں میں کچھ سقم آ گیا تھا۔ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۰۱ء میں آپ کی تحریک و تحریص
پر زیارت مشہد مقدس کے لئے آمادہ ہو کر جناب الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین طاب ثراہ معہ اہلیہ و سید فیاض حسن خاں
مع اپنی اہلیہ سیدہ خاتون و سید انوار حسن خاں معہ اپنی والدہ فصیح النسا و سید رئیس الحسن ابن سید مظہر حسن و مدینہ خاتون
دختر سید جواد حسین شمیم و حاجی سید ظل حسین عرف سید ۱ سید نثار حسین دانشمند و سید اکبر نذر ابن سید اطہر علی نقوی مقیم دانشمند
و مسماۃ معصوم النسا دختر سید سلامت علی ساکن محلہ قاضی زادہ نے کوئٹہ میں شرف و عزتِ میزبانی سے سرفراز فرمایا۔ تو
خدمت گذاری و راحت رسانی میں کسر نہ کی۔ جب موصوف نے عماری۔ کجاوہ اور اونٹوں سانڈنیوں کا انتظام خاطر خواہ کر دیا۔
اور دیگر مشتاقانِ زیارت بھی جمع ہو گئے تو یہ بہت بڑا قافلہ کوئٹہ سے مشہد مقدس کے لئے عازم سفر ہوا اور زیارات طوس و
عراق سے مشرف ہو کر ۱۲ ار صفر ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء کو واپس امروہہ پہنچا۔ موصوف وضع کے بہت پابند تھے۔
سفید پگڑی۔ سیاہ ترکش کوٹ بند گلے کا۔ اڑا پاجامہ۔ دلی کی کامدار جوتیاں۔ کوئٹے جیسی برفانی جگہ پر آخر دم تک پہنتے

رہے۔ افسران اعلیٰ ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان اور پولیٹیکل ایجنٹ وغیرہ تمام انگریز و مقامی حکام آپ کی عزت کرتے تھے۔
وائسرائے اور ایجنٹ گورنر جنرل کے درباری تھے۔ خلعت و انعام سے بھی سرفراز ہوئے تھے۔ کوئٹہ کا محلہ اسلام آباد آپ ہی نے بسایا
تھا۔ آپ نے اس محلے میں تین عالیشان مکان وسیع و عریض تعمیر کرائے تھے۔ چونکہ خوش عقیدہ۔ مومن دیندار اور محب اہلبیت
تھے۔ ہمیشہ بڑے خشوع و خضوع سے زیارات کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اللہ نے سن لی۔ اور شرف زیارت کی ایک سبیل پیدا
ہو گئی۔ اس زمانے میں ایران کا یہ راستہ بہت دشوار گذار نا ہموار۔ جنگل بیابان۔ وسیع و عریض بے آب و گیاہ میدان، سربفلک
پہاڑ قزاقوں اور چوروں کا ڈر۔ رہزنوں کا خوف نہ ہوائی جہاز تو آج کی بات ہے اب تو اس زمانے کے سفر کا اندازہ بھی نہیں
لگایا جاسکتا۔ فقط نوشکی تک ریل تھی آگے کو پگڈنڈی پر اونٹوں پر سفر ہوتا تھا۔ اندریں حالات سرکار انگریزی کو سیستان کے
سفارت خانے میں کچھ سامان ضروری شیشہ آلات اور مشری کا بھیجنا تھا۔ موصوف سے یہ سامان پہنچانے کی پیشکش ہوئی تو آپ نے
متعلق زیارت میں فوراً قبول کر لی۔ کچھ پسماندہ سرمایہ۔ کچھ مکانات پر قرض لیکر اور کچھ سرکار سے پیشگی رقم لیکر ان آلات کو ایران پہنچانے
کا انتظام اس طرح کیا کہ ہندوستان کے طریقے کی بیس ڈولیاں بنوا کر سامان ان ڈولیوں میں رکھوایا اور پچاس آدمی قوم ہزارہ مشتاقان
زیارت۔ ہتھیار بند۔ بندوق بردار ملازم رکھ کر بطور کہاروں کے ڈولیوں کو کندھوں پر رکھوا کر ۷ر شوال ۱۳۲۳ھ مطابق ۵ر ستمبر ۱۹۰۵ء
کو یہ قافلہ ایران کی طرف روانہ ہوا۔ اعزازی منتظم اپنے فرزند کلاں سید ضمیر الحسن کو مقرر کرایا اور پسر خورد سید ظہیر حسن کو ان کے
پاس چھوڑا اور اس حقیر صغیر کو گھوڑے پر بٹھایا خود ایک اونٹ پر کجاوے میں ایک طرف اور دوسری طرف والدہ محترمہ لطافت النسا
اور ہمشیرۂ عزیزہ حمیدہ خاتون سوار ہوئیں۔ کچھ اونٹوں پر سامان اور کچھ اونٹوں پر پانی کی پکھالیں۔ الغرض خطرات و صعوبات سفر
برداشت کرتے بخیریت تمام سیستان پہنچکر کار سرکار سے فرصت پائی۔ سفارت خانے میں قیام کیا۔ کوئٹہ سے سیستان کا سفر جو آجکل تین
گھنٹے کا ہوگا تین مہینے میں طے کیا۔ شہر سیستان کے قریب سادات نقوی کا ایک گاؤں دودی نام کا ہے وہاں محرم کیا اور بعدش خچروں
پر سوار ہو کر مشہد مقدس پہنچے۔ سفارت خانے میں ٹھہرے زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام سے مشرف ہوتے۔ کئی ماہ مشہد مقدس
میں قیام کر کے طہران پہنچکر معصومۂ قم خواہر حضرت امام رضا علیہ السلام۔ اور شہزادہ عبدالعظیم کی زیارت سے شرفیاب ہوئے۔ دو میل
کے فاصلے پر جناب موسیٰ مبرقعؑ اور جناب احمد نقیبُ القمی کی زیارات کی عزت پائی اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اجداد کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔
اور اپنے ہم نسبوں سے ملے۔ الغرض بندر عباس سے کشتیوں میں بیٹھ کر بصرے ہوتے ہوئے بغداد پہنچے۔ سفارت خانۂ بغداد سے بقایا
زرِ خدمت لیکر زیارات کاظمین و سامرہ کربلا و نجف و دیگر زیارات سے شرفیاب ہوئے۔ کربلا میں کئی ماہ قیام کیا۔ مولانا سید یوسف حسین
صاحب قبلہ ابن الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین طاب ثراہ اور مولانا سید سبط نبی صاحب قبلہ نوگانوی سے ملے اور آمد و رفت رہی۔
رمضان کی مخصوص نجف اشرف میں کی آخر بعد زیارات جہاز کے ذریعہ کراچی ہو کر ۱۵ر ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو کوئٹہ پہنچے۔
ہی مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ بائیس دن بیمار رہ کر ۷ر ذالحجہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱ر جنوری ۱۹۰۷ء کو فوت ہو گئے۔ حکام وقت کے
وعدے و عید سے تھے کہ واپسی پر خلعت و خطاب سے سرفراز کئے جائینگے۔ مگر فرشتۂ موت نے کچھ بھی نہ کرنے دیا۔ بعدہٗ چندے مکانات
قرض میں ضائع و برباد ہو گئے۔ فرزند اکبر سید ضمیر الحسن تو بسلسلۂ ملازمت کوئٹہ میں رہ گئے اور والدہ محترمہ لطافت النسا اس حقیر صغیر۔
برادر عزیز سید ظہیر حسن۔ اور ہمشیرہ عزیزہ حمیدہ خاتون کو لیکر امروہہ آگئیں۔ ہم پر مصیبت۔ تکالیف فقر و فاقہ۔ غریبی و ناداری۔
عسرت و تنگی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور قوت لایموت کے بھی محتاج ہو گئے۔ ددھیال اتنا کچھ امداد برادر بزرگ کر کے اشک شوئی کر دیا
کرتے تھے۔ الغرض موصوف الصدر سید امیر حسن کا عقد لطافت النسا دختر سید زوار حسین ابن سید صاحب علی ساکن محلہ قاضی زادہ

سے ہوا۔ دو دختر اور چار پسر ۱ سید ضمیر الحسن ۲ سید صغیر حسن ۳ سید ظہیر حسن ۴ سید سفیر حسن تولد ہوئے۔ ایک دختر مہدیہ خاتون۔ سید سرور حسین ابن سید افضل حسین زوار دانشمند پھوپی کے پسر سے منسوب تھی کہ قبل شادی فوت ہوگئی۔ دوسری دختر حمیدہ خاتون کا عقد سید اختر حسین ابن سید افضل حسین زوار پھوپی کے پسر سے ہوا تھا کہ ایک خوبصورت شیر خوار پسر چھوڑ کر جوان مرگ ہوئی۔ بعد میں یہ بچہ بھی فوت ہوگیا۔ سید سفیر حسن بھی کم سنی میں فوت ہوئے۔ خدا جنت نصیب کرے۔ ہماری مادر گرامی لطافت النسا کو کہ انہوں نے بڑی مصیبتوں سے ہمیں پالا۔ پرورش کیا۔ پروان چڑھایا اور امروہہ میں صرف وہ ہی ہماری نگران تھیں۔ ان محترمہ نے ۲۴ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۴۶ء کو امروہہ میں اور والد گرامی نے ۷ ذالحجہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو کوئٹہ میں ہمیں یتیم کیا۔ (۴۲) سید ضمیر الحسن زوار ابن سید امیر حسن زوار۔ تاریخی نام صابر رضا ولادت ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء صاحب عزت و توقیر با علم و ادب و دیانت۔ اردو فارسی انگریزی کے ماہر۔ بلوچستان کی تمام زبانوں سے واقف گویا ہفت زبان۔ ترقی علم میں کوشاں۔ پیہم کتب بینی میں مشغول۔ انگریزی ڈکشنری تقریباً ازبر۔ قانونی کتب کے حافظ تقریباً ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں سرکار انگریزی کے مستقل ملازم ہوئے۔ محکمہ خزانہ میں اکوٹنٹ ہو کر زینہ بہ زینہ ترقی کرتے رہے۔ سالہا سال سر شام قانونی کتابیں اور کاغذات مقدمات عدالت لیکر بیٹھتے تو صبح ہو جاتی۔ انگریز افسر تک ان کی انگریزی دانی۔ قانونی واقفیت۔ لگاتار محنت۔ بہتر کارکردگی اور نسب و قابلیت کے معترف تھے۔ اور بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کرمان شاہ (ایران) کے سفارت خانے میں کسی بڑے عہدے پر تعینات رہے۔ آخر میں پولیٹیکل ایجنٹ لورالائی بلوچستان کے دفتر کے انچارج اور سپرنٹنڈنٹ کے عہدے سے پنشن یاب ہوئے۔ آپ گزیٹڈ افسر تھے۔ وائسرائے اور ایجنٹ گورنر جنرل کے درباری تھے۔ نہ صرف سرکار دربار میں بلکہ شیعہ برادری میں بھی معزز و ممتاز تھے اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ اعزازی منتظم زواران مشہد مقدس رہے۔ الغرض آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد مصطفائی خاتون دختر سید افضل حسین ابن سید مظفر حسین وکیل دانشمند سے ہوا (جو ان کی پھوپی کی بیٹی تھیں) ایک پسر سید نفیس الحسن تولد ہو کر کم سن فوت ہوا۔ پھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس زوجہ مصطفائی خاتون کے ساتھ اندازاً ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں زیارات نجف و کربلا کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ اس زوجہ کے رہنے کو مکان۔ زر و زیور۔ بکثرت ظروف مسی۔ ہمہ قسم اعلیٰ سامان خانہ داری مہیا کر دیا۔ اور ہر طرح آرام و آسائش سے رکھا اور پچاس روپیہ مہینہ دینے کا اقرار نامہ بھی لکھ دیا اور دیتے رہے۔ مگر جب اس زوجہ سے امید اولاد منقطع ہوگئی تو عقد ثانی کا ارادہ کیا۔ یہ بات زوجہ اور ان کے خیر خواہوں کو بار خاطر ہوئی تو ہر طرح درپے آزار ہوگئے۔ حتیٰ کہ مکان تک سے بے دخل کر دیا اور ان کو بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ یہاں تک کہ عدالت میں مقدمہ دائر کرکے حوالات میں بند کرا دیا۔ اگرچہ تعطیل کی وجہ سے ایک رات مسہری پر سونا پڑا۔ مگر دوسرے روز ذی عزت سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے بری الذمہ ہوگئے۔ زوجہ بیچاری نے ناحق بدنامی اپنے سر لی۔ الغرض تمام سرمایہ و مکان سب کچھ اس زوجہ کے قبضے میں رہا۔ خارجاً سننے میں آیا ہے کہ وہ مکان دس ہزار روپے میں فروخت ہوا واللہ اعلم بالصواب آخر عمر میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم تھیں کہ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں اور یکم رجب ۱۳۹۰ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء کو بڑی تہی دستی کے عالم میں انتقال کیا۔ خداوند کریم مغفرت کرے۔ اسی ضد بحث میں دوسرا عقد عمر ڈھلنے پر مبارکہ خاتون عرف ممتی دختر سید انصار حسین ابن سید نثار حسین ساکن محلہ لکڑہ سے کیا۔ اس زوجہ کو لیکر دوبارہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں زیارات نجف و کربلا و کاظمین اور سامرہ سے مشرف ہوئے۔ اس قافلہ میں سید مہدی رضا ابن سید غلام موسیٰ رضا دانشمند بھی ہم سفر تھے۔ ایک مکان اس زوجہ کو بھی بنا کر دیا۔ اور زر و زیور و سامان خانہ داری قسم قسم پہلے سے زیادہ مہیا کیا۔ مگر اس زوجہ سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ مکان اور جملہ سامان کثیر۔ تنخواہوں کی بقایا رقم کثیر۔ پراوڈنٹ فنڈ۔ زر بیمہ۔ بنک بیلنس سب کچھ اس زوجہ کے قبضہ و تصرف میں رہا۔ یہاں تک کہ موصوف کی

والدہ کو بھی ایک حبہ حق شرعی و قانونی نہ ملا۔ یہ محترمہ اب امروہہ میں ہیں۔ درآں حالیکہ خود ان کے اور ان کے شوہر کے سب بہن بھائی پاکستان میں مقیم ہیں۔ الغرض موصوف نے بخشش کی رقم ایک دفعہ بھی اپنے ہاتھ میں نہ لی تھی۔ کہ ۱۸ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو امروہہ میں فوت ہو گئے۔ (۳۴) **سید صغیر حسن زوار** ابن سید امیر حسن زوار۔ تاریخی نام حبیب اصغر۔ ولادت ۹ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۸۹۵ء کوئٹہ بلوچستان میں تولد ہوا اور وہیں ابتدائی تعلیم [illegible] مین ہائی اسکول کوئٹہ میں حاصل کر کے ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں بزرگ والدین کے ہمراہ مشہد، قم، کاظمین، سامرہ، کربلا۔ نجف کی زیارات سے شرفیاب ہو کر ۱۵ ذیقعد ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء کو کوئٹہ واپس پہنچا۔ ۶ ذالحجہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۰۷ء کو والد بزرگوار کا انتقال ہوا۔ تو والدہ صاحبہ نے امروہہ آکر نور المدارس ہوا نشمندان میں داخل کرا دیا۔ مولوی سید باقر حسین صاحب قبلہ مرحوم اردو فارسی گلستان بوستان وغیرہ۔ ماسٹر سید نجم حسن صاحب مرحوم انگریزی منشی مسلم حسین صاحب مرحوم حساب اور حافظ امجد علی صاحب مرحوم قرآن شریف اور دینیات پڑھایا کرتے تھے۔ خدا غریق رحمت کرے یہ سب صاحبان شفیق و ہمدرد باپ کی طرح حقیقی ہمدردی اور دماغ سوزی سے تعلیم دیتے تھے۔ آج کل کے بعض استادوں کی طرح تعلیم کے تاجر نہ تھے۔ اور نہ ہم شاگرد استادوں کو اپنا اجیر سمجھتے تھے۔ سید محمد ذہین۔ سید اخلاق حسین۔ سید مصاحب حسین۔ سید علی صفی وغیرہ ہم سبق تھے۔ جناب الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب طاب ثراہ میرے حالات اور ناز و نعم کو کوئٹہ میں بچشم خود دیکھ آئے تھے۔ پس خصوصی طور پر زیر نگاہ رکھتے تھے۔ اکثر اوقات خوب خوب تنبیہ اور زجر و توبیخ کیا کرتے تھے۔ میرا گوشت پوست اور ہڈیاں اب تک شاہد صادق ہیں۔ آخر جناب حاجی صاحب مرحوم نے مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ بھیج دیا۔ کچھ عرصہ وہاں پڑھنے کے بعد ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں کوئٹہ بلوچستان میں والد بزرگوار کے نام کی رعایت کی وجہ سے گورنمنٹ کے وظیفے پر محکمہ بندوبست میں پیمائش کا کام سیکھنے لگا۔ خوش قسمتی سے سید مہر علی شاہ صاحب مرحوم شیعہ سید بخاری ساکن ضلع ڈیرہ غازی خاں تاؤنگو استاد مقرر ہوتے ان جناب نے پیمائش کا کام بھی سکھایا اور دینی و دنیاوی تعلیم بھی دی انکے کتب خانے میں بہت سی دینی اور دنیاوی کتب کا بڑا ذخیرہ تھا سید سید امیر علی محمد احسان اللہ عباسی گورکھپوری اور بہت سے اعلیٰ مصنفین کی تالیفات و تصنیفات سے استفادہ کیا۔ اس دم سے تا ایں دم پیہم مطالعہ کی جو عادت پڑی تو مرتے دم ہی چھوٹے گی۔ بس یہیں سے طبیعت تاریخ کی طرف راغب ہوئی۔ تاریخی کتب کے پیہم مطالعہ کی عادت نے اس قابل کر دیا کہ آج باوجود کم علمی کے یہ کتاب لکھنے کا داعیہ کر رہا ہوں۔ الغرض پیمائش کا کام سیکھ کر کئی جگہ پٹواری اور قانون گو رہا۔ خانگی حالات کی وجہ سے سرکاری نوکری چھوڑی۔ کوئٹہ چھوڑا۔ ریاست گوالیار کے محکمۂ تعمیرات عامہ میں جناب حشمت اللہ خاں صاحب چیف انجینئر کی ماتحتی میں سروے افسر رہا۔ پھر وہیں محکمۂ بندوبست میں سرویر رہا۔ کچھ عرصہ بعد ریاست ریوان میں محکمہ بندوبست میں ایچ بمفورڈ آئی سی ایس سٹیمنٹ کمشنر کی ماتحتی میں منصرم جلتراشی ہو گیا۔ وہاں سے واپسی پر ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں والدہ معظمہ اور پسر اکبر سید علی نواز کو لیکر دوبارہ زیارات کے لئے بصرہ پہنچا۔ وہیں سرکار نجم الملت اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی قدم بوسی کی عزت حاصل کی۔ آخر زیارات نجف اشرف۔ کربلا۔ کاظمین سامرہ و شام سے شرف یاب ہوا۔ اخراجات سفر برادر عزیز سید طہیر حسن نے کئے اور میرے حصہ کا آبائی مکان معاوضہ میں لے لیا۔ واپسی میں ریاست جے پور میں سرویر رہا۔ آخر نوکری چھوڑ کر دہلی میں ٹوپیوں کا کارخانہ کیا۔ اس کارخانے کے سلسلے میں علی گڈھ اور باتھرس وغیرہ تک سفر کیا مگر کارخانہ فیل ہوا اور میں ناکامیاب رہا۔ تو اپنے پسر سید علی نواز کے ہمراہ شاہجہاں پور کلودنگ فیکٹری میں کام کر کے گذر اوقات کرتا رہا۔ دریں اثنا علی نواز فوج میں بھرتی ہو گئے۔ اور میں دہلی پہنچکر محکمۂ مرکزی تعمیرات عامہ میں ۴ رجمادی الآخر ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹ رجون ۱۹۴۲ء کو سینیر سرویر ملازم ہو گیا۔ دہلی۔ گوڑگانوں۔ بہادر گڈھ۔ بنارس۔ ضلع گیا وغیرہ کئی ہوائی اڈوں (ایروڈرومس) کی پیمائش کی۔ تمام محکمہ میں نیک نام اور نام ور سرویر مشہور ہوا۔ گیا کے ہوائی اڈے کی پیمائش کر رہا تھا کہ تقسیم ملک ہونے لگی۔ پاکستان آنے والوں

کی فہرست تیار ہوئی۔ اگزیکیوٹیو انجینئر الہ آباد نے عہدے پر ترقی کی پیش کش کی مگر نامنظور کرکے پاکستان آنا قبول کیا اور ۲۷ر رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء سے پاکستان کا ملازم شمار ہوا۔ گیا سے امروہہ آیا۔ عید امروہہ میں کی۔ امروہہ سے آخری سفر کیا۔ دل نے حسرت کیا معلوم تھا کہ امروہہ کی یہ عید میرے لئے امروہہ کی آخری عید ہے۔ پھر عمر بھر امروہہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ دہلی آیا وہاں بھی عید موجود۔ اسپیشل ٹرین سے سامان بک کیا۔ اسی ٹرین میں ہزاروں پاکستانی سرکاری ملازمین کا کروڑوں روپے [illegible] اور گورنمنٹ کا بہت سا ریکارڈ اور میرے بھی تمام کاغذات۔ نایاب قلمی کتابیں۔ تاریخی مواد۔ اجداد کے شاہی فرمان والد بزرگوار کی اسناد اور سامان خانہ داری تھا۔ اس گاڑی کو ہندوؤں اور سکھوں نے ۲۳ر شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۳۰ر اگست ۱۹۴۷ء کو بہادر گڑھ کے اسٹیشن پر لوٹا اور آگ لگادی۔

زمانے میں دہلی میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا۔ میں اول سید سرکار حسن کے مکان پر پھر مشہور مسلم لیگی لیڈر ڈاکٹر قریشی کی کوٹھی قرول باغ میں پناہ گزین ہوا۔ میرے علاوہ اور بھی بہت سے مسلمان پناہ گزین کوٹھی میں جمع ہو رہے تھے۔ سید محفوظ حسن ابن سید مولن حسین ساکن محلہ لکڑہ اور سید علی اعظم محلہ بچدرہ بھی وہیں آگئے تھے اور سب کا سامان بھی وہیں تھا۔ کہ ہندوؤں اور [illegible] کے ہجوم پر ہجوم آنے لگے۔ چاروں طرف لوٹ مار۔ مار دھاڑ کا بازار گرم ہوگیا اور ہم سب کو جان کا خطرہ محسوس ہونے لگا تو سب نے سب مال و اسباب وہیں چھوڑا دیگر امروہہ والے تو اسٹیشن کی طرف اور میں مع اہلیہ اور پسر خورد بعد پریشانی و مصیبت پہاڑ گنج کے تھانے تک پہنچ گئے۔ وہاں کے مسلمان تھانیدار نے بڑی بہادری و شجاعت سے مسلمان سپاہیوں کے ذریعہ سڑکوں پر جو ٹرک موٹر وغیرہ دیکھا زبردستی پکڑوا منگایا اور ہم بہت سے پناہ لینے والوں کو پہاڑ گنج کے پل پر سے مسلمانوں کی لاتعداد لاشوں اور جلتے ہوئے گھروں کے آگ کے شعلوں اور دھوئیں سنگینوں کے سائے میں پرانا قلعہ پہنچا دیا۔ ہم اور دیگر بہت سے سرکاری ملازمین ۲۸ر شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۴۷ء کو اسپیشل ٹرین سے مسلمان فوجیوں کی نگرانی میں کراچی کو روانہ ہوئے۔ راستے میں امرتسر کے قریب سکھوں کے ایک بڑے جتھے نے گاڑی رکوا کر دھاوا بولا تو عیسائی فوجی افسر کی مستعدی سے مسلمان قتل و غارت سے بچے شکر خدا کیا۔ گاڑی اور ہم بخیریت تمام لاہور پہنچے۔ پاکستان کی سرحد پار کرتے ہی جابجا سینکڑوں مہاجر اور خانہ برباد اور زخم خوردہ مسلمان ڈبوں کے اندر اور اوپر چھتوں پر بیٹھ گئے۔ ہیضہ پھوٹ پڑا اور بہت سے مرتے گئے اور گرتے گئے۔ آخر بعد مصیبت و مشکل ۱۱ر ذیقعد ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۶ر ستمبر ۱۹۴۷ء کو لٹ پٹ کر تن کے کپڑے اور اہلیہ کے آدھے برقعہ کے ساتھ خالی ہاتھ کراچی پہنچ گئے اور ملازمت پر تعینات ہوگئے۔ بعد چندے ناظم آباد اسکیم سامنے آئی۔ جناب عزت مآب خواجہ ناظم الدین صاحب اور انگریز چیف انجینئر کے خصوصی [illegible] سے سروے انچارج رہ کر ناظم آباد کی پیمائش وغیرہ شروع کی۔ جہانگیر روڈ پر ڈویژن آفس تھا۔ یہاں سے جاتے وقت ہندو اہلکار تمام [illegible] اور کاغذات ختم کر گئے تھے اور ہمارے پاس نہ قلم تھا نہ دوات میز تھی نہ کرسی۔ آلات پیمائش بھی سندھ تعمیرات عامہ کے مانگے کے تھے زمین کے فرش پر بیٹھ کر نقشے بنائے آؤٹ پلان بنایا جسکے مطابق موجودہ ناظم آباد موجود ہے، رضویہ سوسائٹی، عثمانیہ سوسائٹی، فردوس سوسائٹی کو اراضی الاٹ ہوئی تو قبضہ دیا۔ حدود متعین کئے۔ نقشے بنائے۔ لیاقت آباد (لالوکھیت) کی پیمائش کرکے نقشے بنا کر افسران محکمہ آبادکاری کے ساتھ مہاجرین کو پلاٹوں کا قبضہ دیتا رہا حقیقت یہ ہے کہ اسوقت مہاجرین کی حالت بہت قابل رحم تھی اور جو کچھ ہمدردی اعانت اور کوشش انکے بسانے میں کر سکا اسمیں کمی نہ کی خصوصاً علوی شیعہ اور ہر جگہ کے سادات بالخصوص سادات امروہہ کے بسانے میں جو کچھ کاوش کی اسکے لئے عنداللہ ماجور رہوں۔ بہرحال کراچی کی تمام ملحقہ بستیاں ڈرگ روڈ، ملیر، لانڈھی، کورنگی کی پیمائش کرتا رہا نقشے بناتا رہا مکان بنوانے اور مہاجرین کو بسانے میں جو خدمت خلق و قوم ہو سکتی تھی اسمیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان تمام بستیوں کے نقشوں میں شیعہ مسجدوں اور امام بارگاہوں کی زمینوں کا خاص طور پر خیال رکھا اور اکثر مسجدیں اور امام باڑے میری ہی مجوزہ زمینوں پر تعمیر ہوئیں۔ لانڈھی کالونی کی انجمن حسینیہ اور مسجد و امام باڑے کے اولین بانیان میں ہوں۔ مہارت فن پیمائش کے سلسلے میں علاوہ مرکزی تعمیرات عامہ کے چیف انجینئر جناب محمد سلیمان خان صاحب، جناب سید علی امیر صاحب، جناب اے کے خٹک صاحب و دیگر اعلیٰ افسران کی خوشنودی ناموں کے خاندان میں بھی ماہر ساحت داں سید نذر الحسین صاحب مرحوم کو حقیت کے مقدمے میں جو ایک ہندو حکام اس حکیم دیپی پرشاد سے تھا محکمہ مال کے اعلیٰ افسروں کے سامنے مہارت فن

سے ظاہر کیا اور مقدمہ بحق سید زوار حسین صاحب فیصل کرا کر داد تحسین حاصل کی۔ بالآخر اس محکمہ سے ۱۹ رجمادی الآخر سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۵۵ء
کو عزت و آبرو پنشن یاب ہوا۔ ۹ رشوال سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء کو محکمہ ترقیات کراچی (کے ڈی اے) میں ہیڈ انسپکٹر مقرر ہوا۔ ۸ رشوال سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۲ اپریل
کو اس محکمہ سے علیحدہ ہو کر اپنی کمپنی بنام نقوی کو بنائی ہے اور پیمائش کے بڑے بڑے کام کرتا رہا۔ اب کام تو بڑے فرزند سید علی نواز کرتے ہیں میں گھر میں
بیٹھا یاد الٰہی یا [illegible] ترتیب شجرہ نسب اور تالیف تاریخ ابنائے جد محترم حاجی سید محمد اشرف دانشمندؒ میں مصروف ہوں اور ۱۳۹۱ھ
مطابق سنہ ۱۹۷۱ء میں بحساب ہجری ۸۰ سال اور بحساب انگریزی ۷۷ سال کی عمر میں ہوں اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ میں کم علم آدمی
ہوں۔ خدا کرے میری زندگی میں یہ کتاب شائع ہو جائے تو آخری خواہش پوری ہو۔ میرے تین عقد ہوئے ایک عقد ماجدہ خاتون۔
دختر سید ابوالحسنین ابن سید ابوالقاسم دانشمند سے سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق سنہ ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ اس زوجہ سے ایک دختر تولد ہو کر
شیرخوار فوت ہوگئی۔ ایک پسر سید علی نواز تاریخی نام بزم اصغر سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء میں تولد ہوا۔ اس زوجہ نے بمقام ستاریات
دیوان (نواحی [illegible]) [illegible] ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ مطابق ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء کو رحلت کی۔ قبر وہیں رہی۔ دوسرا عقد ضامنہ خاتون
دختر سید [illegible] حسن ابن سید ضامن حسن دانشمند سے رمضان سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق فروری سنہ ۱۹۲۸ء میں ہوا۔ اس زوجہ سے ایک
پسر سید محمد نواز تاریخی نام جون اصغر سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۹۳۱ء میں تولد ہو کر دو سالہ فوت ہوگیا۔ بعدازاں ایک دختر تولد ہوئی
تھی کہ دختر و مادر نے ۲۹ ذالحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ مارچ سنہ ۱۹۳۷ء کو بلا عقب رحلت کی۔ تیسرا عقد عاشقہ خاتون دختر
مطلقہ سید محمد نقی ابن سید محمد جواد ساکن محلہ جعفری (بھوکا) سے سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق سنہ ۱۹۴۳ء میں ہوا۔ اس زوجہ سے
ایک پسر سید حسن نواز تاریخی نام سید اصغر ۲ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو تولد ہوا۔ اس زوجہ نے ۸ ذالحجہ
سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۲ مئی سنہ ۱۹۶۱ء کو کراچی میں رحلت کی (۴۳) **سید علی نواز زوار** ابن سید صغیر حسن زوار۔ ولادت
۱۵ رمضان سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۲ء (تاریخ ولادت حضرت امام حسن علیہ السلام) تاریخی نام بزم اصغر۔ صاحب علم و
عقل و فہم۔ صالح الاعمال۔ سرپرست خاندان۔ سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء میں والد کے ساتھ بصرے گئے۔ کئی برس اپنے چچا سید
ظہیر حسن کے پاس مقیم رہے۔ دریں اثنا کئی دفعہ زیارات نجف، کربلا، کاظمین و سامرہ سے شرف یاب ہوئے۔ واپسی پر امروہہ
ہائی اسکول میں پڑھتے رہے۔ پھر والد کے ساتھ بسلسلۂ تجارت دہلی چلے گئے۔ سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء میں شاہجہان پور کلودنگ
فیکٹری میں کام کرتے رہے۔ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء کو اپنے ہم جلیس ساتھیوں سید مجاہد حسن عرف مجن ابن سید
مشاہد حسن دانشمند اور سید انتخاب حسن ابن سید ذوی الاقتدار حسین دانشمند اور سید مسعود حسن ابن مولوی سید بشیر حسن صاحب
شفاعت پوتہ کے ہمراہ غسل کرنے گئے تو سید مجاہد حسن اور انتخاب حسن کنڈ میں پھنس کر غرق دریا ہوگئے۔ سید مسعود حسن اور سید علی نواز
سلامت بچ نکلے۔ ان اموات سے رنجیدہ اور بددل ہو کر فوج میں بھرتی ہوگئے۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۴۵ء میں
فوج سے واپسی پر امروہہ میں سائیکلوں کی دکان کی۔ تقسیم ملک کے بعد برصغیر کے ہندوؤں اور سکھوں کی مسلمان کشی اور لوٹ کھسوٹ سے متاثر
ہو کر شوال سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۴۷ء میں تباہ حالت میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں پہنچے۔ محکمہ آبادکاری میں ملازم ہو کر بہت سے مہاجرین کو
دل ہمدردی اور دردمندی سے آباد کیا۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق اپریل سنہ ۱۹۴۸ء میں کراچی آگئے۔ پیٹرول کمپنی میں عزت [illegible] اور بڑی تنخواہ پر ملازم رہے۔
پھر کراچی میں اپنے والد سے پیمائش کا کام سیکھ کر محکمہ ترقیات کراچی (K.D.A) میں اوورسیر ہوگئے۔ وہاں سے اپنی دیانت اور ایمانداری کی وجہ سے منتقل ہو کر مرکزی محکمہ تعمیرات
عامہ میں منتقل سرویر مقرر ہوئے۔ آخر ملازمت سے مستعفی ہو کر یادگار والد کی بنائی ہوئی کمپنی نقوی کو کے کارگذار ہیں۔ تقریباً بیس سال آقائی شیخ محمد شریعت اصفہانی دام
ظلہ العالی مجتہد پاکستان کے مواعظ حسنہ گویا درس خارج سے مستفیض ہو کر شدید پابند مذہب ہیں۔ آپ کا عقد فاطمہ نواز سید ظہیر حسن چچا کی دختر سے ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ
مطابق ۳ اپریل ۱۹۴۵ء کو امروہہ میں ہوا۔ ایک دختر تولد ہو کر شیرخوار فوت ہوئی۔ دو پسر ہوئے (۱) سید علی اشرف تاریخی نام عابد اصغر ۵ ربیع الآخر ۱۳۶۷ھ

مطابق ۸ر فروری سنہ ۱۹۵۱ء کو تولد ہو کر انٹر میں زیر تعلیم ہے۔ ۲۔ سید حسین اشرف سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق سنہ ۱۹۵۰ء کو تولد ہو کر شیر خوار فوت ہوا۔

(۴۳) سید حسن نواز ابن سید صغیر حسن زوار تاریخی نام سید اصغر [illegible]ت ۲۷ر رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ر اگست سنہ ۱۹۴۷ء ایام رضاعت میں والدین کے ہمراہ کراچی آکر گورنمنٹ ہائی اسکول مارٹن روڈ کراچی میں آٹھویں جماعت تک پڑھ کر لہو ولعب میں مشغول ہوگئے پھر اپنے والد سے پیمائش کا کام سیکھ کر کچھ دن محکمۂ نہر میں اور کچھ دن محکمۂ پاکستان تعمیرات عامہ میں ملازم رہے۔ کراچی پولی ٹیکنیک اسکول سے سروے کا کورس کر کے ۳ر ربیع الاول سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ر جولائی سنہ ۱۹۶۶ء کو سند حاصل کی۔ والد نے کپڑے کا کاروبار کرایا فیل ہوگئے۔ سرمایہ ضائع گیا۔ ہزاروں روپے کی ٹیکسی خرید دی اس میں بھی خسارہ ہوا۔ البتہ ٹیکسی کے سلسلے میں ڈرائیور کا کام سیکھ کر لائسنس لے لیا۔ اب بہ برادر بزرگ سید علی نواز کی سرپرستی میں سیمنٹ کا کاروبار کر رہے ہیں۔ آپ کا عقد نعیم فاطمہ دختر سید توفیق حسن ابن سید عزیز حسن عرف جنا ساکن محلہ گذری سے ۱۲ر رمضان سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ر مارچ سنہ ۱۹۵۹ء بروز جمعہ عید نوروز ہوا۔ ایک دختر کنیز فاطمہ ۷ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ر مئی سنہ ۱۹۶۲ء کو تولد ہوئی زیر تعلیم ہے چار پسر ۱۔ سید محمد عرف سید محمد اشرف تاریخی نام نجم اصغر ۳ر ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ر اگست سنہ ۱۹۶۴ء کو ۲۔ سید جعفر عرف سید جعفر اشرف پکھیری نام سید طیب اصغر ۲۲ر رجب سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۵ر نومبر سنہ ۱۹۶۶ء کو ۳۔ سید کاظم عرف سید کاظم اشرف تاریخی نام سید طیب اصغر ۱۸ر جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۴ر ستمبر سنہ ۱۹۶۸ء کو ۴۔ سید تقی عرف سید تقی اشرف تاریخی نام شمیم رضا ۲۲ر شعبان سنہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۷۱ء شب جمعہ کو تولد ہوئے۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔

(۴۴) سید ظہیر حسن زوار ابن سید امیر حسن زوار۔ ولادت بمقام کوئٹہ بلوچستان ۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۴ھ مطابق جولائی سنہ ۱۸۹۶ء ہوئی۔ تاریخی نام شیدار رضا۔ صالح الاعمال، مہمان نواز۔ سنڈیمن ہائی اسکول کوئٹہ میں تعلیم حاصل کی۔ والد مرحوم زیارات کو گئے تو برادر معظم سید ضمیر الحسن کے پاس کوئٹہ میں مقیم رہے بعد فوتیدگی والد بزرگوار امروہہ آکر نور المدارس دانشمنداں میں پڑھتے رہے۔ اپنے برادر اوسط سید صغیر حسن کے جانے پر کوئٹہ پہنچ کر سائیکل کا کام سیکھنے لگے۔ سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء جنگ عظیم کے وقت ریلوے میں ملازم ہو کر بغداد تعینات ہوئے۔ دریں اثنا بصرہ پورٹ ٹرسٹ میں بڑی تنخواہ پر سپروائزر مقرر ہوئے۔ کئی برس وہیں رہے وہاں کے دوران قیام والدۂ محترمہ اور برادر زادہ سید علی نواز اور برادر نسبتی سید سرکار حسن کو بھی وہیں بلا لیا۔ برادر اوسط سید صغیر حسن نے بھی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تمام زائرین ہند کی ہر طرح سہولت و آرام کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ خصوصاً اہل امروہہ سے جو صاحبان مثل خان بہادر سید نبی ہادی صاحب۔ سید آل احمد صاحب وکیل، حکیم نواب علی خاں صاحب غرض جو بھی زیارت کو جاتا۔ دامے۔ درمے۔ قدمے ہر طرح ان کی مہمانداری اور خاطرداری اور راحت رسانی میں کوتاہی نہ کرتے سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۳۰ء میں سرکار نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہٗ اور محترمہ بیگم صاحبہ معہ قافلہ جب زیارات کے لئے بصرہ تشریف فرما ہوئے تو سید ظہیر حسن کے ایما۔ منشا اور کوشش سے بصرے کے بڑے بڑے رئیس تاجر اور علمائے کرام پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ آنجناب نے بعد کرم وعنایت موصوف کو شرف میزبانی سے سرفراز فرمایا۔ الغرض ملکی غیر ملکی حوال پر ملازمت عراق سے علیحدہ ہوئے۔ امروہہ کی محبت میں عراقی قومیت قبول نہ کی سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۹۳۱ء میں امروہہ واپس آگئے۔ آبائی مکان کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کرایا۔ بعدش بدایوں میں اوورسیر رہے۔ پھر کلوونگ فیکٹری شاہجہاں پور میں ہیڈ گارڈ متعین رہے۔ بعد ازاں برادر اوسط سید صغیر حسن سے پیمائش کا کام سیکھ کر محکمۂ مرکزی تعمیرات عامہ میں سروئیر مقرر ہوئے۔ جب سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک ہوئی تو کراچی آکر محکمۂ ملٹری انجینئرنگ میں سپروائزر ملازم ہوئے۔ آخر مرض الموت میں مبتلا ہوگئے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد باقرہ خاتون

دختر سید انجم حسن ابن سید ابوالحسن کربلائی دانشمند سے ۱۹ر جمادی الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۹ر جنوری ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ اس زوجہ سے پانچ دختر اور دو پسر ۱۔ سید احمد نواز ۲۔ سید نقی [illegible] تولد ہوئے۔ ایک دختر فاطمہ نواز کا عقد سید علی نواز زوار ابن سید صغیر حسن زوار چچا کے پسر سے ہوا جو کراچی میں موجود ہے۔ دوسری دختر زہرا نواز کا عقد سید علی حیدر ابن سید ظفر احمد دانشمند سے ہوا (جو امروہہ میں ہے) تیسری دختر طاہرہ خاتون کم سن فوت ہوئی۔ چوتھی دختر بانو نواز کا عقد سید ہادی حسن ابن سید ظفر حسن ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا تھا کہ ایک دختر تولد ہو کر دختر اور مادر دونوں کراچی میں فوت ہو گئیں۔ پانچویں دختر سکینہ نواز کا عقد سید ابن [illegible] سید شبیر حسنین ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ جو کراچی میں موجود ہے۔ موصوف کا دوسرا عقد کنیز زہرا بیوہ دختر سید محمد نبی ابن سید ابن علی ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا کہ اس زوجہ سے ایک دختر کنیز صغرا تولد ہوئی جو زیر تعلیم ہے اور دو پسر ۱۔ سید محمود حسن ۲۔ سید منظور حسن تولد ہوئے۔ سید محمود حسن کم سن فوت ہوا۔ سید منظور حسن زیر تعلیم ہے۔ موصوف کو سید صغیر حسن نے بیاقت [illegible] ایک پلاٹ الاٹ کرا دیا تھا۔ جس پر سید طہیر حسن نے مکان بنا لیا تھا۔ یہ زوجہ اسی مکان میں رہتی ہے سب بچے بھی اسی مکان میں ماں کے پاس رہتے ہیں۔ ترکہ پدری پر کلیتاً سید منظور حسن اور کنیز صغرا قابض و متصرف ہیں۔ جبکہ پہلی زوجہ کی اولاد کو ایک حبہ بھی نہ ملا۔ اس عورت نے ایک مرد غیر کفو اجنبی سے تعلقات عشق ہموار کر کے نکاح کر لیا ہے۔ خدا کرے یہ بچے بھی ترکہ پدری سے محروم نہ رہیں۔ آپ ۱۹ر ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۶ء کو کراچی میں فوت ہوئے۔

(۴۳) **سید احمد نواز** زوار ابن سید طہیر حسن زوار تاریخی نام سید نجیب اصغر ولادت بمقام بصرہ عراق ۷ر ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۲۷ء۔ نیک عمل۔ نیک کردار۔ خوش رس۔ نماز گذار۔ والدین کے ہمراہ زیارات نجف و کربلا کاظمین و سامرہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں والدین کے ہمراہ امروہہ آئے۔ اردو انگریزی بقدر ضرورت پڑھ کر دہلی میں ملازم ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے تایا زاد بھائی سید علی نواز کے ہمراہ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر ڈیرہ اسماعیل خاں میں کچھ دن رہ کر جمادی الآخر ۱۳۶۷ھ مطابق اپریل ۱۹۴۸ء میں کراچی آکر مقیم ہوئے۔ اپنے تایا سید صغیر حسن سے پیمائش کا کام سیکھ کر کئی جگہ ملازم رہے ۱۳ر ذالحجہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۳ر اگست ۱۹۵۴ء کو محکمہ پاکستان تعمیرات عامہ میں مستقل سرویر مقرر ہوئے۔ وہاں سے ملازمت چھوڑ کر ذالحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق اپریل ۱۹۶۴ء میں محکمہ اٹیمک انرجی میں بڑی تنخواہ پر ملازم ہوئے۔ آپ فن تعمیرات کے ماہر ہیں۔ کراچی پولی ٹیکنیک اسکول سے سکنڈ ڈویژن میں سرویر کا کورس کر کے ۱۸ر ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ر جولائی ۱۹۶۶ء کو سند حاصل کی ہے۔ آپ کا عقد ماجدہ خاتون دختر سید مطیع الحسنین ابن سید ابوالقاسم دانشمند سے ہوا۔ ایک دختر اقبال فاطمہ تولد ہو کر کم سن فوت ہوئی۔ دوسری دختر رباب فاطمہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں تولد ہوئی زیر تعلیم ہے۔ اولاد نرینہ نہیں ہے۔ (۴۳) **سید نقی نواز** ابن سید طہیر حسن زوار۔ تاریخی نام بلال اصغر۔ ولادت ۱۰ر ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ر جولائی ۱۹۳۵ء۔ نیک عمل نیک کردار۔ صالح۔ نماز گذار۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے تایا زاد بھائی سید علی نواز کے ہمراہ پاکستان آکر کچھ دن ڈیرہ اسماعیل خاں میں رہے پھر کراچی آکر اپنے تایا سید صغیر حسن کے پاس رہ کر گورنمنٹ ہائی اسکول مارٹن روڈ میں پڑھتے رہے پھر اپنے تایا صغیر حسن سے پیمائش کا کام سیکھ کر اول محکمہ پاکستان تعمیرات عامہ میں ملازم رہے پھر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء سے سات سال تک محکمہ پورٹ ٹرسٹ میں سرویر رہے۔ اب محکمہ پاکستان اٹیمک انرجی میں سرویر ہیں۔ آپ کا عقد سلطان بانو دختر سید مبارک حسن ابن سید معشوق حسن ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ ایک دختر حسنین فاطمہ زیر تعلیم ہے [illegible] ۱۔ سید زید اشرف۔ تاریخی نام عبید اصغر ۲ر شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق

۲۳ر فروری ۱۹۵۸ء کو ۲ سید حسنین اشرف تاریخی نام فائز اصغر ۲ر صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ر جولائی ۱۹۶۰ء کو ۳
سید رضا اشرف تاریخی نام شجیع رضا۔ ۵ر ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۴ر اگست ۱۹۶۴ء کو ۴ سید عباس اشرف تاریخی
نام شیعہ رضا ۲ر صفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸ر مئی ۱۹۶۶ء کو ۵ سید جاوید اشرف تاریخی نام فدائے اصغر ۱۵ر جمادی الآخر ۱۳۸۸ھ
مطابق ۹ر ستمبر ۱۹۶۸ء کو ۶ سید مظہر اشرف تاریخی نام فدیہ اصغر ۱۰ر ربیع الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۶ر مئی ۱۹۷۰ء کو تولد ہوا۔
سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۳) سید محمود حسن ابن سید طہیر حسن زردار ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں تولد ہو کر ۱۳۷۷ھ
مطابق ۱۹۵۷ء میں فوت ہو گیا۔ (۴۳) سید منظور حسن ابن سید طہیر حسن زردار۔ ولادت ۱۰ر جمادی الاول ۱۳۷۴ھ مطابق
[illegible] ۱۹۵۵ء زیر تعلیم۔ یہ اپنے مکان میں رہ کر زیر تعلیم ہے۔ (۴۱) سید مرتضیٰ حسن ابن سید مظہر علی۔ ولادت تقریباً
۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء۔ سادہ لوح۔ سادہ مزاج۔ نیک منش نیک خصلت۔ ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں اپنے بڑے
بھائی سید امیر حسن کے پاس کوئٹہ بلوچستان چلے گئے۔ دفتر پولیٹیکل ایجنٹ میں عرائض نویس تھے۔ بفراغت رہے۔ آپ کا عقد
طاہرہ خاتون دختر سید یٰسین علی مقیم محلہ دانشمنداں سے ہوا۔ ایک دختر حامدہ خاتون تولد ہو کر تین سالہ فوت ہو گئی۔ موصوف تقریباً
۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں لاولد فوت ہوئے وفات شوہر کے بعد جائیداد پر کلیتاً یہ طاہرہ خاتون قابض و متصرف ہوئیں۔ انہوں نے
وبائے طاعون میں پردیس میں رحلت کی۔ ان کے والدین اور کنبہ امروہہ آیا اور مرض طاعون ساتھ لایا۔ بکثرت اموات ہوئیں۔
دو تین دن کے اندر سارا کنبہ ختم ہو گیا صرف سید یٰسین علی کا پوتا محمد اور سید شفیق الحسن باقی بچے۔ آخر مکان ورثا نے سید طہیر حسن
کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ (۴۱) سید شبیہ حسین ابن سید مظہر علی۔ قبل بلوغ والدین کے روبرو فوت ہو گئے (۴۰) سید مہدی علی
ابن سید وزیر علی۔ آپ کا عقد دختر سید امید علی ابن سید غضنفر علی ابن سید احمدی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ آپ نے بہ تلاش روزگار
امروہہ سے سفر کیا۔ کسی مقام پر لاولد فوت ہو گئے۔ ان کی بیوہ نے تمام عمر بیوگی میں گزار دی۔ اپنے باپ کے گھر مقیم رہ کر تمام عمر آمد و رفت
جاری رکھی۔ (۳۷) سید امام بخش عرف درگاہی۔ ابن سید سعادت اللہ ملقب بہ سید علی نواز خاں معروف بیجا۔
آپ کا عقد دختر سید غلام بدیع الدین عرف گمانی ابن سید عبد اللہ عرف سید تاج محمود خاں ثانی دانشمند سے ہوا۔
اس زوجہ سے دو دختر اور دو پسر ۱ سید سخاوت علی ۲ سید منور علی تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید اکبر علی
ابن سید قریب علی ساکن محلہ منڈی دربار کلاں سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید صفدر نذر ابن سید علی نذر ساکن محلہ
سٹی سے ہوا۔ علاوہ ازیں ایک زن غیر کفو بھی آپ کے تصرف میں تھی۔ اس متصرفہ سے ایک دختر اور ایک پسر سید رحمت علی
تولد ہوئے دختر کا عقد سید ذوالفقار علی ابن سید احمد علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ (۳۸) سید سخاوت علی۔ ابن
امام بخش عرف درگاہی۔ مومن سادہ مکر و دغا سے دور۔ آپ کا عقد دختر سید احمد علی ابن مولانا سید لطف علی ساکن
محلہ حقانی سے ہوا۔ اولاد نرینہ نہ ہوئی صرف دو دختر عقب رہیں۔ ایک دختر کا عقد سید ارشاد علی ابن سید ذوالفقار علی
ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید روشن علی ابن سید چاند ساکن محلہ نیاریان روشن سرائے سے ہوا۔
(۳۸) سید منور علی ابن سید امام بخش عرف درگاہی ابن سید سعادت اللہ ملقب سید علی نواز خاں۔ کم وقعت۔
بے وقار۔ دو زوجہ سے عقد ہوا۔ ایک عقد دختر سید ہدایت علی ساکن محلہ بخشی سے ہوا۔ دوسرا عقد سید فراست علی
ابن سید محمد جعفر ساکن محلہ بھوکا سے ہوا۔ نیز دو عقد طمع اولاد میں غیر کفو غیر سادات میں بھی کئے تھے مگر کوئی اولاد
نہ ہوئی بلا عقب رہے (۳۸) سید رحمت علی ابن سید امام بخش عرف درگاہی اپنے قوت بازو سے رزق حاصل

کرتے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید ثروت علی عرف تولا ابن سید اقبال علی ساکن چھنگا دروازہ دربار کلاں سے ہوا ایک دختر اور دو پسر ہوئے۔ ١ سید آل حسن ٢ سید امتیاز حسن تولد ہوئے دختر کا عقد سید ثروت علی عرف تولا ابن سید اقبال علی ساکن چھنگا دروازہ محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ (٣٩) **سید آل حسن** ابن سید رحمت علی۔ آپ کا عقد دختر سید اصغر علی ابن سید ذوالفقار علی ساکن محلہ چاہ شور خاندان متولیان میں ہوا۔ ایک دختر تولد ہو کر کم سن فوت ہوئی اور آپ بلا عقب فوت ہوئے۔ (٣٩) **سید امتیاز حسن** زوار ابن سید رحمت علی۔ ولادت تقریباً ١٢٧٧ھ مطابق سنہ ١٨٦٠ء صالح الاوقات پابند شرع۔ آپ الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین دانشمند کے ہمراہ سنہ ١٣٠٨ھ مطابق سنہ ١٨٩٠ء میں حج کے ارادے سے گئے تھے مگر بوجہ بدمعاملگی اہل جہاز حج نہ کر سکے۔ زیارات نجف و کربلا و کاظمین و سامرہ سے شرف یاب ہو کر وطن واپس ہوئے۔ اپنی قوت بازو سے روزی کماتے رہے۔ آپ کا عقد کنیز زینب دختر سید غلام حسین ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ ایک دختر آمنہ خاتون تولد ہوئی۔ اس دختر کا عقد مولوی سید ارتضیٰ حسن ابن مولوی سید ابرار حسین دانشمند سے ہوا یہ دختر اور موصوف بلا عقب فوت ہوئے۔ (٣٨) **سید محمد منعم** عرف کھوتچا ابن سید علی اشرف۔ آپ منصبدار داخل چوکی روز جمعہ بارہ ہزار دام وسہ صدی ذات جاگیر کے منصبدار تھے۔ آپ پینتالیس ہزار انچاس (٤٥٠٤٩) دام کے تنخواہ دار تھے۔ آپ نے اپنی حیات میں تنخواہ منصب اپنا بہ تعداد مبلغ پینتالیس ہزار انچاس دام (از مواضعات لوٹنیا درو بست اور موضع بھرا پور دس بسوہ اور موضع شہباز پور دس بسوہ۔ اور موضع جوہڑ پور ڈھائی بسوہ پرگنہ بچھراؤں و موضع ڈھکیا چھ بسوہ، بسوانسی ۵ کچوانسی و موضع لاہورہ تین بسوہ ١١ بسوانسی و موضع جسن پور پرگنہ سلیم پور و موضع ناگی پورہ ٤ بسوہ پرگنہ رجب پور) اپنے داماد سید عنایت بخش عرف براتی ابن سید رمضان علی جد سید رحیم بخش مولف واسطیہ ساکن محلہ صابون گران کو دے دیا تھا۔ نقل تحریر درج ذیل ہے (من کہ سید محمد منعم ولد سید علی اشرف بن سید رحمت اللہ متوطن قصبہ امروہہ تابع سرکار سنبھل منصبدار سرکار داخل چوکی روز جمعہ مکان اسامیم چون مبلغ چہل و پنجہزار و چہل و نہ دام از پرگنہ بچھراؤں وغیرہ من اعمال سرکار سنبھل مضاف صوبۂ دار الخلافہ شاہ جہاں آباد برضا و رغبت خود وجہت جاگیر سید عنایت بخش ابن سید رمضان علی بقید مواضع گذاشت نمودم۔ امیدوارم کہ متصدیان حضور معلےٰ بنام سید مشار الیہ تنخواہ دہند۔ بنابر آں ایں چند کلمہ بطریق محلکہ گذاشت نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند باشد۔ تحریر فی التاریخ بست و ششم شہر ربیع الثانی ١١٨٧ھ (مطابق ٧ ارجولائی سنہ ١٧٧٣ء) اور دیگر جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو اپنی دختران میں تقسیم کر دیا۔ آپ کے دو عقد ہوئے نام نہ معلوم ہوئے۔ مگر ایک زوجہ منکوحہ ہم کفو اور دوسری متعرفۂ غیر کفو تھیں اس ہم کفو منکوحہ کی دختر کا عقد سید نجابت اللہ عرف ہینگا بچا زاد سے ہوا۔ زوجۂ متعرفۂ غیر کفو کی دختر فتح دولت کا عقد سید عنایت بخش عرف براتی ابن سید رمضان علی جد سید رحیم بخش مولف واسطیہ ساکن محلہ صابون گران سے ہوا۔ اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ (٣٦) **سید عبد الباقی** عرف سونچا ابن سید علی اشرف۔ آپ منصبدار داخل چوکی روز جمعہ بارہ ہزار دام کے تنخواہ دار تھے۔ محل ازدواج اور دختران۔ تو نہ معلوم ہوا ایک پسر سید احسان علی عقب رہے (٣٧) **سید احسان علی** ابن سید عبد الباقی بموجب پروانہ جاگیر تعدادی چھیاسٹھ ہزار آٹھ سو اٹھتر دام (٦٦٨٧٨) جاگیر پرگنہ رجب پور وغیرہ مورخہ ٥ رشوال سنہ ١١٧٣ھ (١٢ رمئی سنہ ١٧٦٠ء) جلوس عالم گیر ثانی و نیز بموجب پروانہ جاگیر تعدادی چودہ ہزار آٹھ سو اڑتالیس (١٤٨٤٨) مورخہ تاریخ مذکورہ سید احسان علی منصبدار داخل چوکی روز پنجشنبہ تھے۔ ایک عقد دختر نادر علی چچا کی دختر

سے ہوا کہ ترکہ پدری ساتھ لائیں۔ دوسرا عقد دختر سید محمد علی ابن سید باقر علی دہلوی مقیم محلہ دانشمنداں سے ہوا۔ پہلی
زوجہ سے دو دختر اور ایک پسر سید انور علی اور دوسری زوجہ سے ایک دختر اور دو پسر سید مراد علی و سید محمد علی تولد
ہوئے۔ پہلی زوجہ کی دختر کا عقد سید حشمت علی ابن سید کریم اللہ دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید محمود رضا ابن
سید مظہر رضا دانشمند سے ہوا اور دوسری زوجہ کی دختر کا عقد سید مقصود علی ابن سید غلام حسن دانشمند سے ہوا۔ (۳۸) سید انور علی ابن سید احسان علی منتخب برادران
محترم خاندان مصلح معاملات اخوان و متحمل ہم جلیساں تھے ایک پاؤں میں چوٹ آجانے سے سقم آگیا تھا آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر
سید محب علی ابن سید منصور علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید کریم اللہ ابن سید محمد نیاز دانشمند سے
ہوا۔ دونوں زوجہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ تو آپ نے اپنے مال سے ایک امام باڑہ بنایا اور اپنی جائیداد کو وقف کرکے
اپنے بھانجے سید اکبر علی ابن سید حشمت علی دانشمند کو متولی قرار دیا۔ (۳۸ب) سید مراد علی ابن سید احسان علی مومن
پاک عقیدہ۔ پابند شرع۔ تمام عمر ہر جمعرات کو مزار مومنین و اعزا پر قرآن پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید اولاد مرتضیٰ
عرف ہینگا ابن سید اولاد علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ پانچ دختر اور ایک پسر سید محمد حسین تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید
اکبر علی ابن سید حشمت علی دانشمنداں سے ہوا۔ دوسری دختر سراج النساء کا عقد سید غلام حسین ابن سید احمد رضا دانشمند سے
ہوا۔ تیسری دختر فرحت النسا کا عقد سید مردان علی ابن سید نوروز علی ساکن محلہ صابون گراں سے ہوا۔ چوتھی دختر کا عقد
سید ابرار حسین ابن سید روشن علی ساکن محلہ گذری سے ہوا۔ پانچویں دختر کا عقد سید احمد حسن ابن سید محمد علی چچا کے پسر
سے ہوا۔ (۳۹) سید محمد حسین ابن سید مراد علی۔ زیبا صورت۔ ظریف و خوش طبع۔ مومن دیندار۔ شیعہ حیدر کرار۔
ذاکر فرزند شہ ابرار تھے۔ آپ کا عقد تنویرہ خاتون عرف تنو اپنے چچا سید محمد علی کی دختر سے ہوا۔ آپ نے موسم جوانی میں انتقال
کیا۔ دو دختر اور ایک پسر سید مبارک حسن کو عقب چھوڑا۔ ایک دختر معصومہ خاتون کا عقد سید ابوالحسن ابن سید اکبر علی دانشمند
سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید زوار حسین ابن سید محمد نذر نقوی مقیم محلہ دانشمنداں سے ہوا۔ (۴۰) سید مبارک حسن
ابن سید محمد حسین ولادت تقریباً ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۴ء۔ ذہین و فریس۔ سلیم الطبع۔ خوش رو۔ خوش خلق۔ مرثیہ خوانی
میں خوش گلو۔ اردو فارسی خواندہ معاملات مشکل میں ذہن رسا رکھتے تھے۔ اہالیان سرکار میں تقرب حاصل تھا اپنی کوشش
وسعی سے معاش حاصل کرتے رہے۔ آپ کا عقد کنیز بتول دختر سید احمد حسن ابن سید محمد علی دانشمند سے ہوا۔ جب ۱۳۰۳ھ
مطابق ۱۸۸۵ء میں یہ زوجہ فوت ہوگئی تو عقد ثانی طاہرہ خاتون عرف تارو دختر سید ملازم حسین ابن سید ولی حسین ساکن
محلہ گھیر کرم علی خاں حقانی سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے دو پسر ۱۔ سید محمد متقی عرف رنھا ۲۔ سید محبوب حسن تولد ہوئے۔
محبوب حسن کمسن فوت ہوئے۔ دوسری زوجہ سے تین دختر اور دو پسر ۱۔ سید محمد کاظم ۲۔ سید عون محمد تولد ہوئے۔
ایک دختر توقیرہ خاتون کا عقد سید شاہد حسین ابن سید رازق علی محلہ قاضی گلی سے ہوا۔ دوسری دختر تنویرہ خاتون کا عقد
سید منظور حسن ابن سید ضمیر حسن ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ تیسری دختر ضمیرہ خاتون کا عقد سید احمد ابن سید باقر
ساکن محلہ ٹکڑہ سے ہوا۔ آپ نے ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء میں رحلت کی۔ (۴۱) سید متقی حسن عرف رنھا ابن
سید مبارک حسن۔ جوان سادہ لوح آپ کا عقد کاظمہ خاتون دختر سید عسکری حسن ابن سید صادق حسین ساکن محلہ حقانی
سے ہوا۔ آپ عین جوانی میں بلا عقب فوت ہوئے (۴۱) سید محمد کاظم ابن سید مبارک حسن ولادت ۱۰ رمضان ۱۳۱۸ھ
مطابق یکم جنوری ۱۹۰۱ء جوان شکیل و بلند و بالا خوش وضع۔ خوش قطع۔ خوش اخلاق ملنسار ہم شکل والد بزرگوار اکبر لوید

میں مڈل پاس کیا۔ فارسی عربی کی تعلیم مدرسہ ناظمیہ میں حاصل کی۔ سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء میں محکمہ پولیس میں کانسٹبل مقرر
ہوئے۔ سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق سنہ ۱۹۳۲ء میں نائک مقرر ہوئے۔ اور صیغہ فنگر لیشن (انگشت چھاپ) میں تقرر ہوا۔ سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق
سنہ ۱۹۳۶ء میں لکھنؤ چار باغ میں آئی۔ اے مقرر ہوئے۔ لکھنؤ محاذ حسینی میں عمومی مومنین خصوصاً سادات امروہہ کی خدمات
انجام دیں۔ ہر طرح آرام پہنچایا۔ سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق سنہ ۱۹۴۲ء میں ہیڈ کانسٹبل مقرر ہوئے اور بسا اوقات سب انسپکٹر بھی رہے۔
دہرہ دون تبادلہ ہوگیا۔ ۲۰ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر کے وقت ہندؤں اور سکھوں نے
مسلمانوں کو قتل و غارت کرنا شروع کر دیا۔ اور ایک غول نے راج پور پر حملہ کیا مسلمان قتل و آتشزدگی سے تباہ و برباد ہوئے
سید منظور حسن ابن سید ضمیر حسن دربار کلاں اسی عالم فساد میں آپ کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ الغرض اس قتل و غارت اور
خون خواری و خونریزی سے بددل ہو کر استعفیٰ دے دیا۔ ۱۳ ربیع الآخر سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۴ فروری سنہ ۱۹۴۸ء کو پاکستان میں
پہنچکر بھاولپور پہنچے ۵ رمضان سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۴۸ء کو بھاولپور میں بہ عہدہ ہیڈ کانسٹبل تقرر ہوا۔
افسر خوش رہے۔ سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء میں والدہ اور اہل و عیال کو بھی بھاولپور لے آئے۔ یہاں ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق
۱۸ جولائی سنہ ۱۹۵۳ء کو والدہ نے رحلت کی اسی سال آپ اسمگلنگ سٹاف کے انچارج ہوئے۔ سنہ ۱۳۷۵ھ مطابق سنہ ۱۹۵۵ء میں
پراسیکیوٹنگ (پولیس کی وکالت) کا امتحان پاس کیا۔ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق یکم اپریل سنہ ۱۹۶۳ء کو پنشن یاب ہوئے۔
مبارک محل کے نام سے مکان تیار کر لیا ہے۔ آپ کا عقد طاہرہ خاتون دختر سید شمس الحسن ابن سید مصطفےٰ حسن ساکن محلہ
گذری سے ہوا۔ دو پسر ۱ سید محمد ہاشم ۲ سید محمد ثقلین تولد ہو کر کم سن فوت ہوئے۔ چھ دختر تولد ہوئیں ۱ نعیم زہرا ۲
شمیم زہرا دونوں کم سن فوت ۳ شمیم زہرا کا عقد سید علی محترم ابن سید شہنشاہ حسین ساکن محلہ گذری سے ہوا ۴ سجیلہ خاتون
کم سن فوت ہوئی ۵ نسیم زہرا کا عقد سید محمد نذر ابن سید ابرار حسین ابن سید مقصود حسن سید تقوی ساکن باشاعم گڈھ ضلع بلند شہر
سے ہوا ۶ عطیہ زہرا۔ ایف۔ ایس۔ سی پاس ہے زیر تعلیم ہے۔ آپ کو آپ کے ہمسایہ توفیق حسین شاہ وغیرہ نے ۸ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۶۶ء کو ان کے مکان میں قتل کر دیا۔ الغرض اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ (۴۱) سید عون محمد ابن سید
مبارک حسن ولادت تقریباً سنہ ۱۳۲۷ھ مطابق سنہ ۱۹۰۹ء۔ ہر چند کوشش کی مگر ان کے کچھ حالات نہ معلوم ہوئے۔ خیال جاتا ہے
کہ پاکستان میں آکر کراچی میں مقیم ہیں۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد مخدومہ خاتون دختر سید ملازم حسین ابن سید قاسم علی
قاضی زادہ مقیم محلہ مجاپوتہ سے ہوا جو لاولد فوت ہوئی۔ دوسرا عقد ہدایت فاطمہ دختر سید نجم الحسن ابن سید مقبول حسین
ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دو دختر ۱ حسین زہرا ۲ شمیم اختر تولد ہو کر زیر تعلیم ہیں۔ چھ پسر ۱ سید محمد اختر ولادت تقریباً
سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ ۱۹۴۷ء میں ۲ سید محمد اطہر تقریباً سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق سنہ ۱۹۵۰ء ۳ سید محمد باقر تقریباً سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق
سنہ ۱۹۵۲ء میں ۴ سید محمد انور تقریباً سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق سنہ ۱۹۵۸ء میں ۵ سید محمد حیدر تقریباً سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء
میں ۶ سید محمد خضر تقریباً سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق سنہ ۱۹۶۳ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں (۳۸) سید محمد علی ابن سید
احسان علی۔ بزرگ خاندان طاقتور۔ زور آور۔ آپ کا عقد دختر سید بہادر علی ابن سید کریم اللہ دانشمند سے ہوا۔
آخر میں بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ چھ دختر اور دو پسر ۱ سید احمد حسن ۲ سید ظہور حسن تولد ہوئے۔ ایک
دختر سلیم النسا کا عقد سید معصوم علی ابن سید مردان علی ساکن محلہ صابون گران (بھوکا) سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد
سید شبیر علی ساکن محلہ نخشبی سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید لطیف علی ساکن محلہ دربار کلاں سے ہوا۔ چوتھی دختر

تنویرہ خاتون عرف تنو کا عقد سید محمد حسین ابن سید مراد علی چچا کے پسر سے ہوا۔ پانچویں دختر کا عقد سید حیدر حسین ابن
سید غلام ولی دانشمند سے ہوا۔ چھٹی دختر کا عقد سید عاشق حسین ابن سید علمدار علی ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ (۳۹) **سید**
احمد حسن ابن سید محمد علی۔ ذی ہنر۔ عقلمند۔ مرغ باز۔ تیتر باز۔ مگر مومن دیندار۔ نماز گذار۔ آپ کا عقد دختر سید مراد علی
ابن سید احسان علی دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر تولد ہو کر کمسن فوت ہوگیا۔ تین دختر تولد ہوئیں۔ دو دختران کے عقد یکے بعد دیگرے
سید غلام مصطفےٰ ابن سید قربان علی دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کنیز بتول کا عقد سید مبارک حسن ابن سید محمد حسین دانشمند
سے ہوا۔ کوئی عقب پسری باقی نہ رہا۔ (۳۹) **سید ظہور حسن** ان سید محمد علی۔ کھیتی باڑی کرکے رزق حاصل کرتے رہے۔
آپ کا عقد دختر سید محسن علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور ایک پسر سید مومن حسین عقب رہے۔ ایک
دختر کا عقد سید سراج الحسن ابن سید عباس علی ساکن محلہ سدو سے ہوا۔ جو لاولد فوت ہوئی۔ دوسری دختر مومنہ خاتون کا
عقد سید ابوالحسنین ابن سید ابوالقاسم دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر نقیبہ خاتون کا عقد سید مرتضیٰ حسین ابن سید فتح علی زیدی
ساکن چاہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ (۴۰) **سید مومن حسین** ابن سید ظہور حسن۔ اعمال غیر صالح میں مبتلا تھے۔ اس لئے
برادری میں عقد نہ ہوسکا۔ ایک زن غیر کفو غیر سادات حمیدہ دختر حافظ محمود خاں مقیم دانشمنداں سے عقد کرلیا تھا کوئی اولاد
نہ ہوئی بلا عقب رہے۔ ایک طفل مجہول النسب غیر کفو نامعلوم الاسم کو برائے نام متبنیٰ کہنے لگے اور نام چھدا رکھ دیا۔ اس کی شادی
محلہ گذری میں ہوئی۔ ڈاکٹر سید شفیع الحسن ابن سید محمد حسن ساکن محلہ گذری کسی جگہ جیل پر تعینات تھے۔ وہاں سے قوم گوجر
کے دو لاوارث بچوں کو اپنے ساتھ لاکر لڑکے کا نام مبارک اور لڑکی کا نام زہرا رکھ لیا اور دونوں کی باہم شادی کر دی۔
تو ان کے دو لڑکے کلوا۔ اور چندوا سا اور دو لڑکیاں کلیا اور چندیا تولد ہوئیں۔ اس چندیا کا عقد اس لاوارث لڑکے چھدا سے
کر دیا۔ یہ شخص اب پاکستان میں آکر کراچی میں مقیم ہے اور نادر حسین نام رکھ لیا ہے اور خود کو سید نقوی بتلاتا ہے جو بالکل غلط ہے۔
سید مومن حسین کے تو کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی (۳۶) سید رعایت اللہ ابن سید علی اشرف۔ یادداشت عہد محمد شاہی میں لکھا ہے کہ علی اشرف کے کل بیٹے منصبدار تھے
اور ورثہ جدی دحصہ نو لاکھ دام جاگیر متروکہ پدری سے ان کا ہر بیٹا معزز و موقر تھا۔ آپ کے عقد اور دختران کا کچھ حال نہ معلوم
ہوا۔ ایک پسر سید امین اللہ عرف جیا تولد ہوئے (۳۷) **سید امین اللہ** عرف جیا ابن سید رعایت اللہ۔ آپ بصارت سے
محروم ہوگئے تھے۔ آپکا عقد دختر سید محمد بخش ابن سید احمد بخش دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر سید علمدار علی عقب رہے۔ (۳۸)
سید علمدار علی ابن سید امین اللہ عرف جیا۔ سرکار انگریزی میں ملازم تھے۔ پنشن کے بعد خانہ نشین ہوگئے۔ آپ کا عقد
دختر سید انور علی سے ہوا۔ ایک دختر اور دو پسر ۱۔ سید رعایت علی ۲۔ سید احسن علی تولد ہوئے۔ دختر قبل بلوغ فوت ہوگئی۔
(۳۹) **سید رعایت علی** ابن سید علمدار علی۔ ذہین و فہیم رڑکی کالج سے اوورسیر کلاس پاس کرکے ملازم سرکار رہے بفراغت
زندگی بسر کی۔ ضلع مظفر نگر میں گرداور قانونگو تھے۔ آپ کے دو عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید امداد علی ابن سید قادر علی دانشمند
سے ہوا۔ دوسرا عقد ایک سیدانی کنیز کبریٰ عرف بڑی بہو سادات بارہہ ضلع مظفر نگر سے کیا۔ پہلی زوجہ سے دو پسر ۱۔ سید مسلم حسین
۲۔ سید مشتاق حسین مفقود الخبر تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ سے ایک دختر مرتضائی خاتون منکوحہ سید نصیر حسن ابن سید بنیاد علی
مقیم دانشمند تولد ہوئی۔ **سید مسلم حسین** ابن سید رعایت علی۔ آپ کا عقد دختر سید صابر حسین عرف ٹیان ابن
سید ضامن حسن ساکن رہٹ کا کنواں محلہ دانشمنداں سے ہوا۔ روبرو والد بزرگوار کے لاولد فوت ہوئے۔ (۳۶) **سید**
احسن علی ابن سید علمدار علی۔ آپ کا عقد حسینہ خاتون دختر سید محمد علی ساکن محلہ تختی سے ہوا۔ اولاد نرینہ نہیں ہوئی

تین دختر تولد ہوئیں۔ ۱ شکیلہ خاتون منکوحہ سید فیاض رسول ساکن محلہ ہدایت علی ۲ سید حمایت علی تولد ہوئے (۳۸) **سید عنایت علی**
منگا ابن مولوی سید احمد علی دانشمند ۲ جمیلہ خاتون منکوحہ سید نصیر حسن ابن، انہوں نے عہدۂ اخبار نویسی حاصل کرکے بآرام زندگی بسر کی۔ آخر
سید مصطفےٰ علی ابن سید ... اشرف عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی کی فہرست جاگیر میں غارت گروں کے ہاتھوں قتل ہوئے آپ کا عقد
جدی دحصہ نو لاکھ دام جاگیر متروکۂ پدری سے خوشحال تھے۔ جائے مناکحت نہ معلوم تولد ہوئے (۳۹) **سید فضل امام** ابن سید عنایت علی
ساکن محلہ مجھریٹہ۔ اور ایک پسر سید قادر علی تولد ہوئے (۳۹ الف) **سید قادر علی** خدمت اہل محلہ بہترین طریقہ پر انجام دیں۔ مومن غالی
سید احمد بخش دانشمند سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱ سید امداد علی ۲ سید علی محمد حسین بخش ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ دوسرا
عظمت علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے دوسری دختر کا عقد سید گلزار علی ابن سید امداد علی سے ہوا۔ تیسرا عقد دختر لطیف زوجہ غیر کفو غیر
سید امداد علی ابن سید قادر علی۔ دست و بازو سے باعزت رزق حاصل کرتے رہے تین دختر تولد ہوئیں ایک دختر کا عقد سید
سید عنایت اللہ دانشمند سے ہوا۔ تین دختر اور ایک پسر سید عظیم علی عقب رہے۔ ایک دختر کا عقد سید علی حسین ساکن محلہ دربار کلاں
ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید رعایت علی ابن سید علمدار علی دانشمند سے ہوا۔ دہ میں سید قاسم حسین
ابن سید ارشاد علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ (۳۹ ب) **سید عظیم علی** ابن سید امداد علی۔ آپ نے دو ... یہ معظم اس ... میں مشغول
دختر سید جعفر علی ابن سید ہدایت علی دانشمند سے ہوا۔ جو لاولد رہیں۔ دوسرا عقد وصی النساء دختر سید عید حسن
سرائے کبنہ سے ہوا دوسری زوجہ سے دو دختر اور دو پسر ۱ سید فیاض حسن ۲ سید اعجاز حسن لاولد تولد ہوئے۔ ایک
دختر سائرہ خاتون عرف سارو کا عقد سید زاہد حسین ابن سید کاظم حسین ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دوسری دختر زینب
کا عقد سید محمد احسن ابن سید مراد علی ساکن محلہ قاضی زادہ مقیم محلہ اسد سے ہوا۔ (۴۰) **سید فیاض حسن** ابن سید
عظیم علی۔ ولادت تقریباً ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء۔ دست بازو سے رزق حاصل کرتے رہے۔ آپ کا عقد سکینہ خاتون
دختر سید نصیب علی ساکن محلہ قاضی زادہ سے ہوا۔ دو دختر اور دو پسر ۱ سید محمد نبی لاولد ۲ سید محمد سبطین مقیم امروہہ
تولد ہوئے۔ دختر خورد نفیسہ خاتون کا عقد سید مظاہر حسن ابن سید مہدی حسن ساکن محلہ چاہ شور سے ہوا۔ بڑی دختر خدیجہ
خاتون کا عقد سبط حسن عرف سبطی ابن بندہ حسن ابن الٰہی بخش مقیم محلہ دانشمندان سے ہوا۔ ان الٰہی بخش کا نام امروہہ
کی تمام کتب تواریخ و نیز زیدیہ جد محترم مولوی سید اکبر حسین عبرت میں کہیں نہیں ہے اور ان کے متعلق محلہ دانشمندان کے معمر ترین
بزرگوں ۱ سید جرار حسین ابن سید زوار حسین دانشمند ۲ سید حسن جعفر عرف پیارے جان ابن سید مہدی علی دانشمند ۳
سید مسعود الحسن عرف جو کھا ابن سید شامن حسن سے جو کچھ تحقیق ہوا۔ اور سید نبی حسن عرف کالے ابن سید اولاد حسن نے جو کچھ
لکھ کر دیا اور وہ تحریر حقیر مولف کے پاس موجود ہے کہ سید امیر علی پسر ثانی سید غضنفر علی دہلوی مقیم دانشمندان کی زوجہ غیر کفو
مجہول النسب مسماۃ بوچھار کے ساتھ ایک شخص نامعلوم مجہول النسب الٰہی بخش بھی امروہہ آئے تھے ان الٰہی بخش کے متعلق کئی روایات
سننے میں آئیں ایک یہ کہ امیر علی دہلوی کی زوجہ غیر کفو بوچھار کے ساتھ آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ امیر علی کے غلام
تھے۔ تیسرے یہ کہ سید امیر علی کے کوئی رشتہ دار تھے۔ ان الٰہی بخش کے دو پسر ہوئے ۱ مقبول حسین لاولد ۲ بندہ حسن
اور ان بندے حسن کے چار پسر تولد ہوئے ۱ رضا حسین ۲ صغیر حسن ۳ شاہد حسن ۴ سبط حسن ان سبط حسن
کا عقد خدیجہ خاتون دختر سید فیاض حسن ابن سید عظیم علی دانشمند سے ہوا۔ سبط حسن کے دو پسر ۱ امیر محمد ۲ نور محمد
پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہیں اور سیادت کے دعویدار ہیں مگر بدلائل مندرجہ بالا سے انکی سیادت ثابت نہیں ہے

ماقون عرف تتو کا عقد سید محمد حسین ابن سید مراد علی چچا کے پسر راجح۔ آپ کا عقد دختر انور علی مقیم دانشمنداں سے ہوا۔ ایک
غلام ولی دانشمند سے ہوا۔ چھوٹی دختر کا عقد سید عاشق حسین بنیاد علی ابن سید سعادت علی مقیم محلہ دانشمنداں سے ہوا۔ (۳۹)
حسن ابن سید محمد علی۔ ذی ہنر۔ عقلمند۔ مرغ باز۔ تیتر باس و نقاش۔ موسیقی داں۔ آپ کا عقد دختر سید مردان علی ساکن
سید احسان علی دانشمند سے ہوا۔ ایک پسر تولد ہو کر کمسن فوت ہوا۔ کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ آپ کے اولاد ِ نرینہ نہیں ہوئی۔
لام مصطفیٰ ابن سید قربان علی دانشمند سے ہوا۔ نیت اللہ۔ منصبدار شاہی۔ تہجد گذار روزہ گذار۔ عابد و زاہد و دیندار صاحب علم و
کوئی عقب پسری باقی نہ رہا۔ (۳۹) سید ظہور حسن تلاوت کلام پاک میں مشغول رہتے تھے۔ اپنے بھائیوں کے برابر کے جاگیر رکھتے
ا عقد دختر سید محسن علی ابن سید یوسف علی دانشمند سے۔ دختران کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید شکر اللہ ۲۔ سید حیات اللہ
عقد سید سراج الحسن ابن سید عباس علی ساکن محلہ سید حمد اللہ۔ شجاع و دلیر سپاہی وقت۔ عہد سلطنت بادشاہ محمد شاہ میں
بوالحسنین ابن سید ابو القاسم دانشمند سے ہوا۔ جنگ میں شریک ہو کر قتل ہوئے۔ زوجہ و دختر کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ ایک
ہ بقا محلہ گذری سے ہوا۔ (۳۷) سید احمد بخش ابن سید شکر اللہ زوجہ و دختر کا حال نہ معلوم ہوا۔ دو پسر ۱۔ سید
ی میں عقد نہ ہو سکا۔ سید الٰہی بخش تولد ہوئے (۳۸) سید محمد بخش ابن سید احمد بخش زوجہ کا حال نہ معلوم ہوا۔ تین دختر اور
بلا عقب۔
۱۔ سید فیض علی ۲۔ سید نجف علی تولد ہوئے ایک دختر کا عقد سید قادر علی ابن سید مصطفیٰ علی دانشمند سے ہوا۔
دوسری دختر کا عقد سید امین اللہ عرف جیا ابن سید رعایت اللہ دانشمند سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید امین الدین عرف
ین اللہ معروف سید دولا ابن سید حسن علی ساکن محلہ بھوتے والے محلہ بھوکا سے ہوا۔ (۳۹) سید فیض علی ابن
بخش طبیعت کے ناہموار ناموزوں کسب رذیل سے رزق حاصل کرتے رہے۔ آپ کے تین عقد ہوئے ایک عقد دختر
سید امین الدین عرف سید امین اللہ ابن سید حسن علی ساکن محلہ بھوکا (بھوتے والے) سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر سید
لادمرتضیٰ عرف ہینگا ابن سید اولاد علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ تیسرا عقد دختر بیوہ سید قائم علی ابن سید امین اللہ
عرف امین اللہ معروف سید دولا ساکن محلہ بھوکا (بھوتے والے) سے ہوا۔ پہلی اور تیسری زوجہ لاولد رہیں۔ دوسری
زوجہ سے ایک پسر سید احمد حسن تولد ہو کر مفقود الخبر ہو گئے۔ (۳۹) سید نجف علی ابن سید محمد بخش۔ آپ کے دو عقد
ہوئے۔ ایک عقد دختر سید امداد علی ساکن محلہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسرا عقد دختر نابینائے سید ارشاد علی ساکن محلہ
دربار کلاں سے ہوا۔ زوجہ اول سے ایک دختر منکوحہ سید ضامن حسین ابن سید محمد حسین تولا ساکن محلہ حقانی تولد ہوئی۔ اولاد
نرینہ نہیں ہوئی (۳۸) سید الٰہی بخش ابن سید احمد بخش مفقود الخبر ہو گئے۔ (۳۶) سید حیات اللہ ابن سید حمد اللہ
آپ نے دو عقد کئے تھے۔ ایک عقد دختر قوم سادات ساکن شاہ علی سرائے سے ہوا کہ اس کے باپ کا نام تحقیق نہ ہو سکا۔ دوسرا
عقد ایک زن غیر کفو رذیل کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کیا۔ پہلی زوجہ سے چار لڑکیاں اور منکوحہ نو مسلمہ سے تین دختر اور
دو پسر ۱۔ سید عنایت اللہ ۲۔ سید کرم اللہ تولد ہوئے۔ پہلی زوجہ کی چار لڑکیوں میں سے ایک دختر کا عقد سید
عظیم رضا ابن سید امام رضا دانشمند سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید محمد رضا عرف مینگھا ابن سید احمد رضا خاں دانشمند
سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید غلام بدیع الدین عرف گمانی ابن سید عبد اللہ عرف سید تاج محمود خاں ثالث سے ہوا۔ چوتھی دختر
کا عقد اجداد سید محمد شاہ ساکن محلہ بگلا میں کسی سید زادے سے ہوا۔ اور ایک دختر بطن زوجہ ثانیہ کا عقد سید دولا مقیم محلہ
لکڑہ سے ہوا۔ باقی دو دختران کے عقد کا حال نہ معلوم ہوا۔ (۳۷) سید عنایت اللہ ابن سید حیات اللہ زوجہ

دختران کا حال [illegible] معلوم ہوا۔ تین پسر ۱۔ سید عنایت علی ۲۔ سید ہدایت علی ۳۔ سید حمایت علی تولد ہوئے (۳۸) **سید عنایت علی**
ابن سید عنایت اللہ۔ صاحب ہمت و دلیر و بہادر۔ نواب دوندے خاں سے عہدۂ اخبار نویسی [illegible]
کمال بہادری کے ساتھ اپنے والد کے ہمراہ موضع مختارپور پرگنہ عظیم پور اپنی جاگیر میں غارت گر دلوں کے ہاتھوں قتل ہوئے آپ کا عقد
سید غلام شاہ ابن سید حسن علی اکبرآبادی ساکن محلہ شاہ علی سرائے سے ہوا ایک پسر سید فضل امام تولد ہوئے (۳۹) **سید فضل امام** ابن سید عنایت علی
آپ سرکار انگریزی کی طرف سے میر محلہ تھے اپنی [illegible] سرکاری معہ رعایت و خدمت اہل محلہ بہترین طریقہ پر انجام دیتے۔ مومن فانی
تھے۔ آپ کے تین عقد ہوئے۔ ایک عقد دختر سید فتح علی [illegible] ابن سید حسین بخش ساکن محلہ کٹرہ غلام علی سے ہوا۔ دوسرا
عقد دختر سید نبی بخش ابن سید غلام رسول اکبرآبادی ساکن محلہ شاہ علی سرائے سے ہوا۔ تیسرا عقد دختر [illegible] غیر کفو غیر
سادات سید ناصر شاہ ابن سید احمد شاہ مقیم دانشمند [illegible] ہوا۔ صرف پہلی زوجہ سے تین دختر تولد ہوئیں ایک دختر کا عقد سید
تفضل حسین ابن سید فضل امام ساکن محلہ جرگوردیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید علی حسین ساکن محلہ [illegible]
سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد تفضل حسین ابن سید حیدر بخش دانشمند سے ہوا تھا کہ ان کے شوہر کو مذاق بیہودہ میں سید قاسم حسین
ابن سید حیدر حسین دانشمند نے چاقو مار کر قتل کر دیا۔ ان کی بیوہ نے تمام عمر عالم بیوگی میں اپنے شوہر کے گھر گذار دی۔ یہ معظمہ اس
حقیر صغیر مولف کتاب ہذا کو یاد ہیں ان کو ہم بچے ماما توئی کہا کرتے تھے کہ مکان کے دالان کے بیچ کے در سے لگی ہوئی عبادت و تسبیح میں مشغول
رہتی تھیں۔ بالکل سفید براق کپڑوں میں ملبوس رہتی تھیں۔ الغرض موصوف الصدر کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی (۳۸) **سید
ہدایت علی** ابن سید عنایت اللہ۔ آپ نے دو زوجہ سے عقد کیا۔ ایک عقد دختر سید اسرار احمد ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ دوسرا عقد
دختر سید حسین شاہ ابن سید غلام شاہ ساکن شاہ علی سرائے سے ہوا۔ پہلی زوجہ سے ایک پسر سید امان علی اور دوسری زوجہ سے چار دختر
اور ایک پسر سید جعفر علی تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید نبی بخش ابن سید کریم بخش ساکن محلہ بچید رہ سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد
سید امان علی ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ تیسری دختر کا عقد سید صادق علی ابن سید مہر علی ساکن محلہ مجا پوتہ سے ہوا۔ چوتھی دختر کا عقد
سید امداد علی ابن سید قادر علی دانشمند سے ہوا۔ (۳۹) **سید امان علی** ابن سید ہدایت علی۔ جوان قوی ہیکل بلند و بالا
دست بازو سے رزق حاصل کرتے رہے آخر عمر میں بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ آپ کا عقد دختر سید احمد علی ساکن محلہ ٹھوگڑہ سے ہوا
دو دختر اور دو پسر ۱۔ سید قربان علی ۲۔ سید فرمان علی تولد ہوئے۔ ایک دختر کا عقد سید ریحان علی ابن سید عارف علی
ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ دوسری دختر کا عقد سید محمد صادق ابن سید محمد بخش ساکن محلہ لکڑہ سے ہوا۔ (۴۰) **سید فرمان علی**
ابن سید امان علی۔ ان کے والد بزرگوار نے ان کے بچپن میں وفات پائی تھی۔ صحبت بد میں رہے۔ کسی باغبان کے قتل کرنے کے جرم
میں دس سال کی قید ہوئی۔ وہیں بریلی کے کچھ بدمعاشوں سے واقفیت ہو گئی تو چوری اور غارت گری کے جرم میں سزائے حبس دوام
بعبور دریائے شور میں سزایاب ہوئے۔ آپ نے پہلی سزایابی کے بعد کسی غیر کفو بھٹیارن سے عقد کر لیا تھا۔ مگر کوئی اولاد نہ ہوئی
(۴۰) **سید قربان علی** زوار ابن سید امان علی۔ صالح الاعمال پابند شریعت۔ علم مساحت سے واقف محکمہ پیمائش میں ملازم
تھے الحاج مولوی سید مرتضیٰ حسین ابن حاجی سید قربان حسین کے ہمراہ سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء میں بارادۂ حج گئے تھے
مگر بوجہ بدمعاشی اہل [illegible] حج سے محروم رہ کر زیارات نجف کربلا و کاظمین و سامرہ سے شرف یاب ہو کر واپس وطن آئے آپ کا
عقد تو ہوا تھا مگر کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ (۳۹) **سید جعفر علی** ابن سید ہدایت علی۔ مرد سپاہی زور آور۔ قوی ہیکل۔
آپ کا عقد دختر سید غلام حسین جعفری زینبی سے ہوا۔ ایک دختر اور ایک پسر سید ممتاز علی تولد ہوئے۔ دختر کا عقد سید عظیم علی

ابن سید امداد علی دانشمند سے ہوا۔ (۴۰) **سید ممتاز علی** ابن سید جعفر علی آپ کا عقد دختر مولوی سید محمد حسین ابن سید مظفر حسین ابن سید غلام حسین ساکن محلہ چاہ شورہ سے ہوا۔ ایک پسر سید رونق حسین تولد ہوئے۔ سپاہ راجستان میں ملازم ہو کر وہیں فوت ہوئے۔ (۴۱) **سید رونق حسین** ابن سید ممتاز علی۔ ولادت ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء آپ کا عقد کبریٰ خاتون دختر سید نذیر علی ساکن دربار کلاں سے ہوا۔ پانچ دختر اور دو پسر ۱۔ سید ثاقب حسین ۲۔ سید شاکر حسین تولد ہوئے ایک دختر ام لیلیٰ عرف ببو کا عقد سید تمکین علی عرف دھنا ابن سید لیسین علی مقیم دانشمند سے ہوا ۲۔ ام البنین کا عقد سید شوکت حسین عرف بدھا ابن سید ولایت حسین دانشمند سے ہوا۔ ۳۔ شاکرہ خاتون کمسن فوت ہوئی ۴۔ عابدہ خاتون کا عقد سید رشید حسن ابن سید نذیر حسن ساکن محلہ کٹھرہ غلام علی سے ہوا ۵۔ ام فروہ کا عقد سید عظمت علی ابن سید حشمت علی ساکن محلہ جرٹھ ودیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ آپ نے تقریباً ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں رحلت کی۔ (۴۲) **مولوی سید ثاقب حسین** ابن سید رونق حسین صالح الاعمل باعلم۔ کامل۔ فاضل کے سند یافتہ ہیں جبل انٹر کالج لکھنؤ میں فارسی کے مدرس مقرر ہوئے۔ تیس سال ملازمت کر کے پنشن یاب ہوئے۔ درمیان میں علمی کتب کی تجارت و نیز دیگر کاروبار کرتے رہے باعزت و آبرو رہے آپ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں پاکستان آ کر کراچی میں مقیم ہیں۔ آپ کے دو عقد ہوئے ایک عقد طاہرہ خاتون دختر سید حشمت علی ابن حکیم سید شبیر علی ساکن محلہ جرٹھ ودیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ دوسرا عقد ذکیہ خاتون دختر سید ابرار حسین ابن سید یاور حسین ساکن محلہ جعفری (کھجوا) سے ہوا پہلی زوجہ سے چار دختر اور ایک پسر سید ہاشم رضا تولد ہوئے۔ دوسری زوجہ سے تین دختر اور چار پسر ۱۔ سید قاسم رضا ۲۔ سید آصف رضا ۳۔ سید عالم رضا ۴۔ سید جعفر رضا تولد ہوئے پہلی زوجہ کی ایک دختر بلقیس فاطمہ عرف بینن کا عقد علی متقی ابن سید شاکر حسین ساکن محلہ حقانی سے ہوا۔ دوسری دختر نور جہاں کا عقد سید کاظم حسین ابن سید اعظم حسین عرف دھنا ساکن محلہ بچیدرہ سے ہوا۔ تیسری دختر نسیم خاتون کا عقد سید مستفیض الحسن ابن سید محمد مستحسن محلہ قاضی گلی سے ہوا۔ چوتھی دختر صدیقہ خاتون کا عقد سید حسن محمد ابن سید اعظم حسین عرف دھنا ساکن محلہ بچیدرہ سے ہوا۔ دوسری زوجہ کی دختران ۱۔ جبیں فاطمہ ۲۔ ناہید اختر۔ ۳۔ نسیم اختر زیر تعلیم مقیم کراچی ہیں۔ (۴۳) **سید ہاشم رضا** ابن مولوی سید ثاقب حسین۔ تاریخی نام سید حاشم رضا ولادت ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء آپکا عقد سلطانہ نرجس دختر سید اختر حسین ساکن سرکے سے ہوا۔ یک دختر شہلا بانو اور دو پسر ۱۔ سید کاظم حسین ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں ۲۔ سید پرویز اختر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں تولد ہوا۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۴۴) **سید قاسم رضا** ابن مولوی سید ثاقب حسین تاریخی نام سعید النظفر ولادت ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء آپ کا عقد مہ جبین فاطمہ دختر حکیم سید امام علی ابن حکیم سید صغیر حسن ساکن محلہ جرٹھ ودیہ شفاعت پوتہ سے ہوا۔ ایک پسر سید سعید رضا ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء کو تولد ہوا۔ زیر تعلیم ہے (۴۳) **سید آصف رضا** ابن مولوی سید ثاقب حسین ولادت ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء زیر تعلیم مقیم کراچی (۴۳) **سید عالم رضا** ابن مولوی سید ثاقب حسین۔ ولادت ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء زیر تعلیم مقیم کراچی (۴۴) **سید جعفر رضا** ابن مولوی سید ثاقب حسین ولادت ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء زیر تعلیم مقیم کراچی۔ (۴۴) **سید شاکر حسین** ابن سید رونق حسین ولادت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء زوجہ کا نام نہ معلوم ہوا۔ کوئٹہ بلوچستان میں ملازم رہے۔ بعد از خرابی صحت ... لاولد فوت ہوئے۔ (۳۸) **سید حمایت علی** ابن سید عنایت اللہ جلیلے عقد نامعلوم ایک دختر منکوحہ سید قاسم ... لاولد تھی۔ آپ مفقود الخبر ہو گئے (۳۷) **سید کرم اللہ** ابن سید حیات اللہ آپ کا عقد دختر ... سید نجابت ... عرف ... ابن سید سعادت اللہ ملقب سید علی نواز خاں سے ہوا۔ تین پسر ۱۔ سید نثار علی لاولد

ع۲ سید نوازش علی لاولد ع۳ سید اصغر علی مفقود الخبر تولد ہوئے الغرض بلاعقب رہے۔

(۳۵) **سید قدرت اللہ** ابن میراں سید رحمت اللہ۔ صاحب عزت و دولت و منزلت و علم رفعت نیک عمل نیک سیرت۔ آپ کی ازواج اور دختران کا حال نہ معلوم ہوا۔ پانچ فرزند ع۱ سید سیف اللہ ع۲ سید خلیل اللہ ع۳ سید لطف اللہ ع۴ سید عطا اللہ ع۵ سید سعدی تولد ہوئے (۳۶) **سید سیف اللہ** ابن سید قدرت اللہ۔ بموجب نقل یادداشت منصبداران دستیاب شدہ از حاجی مولوی سید اعجاز حسن صاحب قبلہ منصب دار داخل چوکی تھے ان کے نام کے نیچے چار ہزار چھ سو سینتیس (۴۶۳۷) دام تحریر ہیں۔ لاولد رہے (۳۶) **سید خلیل اللہ** ابن سید قدرت اللہ بشرح صدر منصبدار جلو قدیم چار ہزار چھ سو سینتیس (۴۶۳۷) دام ان کے نام کے نیچے درج ہیں۔ (۳۶) **سید لطف اللہ**۔ بشرح صدر منصبدار جلو قدیم۔ ان کے نام کے نیچے چار ہزار چھ سو سینتیس دام (۴۶۳۷) تحریر ہیں۔ (۳۶) **سید عطا اللہ** ابن سید قدرت اللہ بشرح صدر منصبدار جلو قدیم آپ کے نام کے نیچے چار ہزار چھ سو سینتیس (۴۶۳۷) دام تحریر ہیں۔ (۳۶) **سید سعدی** ابن سید قدرت اللہ بشرح صدر

صاحبو! اس کتاب انوارِ قم کا یہ حقیر مولف بے علم و ہنر اسّی برس کا بوڑھا (جبکہ آنکھ، کان، دل، دماغ سب ہی جواب دے رہے ہیں۔ شکر للہ رب العلمین) جناب معصومین علیہم السلام کا اور قلمی و مالی اور زبانی معاونین کا جن کے تعاون سے یہ کتاب شائع ہو گئی۔ اور اس حقیر کی آخری حسرت پوری ہوئی۔

اس حقیر نے بڑی سوزشِ دل، خلوصِ نیت اور رقتِ نظر سے یہ خاندانی یادگار لکھی ہے۔ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو بجائے عیب جوئی و نکتہ چینی کے عفو و درگذر سے کام لے کر درست کر لیں۔ اور حقیر کو دعائے عافیت اور سورہ فاتحہ سے یاد فرمائیں۔

ممنون ہوں علامہ سید محمد رضی صاحب مدظلہ، مولانا سید محسن صاحب، مولوی سید محمد نبی صاحب، مولوی سید رضا لقمان صاحب اور خصوصاً مولوی سید علی ابن کاظم صاحب کا (کہ ان جناب نے بے حد دلچسپی سے اپنا بیشتر وقت کتاب کی اصلاح و تصحیح میں صرف کیا اور مقدمہ بھی لکھا)

نیز شکرگذار ہوں ان حضرات کا جنہوں نے خاص دلچسپی سے کتاب کی پیشگی قیمت عطا فرمائی۔ سید آفتاب احمد مسلم /۲۰، سید سردار مہدی الرضوی نید نیوری /۳۰، مولوی سید رضا لقمان صاحب /۱۵۰، سید حسن اختر صاحب /۱۰۰، سید تقی نواز صاحب /۱۰۰، سید صفدر رضا صاحب /۱۰۰، حاجی سید سرکار حسن صاحب /۵۰، سید محمد عالم صاحب /۵۰، علامہ سید محمد رضی صاحب /۴ اور ان کا بھی شکریہ جنہوں نے تصاویر کے سلسلے میں رقوم عطا فرمائیں۔ سید حکیم رضا صاحب /۲۵، سید عابد رضا صاحب /۲، سید محمد یوسف صاحب /۲۵، سید باقر رضا صاحب /۲۵، سید ذوالفقار حسین صاحب /۴، سید اصغر مسعود رضا صاحب، سید محمد طالوت صاحب /۳۔ جبکہ اس کتاب کے سلسلے میں تقریباً ساڑھے تین ہزار روپیہ خرچ ہوئے مولانا سید ابن حسن صاحب نے اعانت فرمائی کتابت کا تقریباً کل خرچ سید ابن حسن صاحب کا خصوصی شکریہ کہ انہوں نے کل اخراجات طباعت کا ذمہ لیا۔ ان ہی کی مساعی جمیلہ سے کتاب طبع ہوئی

اور میرے لختِ جگر سید علی نواز سلمہ کو خدا خوش رکھے کہ اس کتاب کے بیشتر اخراجات میری خوشنودی کے لئے انہوں نے ہی برداشت کئے۔

احقر الناس **سید صغیر حسن نقوی الرضوی**۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۳ء

کتابت

سید وقیع الحسن ابن سید مبارک حسین نقوی امروہوی

ضمیمہ

قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم

اس کتاب انوار قمر میں خاندان تقوی و دانشمندان کے مولانا الحاج سید انیس الحسنین صاحب مدظلہ کے حالات ہیں قائد مرحوم کے
مذہبی عقائد کی توضیح ہوتی ہے۔ اور میرے کرم فرما دوست جناب رحیم سومجی سابق سیشن جج (خوجہ شیعہ اثنا عشری) کو کتاب اور قائد کے حالات سے
دلچسپی ہے۔ لہٰذا جناب سومجی صاحب کے حسب فرمائش یہ ضمیمہ شامل کتاب ہے۔

سینکڑوں برس سے بے شمار عظیم الشان شاہنشاہوں عظیم الفکر فلاسفر و مفکرین عظیم المرتبت عقلا و حکما باکمال مشائخ عظام اور باخبر اکثر الناس
نے مذہب شیعہ اثنا عشری کی پیروی کرکے مذہب شیعہ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ ہر شخص نے اپنے ہی شرعی منافع عافیت اور عاقبت کی بہتری کے لئے اس
دین کو قبول اور منظور کیا اور اس مذہب کے پیرو کار رہے۔

اسی سلسلے میں قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان بھی ایک فرد تھے جنہوں نے بذاتِ خود بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد مذہب شیعہ اثنا عشری اختیار کیا
تھا۔ اور یہ کوئی عجوبہ روزگار بات نہ تھی (بقول مولانا سید ابن حسن صاحب مدظلہ جارچوی) قائد اعظم کا شیعہ ہونا کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی اور وہ
کھلے خزانے شیعہ اثنا عشری تھے۔ دشمن بھی اس بات کے قائل و معترف ہیں کہ وہ ایک بے باک اور حق گو طبیعت کے مالک تھے۔ منافق نہیں تھے۔ یہ کیسے ممکن
ہے کہ وہ مذہب جیسے اہم امر کو از راہ منافقت اپنے ہم نشینوں سے بھی پوشیدہ رکھتے۔ اس حقیقت سے ان کے سب ہم نفس (جن میں کے چند ہنوز بقید حیات ہیں)
پوری پوری طرح واقف تھے۔ کہ وہ خوجہ شیعہ اثنا عشری تھے۔ اور اب پچیس ۲۵ برس بعد یہ بحث بالکل فضول ہے کہ ان کا مذہب کیا تھا۔ مگر اتنا عرصہ گزر جانے کے
باوجود بعض زراق و چالاک لوگ خواہ مخواہ کسی نہ کسی حیلے حوالے سے قائد اعظم کو غیر شیعہ بنانے کی تگ و دو میں ہیں۔ سو واقعات تک کو بھی مسخ کرنے میں دریغ نہیں
کرتے۔ بہت سی امثال میں سے ایک یہ ہے کہ اخبار [illegible] (انگریزی) قائد اعظم نمبر ستمبر ۱۹۷۱ء میں کسی نامہ نگار صاحب کو [illegible] اخبار جنگ کے فائل یا کسی اخبار۔ کسی کتاب یا کسی
دستاویز میں قائد اعظم کا شیعہ ہونا تو نظر نہ آیا۔ محض قائد کی شیعیت کی نفی کی کوشش میں اردو کالج کراچی کے مجلہ برگ گل سنہ ۱۹۶۰ء میں کسی طفل مکتب کا یہ فقرہ
نظر آگیا کہ قائد اعظم کو علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم نے بنفسِ نفیس غسل دیا۔ جبکہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے۔

چونکہ اس واقعہ سے اس خاندان تقوی کے ایک معتبر و معزز شیعہ اثنا عشری عالم دین مولانا الحاج سید انیس الحسنین صاحب ممتاز الافاضل سابق
خطیب و معلم شیعہ دینیات سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی کا براہ راست تعلق ہے اس لئے کتاب سے دلچسپی رکھنے والے میرے کرم فرما دوست رحیم سومجی صاحب سابق
سیشن جج خوجہ شیعہ اثنا عشری کی خواہش پر تفصیل حقیقت درج ذیل ہے۔

جناب مولانا موصوف نے اس حقیر مولف کے خط کے جواب میں ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جو حقیقت نامہ بھیجا تھا اس کی نقل درج ذیل ہے۔

مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء۔ عزیزم مکرمی سید صغیر حسن تقوی الرضوی زاد لطفکم۔

سلام مسنون۔ آپ کے خط مورخہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ (۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء) کے جواب میں قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی تجہیز و تکفین و نماز میت کی
تفصیل روئیداد یہ ہے کہ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کی شب کو قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد رات کے تین بجے محترمہ فاطمہ جناح نے بیگم نصرت زوجہ الحاج عبداللہ ہارون
کے ذریعہ مجھ کو گورنر جنرل ہاؤس بلا کر خواہش کی کہ میں قائد اعظم کے مراسم تغسیل و تکفین وغیرہ کا بطریق شیعہ اثنا عشری انتظام کروں۔ چنانچہ میں نے سرکاری گاڑی
میں واپس ہوکر حاجی ہدایت اللہ عرف حاجی کلو غسال کو سوتے سے جگا کر قائد اعظم کی وفات کی خبر دی اور اس نے خوجہ اثنا عشری جماعت کے صدر و سکریٹری کو خبر
کرکے ان کی اجازت سے تمام سامان غسل و کفن فراہم کیا۔ صبح کو سرکاری گاڑی میں سب سوار ہوئے۔ اور میں سیٹھ رحیم علی چھاگلہ صدر جماعت اور

عبدالرسول سکریٹری جماعت کے ساتھ گورنر جنرل ہاؤس پہنچا۔ میں نے محترمہ فاطمہ جناح کی اجازت سے قائد کے کمرے کے ملحق غسل خانے میں حاجی کلو غسال اور اوران کے مددگاروں کے ذریعہ مرحوم کے مراسم تغسیل وتکفین شیعہ اثناعشری طریقے کے مطابق ادا کرائے بعدازاں قائداعظم کے کمرے میں نمازمیت میں نے پڑھائی جس میں ہاشم رضا صاحب ایڈمنسٹریٹر کراچی، سید کاظم رضا صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کراچی اور جناب یوسف ہارون صاحب وزیراعظم سندھ اور مسٹر آفتاب پسر حاتم علوی اور حاجی کلو وغیرہ شریک تھے۔ اس کے بعد میت کو راہداری میں رکھ دیا گیا تاکہ عوام اس مرحوم کا آخری دیدار کرسکیں اور میں تنہا میت کے سرہانے غمگسار بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ میت علموں کے سائے میں (جو بڑے امام باڑے کھارادر سے خاص اسی غرض سے لائے گئے تھے۔ اوران میں حضرت عباس علیہ السلام کا علم نمایاں تھا) فوجی گاڑی پر مقام دفن کی طرف روانہ ہوئی۔ وہاں لاکھوں آدمیوں نے علامہ شبیر احمد عثمانی [illegible] کی قیادت میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی اور مولوی سید غلام علی احسن مشہدی اکبرآبادی نے وقت دفن تلقین بہ طریق شیعہ اثناعشری پڑھی۔

(فوٹو کاپی شامل)

الاحقر سید انیس الحسنین نقوی الرضوی خطیب ومعلم شیعہ دینیات سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی ۱۲؍ستمبر ۱۹۴۸ء ۱۲؍ذیقعد الحرام ۱۳۶۷ھ

غسل وکفن کی یہ خبر اخبار وطن گجراتی کراچی۔ اخبار شیعہ لاہور اور سرفراز لکھنؤ اور رسالہ مجلہ کراچی میں شائع ہوئی۔ اور یہی حالات مولانا نے جناب ایم اے۔ ایچ اصفہانی صاحب کو ۱۹؍مئی ۱۹۶۹ء کو تحریر کئے (فوٹو کاپی شامل)

نیز مولانا نے محترمہ شیریں بائی خواہر قائداعظم کی درخواست سارٹیفکیٹ وراثت بعدالت عالیہ ہائی کورٹ سندھ بلوچستان نمبر ۱۱ سنہ ۱۹۶۸ء میں بھی یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کو یہی بیان دیا۔

جناب احمد علی مرچنٹ صاحب خوجہ شیعہ اثناعشری کا بیان ہے کہ میں اور بہت سے لوگ نماز ہوتے ہی فوراً اس کمرے میں پہنچ گئے تھے۔ جناب اسحاق صاحب ٹیکس کلکٹر، جناب محمد علی حبیب، جناب احمد علی حبیب، جناب ڈاکٹر محمد علی ، جناب ڈاکٹر کرنل جلال شاہ، جناب حسن علی پیر بھائی اور کئی آدمی پہنچے تھے۔

جناب سید ہاشم رضا صاحب نے ۵؍اپریل ۱۹۷۲ء کو اس مولف کو تحریر فرمایا ہے کہ میں قائداعظم کی اس نماز جنازہ میں شامل تھا جو مولانا سید انیس الحسنین صاحب نے پڑھائی تھی۔ یہ نماز اس کمرے میں ادا کی گئی تھی جو گورنر جنرل ہاؤس کے جنوبی زیریں حصے میں ہے۔ میرے برادر بزرگ سید کاظم رضا صاحب مرحوم بھی اس نماز میں شامل تھے۔ ۶؍ستمبر ۱۹۷۲ء کو دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں نماز صبح کے بعد مولانا سید انیس الحسنین صاحب نے قائداعظم محمد علی جناح اعلی اللہ مقامہٗ کی نماز میت پڑھائی تھی میں اس میں شامل تھا۔ دوسرے حضرات کے علاوہ میرے برادر بزرگ سید کاظم رضا صاحب مرحوم اور یوسف ہارون صاحب بھی اس نماز میں شامل تھے۔ (فوٹو کاپی شامل)

جنابہ محترمہ بیگم نصرت زوجہ حاجی عبداللہ ہارون صاحب نے ۵؍اکتوبر ۱۹۷۲ء کو مکتوب بنام مولف میں لکھا ہے، کہ میں تصدیق کرتی ہوں کہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو رات کے تین بجے میں نے مولانا الحاج سید انیس الحسنین نقوی الرضوی کو گورنر جنرل ہاؤس بلایا اور محترمہ فاطمہ جناح نے مولانا سے خواہش کی کہ قائداعظم محمد علی جناح کی مراسم تجہیز وتکفین بہ طریق شیعہ اثناعشری آپ ادا فرمائیں۔ پس تمام مراسم غسل وکفن مولانائے موصوف کی نگرانی میں بہ امداد حاجی ہدایت علی عرف حاجی کلو غسال ادا ہوئے۔ بعد نماز صبح مولانائے موصوف نے نماز میت بہ طریق شیعہ اثناعشری پڑھائی۔ جناب سید ہاشم رضا صاحب۔ سید کاظم رضا صاحب۔ آفتاب پسر حاتم علوی وغیرہ کئی آدمی نماز میں شریک تھے۔ دفن کے وقت مولوی سید غلام علی احسن مشہدی اکبرآبادی نے تلقین بہ طریق شیعہ اثناعشری پڑھی۔

جب مولوی سید غلام علی احسن مشہدی اکبرآبادی تلقین پڑھا رہے تھے تو جناب لیاقت علی خان مرحوم حضرت عباس کے علم کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اسلامی ممالک کے سفرا کھڑے ہوئے دیکھتے اور سنتے رہے۔

سوئم کے روز ایصال ثواب کے لئے مزار پر مجلس ہوئی مولوی لقا علی بدایونی اور مولانا عبدالماجد بدایونی نے مجلس پڑھی۔

سانحہ ارتحال کے اظہار کے بعد جناب قاسم علی وزیر صاحب ایڈیٹر گجراتی ذوالفقار کراچی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اخبار ذوالفقار کی ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء کی کاپی بھیج دی جس میں قائد اعظم کے نکاح نامے کی فوٹو کاپی افریقہ سے منگا کر شائع کی تھی۔ نکاح نامے میں صاف لکھا ہے کہ قائد اعظم کا نکاح ۶ رجب سنہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء کو شیعہ اثنا عشری طریقہ پر ایجاب و قبول ہوا۔ جناب سرکار شریعتمدار آقائی شیخ ابو القاسم نجفی مدظلہ دلہن کی طرف سے وکیل و نکاح خوان تھے اور جناب مہاراجہ محمود آباد سر محمد علی محمد خاں صاحب دولہا کی طرف وکیل و نکاح خوان تھے اور ایک یوروپین وکیل مسٹر کرن۔ دوسرے غلام علی سی سوجی خوجہ شیعہ اثنا عشری وکیل تیسرے شریف بھائی دیوجی خوجہ شیعہ اثنا عشری چوتھے عمر سوبانی سنی میمن ~~خوجہ شیعہ اثنا عشری~~ بطور گواہ موجود تھے یہ خبر جزئیت سے اخبارات میں شائع ہوئی۔ دیکھو اخبار سٹیٹسمین بمبئی ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء، دو گھڑی سوج گجراتی بمبئی ۲۴ فروری سنہ ۱۹۲۹ء ہندوستان اینڈ پرجا متر گجراتی بمبئی ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء، الہلال بمبئی اردو ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء، اثنا عشری بلیٹن گجراتی بمبئی ۱۴ فروری سنہ ۱۹۶۸ء۔ اخبار سن کراچی ۸ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء، ایوننگ سٹار کراچی یکم فروری سنہ ۱۹۷۰ء، لیڈر کراچی ۲ فروری سنہ ۱۹۷۰ء، اخبار ڈان کراچی ۳۰ فروری سنہ ۱۹۷۰ء، اخبار ملت گجراتی کراچی ۲۳ فروری سنہ ۱۹۷۰ء، جناب راجہ محمد امیر احمد خاں صاحب راجہ محمود آباد کا ٹیلی ویژن انٹرویو ۱۴ اگست سنہ ۱۹۷۰ء۔

قائد اعظم کے شیعہ اثنا عشری ہونے کے چند ثبوت اور ہیں: کتاب اظہار حقیقت ۲۰ فروری سنہ ۱۹۵۰ء، کتاب خطیب اعظم ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۷۰ء۔ اخبار رضا کار لاہور ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء، اخبار رضا کار ۳ مئی، ۲۰ تجرات سادات اپریل ۱۹۷۳، بمبئی کی لا رپورٹ ۱۹۰۹ صفحہ ۱۹۷ پر درج مقدمہ حاجی بی بی بنام آغا خان سر سلطان محمد شاہ میں آغا مرحوم نے بیان دیا تھا کہ خوجہ قوم پر ہندو قانون وراثت عائد ہوتا ہے۔ تو قائد اعظم نے سنہ ۱۹۳۷ء میں مجلس قانون ساز ہند میں یہ اقرار کیا کہ میں خوجہ شیعہ اثنا عشری ہوں اور خوجہ شیعہ اثنا عشری عقیدے والوں کے لئے شیعہ اثنا عشری قانون وراثت پاس کرایا۔ جو آج بھی نافذ العمل ہے۔

جناب ایم اے ایچ اصفہانی صاحب نے ۱۴ مئی سنہ ۱۹۶۹ء کو مولانا سید انیس الحسنین صاحب مدظلہ کو تحریر فرمایا ہے کہ جناب کے مکتوب ۱۹ مئی سنہ ۱۹۶۹ء کا نہایت ممنون ہوں۔ جس سے اس بیان کی تصدیق ہوئی جو قائد اعظم نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ اسمٰعیلی خوجہ تھے۔ لیکن انگلستان سے بیرسٹری میں کامیاب ہو کر واپس آنے کے بعد وہ جلد ہی اپنی مرضی اور فکر سے اثنا عشری ہو گئے تھے۔ اور اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ ان کی اس بات کو میں نے اپنی کتاب قائد اعظم میری نظر میں۔ بھی درج کیا ہے (فوٹو کاپی شامل) یہی بیان اصفہانی صاحب نے ہائیکورٹ میں بھی مقدمہ نمبر ۱ سنہ ۱۹۶۸ء میں ۸ اگست سنہ ۱۹۶۹ء کو دیا۔

قائد اعظم نے ۳۰ مئی سنہ ۱۹۳۹ء کے وصیت نامے کے مطابق محترمہ فاطمہ جناح مسٹر محمد علی چاگلہ، سولیسیٹر بمبئی اور نوابزادہ لیاقت علی خاں کو اپنی جائیداد ٹرسٹی تجویز کر دیا تھا جب قائد کا انتقال ہوا تو محترمہ فاطمہ جناح اور لیاقت علی خاں مرحوم نے ہائیکورٹ میں درخواست سا ٹیفکیٹ وراثت نمبر ۱۹۴۸/۵۵ میں حلفیہ بیان دیا۔ کہ قائد اعظم محمد علی جناح خوجہ شیعہ اثنا عشری تھے۔ اور ان کے ورثا بھی شیعہ اثنا عشری ہیں۔ لہذا ہمیں ان کے وصیت نامے اور خوجہ اثنا عشری قانون کے مطابق ان کی جائیداد کا ٹرسٹی مقرر کیا جائے۔ محترمہ شیریں بائی نے مقدمہ نمبر ۱ سنہ ۱۹۶۸ء میں ہائی کورٹ میں حلفیہ بیان دیا کہ قائد اعظم۔ محترمہ فاطمہ جناح اور ہم سب خوجہ شیعہ اثنا عشری ہیں۔ اور قانون خوجہ شیعہ اثنا عشری کے مطابق مجھے ٹرسٹی مقرر کیا جائے۔ شیریں بائی کے اسی مقدمہ میں عدالت عالیہ ہائی کورٹ کے جج جناب عبدالقادر شیخ نے P.L.D. پی ایل ڈی سنہ ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۵۶۴ لکھا ہے کہ محترمہ شیریں بائی نے محترمہ فاطمہ جناح اور نوابزادہ لیاقت علی خاں کے حلفیہ بیانات داخل کئے ہیں کہ قائد اعظم خوجہ شیعہ اثنا عشری تھے۔ اور جناب ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی صاحب نے حلفیہ بیان دیا ہے کہ " قائد اعظم اور ان کا گھرانہ قائد کی انگلینڈ سے واپسی کے بعد خوجہ شیعہ اثنا عشری ہو گیا تھا" سرفراز نظامہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء از سید مختار [illegible] نقوش راہ صفحہ ۹۲ سنہ ۱۹۵۰ء از سید اولاد حسین صاحب۔ مزید کوثر صفحہ ۲۳ از شیخ محمد اکرام صاحب، ایم اے